

مولے کے تہہ پاس چلا آیا۔ تم بھی بیٹے بہانے بنا دیکھے مولے کی زبردستی جس جتنا کر سکتی ہو اور مجھے اپنا تابعدار بنا سکتی ہو۔

وہ انکار میں سر ہلا کر دونوں ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی: "فار گاڈ ایک اسکی بنا کر نہ۔ مجھے ایسا کرنا ہوتا تو اب تک نہ جگلی ہوئی۔"

"ابھی تم نے اس لیے نہیں کہا کہ ایمان ہے۔ ہمیں یہاں بہت مرے تنک سا تھرا رہا ہے۔ تم آرام سے صاحب وقت دیکھو مجھے وہ کی زبردستی جس جتنا کر سکتی ہو۔"

"میں بیٹھ نہیں کروں گی۔ لیکن اب ایسے کا مثل نہیں وی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ مجھے سزا ضرور دو تمہارے ساتھ رہنے کی خوش فہمی رہیں کہ میں بدترین سزا لوگوں کی برداشت کرتی رہوں گی۔"

"اسکی جذباتی باتوں سے مجھے متاثر کرنے کی کوشش نہ کرو۔ مجھے وہ درد کیا تھا کہ وہ ان کو اپنے پاس نہ لے سکتی تھی۔ زندگی میں تو ہمگی اس اب کی زندگی میں دن کی دو ہوتی ہے۔ مجھے اس سلسلے میں بھی تم پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔"

"یہ شک ہے۔ تم بھروسہ نہ کرو۔ مجھے خود علم دینی میران کے سلسلے میں کیا کروں گا؟"

"میں اس کو دیکھتے ہوئے سوچنے لگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ان اپنی ان کے ساتھ کوئی کی چیز بنا گا کہ اس خصوصاً تھا کہ اس میں اسے وہاں سے نکال لاتا تو اسے انہیں دن تک وہاں صاحب کے ادارے میں نہ جاتا۔ کیونکہ ماں کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔"

"اور اگر اسے کوئی بنا گا وہ نکال کر کسی دوسری جگہ رکھنا چاہتا تو بہر دو یا چار اور برین ماسٹراس کی پوسٹیں پھر رہے تھے۔ ہمارے بدقسمتی سے اور حیوانی کی پھرگی مسامتت سے وہاں سے کڑھ چپ کر گئے تھے۔ میں ایسا کوئی خطر مول لینا نہیں چاہتا تھا۔"

"نوی میرے سامنے سر جھکائے میرے فیصلے کا انتظار کر رہی تھی میں نے کہا۔" میں ابھی نہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ اسی کاغذ میں رہوں گا لیکن ہم ایک انگل کرے میں رہیں اور میں کل تک یہ سوچ بیٹھ کر نہیں کروں گا کہ وہ ان کے سلسلے میں آیدے ہم پر بھروسہ کر سکا ہوں یا نہیں؟"

"اس نے جلدی سے کہا۔" بے شک، تم بھروسہ کر سکتے ہو۔ کیونکہ تمہارے پاس رہوں گی تمہاری ترقی ہی نہ رہوں گی۔ ابھی تمنا بدرد میں سونے جاؤں گی تو تم مجھے بھنگری پہنا دو، میرے کرے کا دردازہ باہر سے بند

کرد۔ تاکہ میں فرار نہ ہو سکوں۔ اگلے انہیں دونوں حکم مجھ سے بدتر نہیں قیدوں جیسا سلوک کرتے رہو میں برداشت کرتی رہوں گی۔ تم آئیے پورٹ بنگلہ ہو۔"

دو ہونے سے آگے تک گرفت پر گھسنے بیٹھے ہوئے یولی۔ "میں بڑی سے بڑی تمہا کر رہتی ہوں" ہمیں دھوکا نہیں دوں گی۔ تمہیں اس کی بھی بہانے سے وہ کی زبردستی میں جتنا کہیں کروں گی۔ مجھے تمہاری طرف سے جان کا خوف رہے گا پھر بھی میں چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔"

"میں آج سب آہستہ چلنا ہو اور دوڑنے سے بچنا پڑا وہاں سے پلٹ کر لاؤ۔" ٹھیک ہے، جب تک میں کوئی آڑھی فیصلہ نہ کروں تو دوسرے کرے میں رہوں گی، میں کل تک کسی نتیجے پر نہیں آتی۔"

"میں نے کرے سے باہر آ کر گھر کھرا کر اسے دیکھا پھر کہا۔" میں نہیں تیری نہیں ہٹاؤں گا۔ اس دوڑانے سے باہر سے بند نہیں کروں گا۔ میری اس اہلی غلطی پر نہیں شرم آنے تو ڈوب مرنا۔"

"میں نے وہاں سے دوسرے کرے میں آ کر دوڑانے کو اندر سے بند کر لیا۔ میری ڈی ٹی کرانے والا فریڈاشام کی تلاش سے بچنا چاہتا تھا اور میں نے اسے تاک لیکر ہی کر وہ کسی کوئی نہیں تھا۔ ابھی ضرورت پڑنے پر اسے میرا بیٹا جگا کر لے کر اور دل کا ایک ٹکڑا۔"

"نوی مجھے دھوکا دینی آتی تھی۔ میں چاہتا تو ڈی کو ابھی اپنی جگہ بناتا اور یہاں سے چپ چاپ چلا جاتا۔ وہ دھوکا نکالنا تھی اور ایک فیروز کے ساتھ وہ دن رات گزارتی تھی لیکن میں نے ابھی طرح اپنا قہقہہ دیا وہ اپنا قہقہہ سب محبت صرف میرے لیے تھا۔ یہ سنبھال کر گئی ہے۔ اس نے اس اجاوت میں بھی خیانت نہیں کی، ابھی مجھے دھوکا نہیں دیا۔ میں بھی ایسا کم ظرف نہیں ہوں کہ اس کی آہد کو اپنی ڈی کے آگے دو

کوڑی کا پاتا ہوں۔"

"ایک مرد سے ناقداری اور محبت کے معاملے میں وہ کسی دھبے کے بغیر تھی اور کوئی بھی اور میں اس کی پراسائی کو داند اور نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے اپنی ڈی اور دوسرے آکر کاروں سے اپنے کمرے سے ہونے کہا کہ وہ دوسری دور سے وہ کی گھرانی کرے رہیں۔ میں اس کے ساتھ باہر نکلتا تو وہ اس پر کڑی نظر رکھا کرتی۔"

"میں ایک ایسی چیز پتہ آرام سے بیٹھ گیا، مجھے آرام دسکن اور تھمائی کی ضرورت تھی۔ تاکہ میں دوسرے معاملات سے مت نکلوں۔ ایک اہم معاملہ برین ماسٹر کا تھا۔ وہ مجھے

کروڑ ہٹانے کے لیے مجھ پر تہا ہونے کے لیے میرے بچوں کو رپ کرنا چاہتا تھا اور میں چپ چاپ سر جگہ بناتا ہوا اگلے اگلے مایا کے اندر پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔"

"جیسا کہ بیان ہو چکا ہے برین ماسٹر نے ہریوے ملک کی حکومت میں آ کر آڑی میں اپنے ڈیٹا پیس بیٹھائے تھے۔ ان ممالک کے حکمرانوں کے جو قانون تھے۔ وہ اس میں نہیں تھے۔ اس کی کوئی رقم کے لیے کوئی اور کہ وہ ہو اس کی اصل کے اور ایسی جسامت کے ڈیٹا پیس وہاں بیٹھا رہے تھے۔ اس طرح ہریوے ملک کی آڑی میں جو بیٹھ کر اسے اس کی نہیں تھے۔ برین ماسٹر کے بنائے ہوئے ڈیٹا پیس تھے۔ ایسے طریقہ کار سے وہ تمام بڑے ملکوں کے حکمرانوں کی سیاست کو اور عالمی طاقت کو اور کروڑوں کو ابھی طرح سمجھنا رہتا تھا۔"

"ایک کوئی دیر تک بہرے ہریوے ہاؤس کے خیالات پڑھنے کا موقع تھا اور اس نے اس کے ذریعے ان تمام قانون سازوں کو تمام مجاز کے نام اور بچے معلوم کیے تھے، اور وہ درود رتہ انہیں آکر رکھنا ہوتی ان تمام اہم افراد کے اندر ترقی رہی تھی۔"

"میں نے الپا کے اندر ترقی پر چھما۔" میری بیٹی کیا کر رہی ہے؟"

"دو دانش ہو کر یولی۔" پاپا میں آپ کا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے امریکی نژاد کسی بڑی اور وہی نادر فرزند اور آڑی کے سمجھنے کے دماغوں میں جگہ بنانی ہے۔ اب میں ان کے اندر جاتی رہوں گی اور یہ معلوم کرتی رہوں گی کہ ان میں برین ماسٹر کے ذریعے کیسے امکانات ل رہے ہیں؟ اور وہ ان امکانات کے مطابق کیا کر رہے ہیں؟"

"میں نے پوچھا۔" وہ نہیں کوما رہنے والے کا برین کا کیا ہوا؟"

"وہ ابھی تک کوما میں ہیں۔ برین ماسٹر ایک ٹیبر معمولی قوت سماعت رکھنے والا آڈی میں داخلہ نہیں میں ہے۔ وہ ایک جگہ کر اپنے طرف سے ہانچ کھولتا اور تک کی باتیں یا آسانی صاف طور سے سن لیتا ہے پھر برین ماسٹر اور بہرے فریڈا پوکے اندر جاکر ان کی آڈی میں جاتا ہے۔"

"میں نے کہا۔" برین ماسٹر بہت زبردست تکنیکی استعمال کر رہے ہے۔ اس آڈی میں کے ذریعے ان لوگوں کی بھی باتیں سن رہا ہے جو یہاں کے ماہر ہیں اور اسے اپنے اندر آئے نہیں دیتے۔"

"اب وہاں کیا ہو رہا ہے؟"

"برین ماسٹر نے ڈاکٹر کے ذہن میں یہ بات پیش کی ہے کہ وہ رات کے دو بجے کو گمشدہ رہنے والوں کو ایسے انجینئرز کے گھن کے آخر سے وہ کوما سے نکل آئیں گے۔"

"اپنا نے امریکن آڑی کے ایک افسر کے اندر وہ کہے معلوم کیا تھا کہ ایک ڈاکٹر ان میں کوما میں رہنے والوں کی دلچسپی کمال کر رہا ہے۔ انجینئرز کے ذریعے ان کے اندر خوراک پہنچانا رہتا ہے۔ جس جگہ میں انہیں رکھا گیا ہے وہاں آڑی کے جوانوں کا سخت پہرا ہے۔ ان تینوں کے کمروں میں کسی والے افسر اور ایسی ہیں جن کے کمروں میں جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر ان تینوں کے پاس جانے کی اجازت ہے۔ وہ ایک آڑی افسر کی گھرانی میں ان کا ساتھ کرتا ہے۔ انجینئرز کے ذریعے ان کے اندر دوا میں اور خوراک پہنچاتا ہے۔ اس کے بعد ان کمروں سے نکل جاتا ہے۔"

"ڈاکٹر فریڈا سے ماں سروس کے کامپارٹمنٹ میں اس کا داغ خاصا نہیں ہے۔ برہاٹی سوچ کی لہروں کو نہیں سمجھ کر سکتا۔ اسی لیے وہ پوکا جانتے والے آڑی افسر کی گھرانی میں ان تینوں کو ماں سے ملائے کے پاس جاتا ہے پھر اپنے فرائض انجام دے کر واپس چلا آتا ہے۔"

"اپنا نے کہا۔" غیر معمولی قوت سماعت رکھنے والا آڈی میں پوکا گاہر ہے۔ اس کے باوجود میں اس کے داغ میں اس وقت بھی کی جب برین ماسٹر اور بہرے فریڈا وہاں موجود تھے۔ اس لیے اس نے میری سوچ کی لہروں کو کھنسن نہیں کیا۔"

"میں نے پوچھا۔" وہ یقیناً اس ڈاکٹر کے اندر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہوں گے؟"

"میں پاپا اور بیٹی کے چھپاؤ ڈی میں نے باہر اور برین ماسٹر کے اندر بلایا تھا اور انہیں اس ڈاکٹر کی آواز سنائی تھی۔ آڈی تھے ہی وہ اس کے اندر تھے گئے۔ میں بھی وہاں موجود تھی۔"

"میں نے پوچھا۔" امریکی ٹیلی فنی جانتے والے بھی خیال خرابی کے ذریعے اس ڈاکٹر کی گھرانی کر رہے ہوں گے؟"

"میں پاپا اس ڈاکٹر کے چہرہ خیالات نے بتایا ہے کہ امریکی ٹیلی فنی جانتے والے بھی کسی اس کے اندر آتے ہیں۔ اس سے ہمتی کرتے ہیں ان میں کوئی نہیں ہے۔ وہاں سے حالات معلوم کرتے ہیں۔ پھر چلے جاتے ہیں۔"

"اب وہاں کیا ہو رہا ہے؟"

"برین ماسٹر نے ڈاکٹر کے ذہن میں یہ بات پیش کی ہے کہ وہ رات کے دو بجے کو گمشدہ رہنے والوں کو ایسے انجینئرز کے گھن کے آخر سے وہ کوما سے نکل آئیں گے۔"

دسمبر 2006

بنائے گی۔ اہناب دلچہ بھی تبدیل کرے گی پھر چوتھی رات کو دیکھا جائے گا کہ شیطان اسے جمانکہ کی حیثیت سے پہچان کر اس کے قریب آئے گا یا نہیں؟

انوشے اسی رات بدل گئی تھی۔ بہرہ پنے بارے سے کہا تھا کہ میں اب انڈیا میں نہیں ہوں۔ پتا نہیں کس طرح قاہرہ پہنچ گئی ہوں۔ مجھے اطمینان ہے کہ میں اپنے ابو اہول کے پاس چلی آئی ہوں۔

بابر نے کہا تھا کہ دوسری صبح نارمل رہو گی تو میں تمہارے اندر آ کر باتیں کروں گا، ابھی کسی بھی پہلی فلائٹ سے قاہرہ جانے کے لیے ایک سیٹ حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

وہ ایک فلائٹ میں سیٹ حاصل کر کے دوسرے دن قاہرہ پہنچ گیا تھا۔ خیال خوانی کے ذریعے جمانکہ سے رابطہ کرنے کی کوششیں کر رہا تھا اور یہ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا کہ اس کی سوچ کی لہریں جمانکہ کے دماغ تک نہیں پہنچ پاری ہیں پھر ایسا ہی لگ رہا ہے کہ جیسے جمانکہ مردہ ہو چکی ہو۔

پچھلے دن بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ صبح سے شام تک انوشے کے دماغ میں پہنچ نہیں پایا تھا۔ ہٹکارتا تھا اور رات کو انوشے نے بتایا تھا کہ وہ پتا نہیں کس پراسرار فوت کے ذریعے قاہرہ پہنچ گئی ہے اور پچھلے تمام دن دماغی طور پر غائب رہی ہے۔

بابر نے سوچا کہ وہ پھر آج صبح سے شام تک غائب دماغ رہے گی۔ رات کی تاریکی پھیلنے سے پہلے ہی میں ابو اہول کے بت کے پاس جاؤں گا۔ وہ ادھر ضرور آئے گی۔

برین ماسٹر اور بابر کے لیے جمانکہ جتنی اہم تھی اتنی ہی دردر سہنی ہوئی تھی۔ انوشے بڑی کامیابی سے جمانکہ کا رول ادا کرنی آ رہی تھی۔ بابر بڑے فخر سے برین ماسٹر کے سامنے کہا کرتا تھا، کہ جمانکہ اس کی بہترین دوست ہے اور اس کی ہر بات اور ہر مشورے پر بے چوں و چرا عمل کرتی ہے۔

اس نے برین ماسٹر کو پہلے یہ بتایا تھا کہ جمانکہ انڈیا میں ہے اور اس کے ذریعے وہ عدنان تک پہنچ سکتا ہے اور ماسٹر نے کہا تھا فرہاد کی تقریباً تمام اولاد انڈیا میں ہے۔ ان سب کو ٹریپ کرنا ہے۔ اس کی کوئی ایک بیٹی اپنا ہماری صفی میں آجائے تو ہم فرہاد کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیں گے۔

برین ماسٹر اس بات پر جھنجھلایا ہوا تھا کہ میں نے ان کے تین امریکی ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو چھین لیا تھا اور انہیں کو مامیں پہنچا دیا تھا۔ میری وجہ سے وہ بڑے مصائب کا سامنا کر رہا تھا۔

”یعنی وہ آج رات انہیں کو مام سے نکال کر ان پر توحی عمل کریں گے، انہیں اپنا تابعدار بنائیں گے۔“

”جی ہاں، ابھی میں یہی کہنے کے لیے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔ آپ عالی یا کرنا کو میرے پاس بھیج دیں۔ ہم باری باری اس ڈاکٹر کے اندر رہ کر یہ دیکھتے رہیں گے کہ وہ لوگ کب توحی عمل کر رہے ہیں؟ ایسے وقت ہماری وہاں موجودگی بہت ضروری ہوگی۔“

”ٹھیک ہے، میں جا رہا ہوں۔ ابھی کرنا تمہارے پاس آجائے گی۔“

میں دماغی طور پر لومی کے کانچ میں حاضر ہو گیا۔ رات کے دو بجے تھے۔ میں دیے قدموں اپنے کمرے سے نکل کر لومی کے کمرے کے پاس آیا۔ اس کے کمرے میں روشنی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ جاگ رہی تھی۔ میرا اعتماد کھونے کے بعد اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔

میں نے اپنی ڈمی کے پاس پہنچ کر پوچھا۔ ”کیا ہو رہا ہے؟“

”سر! ہمارے دو آلہ کار اس کانچ کے آگے پیچھے موجود ہیں۔ صبح تک وہ ڈیوٹی پر رہیں گے پھر دوسرے دو آلہ کار آجائیں گے۔ میں ابھی سونے جا رہا ہوں۔ صبح اس کانچ کے قریب رہوں گا۔“

”ٹھیک ہے، تم نیند پوری کرو۔“

میں پھر دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ اپنے کمرے میں آکر کرنا سے کہا۔ ”میرے دماغ میں آؤ۔“

وہ فوراً ہی چلی آئی۔ میں نے پوچھا۔ ”کیا تم قاہرہ میں ہو؟“

”میں اس وقت فرمان کی حویلی میں ہوں۔ وہ بڑا ہی مہمان نواز ہے۔ اس نے مجھے واپس جانے ہی نہیں دیا۔ میں کلی یہاں سے جاؤں گی۔“

”ٹھیک ہے، ابھی تم الپا کے پاس جاؤ۔ وہاں تمہاری بہت ضرورت ہے۔“

”لیس یا پاپا! میں ابھی جا رہی ہوں۔“

وہ چلی گئی۔ میں نے اپنے بندرود کے دروازے کو اندر سے بند کیا پھر بستر پر آکر لیٹ گیا۔ اس کے بعد آنکھیں بند کر لیں۔ دماغ کو ہدایت دے کر گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

☆☆☆

تیسری رات بھی انوشے پر شیطانی حملہ ہوا تھا۔ اس کے نتیجے میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ انوشے عارضی طور پر جمانکہ کے روپ میں نہیں رہے گی۔ جمانکہ کے چہرے پر دوسرا چہرہ

ہیں کرتے والے دشمن آئے ان سب کی بھی حسرت تھی کہ کسی بھی طرح مجھے یا سونا کا کھٹے پیلے نہ بچھو کر دیں۔ ایسی حسرتیں ہماری ہونے سے پہلے ہی دیکھا تو دیا سے اٹھ جاتے تھے، ہمارے اس کے پردے سے نکل کر ہمارے پاس نہ دالے کھڑے ہوتے ہی جاتے۔

حالات تیار تھے کہ جلد ہی برین ماسٹریک شامت آئے، دلی سے اس نے میرے متعلق ہر ایک ڈی فریڈ (پار) کو لارگسب سے بڑی فٹلس کی قومی اور ہائیڈرنا کرنا تو یہ ایک بگ پر اسرار ہیں کہ رہتا اور بڑی ماسٹر سے اسے ڈیکٹیس میں ہر طرح تمام ہوا سے اور ہونے والے ممالک کے درمیان چپ چاپ سرگ بنا تا رہتا ان کی کروریوں سے کیلتا رہتا اور ان پر ہرے ہڑے سے کسی روک ٹوک کے بغیر حکومت کرتا رہتا۔

صحت برمانہ ذہن رکھنے والے خواہ کتنے ہی ضرور ہوں، کتنے ہی ذہین ہوں، وہ نہیں دیکھیں ایک فٹلسی ضرور کرتے ہیں اور وہی ایک فٹلسی ان کے زوال کی طرف لے جاتی ہے۔

ابھی کہ برین ماسٹریکل سے کام لے سکتا تھے راستے سے بنائے کہ جہانے خود راستے سے ہٹ جاتا۔ ان تین گوا میں رہنے والوں کی طرف سے باز آ جاتا اور ڈوڈی میں کے ذریعے انڈیا میں میرے بچوں کو فریب کرنے کی ہانگ نہ کرتا کھینچی کوئی بھی ضرور متعلق ہے۔ آجے ہر ہا کہ پیچھے جاتا ہے۔ پیچھے جتنے سے ان کی انگوٹھیں لپکتی ہیں اور غور کرنا سنیچا ہوتا ہے اور کوئی اپنا سر جھکا نہیں جاتا۔ مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ مرنانا چاہتا ہے، یا رڈو چاہتا ہے۔ برین ماسٹریک اب ہمارے پر آ رہا ہے اور ہوا گیا تھا۔

ہاں اس کے حکم کے مطابق بار بار جھلکے سے رابطہ کر رہا تھا۔ کھینچی کوئی ہم سے رابطہ نہ ہو سکتا تھا۔ قمارت کہ اٹوٹے نے یہ انکشاف کیا کہ اب وہ انڈیا میں نہیں تھا وہ یہاں سے اور تمام دن غائب رہا ہی ہے۔ اسے بتا سکتی نہ تھی کہ وہ کدوہ سرگرم تھا۔ کدوہ کھتی ہے؟

اسے اپنے کھینچا ہے اور کھینچی لاتی ہے۔ وہ جس قدر دواہیوں کے لیے تیار رہے گی اس قدر فرماہ کے خلاف اس کے کام آتی رہے گی۔

دالے تھے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے برین ماسٹر نے تمام ہڑے ہڑے ممالک کی آڑی میں اور سکران اپنی میں اپنے ڈیکٹیس پہنچائے ہوئے تھے۔ امریکا میں بھی ایک ماسٹر نے مشرق اور پری کا بھجروں میں اس کے آڑے آئی تھی۔ اصل قانون مشرق اور بھجروں کو کم کر دیا گیا تھا اور ان کی جگہ انہیں پہنچایا گیا تھا۔ وہ ہریلو سے اسے حمل ڈیکٹیس تھے کہ ان پر کوئی شبہ نہیں ہوا تھا۔

برین ماسٹر نے باہر سے کہا۔ ”میں امریکی قانون مشرق کے دماغ میں جا رہا ہوں۔ تم بھجرو کے پاس جاؤ اور ان کی خیریت معلوم کرو۔“

وہ دونوں خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے ان کے اندر پہنچے تو ایک دم سے چوک گئے۔ وہ یوگا جاننے والے آڑی اسرار نے کریمانا جیتنے ہوئے تھے۔ ان کا ہاتھ ہریکا جا رہا تھا۔ ان سے کہا جا رہا تھا کہ انہیں ان دونوں پر شبہ ہے۔ وہ دونوں ایسے تھے ہیں۔

دلی ایک افسر ڈیکٹیس قانون مشرق سے کہہ رہا تھا۔ ”تم ہریلو سے پہلے دکھائی دے رہے ہو اور سکران تمہاری ہریلو سے نکل ہو، ہریلو میں ہٹس نہیں ہیں۔“

بھجرو نے پرچھا۔ ”آخر آپ ہم پر کیوں شبہ کر رہے ہیں؟“

”میں ایک ایسے اہم شخص نے تمہارے خلاف رپورٹ دی ہے کہ تم اس کی بات کو بھلا نہیں سکتے اور اس کی رپورٹ بھی غلط نہیں ہو سکتی۔“

قانون مشرق نے کہا۔ ”اگر تم بہرہ دے ہو، تو اگر چہ بدل کر آئے تو ہماری انھیں کے نشانات بھی نہ بدلے۔ انسان لاکھ اپنا چہرہ اپنی شخصیت بدل لے لیکن انھیں کے نشانات ہمیشہ بدلے۔ اس کے نشانات ہمیشہ بدلے۔ آپ نے ہماری دس دس انھیں کے نشانات لیے اور وہ نشان ہماری ہی انھیں کے ہیں اور اس لیے ہیں۔“

ایک آڑی کے اسر نے کہا۔ ”موجودہ صدی میں ٹیکنالوجی اتنی تیز دواہی ہوئی ہے کہ ہاتھوں کی ہریلو کے نشانات بھی نکل جاتے ہیں اور بارہائی ٹیکسوں پر وہ نشانات اٹارنے کے بعد پلاسٹک سرجری کے ذریعے انھیں انھیں بچھڑا دیا جاتا۔“

بھجرو نے کہا۔ ”آپ لوگوں نے ہماری انھیں کا اچھی طرح جاننا ہے اور یہ جیتن ہو چکا ہے کہ ہماری انھیں کے جھلیاں چھڑی ہوئی ہیں۔“

ایک اور اسر نے کہا۔ ”وہ جھلیاں اتنی جنرل سے

ہیں ماسٹر کو اس ڈاکٹر کے اندر پہنچایا تھا۔ اس کو اہت پر حاکم چا چلا کہ ڈاکٹر کو کسی بہت ہی مختص انداز میں تمہیں گوا میں رہنے والوں کے پاس بھیجا جائے۔ وہ آڑی کے ایک ہوا جاننے والے اٹوٹے اسرار کے ہاتھوں میں آ جاتا تھا۔ انہیں انکشن کے ذریعے خوراک پہنچاتا تھا۔ ان کا ساتھ کرتا تھا کہ وہاں سے چلا آتا تھا۔ اس دوران میں وہ ہانگ گونگا جا رہا تھا۔ اسے ہونے کی اجازت نہیں تھی۔

برین ماسٹر اور ہارنے اس ڈاکٹر کے دماغ پر قبضہ ہوا لیا۔ اسے اپنا نلام کر لیا۔ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ آجہو ڈاکٹر وہاں جا کر انکشن کے ذریعے ان کے اندر خوراک نہیں پہنچائے گا، بلکہ ان تینوں کو اپنا انکشن لگانے کا کردہ ایک آجہو کھنے کے بعد کھانے کے نکلے گا۔ ایسے ہی وقت وہ ان تینوں میں نکل کریں گے۔ انہیں انہیں اور ان کا ساتھ بنا کر یہ بائیں ان کے دماغ میں نقش کر دیں گے کہ وہ بظاہر خود کو کھانا کھا رہے ہیں۔ آجہو منحن پانے کے بعد انہیں کسی طرح دبا سے نکالا جائے گا۔

اپنے اس منصوبے پر عمل کرنے سے پہلے انہوں نے آڑی میں اس کے دماغ میں کھینچ کر پرچھا۔ ”کوئی تازہ اطلاع ہے؟“

اس نے کہا۔ ”ہاں، ابھی میں فن کے ذریعے آپ کو اپنے پاس بلانے والا تھا۔ آڑی کے یوگا جاننے والے اسرار نے کہا کہ یہ لگاؤ کی رات کے بعد دہانے میں کھینچی جانے والوں کو گوا سے نکالیں گے۔ اور اس وقت تو کئی نکل کرے ان کے دماغوں کو گوا کر دیں گے تاکہ فریڈ اور دوسرے نکل جیتی جانے والے ان کے اندر کھینچ کر انہیں اور بھی کھینچتے رہیں کہ وہ تینوں کو مٹا کر ہڑے ہونے ہیں۔“

برین ماسٹر نے کہا۔ ”ہم تو ہمیں کچھ کر کے ضرورت میں ہے۔ ہم تمام کر دیں گے۔ جب امریکا میں کھینچی جانے والے اپنے ان تینوں ساتھیوں پر نکل کریں گے تو وہاں خاموشی سے موجود ہیں کہ دوسری آڈا اور اوبد ہونے کے ذریعے ان کے ہاتھوں کو گوا کیا جائے گا وہ ہمیں معلوم ہو جائے گا مگر ہم جب جائیں گے ان تینوں کے اندر کھینچی گئے۔“

اس وقت امریکا میں رات کا وقت تھا۔ امریکی ٹیلی ویژن چلنے والے دالے دیکھتے بعد اپنے ان تین گوا میں رہنے والے ساتھیوں کے اندر کھینچنے والے تھے اور ان پر نکل کر

سہیل واجت

چراغی گئی ہیں کمال کا گمان ہوتا ہے ہم آپ دونوں کی
 دسوں انگلیوں سے کمال اہرنی کے اس کمال کے لیے
 تمہاری اصل کمال ضرور دیکھیں ہوگی۔“

فانین سخر نے احتجاج کیا۔ ”یہ اس طرح ہے اگر شہر دور
 کرتے ہے تو کسی ایک الٹی کمال اہن کر دیکھیں۔ اگر ایک
 بھی انگلی پرکھتی ہے تو ہر چہ آپ کا شہر دور سے
 دہائی ہونی زیادت ہے کام ہوتے ہوئے سنا۔“

لیکن یہ سمجھنے میں پارہ تھا کہ میں اس کے بارے میں کہے
 معلومات حاصل کر رہا ہوں؟ مجھے کیسے معلوم ہوا کہ وہ برین
 ماسٹر کھاتا ہے اور وہ یہ سمجھ کر کہے جان گیا کہ اس نے امریکی
 فائنڈنگ سے کئی کروڑوں ڈالر کرایہ کر لیے ہیں اور ان کی بیگہ
 اپنے ڈیپٹیکس پیچھا ہے ہیں؟ یا نہ تو گورنر کی بات کی
 کہ یہ بات اس کا باپ اور اسے پیدا کرنے والی ماں بھی نہیں
 جانتی تھی۔

وہ بڑے اضطراب میں جھلا ہوا گیا تھا۔ بریٹان ہو کر
 سوچ رہا تھا۔ ”یہ فراڈ کیا رکھا ہے؟ کیا یہ کالا جادو جانتا ہے؟ کیا
 کراس اسٹریجی میں اپنے ہاتھ میں رکھنے والے قریبوں اور
 دام کی گواہیوں میں دیکھتے ہوئے رازوں تک پہنچتا ہے؟

پھر اس نے خود ہی اپنے خیالات کی ٹی ٹی کی۔ انکار میں
 سر ہلا کر سوئے لگا۔ ”کیوں، فراڈ کا قائل بابا صاحب کے
 ادارے سے ہے۔ وہاں کالا جادو اور کراس اسٹریجی معلوم
 والوں کو رقم ملنے کی مہماؤں میں دی جاتی۔ ان کا میں بیان
 لوں کرو وہ حاجت کے ذریعہ انہرے بھید معلوم کیے جاسکتے
 ہیں؟“

وہ حواس اداہ پرست تھا۔ وہ حاجت کو تسلیم نہیں کرتا
 تھا۔ اس طریق اور چمکنڈوں کو کھنسا جانتا تھا جس کے
 ذریعے میں اس کے اندر سرگم بنا رہا تھا۔

وہ ایک جھٹکتے مضمناوی کرتا رہا پھر کسی سمجھ نہ سکا کہ
 پیری کوشش کے خلاف اس کی کیا ہیں؟ اس نے گڑھی
 دیکھی ایک گھنٹے کے بعد اسے خیال خرابی کرنی تھی اور ان
 تین کو جاننے والوں کے ساتھ پیچھا تھا۔

ایسے وقت محل سے نکلیا گیا کہ صرف دشمن کے ہاڑے
 میں نہ رہے ناہنگی کا سہرا کہہ کر خود سے کہاں گھٹایا ہو
 رہی ہیں؟

انسانوں کی دنیا میں یہ ایک قابل انکار حقیقت ہے کہ
 کوئی بھی شخص اپنی تعلیمی سطح تک نہیں جاتا جس جب حالات کے
 جوئے کمزور پڑنے لگتے ہیں تب محض سوچنے پر مجبور کرتی ہے

سہیل واجت

میں اس کو کمال کہتا ہوں؟ اور مجھے تو میں بھی بریٹان ہو گیا
 ہوں۔ ڈیپٹیکس ڈیزے کے سواچ رہا ہوں کہ اس وقت کم
 بحث کو ڈیپٹیکس ماننا پیچھے ہے بارے میں سے معلوم ہو
 گیا؟ اور وہ یہ بتا ہے کہ آپ برین ماسٹر کھاتے ہیں؟“

”اب تو مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ ہمیں کچھ کرم
 سے کھیل رہا ہے۔ میں دور ہی دور سے دیکھ رہا ہے۔ حالی
 مطلوبہ ہے جیڑے تک ہم کراس اسٹریجی سے سمجھ رہا
 ہے۔ جیسے عدنان آباد تھوڑے ہاتھ آتے آتے کھل
 گیا۔ جھانک کر پچھلے میں دن اور نین راتوں سے چھین لٹے
 لٹے نہیں لڑی ہے اور وہاں سے اس کے نہیں آ رہی ہے۔ کیا
 ایسا نہیں سمجھتا کہ فراڈ کی طرح اسے کراس اسٹریجی
 اسے ہمارے کام آئے۔ کالوں میں دے رہا ہوں؟“

”اب تو اس کے بارے میں کبھی سوچا جا سکتا
 ہے۔ وہ کبھی کبھی کر سکتا ہے اگر آخرات بھی جھانکتا ہے
 سے طاقت ہوتی اور میرے ہاتھ میں تو میں نہیں کروں گی
 کراس اسٹریجی اور دور سے سمجھتا ہاں شائے دیکھ رہا ہے۔“

برین ماسٹر نے کہا۔ ”اب وقت ہو رہا ہے اسے ڈاکٹر
 کے اندر چلو، جو کما میں رہنے والوں کی کھانسی کتا ہے۔ ہم
 جلد ہی ان تینوں کے معائنے سے خست ہونے کے اس کے
 بعد ہماری پیریجی تریجی ہوگی کہ وہ ڈاکٹر میں پارس اہل ایٹمی
 اور کبریا کوڑ پیگیا ہے اور بعد میں کوئی بھی طرح حلش کھا
 جائے۔“

ہم نے کہا۔ ”آپ مجھ سے بہت زیادہ ذہین ہیں اور
 بہت زیادہ کم کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود میں
 ایک شہر دور سے جانتا ہوں۔“

”ہاں یوں..... کیا کہتا جانتے ہو؟“

”آپ اس وقت جہاں بھی ہیں۔ وہ چکر دار چموز دیں
 اور کسی خطہ کے آگاہ ہوں گے۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ
 کم بحث میں سے آپ کو دیکھ رہا ہوگا۔“

میں اس پر ایسا بھی پچھتا ہوا نہیں تھا کہ اتنی جلدی اس کی
 شرکاب تک پہنچ جاتا جس میں ان کے دل کی طرح دل تھے گئے
 اور ایسا طرح کم تھے۔ مجھے ایسا سبب کی طرح اسے
 حواس پر مستعد کیا گیا تھا۔

میں اس کو کمال کہتا ہوں؟ اور مجھے تو میں بھی بریٹان ہو گیا
 ہوں۔ ڈیپٹیکس ڈیزے کے سواچ رہا ہوں کہ اس وقت کم
 بحث کو ڈیپٹیکس ماننا پیچھے ہے بارے میں سے معلوم ہو
 گیا؟ اور وہ یہ بتا ہے کہ آپ برین ماسٹر کھاتے ہیں؟“

”اب تو مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ ہمیں کچھ کرم
 سے کھیل رہا ہے۔ میں دور ہی دور سے دیکھ رہا ہے۔ حالی
 مطلوبہ ہے جیڑے تک ہم کراس اسٹریجی سے سمجھ رہا
 ہے۔ جیسے عدنان آباد تھوڑے ہاتھ آتے آتے کھل
 گیا۔ جھانک کر پچھلے میں دن اور نین راتوں سے چھین لٹے
 لٹے نہیں لڑی ہے اور وہاں سے اس کے نہیں آ رہی ہے۔ کیا
 ایسا نہیں سمجھتا کہ فراڈ کی طرح اسے کراس اسٹریجی
 اسے ہمارے کام آئے۔ کالوں میں دے رہا ہوں؟“

”اب تو اس کے بارے میں کبھی سوچا جا سکتا
 ہے۔ وہ کبھی کبھی کر سکتا ہے اگر آخرات بھی جھانکتا ہے
 سے طاقت ہوتی اور میرے ہاتھ میں تو میں نہیں کروں گی
 کراس اسٹریجی اور دور سے سمجھتا ہاں شائے دیکھ رہا ہے۔“

برین ماسٹر نے کہا۔ ”اب وقت ہو رہا ہے اسے ڈاکٹر
 کے اندر چلو، جو کما میں رہنے والوں کی کھانسی کتا ہے۔ ہم
 جلد ہی ان تینوں کے معائنے سے خست ہونے کے اس کے
 بعد ہماری پیریجی تریجی ہوگی کہ وہ ڈاکٹر میں پارس اہل ایٹمی
 اور کبریا کوڑ پیگیا ہے اور بعد میں کوئی بھی طرح حلش کھا
 جائے۔“

ہم نے کہا۔ ”آپ مجھ سے بہت زیادہ ذہین ہیں اور
 بہت زیادہ کم کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود میں
 ایک شہر دور سے جانتا ہوں۔“

”ہاں یوں..... کیا کہتا جانتے ہو؟“

”آپ اس وقت جہاں بھی ہیں۔ وہ چکر دار چموز دیں
 اور کسی خطہ کے آگاہ ہوں گے۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ
 کم بحث میں سے آپ کو دیکھ رہا ہوگا۔“

میں اس پر ایسا بھی پچھتا ہوا نہیں تھا کہ اتنی جلدی اس کی
 شرکاب تک پہنچ جاتا جس میں ان کے دل کی طرح دل تھے گئے
 اور ایسا طرح کم تھے۔ مجھے ایسا سبب کی طرح اسے
 حواس پر مستعد کیا گیا تھا۔

میں اس کو کمال کہتا ہوں؟ اور مجھے تو میں بھی بریٹان ہو گیا
 ہوں۔ ڈیپٹیکس ڈیزے کے سواچ رہا ہوں کہ اس وقت کم
 بحث کو ڈیپٹیکس ماننا پیچھے ہے بارے میں سے معلوم ہو
 گیا؟ اور وہ یہ بتا ہے کہ آپ برین ماسٹر کھاتے ہیں؟“

”اب تو مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ ہمیں کچھ کرم
 سے کھیل رہا ہے۔ میں دور ہی دور سے دیکھ رہا ہے۔ حالی
 مطلوبہ ہے جیڑے تک ہم کراس اسٹریجی سے سمجھ رہا
 ہے۔ جیسے عدنان آباد تھوڑے ہاتھ آتے آتے کھل
 گیا۔ جھانک کر پچھلے میں دن اور نین راتوں سے چھین لٹے
 لٹے نہیں لڑی ہے اور وہاں سے اس کے نہیں آ رہی ہے۔ کیا
 ایسا نہیں سمجھتا کہ فراڈ کی طرح اسے کراس اسٹریجی
 اسے ہمارے کام آئے۔ کالوں میں دے رہا ہوں؟“

”اب تو اس کے بارے میں کبھی سوچا جا سکتا
 ہے۔ وہ کبھی کبھی کر سکتا ہے اگر آخرات بھی جھانکتا ہے
 سے طاقت ہوتی اور میرے ہاتھ میں تو میں نہیں کروں گی
 کراس اسٹریجی اور دور سے سمجھتا ہاں شائے دیکھ رہا ہے۔“

برین ماسٹر نے کہا۔ ”اب وقت ہو رہا ہے اسے ڈاکٹر
 کے اندر چلو، جو کما میں رہنے والوں کی کھانسی کتا ہے۔ ہم
 جلد ہی ان تینوں کے معائنے سے خست ہونے کے اس کے
 بعد ہماری پیریجی تریجی ہوگی کہ وہ ڈاکٹر میں پارس اہل ایٹمی
 اور کبریا کوڑ پیگیا ہے اور بعد میں کوئی بھی طرح حلش کھا
 جائے۔“

ہم نے کہا۔ ”آپ مجھ سے بہت زیادہ ذہین ہیں اور
 بہت زیادہ کم کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود میں
 ایک شہر دور سے جانتا ہوں۔“

”ہاں یوں..... کیا کہتا جانتے ہو؟“

”آپ اس وقت جہاں بھی ہیں۔ وہ چکر دار چموز دیں
 اور کسی خطہ کے آگاہ ہوں گے۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ
 کم بحث میں سے آپ کو دیکھ رہا ہوگا۔“

میں اس پر ایسا بھی پچھتا ہوا نہیں تھا کہ اتنی جلدی اس کی
 شرکاب تک پہنچ جاتا جس میں ان کے دل کی طرح دل تھے گئے
 اور ایسا طرح کم تھے۔ مجھے ایسا سبب کی طرح اسے
 حواس پر مستعد کیا گیا تھا۔

برین ماسٹر نے اس کے مشورے کو فوراً ہی مان لیا اور کہا: "تم ٹھیک کہتے ہو میں ابھی دیکھ چکا ہوں۔ تم اس ڈاکٹر کے پاس جاؤ۔ میں خود ہی بعد آ جاؤں گا۔"

وہ دلت سینما کے جگ سے اٹھا اور دوڑے۔ نیند سے بیدار ہو گیا تھا۔ چونکہ رات کے بارش ہو کر دوسرے کمرے میں گیا تھا۔ اس لیے وہ بچن کی کسی نہ کسی طرحی ایک تو میری عمر گئی کھینے کی طرح منانے کی؟ دوسرا کمرہ وہ جنسوں کی بھی خبر پڑ گئی کہ معاملے میں بہت مستحکم ہر حال میں ان کے بارے میں معلومات حاصل کرتی رہتی تھی اور اب تو اس نے پا کر ہونا معلوم اور تابعدار بن گیا تھا۔ اس کے ذریعے برین ماسٹر کی بہت سی مصروفیات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی گئی۔

اور دلت بھی وہاں کے دو باہر کے دو لوگوں کے علاوہ کوئی دوسری ماسٹر سے ہونے والی تمام باتیں سن رہی تھی اور یہ معلوم کر کے فخر حاصل کر رہی تھی کہ برین ماسٹر جیسا طاقتور اور پرامن شخص مجھ سے خود ذرا ہے اور مجھ سے بچنے کے لیے کسی خفیہ کارروائی میں کیا ہے۔

وہ میری ذہانت اور برتری سے اور زیادہ متاثر ہو رہی تھی۔ اسے مجھ پر عیار پڑا تھا۔ اس نے فون کے ذریعے رابطہ کیا پھر بی بی عاجزی اور نوبت سے پوچھا: "کیا تم سے ناراض ہو؟"

کہہ کر ناراض ہونا تو سب کا یہاں سے جا چکا تھا۔ میں نے کل رات ہی کہا دیکھا تھا۔ کہ تمہارے ساتھ دونوں کا مکر تم پر مجبور نہیں کروں گا۔ آخری بار ڈاکٹر اس کا کہ تم سب حد تک میرے ساتھ واپس آنا میرا کر دو گی؟"

"یہ تو تمہارا احسان ہے۔ مجھ نے اپنی اپنی تندرستی ثابت کرنے کے لیے سہا کرے ہو۔ میں نے آخری موقع ضائع نہیں کر دی۔ ابھی ایک بہت ہی ضروری کام کی بات کرنے آئی ہوں۔"

"وہ کام کی بات کیا ہے؟"

اس نے کہا: "میں ابھی بتا چکا ہوں۔ اسے ڈاکٹر انجکشن کے ذریعے نہیں کوما سے نکالے گا۔ وہ ان تینوں میں سے کسی کو بھی اس کے بعد ان کے دماغ کو کولاک کر دیں گے تاکہ برین ماسٹر ان تک نہ پہنچے۔ ان میں سے کسی کو بھی اس کے بعد ان کے دماغ میں سے کسی بھی حصے کو نکال دیا جائے۔"

"لیکن فراہارہ برین ماسٹر تو ان کے راستے میں رکاوٹ بن گئے۔ کیا میں بھی وہاں موجود رہا چاہے اور برین ماسٹر کو اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کا موقع نہیں دینا چاہیے۔"

"میں نے کہا تھا۔ مجھے ان کے معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم مجھ سے کم سے کم بات کیا کرو۔"

"آخر تک مجھ سے ناراض ہو گئے؟"

"میں نے یہ بھی کہا ہے کہ چنانچہ کم سے ناراض نہیں ہوں لیکن کم سے کم بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہم ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ ہر گھر سے دل ایک ہیں ہوں گے۔"

وہ میری باتوں سے ہنس پڑا اور کہا: "اس نے کہا۔" ٹھیک ہے مگر یہ کام کی بات نہیں کر سکتے ہیں۔"

اس نے کہا: "میں ابھی بتا چکا ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی دوسری بات کرو اور وہ کام ہو۔"

"ایک اور ہم معلومات فراہم کر رہی ہوں اور یہ ہے کہ برین ماسٹر سے یہی طرح خود ذرا ہے۔"

"کیا تمہارا ہونا وہاں کے کسی شخص سے خود ذرا ہے؟"

"تم ہو ہی ایسے کہ دشمن تمہارا نام سن کر کھرا جاتے ہیں۔ اسے امریکی افسران کے خیالات پڑا کہ معلوم ہوا ہے کہ تم اس کی خفیہ تنظیم "پینٹینس" افغانی کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ اس تنظیم کا سربراہ برین ماسٹر کہلاتا ہے۔"

"میں جیسے معلوم ہوا کہ برین ماسٹر نے یہ ساری معلومات امریکی افسران کے اندر بھی رکھ رکھی ہیں؟ اور یہ سب معلوم کرنے کے بعد مجھ سے خود ذرا ہے؟"

"میں نے پاس اس معلومات کا ایک بہت ہی اہم ذریعہ ہے۔ میں اپنے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے اپنا کرتی ہوں کہ میں نے جانی کواٹھرا کے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ میری اس ایک غلطی کو معاف کر دو اور میری معلومات سے فائدہ اٹھاؤ۔"

"میں نے اس کا اظہار کرنا اور اذیت دینے سے گریز کیا ہے۔ یہ بتاؤ کہ تمہاری معلومات کا اہم ذریعہ کیا ہے؟ تم برین ماسٹر کے بارے میں ایسے بات کر رہی ہو جیسے اسے ترسب سے دیکھتے ہو؟ اور اس کی باتیں سنو؟"

"ہاں۔" اس نے کہا۔ "میں برین ماسٹر اور باہر کی باتیں سن رہی ہوں۔ وہ دونوں تم سے خود ذرا ہیں۔ تم یقین نہیں کرو گے کہ وہ تمہارے بارے میں کسی باتیں کر رہے تھے؟ اور اب اس طرح تم سے فائدہ لینے والے ہیں؟"

"لیکن کونوں گا۔ تم زیادہ باتیں نہ بناؤ۔ سیدھے وہاں جا کر اسے جواب دو۔ تمہاری اہم معلومات فراہم کیا ہے؟"

"میں ابھی بہت اہم باتیں جا رہی ہوں۔ دوسرا کمرہ اجماع کے معاف کر دو گے۔"

"ٹھیک ہے، اگر وہ تمہارا بہت ہی اہم راز ہو گا اور تم ہاتھ دھو کر اس میں نہیں معاف کروں گا۔"

"تو تمہارے لیے پاس بلاؤ۔ مجھے گلے سے لگاؤ۔ میں ایک ایک بات کہنے والی ہوں۔ جس کی تم کو تم بھی نہیں کہنا۔"

اس نے مجھے جس میں جھٹکا کر دیا۔ اتنا تو یقین تھا کہ وہ ابھی کوئی بہت اہم بات کرنے والی ہے۔ اس کا کوئی اہم راز نہیں ہے۔ مجھے بیان کرنے کے بعد وہ میرا دل جت لینا چاہتی تھی۔

"میں نے کہا۔" وہ راز وہ کھلا ہے۔ میں آؤ۔"

وہ دھڑکی سے اٹھی۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے کمرے سے نکل کر وہ دوسری طرف میں آ گیا۔ پھر سے دروازے پر پہنچا، اسے اچھلی سے کھڑا وہ دیکھنا چاہا۔ میں اس کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ دوڑتی ہوئی آ کر میری گردن میں ہاتھیں ڈال کر مجھ سے لپٹ گئی۔

"میں پھر بظورت سے روئے تھی۔ میں نے کہا۔" میں ابھی تمہارے کسوٹی پھینچوں گا۔ پیٹھ مجھے وہ اہم راز بتاؤ؟"

وہ ریشماڑ آنسوؤں سے ڈھکی رہے تھے۔ وہ ہال میں آ کر اس میں تمہارے دھن باہر عرفی فراہم کر کے اندر آئی تھی، میں نے اسے اپنا تابعدار بنایا ہے۔"

"میں نے تیرا اپنی اور پہنچنے سے اسے دیکھا۔ وہ سکرار کر رہی۔" کیوں یقین نہیں آ رہا ہے؟"

بات میں ابھی بھی کھڑا رہتا تھا۔ اس کا ہاتھ اس کے اندر نہ جا سکی۔ ہارنے والی تو تانی کی حاصل کر لی تھی۔

وہ بولی: "مجھے یاد کرو۔ میں ابھی یقین دلواتی ہوں۔"

"میں نے اپنے چہرہ لیا۔ اپنے ہونٹوں سے اور چہرے سے اس کے آنسو پوچھنے لگا۔ وہ مکرر وہی کہنے لگی۔ میں نے کہا۔" میں نہیں جانتا کہ یہ بات میں نہیں بولی پہلے کام ہونا چاہیے۔ یقین دلانا۔"

"وہ ہلی۔" میرے اندر آ ہوا۔"

میں اس کے اندر بھی گیا پھر اس کے ایک مخصوص آواز میں اس نے کہا۔

اور اب دلچسپ تھی تا اور کہا۔" اسے ذہن میں نقش کر لو۔ میں نے اسے آزاد اور یاد دہی کے ذریعے ہار کے ساتھ کولاک کیا ہے۔ ابھی اس طرح میرے اندر ملاحظہ ہو رہی۔ میں اس کے اندر بھی جا رہی ہوں۔"

میں نے دوسرے ہی لمحے میں خود ہار کے اندر محسوس کیا۔ اس کے خیالات دہن پڑنے لگے۔ یہ میں جانتا تھا کہ امریکی میں بھی جانتے والے آج رات اسے تینوں ساتھیوں کو کوما کرنے والے ہیں اور ان کے دماغوں کو کولاک کرنے والے ہیں۔

اپنا دل کو رہا وہاں موجود تھی۔ باہر اور برین ماسٹر بھی ان کے اندر محسوس تھا اور یہ دیکھ رہے تھے کہ میں امریکی میں بھی جانتے والے اپنے ان تینوں کو ماسٹر رہنے والوں پر تو یہی عمل کر رہے ہیں اور ایک مخصوص آزاد اور دلچسپ کے ذریعے ان کے دماغوں کو کولاک کر رہے ہیں۔

معلومات حاصل کرنے کے بعد میرا دل غور پر حاضر ہو گئے۔ وہ پھر میری گردن میں ہاتھیں ڈال کر فخریہ انداز میں بولی۔ "کیوں۔" میری سیرک طرف نہیں کر کے میں نے ہار کو ذہن کے اس کو فراہم کرنے والے کو نام لایا ہے۔"

"وہ کونسا نام ہے؟"

"وہ ہلی۔" اور اور پڑا کام یہ ہے کہ تمہاری سب کرنے والے ذہن کے اندر نہیں پہنچا دیتے۔ تم جب غلطی سے جانتے ہو۔ اس کے اندر جا سکتے ہو اور جب چاہو اس کی موت مان سکتے ہو۔"

"میں نے ان کا نام پوچھا کہ کہا۔" تمہیں وہ میرے سامنے اور اسے مت کر چکا ہے اور میں کرنے والے کو اور زیادہ کرنا نہیں چاہوں گا۔ وہ برین ماسٹر تک پہنچنے کا بہت اہم ذریعہ ہے۔ ہم اس کے اندر جاتے رہیں گے اور ماسٹر کی مصروفیات سے گاہے وہیں سے رہیں گے۔"

"مجھے گھنٹی سے بہت بڑا کام تھا۔ جو فراہم کرنا مجھے پہنچ کر رہا تھا۔ اسے ذہن میں رکھنا اور بہت ہی ذہین اور خطرناک تھی۔ وہاں کو کھانا بنانا بھی تھی۔ کیا نام۔ انجام دینے کا سب سے بڑا انجام اس کے لیے ہے کہ تمہارے اسے میرا ہاتھ مبارک سے بھگداس سے اسٹاک کی یاد دہی لگا۔ اس نے پوچھا۔" اب تو تم نے مجھے دل کے معاف دیا ہے نا؟"

"ہاں۔ میں نے معاف کیا۔ میرے خزانے معاف کیا۔ میں جس میں جانتے ہوں گا بہت پیاروں کا گھنٹا نام کا قاتل احمد دوسرے ہی کمرے میں جانتے ہوں گا۔"

”میں بھی ضدی ہوں پر ادا تھا اور ادا حاصل کر کے
 یوں کہ اس کے ہاں چور خانات اور مسجد مسجد کو
 اس نے برین انزال کے ساتھ کسی بھی پانک سے اور کسی
 طرف وہ ادا نہیں تھا جسے کچھ کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے؟“
 یہ تو میں پہلے ہی ذکر کیا ہوں کہ برین ماسٹر اور باہر
 کسی طرح غیر معمولی قوتِ سماعت رکھنے والے آڈی ہی باہر
 کے ذریعے میرے جیسے کوئی چپ کرنا یا کسی طرح میں نے
 اپنی داستان کا کسٹل قائم رکھنے کے لیے جو ہاں میں پہلے کی
 جس میں وہ اب مجھے معلوم ہو رہی تھی اور یہ بہت اہم باتیں
 تھی جو میرے بچوں کو اپنے ساتھ لے کر کے اپنا قیدی بنا کر
 مجھے سامنے بہت ہی کمزور اور پتہ تو دار بنا دیا چاہتا تھا۔
 میں نے فوراً اپنا اور عالی سے کہا کہ وہ پارس کے داروغہ
 میں آ جائیں۔ چند کیڑے کے بعد ہی ہم پارس کے اندر
 تھے۔ اپنا نہ کہا۔ ”ابھی میں آپ سے رابطہ کرنے والی
 تھی خود ہی دیر پہلے تک ان کو مائن رہنے والوں کے اندر
 کردہ کے ساتھ کسی۔ کیا آپ وہاں کی پورٹ سٹاپ چاہیں
 گئے؟“
 میں نے کہا۔ ”جی ہاں مجھے اس کے متعلق کچھ معلوم
 ہے۔ اس پر اپنی نقلی جینسی جانتے والوں نے ان جینوں کو مائن
 رہنے والوں کے دماغوں کو جن آڈیوں اور اولب و دلچوں کے
 ذریعے لایا ہے۔ وہ سب مجھے یاد ہیں۔ میں ابھی ایک
 ضروری بات کہنے آیا ہوں۔“
 وہ سب تو جیسے سنتے گئے۔ میں نے کہا۔ ”برین ماسٹر
 کے دوست اساتذہ ہیں۔ ایک باہر کے مطلق تو تم سب ہی
 جانتے ہو۔ دوست اساتذہ اور خوش آڈی ہیں۔ وہ غیر معمولی
 قوتِ سماعت رکھتا ہے اور پانچ کلو میٹر دور تک ہونے والی
 باتیں صاف طور سے لیتا ہے۔“
 میرے تمام بچے یہ جانتے تھے کہ دنیا کے تمام ممالک
 کے کارڈز آدم میں میری اور ان کی کوششیں موجود ہے۔ اور
 اہلکار پر کارڈ آڈی اور ڈی پی کی سموت میں وہاں رہتا
 ہے۔
 میں نے کہا۔ ”برین ماسٹر اپنے اہل آڈی میں کون تو تم
 سب کی آڈی اور اولب دلچبہ سنائے گا اور آج کل میں اسے اپنی
 جینے کا کہہ سکتی کہ میری اس کی ایک ایک جینے میں چاہتا
 رہنے اور ہماری آڈی میں اس کے ہاں اسرار کا کار ہے کہ کہاں
 رہتے ہو؟ اور کیا کر رہے ہو؟“
 پارس نے کہا۔ ”بے شک، وہ اپنی غیر معمولی قوت
 سماعت کے ذریعے ہم تک پہنچ سکتا ہے۔ برین ماسٹر اور باہر
 سہنس واجت

اس کے ذریعے اپنے آکر کاروں کے ساتھ ہمارے بچے
 لکھنے کے لیے آئے تھے۔ اور میں نقصان پہنچاتا ہیں۔“
 عالی نے کہا۔ ”اس آڈی میں کون کو اپنے کا سب سے
 آسان طریقہ ہے کہ ہم اپنی آڈی اور اولب دلچے کو بدل
 لیں۔“
 میں نے کہا۔ ”تم میں لوگوں سے یہی کہنے آیا
 ہوں اس طرح آڈی میں تم لوگوں کی خلاصی میں نکلتا
 رہے گا اور اسے تمہاری وہ آڈی میں سالی نہیں دیں گی جو اسے
 سالی کی ہوں گی۔“
 الیا نے اسی سے میں آڈی اور اولب دلچ بدل کر
 کہا۔ ”تم نے کوئی سب آڈی اور اولب میں کا پانچ کسی
 بھنگہ تک نہیں پہنچ سکتا۔“
 عالی نے کہا۔ ”مسٹر! آڈی اور اولب دلچوں کو سائنس
 ہے؟ یہ تو پانک جینے ہی بدل جاتا ہے۔“
 وہ یہ باتیں آڈی اور اولب کے ریول رہی تھی۔ پارس نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔ ”تم دونوں نے تو آڈی اور اولب دلچ
 بدلنے میں ایک ڈراہم نہیں لگائی۔ کیا میں تم لوگوں سے پیچھے
 رہوں گا؟“
 وہ بھی یہ بات بدل دلچ بدل رہا تھا۔ میں نے پتہ نہ
 میں اس وقت جینا اس کو نہیں کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ
 اور اولب میرے پاس بیٹھ کر بیٹھ کر کچھ خوش ہو رہی
 تھی۔
 اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”کیا بات ہے مجھے؟ یہ بھی
 اپنی خوشیوں میں شریک کرو۔“
 میں نے اسے کہہ دیا۔ ”میں بہت خوش
 ہوں۔ وہ ادا ہیں میں پارس اور الیا اور عالی نے اپنی آڈی اور اولب
 بدل دلچ بدل لیا ہے۔ وہ آڈی میں ان تک کسی نہیں پہنچ
 پائے گا۔“
 اس نے پوچھا۔ ”اور کیا؟“
 ”میرا وہاں نہیں ہے۔ وہ اب صاحب کے ادارے
 میں ہے۔“
 ”برین ماسٹر اور باہر دلچہ کو یہ مجھے معلوم ہے کہ کیوں
 اپنے بچے عمران کے ساتھ رکھوں گے۔ وہ شاید ادرہ میں
 جائے گا۔ وہ میرے ساتھ ایک کلاب دلچ بدل دیا ہے۔ میں
 عمران کا وہ نہیں نہیں آتا۔ اس پر تو جی میں گریں تو وہ ایک
 آدھ کھینے میں ہی اس گل کے ساتھ لٹ جاتا ہے۔“
 وہ جگہ سوچ کر بولی۔ ”برین ماسٹر اور باہر جیڑے سے
 ہار چکا ہے کہ کہاں ہے پتے عمران کو تلاش کریں کہ اور آڈی

کے ہاں، انہاں وہاں ہے۔“
 میں اس وقت میں نہیں دیا۔ سب بات تم باہر کے
 حال سے چلتے ہیں۔ وہ برین ماسٹر کے ساتھ جو
 یہی جانتے گا وہ مجھے معلوم ہو جائے گا۔ جب وہ
 اپنی بات کہنے کی پانک کریں گے تو ان سے سخت لیا جائے
 اور امر کی نقلی جینسی جانتے والے اپنے ان تین
 ہائیوں کے دماغوں کو لاک کر کے مطمئن ہو گئے تھے۔ ان
 کے لئے یہی سب سے بڑی کمزوری تھی کہ ان کے لئے وہی اور یہ
 معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہے تھے۔ کوئی دشمن وہاں
 پہنچا اور یہ۔ کیا نہیں؟
 انہوں نے اپنی آڈی کے پانک
 جانتے والے افسران کو یقین دلایا کہ آج یہ وہی دشمن ان
 تینوں کے ساتھ نہیں پہنچ پائے گا۔
 ان کا یقینان عارضی تھا۔ آج یہ وہی دشمن ان کے ساتھ
 والا تھا کہ ان کے اندر باہر اور برین ماسٹر نہیں میں
 اور میرے نقلی جینسی جانتے والے بھی پیچھے رہتے ہیں اور اولب
 دلچ کو بھی لٹائی۔ سب ہی کے اندر لٹ جاتی تھی۔ جہاں کچھ
 کا سوچ نہیں تھا وہاں ہر گھنٹے پر طرے سے راستہ بنانے کی
 کوشش کرتی تھی اور وہ بہت کامیاب بھی ہوا جاتی تھی۔
 ہم دونوں نے شاید اپنا ہرگز نہیں ہونے کے بعد ناشتا
 مگر نے جہنگ کے۔ اس کے بعد اور تھا کہ سولہ گریڈ کے
 افلاقی حصے سے جا میں گئے۔ اس سال کے باہر پہلے برف
 بھی رہتی ہے۔ وہاں کی برف انہیں ہوتی ہے کہ اس کا ایک
 کے کھیلنا تھا۔ وہ ہیں ہو کر آئے ہیں۔
 میں نے پوچھا۔ ”جینیں اس کا ایک آتی ہے؟“
 ”ہاں، میں یہاں ہر سال آتی ہوں۔ میں نے اسے
 خاص تر فریڈنگ حاصل کی ہے۔ اب تو یہی مہارت سے
 اس کا استعمال کرتی ہوں۔ اور تم تو بہتر سولا ہو یعنی مہارت رکھتے
 ہو گے؟“
 فون کا برز بولنے لگا۔ ”فونی نے اسے اٹھا کر اس پر
 پھر بڑے پھر مسکراتے ہوئے بولی۔ ”اب مجھ سے بات کرنا چاہتا
 ہے۔“
 اس وقت ہمارے قریب ہی دی پر چہرہ کے بازار کا
 ایک منظر دکھایا جا رہا تھا۔ میں نے کہا۔ ”ڈرائی دی کے
 نزدیک جا کر اس سے بات کرو۔ وہ اندازہ کرنا چاہتا ہے کہ تم
 آج کل کہاں ہو؟ اور کسی کے ساتھ کسی طرح کی زندگی گزار
 رہی ہو؟“

وہ اندازہ کر ہی کے قریب جا کر مسکراتے ہوئے
 بولی۔ ”میں بھی تمہاری تمہاری تمہاری ہے؟“
 اس نے فون آن کر کے کان سے لگا کر کہا۔ ”بیلا
 باہر؟“
 دوسری طرف سے اس نے بہت ہی بے چین لہجے
 پوچھا۔ ”بیلا تو ہم اس وقت کہاں ہو؟ کچھ تو تمہاری؟ تم نے
 کہا تھا کہ شاید کمری ہو اور کسی خوش نصیب کے ساتھ کئی
 سون تانے کھیل جا رہی ہو؟“
 ”ہاں، میں نے کہا تھا لیکن تم اتنے بے چین کیوں
 ہو؟“
 ”دیکھو تو! ہم میری بہترین دوست ہو۔ میں نہیں
 چاہتا کہ کسی کے قریب میں جاؤ۔ تمہیں وہ خوش نصیب کون
 ہے۔ جس کے ساتھ تم کبھی دلچ وقت گزار رہی ہو؟“
 ”وہ جو کوئی بھی ہے۔ کیا تم مجھے ناناں بنی کچھتے
 ہو؟ اس کے خلاف پانچویں ڈیڑھ گھنٹے باہر بلڈ رہے ہیں کہ تم
 اسے دیکھتے ہی اسے باہر عاقل ہو گئی کسی سب سے پہلے میں
 نے تو جی میں گل کے ذریعے اسے اپنا معمول بنا ہوا رہا
 ہے۔ اس کے بعد شاید ہی ہے اور اب اس کے ساتھ وہ ان
 رات گزار رہی ہوں۔ کیا پھر میرے لیے کوئی غلظہ ہو سکتا
 ہے؟“
 ”نہیں، واقعی تم بہت محتاط رہنے کی عادی ہو۔ اور اپنا
 راز کسی کو بھی نہیں بتاتی ہو۔ مجھے کسی نہیں بتا رہی ہو کہ وہ کون
 ہے؟ اور اس کا کل کیا کہاں ہو؟“
 وہ بولی۔ ”فون کے ذریعے اور تمہارے آکر کار کے
 ذریعے اور اولب وہاں رہتا ہے اور ہم ایک دوسرے کے کام آتے
 ہیں۔ کیا تو کا کل نہیں ہے؟“
 وہ بولا۔ ”میں عمران ہوں تو ای وی ڈیہر کا سہتا ہے۔
 کرس ڈے قریب ہے۔ ان دنوں دنیا کے کچھ ہی دولت
 مند اور خوشین خوشان ہیں اور حضرت مولکولینڈ
 ہیں۔ وہ اس وقت اسکا ایک گنگے کھیل کھاتے کا بلڈ رہے ہوں
 گے اور کئی سون تانے والے تو وہاں ضرور جاتے ہیں لیکن
 ...“
 ”فونی نے مسکراتے پوچھا۔ ”لیکن کیا ہے؟“
 وہ بولا۔ ”میں جیڈ کیل عمران ہو رہا ہوں کہ تم کسی قریب
 ایک میں ہو۔ تمہارے قریب جو شور سنا رہی دے رہا ہے کہ کسی
 بھی آڈی اور اولب میں ہیں۔ اس سے تو جی میں اندازہ ہو رہا ہے
 کہ تم شام دن یا عصر کے کسی ہاڑ میں ہو؟“
 ”فونی نے تھہرانے کی ایک کھنگھرتے ہوئے کہا۔ ”اوہ

ہیں۔ ہنسی مومن منانے والے وہ ہیں کسی نہ کسی کالج میں دن رات گزارتے ہیں۔ اس بار تمہاں میں بنانے اور جھوٹ بولنے میں سراسر ناکام رہی ہو۔“

”بھئی! اب میں تم سے بحث کیا کروں؟ تم جو کچھ رہے ہو سمجھتے رہو۔ لیکن خبردار! قاہرہ کی طرف نہ آنا۔“

”اودہ نومی! میں تمہیں اپنی مصروفیات بتا چکا ہوں۔ یہ بھی کہہ چکا ہوں کہ جملہ سے میری دوستی ہے اور جملہ ابھی قاہرہ میں ہے۔ میں آدھا گھنٹا پہلے ہی ایک فلائٹ کے ذریعے قاہرہ پہنچ گیا ہوں۔“

”تم جھوٹ بول رہے ہو۔ ابھی یہ معلوم ہوتے ہی کہ میں قاہرہ میں ہوں۔ تم باتیں بنا رہے ہو۔ وہاں پہنچے نہیں ہو بلکہ اب میرا پیچھا کرنے کے لیے پہنچنے والے ہو۔“

”بانی گاڈ نومی! میں ایسا کچھ نہیں کر رہا ہوں۔ جملہ میرے لیے بہت ضروری ہے۔ میں اس سے ملنے کے لیے یہاں آیا ہوں۔ میں کبھی تمہاری طرف رخ نہیں کروں گا، اگر تمہیں کوئی اندیشہ ہے تو تم صرف دونوں کے لیے قاہرہ سے کہیں چلی جاؤ۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا پیچھا نہیں کروں گا۔ کروں گا تو مجھ پر پھر بھی بھروسہ نہ کرنا۔ مجھ سے دوستی ختم کر لیتا۔“

”ٹھیک ہے، میں دو چار دن کے لیے یا ایک آدھ ہفتے کے لیے دوسری جگہ جا رہی ہوں۔ جب مجھے یقین ہو جائے گا کہ تم یہاں نہیں ہو تو واپس آؤں گی۔ دراصل میرا لائف پارٹنر قاہرہ کے تاریخی مقامات کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرنا اور یہاں کی تاریخ پر ایک کتاب لکھنا چاہتا ہے۔ اس لیے میں اس کے ساتھ یہاں رہنے پر مجبور ہوں۔ بہر حال میں ایک آدھ ہفتے کے لیے یہاں سے جا رہی ہوں۔“

”شکریہ، میں بھی تم سے وعدہ کرتا ہوں، کل یا پروسوں یہاں سے چلا جاؤں گا۔ تمہارے شوہر کو قاہرہ کی قدیم تاریخ سے دلچسپی ہے۔ لہذا تمہیں یہاں آکر رہنا چاہیے۔“

”آئندہ مجھے کہاں رہنا چاہیے یہ میں خود ہی فیصلہ کروں گی۔ تم یہ بتاؤ مجھ سے کہنا کیا چاہتے ہو؟“

”تم یقین کرو۔ صرف تمہاری خیریت معلوم کرنے کے لیے رابطہ کیا ہے۔ تم سے یہ توقع نہیں ہے کہ اپنے کسی اہم معاملے میں مجھے شریک کرو گی۔ ویسے میں تمہیں الزام نہیں دے رہا ہوں۔ ہم تمام ٹیلی پیٹھی جاننے والے اپنے تمام معاملات ایک دوسرے سے چھپاتے ہیں۔ ویسے ایک بات بتاؤ گی؟“

”ہاں، پوچھو؟“

گاڈ! تم تو بہت ہی چالاک ہو؟ فون پر رابطہ ہوتے ہی سمجھ گئے کہ میں اس وقت مصر کے کسی شہر کے کسی بازار میں ہوں۔ میں اب فون بند کر رہی ہوں۔ اپنے آلہ کار کے اندر آؤ، وہیں بات ہوگی۔“

وہ فون بند کرتے ہی قبضہ لگاتے ہوئے میرے پاس آئی پھر میرے گلے کا ہار بن کر بولی۔ ”اودہ فرہاد! تم نے بد وقت اچھا آئیڈیا دیا۔ وہ کم بخت سمجھ رہا ہے کہ میں مصر کے کسی بازار میں ہوں۔“

پھر وہ اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔ ”اگر تم چاہو تو میرے اندر رہ کر ہماری باتیں سن سکتے ہو؟“

میں نے کہا۔ ”میں کچھ ضروری خیال خوانی میں مصروف رہنا چاہتا ہوں۔“

”تم تو دن رات خیال خوانی میں ہی مصروف رہتے ہو۔ تھوڑی دیر انجوائے کر لو۔ میرے اندر آ کر دیکھو کہ ہم کیا باتیں کرتے ہیں؟ اس کے بعد چلے جانا۔“

میں اس کے اندر پہنچا۔ وہ باہر کے ایک آلہ کار کے اندر پہنچ کر بولی۔ ”ہیلو، کیا تم موجود ہو؟“

”ہاں، تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ یہ دسمبر کا مہینا ہے۔ ویسے عرب ملک میں بھی اچھی خاصی سردی ہو گی؟ تعجب ہے کہ تم سویٹزر لینڈ کیوں نہیں آتیں؟“

”تم یقین نہیں کرو گے۔ میں سویٹزر لینڈ میں ہی ہوں۔“

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ ”کیا مجھے بالکل ہی نادان سمجھتی ہو؟“

ذرا گھبراہٹ کا اظہار کرتے ہوئے اور ہچکچاتے ہوئے بولی۔ ”وہ... بات دراصل یہ ہے کہ... میں جینوا کے ایک علاقے کے شاپنگ سینٹر میں تھی، وہ... وہاں ایک بڑے سے ٹی وی اسکرین پر قاہرہ کے بازار کا منظر دکھایا جا رہا تھا۔ میں تم سے بات کر رہی تھی اور تم نے یہ سمجھ لیا کہ میں کسی عرب ملک کے بازار میں ہوں۔“

”اچھا، تو تم جینوا میں ہو؟“

”ہاں، میں اب اپنی کار میں آ کر بیٹھ گئی ہوں۔ اور... اور اپنے ہونٹ کی طرف جا رہی ہوں۔“

بار بار قبضہ سٹانی دیا پھر اس نے کہا۔ ”تم تو مجھے بالکل ہی انارزی سمجھ رہی ہو؟ ایک تو تم ہنسی مومن منانے لگی ہو۔ ہم ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کے پاس بے حساب دولت ہوتی ہے۔ کیا تم ایسے وقت کسی ہونٹ میں رہو گی؟ نہیں، جینوا میں جو ٹھیل ہے۔ وہاں کے مناظر بہت ہی دل فریب ہوتے

”کیا تم صرف باقی موانع مٹا رہی ہو گی اور اس دوران میں کسی بھی معاملے سے وہ نہیں بھگتی؟ خیال خوانی نہیں کر رہی؟ اگرچہ پول سخت ہو تو مجھے تازہ کیا عدنان کے معاملے میں ٹھیک نہیں لے رہی ہو؟“

”تم کسی بھی ٹھیک یا غلطی جاننے والے سے پوچھ لو۔ وہ ایک دوسرے کے متعلق ہمیں میں جانتا رہتا ہے۔ یہ معلوم کرنا ہے جانتا ہے کہ کون اس وقت کیا کر رہا ہے؟“

”تو فرما لیں کہ یہ ہے۔“ جب میں ٹھیک متقی جانتی ہوں تو پھر میں بھی مجس میں جتنا راتی ہوں جب میرا محبوب لائف پارٹنر بھی ہو کر رہتا ہوں، معاملات سے وہ کبھی لپٹا رہتا ہے تو پھر میں خیال خوانی میں صرف وہی ہو کر ملو کرتی ہوں کیونکہ اس وقت کہاں ہے؟ اور کیا کرتا پھر رہا ہے؟ اور کیا مجس کے راز میں تم سے پوچھتی ہوں کہ عدنان سے کبھی لینے کے علاوہ اور کیا کرتے پھر رہے ہو؟“

”میری تمام دیکھی اور تمام تو تم صرف جھانک رہے۔ میں ہی اہل حال کی اور معاملے میں وہ کبھی لینے سے رہا ہوں۔“

”میں جھوٹ بول رہے ہو۔ فریاد کہ جتنے دشمن ہیں؟ خواہ وہ کبھی جتنی جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔ ان سب کی طرف سے کہہ کر عدنان کی طرف سے۔ سب ہی اسے تلاش کرنے سے ہیں۔ یہ کوئی نہیں مانے گا کہ تم اسے تلاش نہیں کر رہے ہو۔“

”تم ہاں یوں نہ بانو۔ اس سچے سے مجھے بری طرح متھا دیا ہے۔ میں اب کبھی طرح بھگھو ہوں کہ وہ تمہارے ہی لینے سے صرف لو کرتے ہیں۔ اسے ہی عدنان سے کہیں چھپا رکھا ہے۔ اس کا یہاں کے بعد ہی تم مطمئن ہو کر فریاد کرنا دیا ہے۔ تمہارے بعد بڑے آرام سے مومن مٹا رہی ہو۔“

”وہ سننے لگی۔ اس نے کہا۔ ”بہت خوش ہو رہی ہو یا ہونا راز دار بنا کر مجھے بھی خوش ہونے کا موقع۔ دو تم دوست میں گریہ کرنا شروع ہو۔“

”میں کبھی تمہارا ایک ہمسایہ نہیں ہوں؟“

”میں فریاد ہے۔ اپنا ایک ظاہر مٹانا جانتا ہوں۔ وہ اپنے ہوتے کی سلاستی اور حقیقت کی خاطر تمہاری بات مان جانے کا اور میرا مطالبہ نہ لے گا۔“

”کیا وہ تمہارا مطالبہ کر رہا ہے؟“

”جب تم تسلیم ہی نہیں کر رہی ہو کہ عدنان تمہارے لینے میں سے تمہیں کیا جانتا ہے؟“

”دشمن کروا کر وہ میرے لینے سے ہوتا تو فریاد سے کیا

”میں اب اس کا راز نہیں کہہ سکتی تو خوشی سے لپٹ پڑی۔“

”کیا فریاد سے پاس ہو جائی گی۔“

”وہ سچے نکلے سے بولی۔ ”اسکی کیا بات ہے؟ مجھے فوراً“

”میں یہاں کے جزائر سے رابطہ کر رہا ہوں۔ ابھی ہم یہاں سے جا نہیں گئے اور عدنان کو رات بھر نہ ہوگی۔“

”وہ خوشی سے کھینچ بولی تھا کبھی لگتی ہوتی تھی پھر آئی اور میری گردن میں ہاتھیں ڈال کر لپٹ گئی۔ میرے پیچھے میری گردن کو تھک جتکے سے چنے لگی۔ وہ مجھے جھجکا پاس ہو رہی کی اس کے پیچھے سے پر اپنا خون خست کیا تھا میرے سر توں کا میلہ کر رہا ہوا اور اس لیے میں وہ دوسرے سے آھر میرے وہ درجہ بیکر رہی ہو۔“

”میں نے کہا۔ ”میں تمہارے ساتھ ہانا جاؤ لطفات قائم کرنا نہیں جانتا۔ ہاں تاہم وہ اپنی تحریک حیات جانتا جانتا ہوں۔ اس لیے میں نے اتنا ہی فیصلہ کیا ہے۔“

”تمہارے فیصلے میرے لیے بہت بڑا امتزاج ہے۔ میں اسے زندگی بھر میں بھولوں گی اور ہمیشہ تمہاری دعا دار اور تاجدار رہوں کر رہوں گی۔ تمہیں کسی سر ملے پر کسی پہلو سے ناراض نہیں ہونے دوں گی۔“

”توئی! میں نے متعلق ہائز کر رہا ہوں اور یہ جائز ہو جائے گا۔ اس کے باوجود میرے ساتھ اس کی نظر نظر سے جاری اور زندگی بھر مکمل جائز نہیں ہوگی۔“

”تو تم مجھے تازہ کر کر طرح جائز ہو گی؟ میں اس پر عمل کر رہی گی۔“

”میں یہ تسلیم کرتی ہوں کہ؟“

”اس نے چونک کر مجھے دیکھا۔ ایک کبھی میری سانس لی پھر ہلے بندھے سے بولی۔ ”دل سے قبول کروں گی۔ ابھی قبول کروں گی۔“

”تو پھر جازم کرو۔“

”کیا تمہیں کیا تھا؟“

”پھر ایک بار تمہیں پوری طرح پاک و صاف ہونا پڑے گا۔ میں یہاں معلوم کرتا ہوں کہ کون کون کا عالم دین یا کوئی کافر یا چنانچہ دانا کاٹنی ہے؟ تمہیں؟ اگر وہ تو تمہیں اس کے سامنے تسلیم کر دے گی پھر مجھے سے کلام قبول کر دے گی۔“

”اگر میری کوئی بات ہو تو؟“

”تو پھر میں تمہیں سامنے سے ملتا ہوں کہ کون کون چھوڑا ہے۔“

”میرے دین سے متعلق وہ کتنے اپنی چند بنیادی بات میں نہیں سمجھاؤں گی۔“

”وہ مجھ سے ڈرا لگا ہوتی مگر پھر بھی لگی رہی اور بولی۔

”ایک بات کہوں؟“

”اب ضرور دیکھو۔“

”تم مجھے اپنے دین میں شامل کر رہے ہو اور میں بھی بڑے بندے سے اسلام قبول کر رہی ہوں تو جناب علی اسد الشہزادی کی کوئی کلامت نہیں ہوگی؟ وہ میرے دماغ میں ایک بری سچائی کو خود بخود گھسنے لگا کہ وہاں اعلان نہیں پڑھا سکتے؟“

”میں نے چونک کر اسے دیکھا بھر کہا۔ ”یہ خیال میرے ذہن میں کیوں نہیں آتا؟ دراصل میں یہ مٹا دی کسی پر ہی اہل ظالم پھر نہیں کرتا جانتا تھا لیکن اہل حضرت (جناب شہزادی) سے کوئی بات مجھے نہیں رہتی۔ میں ابھی ان سے رابطہ کر رہا ہوں۔ ویسے پہلے ہم تاجو کر پوری طرح پاک صاف ہو جائیں پھر ان سے رابطہ کیا جائے گا۔“

”ہم دونوں الگ الگ تاجو دم میں چلے گئے۔ چند روز کے بعد ہی ہم نے دوبارہ عہدت کے تقاضے پورے کیے۔ اور اس میں تیرے کیا بھر ایک کر کے میں آ کر اپنے سامنے بیٹھ گئے۔“

”میں نے اہل حضرت کو کھانا کیا۔ انہوں نے پوچھا۔ ”ہوں تو تم کوئی مشکل کو اپنے کلام میں لانا ہے ہو؟“

”میں نے کہا۔ ”میں نے اہل حضرت آپ سے دل کی بات سمجھی نہیں رہتی۔ آپ تو سب ہی جانتے ہیں۔ کیا میرا فیصلہ درست ہے؟“

”انہوں نے کہا۔ ”جو کام بھی جائز ہو گا۔ وہ درست ہی ہوگا۔“

”کیا آپ ٹی سے مطمئن ہیں؟ کیا وہ میرے ساتھ دیانت دار ہے اور کہہ دو دل سے اسلام قبول کرے گی؟“

”ہاں۔ میں مطمئن ہوں۔ اس سے کبھی میں ابھی اس کے اندر آ کر کلمہ پڑھاؤں گا لیکن اس سے پہلے تم اسے وضو کراؤ۔ یا بتاؤ ان اور ہم باہم نہیں سمجھتی ہوں گی۔ میں اس صفت کے بعد اس کے پاس آؤں گا۔“

”میں نے ٹی کو خوش خبری سنائی۔ ”اہل حضرت راضی ہیں اور ابھی اس صفت کے بعد تمہارے اندر آئیں گے۔ اس سے پہلے میں وضو کرنا چاہے۔ میرے ساتھ تاجو دم میں چلو۔“

”میں اس کے ساتھ وہاں آ جا پھر اسے سکھانے لگا کس طرح وضو کیا جاتا ہے۔ وہ میری ہدایت کے مطابق عمل کرنے لگی۔ وضو کرنے کے بعد کرا کھلا رہا وہ اذان لیا پھر اس

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

کرم سے کر آ کر بیٹھی۔

میں نے کہا: ”بوی اکی تمہارے لیے بہت بڑا اعزاز ہے کہ جناب علی اسد اللہ حمزوی کی تمہارا نکاح صحیح سے پڑھا رہے ہیں۔“

دو ہیرے ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے بولی۔ ”میرا دل خوف اور خوشی سے کباب رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت میرے اندر آنے والے ہیں۔ آج میں خود کو دنیا کی سب سے خوش نصیب گورت سمجھتی ہوں۔“

میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ پر ہاتے ہوئے کہا: ”ابھی مجھے تیرا نکاح سے پہلے بے ترتیب نہیں آؤ گی اور نہ ہی مہر دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں گے۔“

چونکہ بڑے بعد ہی اعلیٰ حضرت نوی کے اندر آئے۔ وہ خوشی اور خوف سے اور بڑے جذبے سے زور دیتی رہی ہوئی تھی۔ میں بھی اس کے اندر تھا۔

انہوں نے کہا: ”بچی! جوصل رکھو تم ایک نئی زندگی جاہلیت ہی جگہ تھی سے شروع کرنے جا رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ ہم بھرتے تھے۔“

میں نے کہا: ”کوئی بھی جائز کام بھی کچھ نہیں کیا جاتا۔ اس لیے اس وقت آسٹریلیا، عرب، اٹلی، نی کی اور کیرا جیٹے بھی ملتی جھٹکتی جانتے والے فریڈائی کھلتی ہیں۔ دو سب یہاں موجود ہیں۔ سوینا پارس اور افریسیں اور گواں شادی کے جہاز سفر جہاز تیار کیا ہے۔ تمہارے اسلام قبول کرنے اور نکاح قبول کرنے کی ایک ایک ہیرٹ ان کے پاس پہنچا رہے گی۔“

نوی نے قہار ہاتھ میں رکھی تھی۔ اس کی آنکھوں نے آنسو روانہ کیے۔ آنسو بھی کتنی کتنی گہری تھی میں آنے سے پہلے ہی اسے اسی لذت اور اندر پہنچا لگے۔

اعلیٰ حضرت نے کہا: ”آؤ بچی! اب خصوصاً ہم اللہ الرحمن الرحیم۔“

جیسا کہ نوی کے بارے میں جان دو چکا ہے وہ سوچا گی کہ ہم اصل کی اس سے بچیں گے سوینا کو اپنے ذہن میں قسور کیا تھا اور اسی کی طرح ذہن نے کی تربیت حاصل کرتی رہی تھی۔ اس نے ملتی جھکتی کا تسلیم کیا تھا اور اس کا ہفتہ خا ہے کہ خیال غمناکی کے دالوں کو زیادہ سے زیادہ نہیں آتی چاہیے۔ اس لیے وہ انگریزی میں فرائض بھی جڑتی تھی۔ اگر چہ اس نے بھی کلام پاک کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔

کبھی پڑھا نہیں تھا۔ قلم عربی اعلیٰ حضرت کبھی تھی اور عربی بولنے والوں کے لب و لہجوں کو بڑی آسانی سے کرتی میں لے لیا کرتی تھی۔

اس وقت اعلیٰ حضرت نے کہا: ”پہلا گھر بڑھو۔“ پھر انہوں نے اس پر زور دیا تو وہ ان کے ساتھ ساتھ پڑھنے کی کلام پاک کی ایک آیت بھی ان کے ساتھ ساتھ بڑی روانی سے پڑھتی تھی۔

پھر انہوں نے کہا: ”چونکہ تم اسلام قبول کر رہی ہو اس لیے میں تمہیں اپنی بیٹی جی بنا رہا ہوں۔ آج سے تمہارا اسلامی نام پتلی تیریز کی ہوگا اور تم کا تھمیریز کی کہلاؤ گی۔“

جب اس نے اسلام قبول کر لیا تو سب سے پہلے آند نے کہا: ”تھمیریز یا اتم اب مسلمان ہو۔ میں میں سے ایک ہو۔ میں تمہیں ایک نئی اسلامی زندگی کی مبارک باد دیتی ہوں۔“

اپنا نے بھی مبارک باد دی۔ اعلیٰ بی بی نور کیرا نے کہا: ”ابھی طرف سے بھی مبارک باد قبول کر لی۔ ابھی نکاح پڑھا جاتا ہے گا۔ اس کے بعد ہم ہمیشہ آپ کو اپنی ہی کہاں کر لے گے۔“

پھر جناب حمزوی نے میرا اور اس کا نکاح پڑھا۔ ہم نے ایک دوسرے کو لٹی کیا۔ سب ہی میں مبارک باد دینے لگے۔ اعلیٰ بی بی نے کہا: ”میں نے نما کو یہ ماری ہاتھ تارتی ہیں۔ وہ بھی مبارک باد دے رہی ہیں اور وہی طور پر ہی کو مبارک باد دینے لگے۔“

خوشی کے مارے تھمیریز کی آنکھوں سے آنسو اس طرح بہ رہے تھے کہ کونک نہیں سے۔ وہ بولی: ”عالی اور کیرا یا میں نے ہاتھ میں تمہاری تمنا سے بڑی خوشی کی ہے۔ میں سخت فرخندہ ہوں۔ انہوں نے مجھے لٹی کیا ہے۔ میں کسی دل سے کان پر یاد آ کروں؟ اور کسی طرح ان کے قدموں میں جا کروں؟ میں بیشک تمہاری تمنا کے قدموں کی خاک بن کر رہوں گی۔“

جناب حمزوی نے کہا: ”ایک باپ اپنی بیٹی کو کسی کے ہاتھ دینے کے برابر ہے۔ تمہارا کہہ دو تا ہے۔ میں اپنی بیٹی تھمیریز کو ایک بہت بڑا اعزاز دے رہا ہوں۔ آج سے باہا صاحب کے ادارے کا روادار تھمیریز کی کے لیے کھلا رہے گا۔“

پہلے ہی ناخوشی سے پنج بار چھوٹ چھوٹ کر رونے لگی اور کہنے لگی: ”ہائے۔ میں اس حال میں ہوں۔ مجھے اتنا بڑا درد کیا جا رہا ہے۔ کتنا دکھ دیا جا رہا ہے۔ اتنا دکھ پڑ رہا ہے۔“

”اے اللہ! مجھے عمل کیوں نہ آتی؟ میں نے بندوں کو دیکھا اور سنا اور کیا؟ اللہ تعالیٰ تیرے بندوں کو عاف کیا ہے۔ تو مجھے بھی عاف کر دے۔“

”وہاں جا رہی کی۔ اور روٹی جا رہی کی۔ نکاح میں ہوئے۔ والے تمام افراد اور سبھی طرح مجھے گھر کے باہر سے اس پر مسلط ہیں۔ اس لیے وہ ہر طرف سے جھڑاؤ دہاں سے رخصت ہو گئے۔ ان کے ہاتھ ہی میں نے اسے اپنی طرف کھینچ کر اپنے سے لگا لیا اور ۷۰ روپے کے آنسو پڑ گئے۔“

عالمی اور ایمان علی کی ملاقات ہونے سے دو ڈرامائی آغاز میں ہوئی تھی۔ وہ دونوں حیدرآباد میں تھے۔ ایمان علی کے متعلق کچھ تفصیلات پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ وہ خاندانی رکھن تھے۔ جب اس کے بچنے کو نہی اور اعلیٰ حضرت سے اس کے علم میں کچھ بوجھ پیدا ہوا تھا اور وہ روتے روتے علم حاصل کرتا رہا تھا۔ جو سبھی علمی ملاحظت بدعتی تھی۔ ویسے ویسے وہ علم تعلیمات کے حوالے سے زانجی بنانا لگا۔ پڑھنے کیوں کو پڑھا اور چروں اور آنکھوں کو رومنا سمجھتا رہا۔ کچھ تو اس کی سن گئی اور کچھ خدا اور ملاحظت بھی جن کی سمجھ میں اس نے اس تمام علوم میں مہارت حاصل کر لی تھی۔

عالمی حیدرآباد سے کبھی جانا چاہتی تھی۔ ایمان علی نے بیٹی کی ملاقات میں چینی کوئی کی۔ ”تمہی نہیں نہیں جاسکو گی۔ میں خود جانا پتا ہوں اور شاید میں بھی نہ جاسکوں۔“

بعد میں اس کی بیٹی کو فرست دیا۔ وہ بیٹی کی ان دنوں سے کبھی جانی والی ملاقات کے ٹکٹ ضرورت مند جانیوں کے رخصتے داروں کو دے دیتے تھے۔ تاکہ وہ حج کرنے والوں کو کبھی تک جا کر اور ان کھینکے۔

دو خور اور تھمیریز اور ہاڈی بلڈر تھا اور وہ بھی بہت درست اور قابل تھی ملاقات میں انہوں نے کھینکے والے ملازموں سے مقابلہ کیا تھا۔ بڑی ہی مہارت نہانگ کا مظاہرہ کیا تھا۔ حکمرانے والوں کو درست آغاز میں قسمت دی تھی۔ یہ ماری ہاتھ میں کھینکے گا۔ اس لیے سناڑ ہونے لگی۔ کچھ چرچہ اور فطرتوں کے مقابلہ کر کے کھینکے گئے۔

ایسی کی ملاحظت کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ چپ چاپ ایمان علی کو زانی رہی تھی اور یہی اس کے ہاتھ تھپا تھا کہ وہ خیال غمناکی سے اور پڑھتی تھمیریز کی بیٹی سے۔

دو ایمان علی کے ساتھ اس کی گھر لڑائی میں گئی تھی۔ وہ دکن کے لوگوں کے خانہ سے رخصت رکھتا تھا۔ ان کا روک

رکھا تو اور ان کی شان و شوکت لوہوں تھی۔ ایمان علی کی تھا اس کا بچا اور اعلیٰ حضرت ایک بہت بڑی ٹیوٹیکہ تھی تاکہ ہاتھ کر دے جتی ہونے کے باوجود اپنے بچے ایمان علی سے دشمنی نہ لگتا تھا۔

عالی ایمان علی کے ساتھ اس کے گلے میں آئی تو اس کی ماں اور بیوی نے بڑی گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا۔ اس کی والدہ نے اسے گلے سے لگا کر ہونے کہا۔ "بہن چہا بیٹا بیچ بکھڑا تھا کہ آج اس کی زندگی کی ایک بہت ہی حسین لڑکی آئے گی اور اس نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تم اس پر اصرار کرو گے تو ہمارے گھر ضرور آئی اور دیکھو! میرے بیٹے کا علم کتابت ہے۔ اس کی ہر بات درست ہوتی ہے۔"

ایمان علی کی دونوں بیویوں نے بھی اسے گلے لگے باہر بھاگا کہا۔ "آئیے، میں نے پہلے سے آپ کے لیے ایک کمریٹ کر دیا ہے۔ پہلے آپ غسل کر لیں پھر مس ہل کر دو پہر کا کھانا کھا لیں گے۔"

والدہ ایمان علی کے ساتھ شاہک کرتی ہوئی آئی تھی۔ اپنے لیے چند جوڑے اور ضرورت کا سامان خرید لیا تھا۔ اس نے ذاتی درم دم میں جا کر غسل کرنے کے دوران میں ایمان علی کی والدہ اور اس کی بیویوں کے خیالات پر ہنسے چا اچھا کلام کہا۔ ایمان علی کے چچا سے بہت پریشان ہیں۔ اس کے چچا کا وہب جو ان پر چاہتی ہے اس کی بیٹیوں کو پریشان کرتا ہے۔ وہ بیٹا اپنے باپ سے مختلف ہے اور ایمان علی کی بڑی بہن کولڈ و جان سے چاہتا ہے۔

وہ سب ایک ہی دادا کی اولاد تھے۔ پر رشتہ آسانی سے ہو سکتا تھا مگر صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ کون کر دے گا۔ نایاب میرے چچا ہرات تھی کہ بیٹھیں دیے جائیں تو وہ اسے اپنی بہن بنانے کا اور رشتہ خوب نہیں سمجھتی۔

عالی نے ایمان علی کی بڑی بہن ذبیحہ القسا کے اندر چل کر اسے ٹھوڑی دم کے لیے قابغہ دماغ بنایا اور دونوں کے پاس آکر بیورو اٹھا کر اپنے چچا زاد مہاشی نواب عظیم الدین سے رابطہ کیا۔

دو خوش ہو کر بولا۔ "ذوب القسا! تم نے پہلی بار مجھ سے رابطہ کیا ہے۔ میرا اور خوش ہو گیا۔ میں اس خاندانی بیٹھوں سے ڈرنے والی اور زور پڑنے والی نہیں ہوں۔ شادی کروں گا تو تم سے نہ ساری عمر تمہارا اصرار کروں گا۔"

ایسے وقت عالی نے اس کے دماغ کو کھینچ دیا تو ذبیحہ القسا چونک گیا۔ اپنے ہاتھ میں ریسپورٹر لیکر اور نواب عظیم الدین کی آواز سن کر پریشان ہوئی۔ سوچنے لگی کہ اس نے اپنے اختیار سے ان پر رابطہ کیا ہے۔ "میرے دل میں بھی تو ان کے لیے بہت جگہ ہے۔ میں ان کے لیے ہی

سوچتی رہتی ہوں۔ میرے خیالات نے مجھے بے اختیار ان سے رابطہ کرنے پر مجبور کر دیا۔ ہائے، مجھے تو یہ سوچ کر شرم آ رہی ہے۔ میں نے پہلے میں اسے گلے سے لگا کر کہا تھا۔ ہارنا نہیں دینا کیا ہے۔ وہ کیا سوچ رہے ہوں؟"

عالی نواب عظیم الدین کے اندر چلنے کی اس کے خیالات پر ہنسنے لگی۔ وہ ایک پختہ ذکاوت کا مالک تھا۔ دل سے ذبیحہ القسا کو اپنی شریک حیات بنانا چاہتا تھا جو کمرہ لیا حالات سے مجبور تھا۔ کروڑوں کا کاروبار تھا جو ان کے اپنے نام کر رکھا تھا۔ وہ باپ سے بددلت نہیں کر سکتا تھا۔ قدر سوا بیچ باپ کے حزان کے مطابق تھا۔ کاروبار پر قبضہ بنانے کے لیے باپ کی ہاں میں ہاں ملایا کرتا تھا۔

نواب غیاث الدین ایک تو دولت مند تھا پھر یہ کہ ملک کی برسر اقتدار پارٹی میں شامیٹھل آہلی کا ایک رکن تھا۔ اس پارٹی کے لیے بڑی اہمیت رکھتا تھا۔

ایسے طاقتور صنعت کار اور سیاست دان زور زور دیتی سے کامیابیاں حاصل کرنے کے لیے خطرناک خطوں ضرور پالتے ہیں۔ عالی نے نواب عظیم الدین کے ذور سے اسے باپ نواب غیاث الدین کی آواز اور دل دیکھ کر سنا پھر اس کے اندر چلنے لگی۔

یہ کہنا چاہتا ہے کہ وہ صحیح وقت پر پہنچی۔ نواب غیاث الدین سوچ رہا تھا کہ ایمان علی کو بیٹھ کے لیے ختم کر دیا۔ اس کے بعد ان اور بیٹھ سے یاد دہکار ہو جائیں گی تو وہ اپنے مطالبات کے مطابق ذبیحہ القسا کو اپنی بہن بنا سکتا ہے۔

پھر اس نے سوچا کہ اس کی دوسری بہن ہر القسا کو اپنے دوسرے بیٹے سے منسوب کر دے گا۔ اس طرح ان دونوں کی تمام دولت اور جائیداد کے ساتھ خاندانی نایاب میرے وہ جواہر تھی جس کی قبضے میں آجائیں گے۔

وہ بڑی آسانی سے سب کچھ حاصل کر سکتا تھا اور اس کے لیے لازم ہو گا تھا کہ ایمان علی کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ اس نے اپنے ایک فنکار کو کھلب کھلب سے وہاب سے بگھڑا کر اپنے ایک گھر میں اس کو رکھ لیا۔ وہ اب اس کے سامنے بیٹھ کر قانون کی کرت سے مخلوق تھا۔ وہ ایک بندہ تھا۔ اس نے حاضر ہو کر اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "آپ کا سبک حاضر ہے۔ آپ حکم کریں۔"

اس نے کہا۔ "میں نے ابھی طرح سوچا ہے کہ میرے فیصلے کے لیے اختیار سے ان کو بیٹھ کے لیے تیار کیا جائے۔"

آپ حکم کریں۔ میں آج رات ہی اسے لٹکانے لگا دوں گا۔"

نواب غیاث الدین کی بیٹی رو بہکا دی۔ اس کے گھر ایمان علی کو اس طرح لٹکا کر اس کے پاس لے آئے۔ وہ ایک گھروہ لگنے لگی۔

وہ بولا۔ "بھوہا ناگ! میں اس کا گھاکھونٹ کر مار گا۔"

وہ ہلکے دم جیسے اس کے اٹھے کر دو لیکن اس کی سانس لٹکانے کا رعبہ پتی رہے۔ پتی رہے۔"

اس فنکار نے جبرانی اور پریشانی سے نواب صاحب کو لٹکانا چاہا۔ "ناگ! اب کیسے ہو سکتا؟ جب میں اسے مار لوں گا تو اس کی سانس کیسے چلے گی؟"

نواب نے کہا۔ "میں کچھ نہیں جانتا۔ بس اس کی سانس نہیں رکھی جائیں اور دیکھو اس پر کوئی تشدد بھی نہ کرنا اور اس پر ہاتھ بھی نہ ڈالنا۔"

وہ پریشان ہو کر بولا۔ "ناگ! میں کچھ کچھ نہیں پارتا ہوں۔"

"اس میں کچھ کی کیا بات ہے؟ جانتے ہو کہ وہ ہمارا جسم ہے تو اب اس کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ تمہارے جیسا قاتل بددلتا ہے اس پر ہاتھ اٹھانے کا تو ہمارے پورے خاندان کی تو جین ہوگی۔"

اس نے پریشان ہو کر سر ہلا کر کہا۔ "مجھے بات ہے۔ میں اس پر ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔"

نواب صاحب نے کہا۔ "اور اس کی سانس چلتی رہیں گی۔"

"مجھکے لیے اس کی سانس چلتی رہیں گی۔"

"اور اس کے بدن سے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں گرے گا۔"

"ناگ! آپ کیسے ہیں تو اب یہاں ہو کر میری بھوس نہیں آ رہے ہیں؟ میں اس کے لیے کیوں کر؟"

اس نے ہلکے دم سے کہا۔ "تم قاتل ہو کر مجھ سے بے رحم ہو جاؤ۔ کیا یہاں سے دین ہو جاؤ۔ اسے بحال میں لے کر چلے۔"

دوسرے جگہ کر جانے لگا اس نے کہا۔ "مستور! میرے پیچھے ایمان علی پر ذرا سی آج نہیں آتی چاہے وہ مجھے زندہ و سلامت ختم ہی کر لے گا۔"

اس فنکار نے سر پیکرنا لگا۔ وہ فوراً ہی ہاتھ جوڑ کر وہاں سے بھاگا چلا گیا۔ نواب غیاث الدین سوچنے لگا۔ "ابھی میں کیا کہہ رہا تھا؟ میں اسے لٹکا چاہتا ہوں اور وہ ملامت بستا ہوں دیکھا جاتا ہوں؟ مجھے کیا ہو گیا؟"

عالی نے اسے اس سے آگے سوچنے نہیں دیا۔ اس کے دماغ میں کمزوری پھرا گئی تو اسے خیریت آگے گی۔ وہ وہاں سے اٹھ کر بیٹھ بیٹھ میں باہر بلاں بیچ کر جاؤں شانے چیت لپٹ گیا۔ عالی نے اسے کھنگھک کر سلا دیا۔ اس کے دماغ پر اہمیت کی کوہم از کم کو منظور تک سوار ہے۔

وہ غسل کرنے کے بعد فریضی ہو کر دو پہر اہل سبک کر اپنے عزیزوں کے درمیان آئی پھر ان کے ساتھ بیٹھ کر دو پہر کا کھانا کھا لیا۔ ایمان علی کھانے کے دوران میں اسے بڑی کامیابیوں سے بگھڑا تھا۔ اور وہ جان بوجھ کر اس سے انجان بنی ہوئی تھی۔

اس نے پرچھا۔ "عالی! کھانے کے بعد کیا ارادہ ہے؟"

"میں اور احسن اتاروں گی۔ بس دو گھنٹے تک سونا چاہوں گی۔ اس کے بعد ہم باہر بیچے کیسے بھی تقریب کے لیے جائیں گے۔ ذبیحہ القسا اور ہر القسا بھی ہمارے ساتھ ہوں گی۔ یہ دونوں بیٹھ چھوڑنا کافی سہرا کرنا ہے۔"

وہ دونوں خوش ہو کر عالی کو دیکھ رہی تھیں۔ اسے ڈھیس پٹن کر رہی تھیں اسے زیادہ سے زیادہ اہمیت دے رہی تھیں۔ وہ کھانے سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں آئی وہاں نے دروازے کو بند کیا پھر ایک جگہ آرام سے بیٹھ کر نواب غیاث الدین کے اندر چلنے لگی۔

وہ گہری نیند میں تھا۔ عالی اس پر توجہ مبذول کرنے لگی۔ اس کے ذہن میں یہ بات نقش کرنے لگی کہ وہ باہر جی بھی کرنا بات کہے گا تو اس کے دوسرے ہی لمحے میں اس بات کے خلاف بولنے لگے گا۔ وہ تمنا ہی میں بے عقل ناولر ہے گا لیکن اپنے رشتے داروں کے درمیان اپنے سیاست دانوں کے درمیان اس کے کوئی ذہنی محتاط سرزد نہیں ہو سکتی۔

عالی نے اس سے پتھر مائل کیا۔ پھر اسے توجہ میں بیٹھنے کے لیے مجبور دیا۔ اس کے بعد عظیم الدین کے پاس پہنچی۔ اس کے ذور سے اس کے بھائی نواب عظیم الدین کے پاس آئی اور اس کے خیالات پر ہنسنے لگی۔

وہ اپنے ہاتھ سے حراج تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ ایمان علی کا کام تمام ہو جائے، اس کے بعد ایک بھائی ذبیحہ القسا کے اور دوسرے امیر القسا سے شادی کرے گا تو ان کا سب کچھ بڑی آسانی سے صحیح لیا جائے گا۔

عالی نے اسے بھی اس کے بیٹھ میں بیٹھا کر اسے سونے پر مجبور کیا۔ وہ بیچے پر جاؤں شانے چیت ہو گیا۔ خیال

خواب کی لوری سن کر سو گیا۔ عالی نے اس کے ذہن میں یہ بات پیش کی کہ وہ اپنے باپ کے کسی بھی خیال سے متعلق نہیں ہوا کرے گا۔ جو باپ کے گاس کے برعکس کرے گا۔
 مجرم بہت ہی قش کی کس طرح پر ایمانی خواب عظیم
 اللہ نے ہوا کرے گا۔ وہاں سے چلتا ہے۔ اسی طرح وہ
 بھی ہوا کرے گا۔ وہاں سے چلتا ہے۔ اسی طرح وہ
 کی خد کرے گا۔

اس نے اپنے کہا۔ ”مجھے یہی جلدی میں اسی طرح بہن
 کر آیا ہوں۔ اور تم موقع کی تلاش میں رہے ہو۔ معزز
 لیڈر کے سامنے سے پیچھے کر رہے ہو۔ میری نظائیں نکال
 رہے ہو اور میری بے لڑائی کر رہے ہو؟“
 ایک لیڈر نے کہا۔ ”ابو صاحب! ایسی کوئی بات
 نہیں ہے۔ آپ کے یہ بڑے صاحب زادے عظیم اللہ ہیں
 صاحب بہت ہی ذہین ہیں۔“
 ”مجھ سے زیادہ ذہین نہیں ہے۔ کیا میں جو کر سکتا ہوں
 وہی یہ کر سکتا ہے؟“

اس نے کہا۔ ”مجھے اسے یوں دیکھتے ہیں جیسے ان کے
 دل ایک بول رہا ہو اور ایک نے کہا۔ ”ابو صاحب
 اور آپ کا پورا رہا ہے۔ میں ان کا بڑا بیٹا ہوں۔ بگاڑ
 اور حکومت بہ نام ہوگی۔“
 ”وہ بولا۔ ”وہ تم تک نام تک ہے؟ ہمیشہ سے بہ نام
 کے رہے ہیں۔ ایک بار اور بہ نام ہمیں گے۔ آپ
 اور اس کے بیٹے کو بھی نہیں آتی۔ اور لیڈر میں کہ بیٹے کے
 اور اس کے بیٹے اور ابنا وقت خلیق کرنے آئے ہیں۔
 نہیں۔ یہاں سے جائیں۔ میرا وقت خلیق کر دین۔“
 ”وہ سب اٹھ کر گئے ہو گئے۔ ایک لیڈر نے عظیم
 اللہ سے کہا۔ ”ساجزادے! اپنے والد صاحب کو کسی
 اور ماہر نفسیات کے پاس لے جاؤ۔ ان کا دماغ چل گیا
 ہے۔ اب یہ سیاست کرنے کے قابل نہیں رہے ہیں۔“

عظیم اللہ نے کہا۔ ”ابا جان! آپ تو ایسے کہ رہے
 ہیں جیسے آپ کا بیٹا عظیم ہیں۔ سے میں نہیں ہوں اور میں
 سیاست میں کوئی مقام حاصل کرنے کے بعد کیا آپ کا دشمن
 بن جاؤں گا؟“
 ”وہ بولا۔ ”تم کے دشمن ہو رہے۔ میرے معزز
 بھائی کی بیٹی زینب انسا سے شادی کرنا چاہتے ہو اس کے
 دیوانے ہو۔“
 ”وہ ایسا کہتے ہیں۔ آپ وہاں اور دوسرے ہی سے ملنے اپنی
 ہی بات کے خلاف بول گئے۔“ ”تھک گئے۔“
 ”تھک گئے۔“
 ”تھک گئے۔“
 ”تھک گئے۔“

”ابو صاحب نے چھوٹے بیٹے کو دیکھ کر کہا۔ ”لو
 خروڑے کو دیکھ کر خروڑہ وہ تک بچڑا رہا ہے۔ یہ بھی معزز بھائی
 کی دوسری بیٹی کا عاشق ہو گیا۔ چلو۔ اب اس کا کرشمہ ماغی ہی
 پیدا ہونے چاہے ہیں۔ سیاست ختم ہونے والی ہے۔“
 ”یہ کہہ کر وہ جانے لگا۔ لکچر ہر کہہ کر پلٹ کر اپنی ہی باتوں
 کے خلاف بولتے۔“
 ”نہیں۔ ہرگز نہیں۔ تم میرا اسی عشق
 نہیں کرو گے۔ اسے خواب میں نہیں دیکھو گے۔ اسے شریک
 حیات نہیں بناؤ گے، میں معزز بھائی کی بیوی اور ان بیٹیوں کی
 ماں سے شادی کروں گا۔ میں کسی بھی بھائی سے نہیں۔“
 ”یہ کہہ کر وہ بیڑا ہوا چلا گیا۔ دونوں بھائی ایک
 دوسرے کو سولہ نظروں سے دیکھتے گئے۔ عظیم اللہ نے
 کہا۔ ”ابا جان! کیا ہو گیا ہے؟“
 ”عظیم اللہ نے کہا۔ ”یہ آج بہت ہی اٹنی سیوی
 کر رہیں کر رہے ہیں۔ پادری لیڈر بھی اس سے بیزار ہو کر گئے
 وقت کیسے توڑا کرتا؟“

”ابو صاحب! ایسی کوئی بات
 نہیں ہے۔ آپ کے یہ بڑے صاحب زادے عظیم اللہ ہیں
 صاحب بہت ہی ذہین ہیں۔“
 ”مجھ سے زیادہ ذہین نہیں ہے۔ کیا میں جو کر سکتا ہوں
 وہی یہ کر سکتا ہے؟“
 دوسرے لیڈر نے کہا۔ ”آپ دیکھتے ہیں۔“
 ”وہ بولا۔ ”تھک رہے۔ میں ابھی دیکھا ہوں۔“
 ”یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے سے چل گیا۔ وہاں تک گیا
 بولا۔ ”مجھے یہاں سے بلندی کی طرف پرواز کروں گا۔ کیا یہ
 ایسی پرواز کر سکتا ہے؟“
 ”وہ ایسا کہتے ہیں دونوں ہاتھ بند کر کے انہیں پروں کی
 طرح چلاتا ہوا تھا۔ اس جھلا اور بھر پور سے پرواز سے ستر
 پر اس پر ایک کھڑے کھڑے سنبھالنے لگے۔ پیچھے کرنے کے
 بعد اسے متزل آئی تو اس نے سوچا۔ ”میں یہ کبھی کر سکتا ہوں
 کیا؟ مجھے کیا ہو گیا ہے؟“
 اس کے بیٹے اور ایک لیڈر نے سہارا دے کر اسے
 صوبے پر ٹھکانا دیا۔ وہاں سے گھر چھا کر بولے۔ ”مجھے
 ہونے سے چائیں مجھے کیا ہو گیا تھا؟ میں آپ لوگوں کے
 سامنے بہت مرشد ہوں۔“
 دوسرے لیڈر نے کہا۔ ”کوئی بات نہیں۔ ہمارے
 خیال سے لیڈر آپ کریں۔ ہم بیٹے ہیں۔“
 اس نے کہا۔ ”اپنی فوج کی ضروری کام سے آئے
 تھے اگر کوئی اہم موضوع ہے تو متکتور کریں۔“
 ایک لیڈر نے کہا۔ ”ابو صاحب! والے بڑے بیٹوں کی کال
 دینے والے ہیں۔ ہم اس سلسلے میں بیٹان ہیں۔ اپنی کس
 سیاسی چال کو کسی طرح روکنا ہو گا۔ ان کی بڑائی کو کسی
 طرح کاٹنا ہو گا۔“

”ابو صاحب! ایسی کوئی بات
 نہیں ہے۔ آپ کے یہ بڑے صاحب زادے عظیم اللہ ہیں
 صاحب بہت ہی ذہین ہیں۔“
 ”مجھ سے زیادہ ذہین نہیں ہے۔ کیا میں جو کر سکتا ہوں
 وہی یہ کر سکتا ہے؟“
 دوسرے لیڈر نے کہا۔ ”آپ دیکھتے ہیں۔“
 ”وہ بولا۔ ”تھک رہے۔ میں ابھی دیکھا ہوں۔“
 ”یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے سے چل گیا۔ وہاں تک گیا
 بولا۔ ”مجھے یہاں سے بلندی کی طرف پرواز کروں گا۔ کیا یہ
 ایسی پرواز کر سکتا ہے؟“
 ”وہ ایسا کہتے ہیں دونوں ہاتھ بند کر کے انہیں پروں کی
 طرح چلاتا ہوا تھا۔ اس جھلا اور بھر پور سے پرواز سے ستر
 پر اس پر ایک کھڑے کھڑے سنبھالنے لگے۔ پیچھے کرنے کے
 بعد اسے متزل آئی تو اس نے سوچا۔ ”میں یہ کبھی کر سکتا ہوں
 کیا؟ مجھے کیا ہو گیا ہے؟“
 اس کے بیٹے اور ایک لیڈر نے سہارا دے کر اسے
 صوبے پر ٹھکانا دیا۔ وہاں سے گھر چھا کر بولے۔ ”مجھے
 ہونے سے چائیں مجھے کیا ہو گیا تھا؟ میں آپ لوگوں کے
 سامنے بہت مرشد ہوں۔“
 دوسرے لیڈر نے کہا۔ ”کوئی بات نہیں۔ ہمارے
 خیال سے لیڈر آپ کریں۔ ہم بیٹے ہیں۔“
 اس نے کہا۔ ”اپنی فوج کی ضروری کام سے آئے
 تھے اگر کوئی اہم موضوع ہے تو متکتور کریں۔“
 ایک لیڈر نے کہا۔ ”ابو صاحب! والے بڑے بیٹوں کی کال
 دینے والے ہیں۔ ہم اس سلسلے میں بیٹان ہیں۔ اپنی کس
 سیاسی چال کو کسی طرح روکنا ہو گا۔ ان کی بڑائی کو کسی
 طرح کاٹنا ہو گا۔“

”ابو صاحب نے چھوٹے بیٹے کو دیکھ کر کہا۔ ”لو
 خروڑے کو دیکھ کر خروڑہ وہ تک بچڑا رہا ہے۔ یہ بھی معزز بھائی
 کی دوسری بیٹی کا عاشق ہو گیا۔ چلو۔ اب اس کا کرشمہ ماغی ہی
 پیدا ہونے چاہے ہیں۔ سیاست ختم ہونے والی ہے۔“
 ”یہ کہہ کر وہ جانے لگا۔ لکچر ہر کہہ کر پلٹ کر اپنی ہی باتوں
 کے خلاف بولتے۔“
 ”نہیں۔ ہرگز نہیں۔ تم میرا اسی عشق
 نہیں کرو گے۔ اسے خواب میں نہیں دیکھو گے۔ اسے شریک
 حیات نہیں بناؤ گے، میں معزز بھائی کی بیوی اور ان بیٹیوں کی
 ماں سے شادی کروں گا۔ میں کسی بھی بھائی سے نہیں۔“
 ”یہ کہہ کر وہ بیڑا ہوا چلا گیا۔ دونوں بھائی ایک
 دوسرے کو سولہ نظروں سے دیکھتے گئے۔ عظیم اللہ نے
 کہا۔ ”ابا جان! کیا ہو گیا ہے؟“
 ”عظیم اللہ نے کہا۔ ”یہ آج بہت ہی اٹنی سیوی
 کر رہیں کر رہے ہیں۔ پادری لیڈر بھی اس سے بیزار ہو کر گئے
 وقت کیسے توڑا کرتا؟“

”ابو صاحب نے چھوٹے بیٹے کو دیکھ کر کہا۔ ”لو
 خروڑے کو دیکھ کر خروڑہ وہ تک بچڑا رہا ہے۔ یہ بھی معزز بھائی
 کی دوسری بیٹی کا عاشق ہو گیا۔ چلو۔ اب اس کا کرشمہ ماغی ہی
 پیدا ہونے چاہے ہیں۔ سیاست ختم ہونے والی ہے۔“
 ”یہ کہہ کر وہ جانے لگا۔ لکچر ہر کہہ کر پلٹ کر اپنی ہی باتوں
 کے خلاف بولتے۔“
 ”نہیں۔ ہرگز نہیں۔ تم میرا اسی عشق
 نہیں کرو گے۔ اسے خواب میں نہیں دیکھو گے۔ اسے شریک
 حیات نہیں بناؤ گے، میں معزز بھائی کی بیوی اور ان بیٹیوں کی
 ماں سے شادی کروں گا۔ میں کسی بھی بھائی سے نہیں۔“
 ”یہ کہہ کر وہ بیڑا ہوا چلا گیا۔ دونوں بھائی ایک
 دوسرے کو سولہ نظروں سے دیکھتے گئے۔ عظیم اللہ نے
 کہا۔ ”ابا جان! کیا ہو گیا ہے؟“
 ”عظیم اللہ نے کہا۔ ”یہ آج بہت ہی اٹنی سیوی
 کر رہیں کر رہے ہیں۔ پادری لیڈر بھی اس سے بیزار ہو کر گئے
 وقت کیسے توڑا کرتا؟“

”ابو صاحب نے چھوٹے بیٹے کو دیکھ کر کہا۔ ”لو
 خروڑے کو دیکھ کر خروڑہ وہ تک بچڑا رہا ہے۔ یہ بھی معزز بھائی
 کی دوسری بیٹی کا عاشق ہو گیا۔ چلو۔ اب اس کا کرشمہ ماغی ہی
 پیدا ہونے چاہے ہیں۔ سیاست ختم ہونے والی ہے۔“
 ”یہ کہہ کر وہ جانے لگا۔ لکچر ہر کہہ کر پلٹ کر اپنی ہی باتوں
 کے خلاف بولتے۔“
 ”نہیں۔ ہرگز نہیں۔ تم میرا اسی عشق
 نہیں کرو گے۔ اسے خواب میں نہیں دیکھو گے۔ اسے شریک
 حیات نہیں بناؤ گے، میں معزز بھائی کی بیوی اور ان بیٹیوں کی
 ماں سے شادی کروں گا۔ میں کسی بھی بھائی سے نہیں۔“
 ”یہ کہہ کر وہ بیڑا ہوا چلا گیا۔ دونوں بھائی ایک
 دوسرے کو سولہ نظروں سے دیکھتے گئے۔ عظیم اللہ نے
 کہا۔ ”ابا جان! کیا ہو گیا ہے؟“
 ”عظیم اللہ نے کہا۔ ”یہ آج بہت ہی اٹنی سیوی
 کر رہیں کر رہے ہیں۔ پادری لیڈر بھی اس سے بیزار ہو کر گئے
 وقت کیسے توڑا کرتا؟“

”ابو صاحب نے چھوٹے بیٹے کو دیکھ کر کہا۔ ”لو
 خروڑے کو دیکھ کر خروڑہ وہ تک بچڑا رہا ہے۔ یہ بھی معزز بھائی
 کی دوسری بیٹی کا عاشق ہو گیا۔ چلو۔ اب اس کا کرشمہ ماغی ہی
 پیدا ہونے چاہے ہیں۔ سیاست ختم ہونے والی ہے۔“
 ”یہ کہہ کر وہ جانے لگا۔ لکچر ہر کہہ کر پلٹ کر اپنی ہی باتوں
 کے خلاف بولتے۔“
 ”نہیں۔ ہرگز نہیں۔ تم میرا اسی عشق
 نہیں کرو گے۔ اسے خواب میں نہیں دیکھو گے۔ اسے شریک
 حیات نہیں بناؤ گے، میں معزز بھائی کی بیوی اور ان بیٹیوں کی
 ماں سے شادی کروں گا۔ میں کسی بھی بھائی سے نہیں۔“
 ”یہ کہہ کر وہ بیڑا ہوا چلا گیا۔ دونوں بھائی ایک
 دوسرے کو سولہ نظروں سے دیکھتے گئے۔ عظیم اللہ نے
 کہا۔ ”ابا جان! کیا ہو گیا ہے؟“
 ”عظیم اللہ نے کہا۔ ”یہ آج بہت ہی اٹنی سیوی
 کر رہیں کر رہے ہیں۔ پادری لیڈر بھی اس سے بیزار ہو کر گئے
 وقت کیسے توڑا کرتا؟“

”ابو صاحب نے چھوٹے بیٹے کو دیکھ کر کہا۔ ”لو
 خروڑے کو دیکھ کر خروڑہ وہ تک بچڑا رہا ہے۔ یہ بھی معزز بھائی
 کی دوسری بیٹی کا عاشق ہو گیا۔ چلو۔ اب اس کا کرشمہ ماغی ہی
 پیدا ہونے چاہے ہیں۔ سیاست ختم ہونے والی ہے۔“
 ”یہ کہہ کر وہ جانے لگا۔ لکچر ہر کہہ کر پلٹ کر اپنی ہی باتوں
 کے خلاف بولتے۔“
 ”نہیں۔ ہرگز نہیں۔ تم میرا اسی عشق
 نہیں کرو گے۔ اسے خواب میں نہیں دیکھو گے۔ اسے شریک
 حیات نہیں بناؤ گے، میں معزز بھائی کی بیوی اور ان بیٹیوں کی
 ماں سے شادی کروں گا۔ میں کسی بھی بھائی سے نہیں۔“
 ”یہ کہہ کر وہ بیڑا ہوا چلا گیا۔ دونوں بھائی ایک
 دوسرے کو سولہ نظروں سے دیکھتے گئے۔ عظیم اللہ نے
 کہا۔ ”ابا جان! کیا ہو گیا ہے؟“
 ”عظیم اللہ نے کہا۔ ”یہ آج بہت ہی اٹنی سیوی
 کر رہیں کر رہے ہیں۔ پادری لیڈر بھی اس سے بیزار ہو کر گئے
 وقت کیسے توڑا کرتا؟“

اپنے ماں باپ کے ساتھ تھی۔

انوشے نے اپنے موبائل فون سے وہ سیم نکال کر پھینک دی تھی۔ جس کے ذریعے باہر سے جمانلکہ کچھ کر رابطہ کرتا تھا۔ اس کے موبائل میں اب نئی سیم تھی۔ نیا نمبر تھا۔ اس لیے فون کے ذریعے بھی رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔

برین ماسٹر نے باہر کے پاس آ کر جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ ”یہ کیا ہو رہا ہے؟ تم شام سے یہاں ہو۔ شام سے رات ہوئی اور اب آدھی رات گزر رہی ہے۔ کیا یہاں بیٹھے ابو الہول کی پوجا کر رہے ہو؟ کیا یہ بات کچھ میں نہیں آ رہی ہے کہ جمانلکہ نہیں دھوکا دے رہی ہے؟ بلکہ اس کے پیچھے چھپا ہوا فرہاد نہیں دھوکا دے رہا ہے؟ یہ یقین کر لو کہ وہ اب تک ہمیں جمانلکہ کے پیچھے بھگا رہا ہے؟“

وہ اپنی کار میں آ کر بیٹھتے ہوئے بولا۔ ”یس ماسٹر! یہ تسلیم کرنا ہی ہوگا کہ فرہاد کتنے ہی پہلوؤں سے ہم پر حاوی ہو رہا ہے۔ ادھر تین کو ما میں رہنے والے ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کے معاملے میں بھی حاوی رہا۔ مینکس گاڈ! آئیڈہ ہم ان تین ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کے اندر چھپے رہیں گے۔ موع پاکر انہیں اپنا معمول اور تاجدار بنالیں گے۔“

برین ماسٹر نے کہا۔ ”ایسی خوش نہی میں جتلا رہنا چھوڑ دو۔ میں ایک بار ٹھوکر کھانے کے بعد بار بار اسی راستے پر ٹھوکر نہیں کھاتا۔ یہ یقین کے ساتھ سمجھ گیا ہوں کہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیٹھی جاننے والے بھی ان تین امریکی ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کے اندر موجود رہتے ہوں گے۔ وہ ہمیں کبھی اپنے مقصد میں کامیاب ہونے نہیں دیں گے۔“

”پھر بھی ایک امید سی ہے کہ ہم ان تین امریکی ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو فرہاد اور امریکی اکابرین سے چھین سکیں گے۔“

”ہاں... امید تو ہے۔ اسی لیے میں ان تینوں کا پیچھا نہیں چھوڑ رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے انہیں حاصل کرنے کے دوران میں کوئی ایسا موقع ہاتھ آئے کہ فرہاد کو مات دے سکوں۔ ویسے یہ دیکھو کہ وہ کس قدر مکار ہے۔ اب تک جمانلکہ کے ذریعے ہمیں بیوقوف بناتا رہا۔ اس نے جمانلکہ کے پیچھے دوڑاتے دوڑاتے ہمیں قاہرہ پہنچا دیا۔ اور اس لڑکی کے ذریعے یہ معلوم کرتا رہا کہ ہم اس سے کیا کام لینا چاہتے ہیں؟ اور کس طرح اس کے بچوں کو انڈیا میں ٹریپ کرنا چاہتے ہیں؟ وہ کم بخت ہمارے تمام منصوبوں سے واقف ہوتا رہا ہے اور ہم بری طرح بیوقوف بنتے رہے ہیں۔“

”ماسٹر! ہمیں کسی بھی طرح فرہاد کی کسی بھی ایک

ہیں اور اب اس پارٹی سے ان کی چھٹی ہونے والی ہے۔“
پھر اس نے بڑی محبت سے چھوٹے بھائی کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ”سعیم الدین! سچ بتاؤ۔ کیا واقعی تم مہر النساء سے محبت کرنے لگے ہو؟ اسے شریک حیات بنانا چاہتے ہو؟“

وہ بولا۔ ”ہاں بھائی جان! پتا نہیں۔ مجھے یہ اچانک کیا ہو گیا ہے؟ وہ مجھے متاثر کرنے لگی ہے۔ میں نے اسے خواب میں بھی دیکھا ہے۔“

وہ بھائی کو گھلے لگا کر بولا۔ ”یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ سعیم الدین!... وہ دونوں ہمیں ہمارے بڑے ابو کی بیٹیاں ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان سے شادی کریں اور اس خاندان کو ٹوٹنے نہ دیں۔“

چھوٹے بھائی نے کہا۔ ”انشا اللہ! یہ رشتے نہیں ٹوٹیں گے اور جزیں گے۔ پہلے سے اور زیادہ مضبوط ہوں گے۔“

عالی نے بیدار ہونے کے بعد سب سے پہلے باپ بیٹوں کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ نواب غیاث الدین جلد ہی پاگل ثابت ہونے والا ہے اور نواب عظیم الدین اس کی جگہ سیاست میں حصہ لینے والا ہے اور چھوٹا بیٹا نواب سعیم الدین بھی راستے پر آ رہا ہے۔

عالی کی ذہانت اور حکمت عملی سے بہت جلد اس خاندان میں انقلابی تبدیلیاں آنے والی تھیں۔ فی الوقت جو دشمن تھے۔ وہ بڑی آسانی سے دوست بنتے جا رہے تھے۔

☆☆☆

بارقاہرہ پہنچا ہوا تھا۔ شام ہوتے ہی ابو الہول کے بت کے سامنے آ گیا تھا۔ وہاں جمانلکہ کا انتظار کر رہا تھا۔ برین ماسٹر مجھے جلد سے جلد شکست دینے اور اپنے زیر اثر لانے کے لیے بے چین ہو رہا تھا۔ وہ بھی باہر کے اندر رہ کر ابو الہول کے بت کے سامنے جمانلکہ کا انتظار کر رہا تھا۔ اس لڑکی سے انہیں بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ اس کے ذریعے وہ ایک لمبا کھیل کھیلنے کے بعد مجھے اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر سکتے تھے۔

برین ماسٹر اور کئی معاملات میں مصروف تھا۔ اس لیے کبھی باہر کے پاس آ رہا تھا اور جمانلکہ کے بارے میں پوچھنے کے بعد کبھی واپس جا رہا تھا۔ تقریباً تین گھنٹے گزر گئے لیکن جمانلکہ وہاں نظر نہیں آئی۔ باہر نے خیال خوانی کے ذریعے کئی بار رابطہ کرنا چاہا لیکن سوچ کی کہہ لیں اس کے دماغ تک نہیں پہنچ رہی تھیں۔ وہ بار بار ناکام ہو رہا تھا۔ یہ نہیں جانتا تھا کہ انوشے نے اپنی آواز اور لب و لہجہ بدل لیا ہے۔ بلکہ اپنا چہرہ بھی بدل چکی ہے۔ اب وہ اصلی چہرے کے ساتھ ممی میں

کرداری تک پہنچنا ہوگا۔ ورنہ وہ ہمیں قدم قدم پر مات دیتا رہے گا۔
"کیا بات کچھ نہیں آتی؟ کم از کم اس کے کسی کردار کو بچانے کی بات چاہتا ہے۔ میں نے اب تک سنا تھا کہ وہ بہت ہی جتنی جتن لگاتا ہے۔ اب واسطہ پڑنے سے باہر نکل رہا ہے کہ وہ اپنی جتن سنا تھا اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ ایک ذرا وہ کام کی طرح ہمارے کسی معاملے تک پہنچ جائے۔ تب ہمیں نہیں آتا اس کی مطلوبات کے ذرائع کیا ہیں۔"

"سائرا، اس کی قانونی ضرورت اور دی کے پتھر تک پہنچانے کی بات کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ ہمارے ان ڈیپلیٹیشن تک کیسے پہنچا ہوگا؟"
"نہیں، مصلح کا نہیں کر رہی ہے۔ یہ اندیشہ پیدا ہو رہا ہے کہ وہ دوسرے تمام تک کی بھی آری اور حکومتوں میں ایسے ہی قانونی ضرورت اور پتھر تک پہنچے گا اور اسے معلوم ہوگا کہ وہ کیسے ڈیپلیٹیشن میں آ رہا ہے اور اس سے متعلقہ ناک میں مل جائے گی اور اس کی تمام دینا پر حکومت کرنے کا خواب دیکھنا عیاں ہوا جائے گا۔"

"کوئی ایسا تیر ضرور کرتی ہوگی، جس کے ذریعے ہم اسے معلوم میں داخل کرنے سے باز رکھ سکیں۔"
"ایک تیر میرے ذہن میں آ رہی ہے اور یہ کہ وہ اس میں اپنے سامنے پر بھی ہراساں نہ کروں۔ تم اور آڈویٹی میں میرے لیے بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہو۔ میں تم دونوں کے سامنے اپنا ہر ذرا بیان کرنا ہوں۔ اور دونوں ہی سے مشورے لیتا ہوں۔ بڑے کام کو چلانا رہتا ہوں۔ آجہدہ میں ایسا نہیں کروں گا۔"

"باہر نے چوک کر پچھا۔ "آجہدہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"
"میں اپنی آواز اور ہل دلوں پر ہلنا ہوں۔ آجہدہ تم میرے اندر لگنے کو کہو۔"
وہ ڈاڑل پر ادا شدہ ہو کر بولا۔ "سائرا کیا آپ مجھ پر شہرہ کر رہے ہیں؟"
"میں کچھ بولا۔ اسے سامنے پر بھی ہراساں نہیں کروں گا۔ آجہدہ تم میرے اندر لگنے آسکو گے اور میں بھی تمہارے دماغ سے آکر کچھ نہیں بولوں گا۔ مجھے جو معلوم کرنا ہوگا وہ سب چاہتے ہو۔ اندر کے معلوم کر لوں گا کوئی کام تم سے کروانا ہوگا تو تمہاری ہی سوج کے ذریعے وہ کام اور وہ معاملہ تمہارے دماغ میں طغی کر دوں گا۔ میں خود ہی

کے ذریعے انوشے کے سامنے آسکا ہے یا نہیں؟
اپانے پریشان ہو کر کہا۔ "اس طرح تو شیطان کے آنے کا راستہ خود بخود ہمارا ہوجاے گا۔ ہمیں لی ہند کرنا چاہیے۔"

"ہاں سارے کہا۔" جب ماما نے لی ڈی آر دیکھے کی ہدایت کی تو اس میں کوئی مصلحت ہی ہوگی۔ ہمیں کچھ نہیں سمجھے۔ دو جگہ جائے گا آج کیا ہونے والا ہے۔ لی ڈی کے ایک جینٹلمن سے بارگرم آ رہی ہے۔ اس رقم میں پورے لکھا جا رہا تھا شیطان کے کہ تم میں سے ایک ہاں ہے اور وہ شخص نے معمولی قیمت حاصل کر چکا ہے، وہ اتنا طاقتور ہو گیا ہے کہ کسی بھی صحت مند شخص کو اٹھا کر کھینک کر طرح دور کر دیتا ہے۔ تم نے کوئی ایسی تبدیلی کی کہ گرفت میں لیا تھا تو اس کی ڈیڑھ لاکھ میں۔ اور اگر نہیں ہوتے سارے جانتے تھا تو اسے جینٹلمن ہی ہدایت ملتی ہوجاتی تھی۔ اس سے بچنے کے اور اس کی آنکھوں سے صاف پتہ چلا تھا کہ اس کے اندر شیطان چھپا ہوا ہے۔"

"بارگرم کر اس کا بڑا سا چہرہ دکھائی دیا۔ پوری اسکرین پر صرف چہرہ اور آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ اس ہی وقت انوشے نے عموں سے کہا کہ وہ ان آنکھوں کی طرف بھیجا جا رہی ہے۔ وہ ڈرا دھری زبردستی کام پاسک آتی تھیں۔ ہر سٹی۔ لی ڈی اور ہاں نے چوک کر کہا کہ وہ شیطان کی حالت اور اس کے ہنسنے کا پتہ چل گیا تھا کہ وہ شیطان کی طرف بھیجا جا رہی ہے اور اب وہاں پھر سے اس پر حملہ کر رہا ہے۔"

"اپانے تو فرمایا خیال خواتی کے ذریعے اس کو مخاطب کیا۔" ماما نے بھی کوئی کچھ نہیں کہا۔ وہ فوراً آئیں۔" آندے نہ کہا۔" تم جتنی کے لیے کچھ زیادہ ہو کر اندر ہوئی۔ وہ ایکس ڈی کے پتھر کی اس وقت انوشے کے پاس ہی موجود ہوں۔ تم آرام سے بیٹھو۔ انوشے کے ساتھ جو بھی ہو رہا ہے۔ سو نہ دو۔"
آنداس وقت اپنی پٹی کے اندر وہ کراسے حملہ دے رہی تھی اور وہ کراسے لہرے پڑا ہونے لگا۔ شیطان کی کوشش کو ختم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اپنی کوششیں کچھل تین راتوں کے لیے جاری تھیں۔ وہ شیطان دے رکھتے دے رہے تھے اور ان کے کوسلائی ل رہی تھیں۔ یہ سلاطی عارض ہوتی تھی پھر اگلے رات کے لیے یاد پتہ پیدا ہوجاتا تھا۔
اس رات ہی مزام کیا گیا تھا کہ فیصلہ منس معرکہ ہوگا۔ شیطان کو ہمیشہ کے لیے انوشے کا چچا چھوڑنا ہی ہو گا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک آئی نہ ختم ہوجاتا ہے وہ

شیطان سے بھیجا چڑھا جس بنا۔ مرنے تک اس سے لڑتا رہتا ہے لیکن وہ لڑائی بالواسطہ ہوتی ہے۔ شیطان وہاں تک نہیں دیتا۔ یہاں تو ایسا ہوتا ہے جگہ اور جگہ اور وہی اس کی طرف نظر آ رہا تھا۔

اس کی طرف اس پر اصرام کی ہوسکتی تھی اس کی ہیبت تھی تاکہ کہ پورے کمرے میں گونج رہی تھی اور لڑنے جاری کر رہی تھی۔ ایسے ہی وقت اٹھنے اٹھنے اس کی کمری ہو گئی۔ الٹا اور پائوں اس کی اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔ پر پٹیل سے بچو نہ کہہ گئے۔ اسے چہرے اور اصرام کی طرف نظر آ رہا تھا کہ وہ کمرے زوری ہو گئی ہے۔ الٹی لڑی اس کمرے پر اس پر اصرام کو کچھوری ہے اور اس کی طرف چل جاتی ہے۔

وہی دلی سے ہنسنے کے قابل تھی اور ہنستا ہنستا اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس کمرے پر شیطان کی آغوشیں اگلاں کی طرح دیک رہی تھیں۔ اسے اپنی طرف کھینچ رہی تھی جس سے الٹا اور پائوں سے اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑا کر اپنی طرف کھینچتا تھا پائوں سے اسے ایک ہی جگہ میں ماں اور باپ کو دونوں طرف دو تک پیچک دیا۔

کشتل اٹھنے کو نہیں کھینچ رہی تھی۔ جناب تجری نے آہستہ آہستہ کھینچے ہوئے شیطان کی طرف دیکھا تو وہ ایک جگہ سے پیچھے چلا گیا۔

پہلے اس کمرے پر اس کا گویا نظر آ رہا تھا۔ جناب تجری نے اسے نظر سے ہٹا دیا اور وہ دور چلا گیا۔ ایسے وقت الٹی اور پائوں نے ایک حرکت اختیار فرما دی تھی۔ جناب تجری نے الٹی اس کمرے کے صحن میں کھینچے گئے۔ شیطان کی طرف بڑھ رہے۔

پھر صحن بدل گیا تھا۔ اب شیطان فرار ہونے کے لیے پرواز کرتا ہوا الٹی کی طرف جا رہا تھا۔ جب وہ گردہ کا تیرہ دیک کر لیکہ دم سے پریشان ہو گیا کہ جناب تجری نے اس کی پشت کی طرف پیچھے ہی پیچھے ہوئے۔ وہ شیطان کی قوت رکھنے کے باوجود جناب تجری کی آغوشوں میں دیکھنے پر اصرام نظر چاہتا ہے کہ رہا تھا۔ ”مجھے جانے دو مجھے چھوڑ دو۔ میرا پیچھا نہ کرو۔“

انہوں نے پوچھا۔ ”تم اٹھنے کا پیچھا کیوں کر رہے ہو؟“

ملی ناول ہر کہے اور رات ہوئے اسے اپنی ماں کو شیطان کی طرف سے لپٹ کر لے کر رہے۔ جس نے اسے اٹکا رکھا تا کہ تک کے ہی مال کے ہیں۔ جسے ہی کوں کو جا دو برادیا گیا ہے اور بڑے شیطان کی کھیل کھیل رہا ہوں۔“

جناب تجری نے اسے شکم میں لپیٹ لیا۔ ”میں اس کی کھیل کر گئے۔ جس میں جگہ کا پیچھا چھوڑنا ہوگا۔... یا بھری رو جانے تو توں سے مرنا نہ ہوگا۔“

وہ انکھ میں سر ہلاتے ہوئے پیچھے ہٹنے ہوئے اچانک ہو گیا۔ اس کے ساتھ جناب تجری کی بھی کم ہو گئے۔ اب صحن بدل گیا تھا۔ شیطان زمین کی ت میں اترتا جا رہا تھا۔ پاتال میں کھینچ رہا تھا۔ جب وہاں پہنچ کر رکھا تو پھر ایک ہاتھ چمک گیا۔ جناب تجری وہاں پہلے سے پیچھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کچھ بڑھ کر پھونکا تو اسے ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ لڑکھاتا ہوا پیچھے جا کر ایک چٹان سے ٹکرا گیا۔ انہوں نے پھر بڑھ کر پھونکا تو وہ ایک دم سے اٹھ کر پتھر کی سمت سے ٹکرا کر ٹپڑ پڑا کر گیا۔

پھر گڑا کہ وہ اس کے جسم کا ایک ایک حصہ ٹوک کر الٹا ہو رہا تھا۔ وہ کھر رہا تھا۔ گڑا کہہ رہا تھا۔ ”مجھے اس طرح نہ ڈرو۔ مجھے اپنے پیچھے چھوڑ دینے۔ میں اپنی جگہ کی خاطر جمانا چھوڑنے پر راضی ہوں۔ جس وعدہ کرنا ہوں کہ آجیدہ ہو گی۔ اس کی طرف رخ کروں گی۔“

انہوں نے کہا۔ ”میں اپنی اگلاں تمہاری بات کا یقین کرتا ہوں۔ ابھی ایک کھینچنے کے اندر جمانا پالا صاحب کے ادارے سے لپٹنے کی اگر تم نے اس پر سہلا ہونے کی کوشش کی تو میں نہیں ہیشہ کے لیے ہوا دو کروں گا۔“

شیطان نے جڑو کے چھوٹے ٹوک کر مھر سے تھو۔ پھر ایک دوسرے کے قریب آ کر ایک ہو گئے۔ وہ اندھ کرکڑا ہو گیا۔ کہہ۔ ”اب اس نے جناب تجری کی بھی کھینچ لیا۔“

وہی اٹھ کر تھکے ہوئے۔ ”شیطان بھی تم میں مرتا۔“

تھکانے سے اس کی نازمانی کے باوجود اسے اندھ نہیں کیا۔ قیامت کائنات نہ تو دہرنے کے لیے کھلا چھوڑا۔ میں جھینجی ہلاک کروں گا تو صرف اس حد تک کہ تمہارا دو جسم ہو کر جمانا اور اٹھنے تک نہیں پیچھا۔ اپنی اس دنیا میں تمہارے ساتھ خرابے اور بید ہے گا۔ اب میں جا رہا ہوں۔ جمانا ہے۔ تمہارے پیچھے نہ لائیے۔“

ملکر، بھول گیا۔

کئی دنوں کے بعد وہاں قہر مسموم ہو چکی تھی۔ اٹھنے خوش ہو کر اپنی ماں سے لپٹ کر اور خیال خوانی کے ذریعے وادی سے کھینچ گئی۔ ”میرے ماں! آپ کا اور اہل حضرت کا بہت بہت شکر ہے۔ اب مجھے شیطان سے ہمیشہ کے لیے نجات مل چکی ہے۔“

آہستہ سے کہا۔ ”ابھی آج براہ راست شیطان سے مقابلہ کرتے وقت چلا جا کر شیطان کی قوت کیا ہوتی ہے؟ میں برسوں سے وہ نہایت کے مراٹھ لے کر آ رہی ہوں پھر ابھی آج اس شیطان کے آگے کر دوڑ پڑنے والی کی اگر اٹھتی حضرت وہی وقت نہ تے تو ہم وادی اور پوتی نہ کانا ہے کیا انہام ہوں؟“

”کرکڑا پالا! مجھے یہ تجربہ حاصل ہو رہا ہے کہ وہ نہایت اس مہراٹھ تک پہنچنے کے لیے بڑے ہی خوشگوار تجربے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پائیں اٹھنی حضرت نے اس سے مراد کتنی راضی تے۔ اپنی ساری زندگی وہی علم و علوم حاصل کرنے میں بسر کر دی ہے تب ہی وہ شیطان کو مات دینے کے قابل ہو گئے ہیں۔ انڈا شکر بھی اپنی حضرت کے فضل قدم پر چلاؤں گی۔“

جناب ملی اسد اللہ تجری کی دماغی طور پر تجربے میں حاضر ہو گئے تھے۔ انہوں نے بدایت کی بھی کہ جمانا کو باہر جانے کی اجازت دی جائے۔

ایک بہت ہی شاندار کا روٹی تھی۔ کہ وہ وہاں سے پھرنے کا کہ وہاں کم از کم دو گنا سے گزارے۔ اور یہ آڑا سے کہ شیطان اس پر حملہ کرے یا نہیں؟

جمانا کڑوا کر پوچھتی تھی اور اس کے مصدرو وہاں سے باہر اپنی خبر چوری کی طرف جانے کی اس کی بامراد والی بیٹ پر ایک خوب وقت اور جوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے حتمی تانیا گیا تھا کہ وہی بیٹی تھی پتا ہے اور جمانا کے ہاڈی گاڑنے کی حیثیت سے اس کے ساتھ رہا کہ اسے گاؤں اس کی ایک ایک پر اٹھنی حضرت تک پہنچا گیا۔

اس جگہ جمانا جانے والے ہاڈی گاڑا نام جواد مسری تھا۔ جمانا بھی مسر کے ساتھ قہر سے بھرتی رہتی تھی اس لیے وہاں صاحب کے ادو سے بھی جواد مسری سے بڑی اہمیت کے ساتھ کھینچ رہی تھی۔

اس وقت بھی وہ اس کے ساتھ خوشگوار خوشی اس بات کی بھی تھی کہ اب تک ابوالہول یا شیطان کی طرف سے

”مجھے اسے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ کوئی وہ نہیں نہیں ہے۔ اس نے جمانا کی طرح مجھے دھکا دینا چاہا۔ اس لیے میں اس سے انتقام لینا چاہتا ہوں۔“

جناب تجری نے طنز سے انداز میں کہا۔ ”تو پھر آئے بڑھو اور اصرام ملو۔“

وہ اندھ کر سر ہلا کر پیچھے ہٹنے ہوئے بولا۔ ”میں نہیں جانتا تھا کہ اٹھنے کے ساتھ اس کی روحانی قوت ہے۔ جو میری قوتوں سے بڑے ہے۔ میں اس کی اٹھنے کا پیچھا نہیں کروں گا۔ جو میرے ہی اوپر کھینچ نہیں جاؤں گا۔“

انہوں نے پوچھا۔ ”ابوالہول کی اگلاں کھینچتے ہیں؟“

”وہ کچھ نہیں ہے۔ بائبل ہی مفر ہے۔ جس طرح بیگوان کی پوجا کرنے والے بیگوان کو دیکھیں پاتے ہیں اس کے بت کرنا سے رکھ رکھ رہتے ہیں۔ اس طرح بت کرنا ہے اور ابوالہول کے بت کو جمانا کے سامنے رکھ دیتا ہے کہ وہ اسے دیکھ کر اس کے پیچھے میری شیطان کی طرف سے حاصل کرتی رہے۔“

”تو جمانا پر کب سے مسلہ ہو؟“

”جب وہ دیکھیں برس کی اپنی اور اپنے باپ کے ساتھ دکھائی دے رہا تھا۔ وہاں ان کو کھوس و جود میں تھا لیکن وہ اٹھتے۔ ان کے آ رہا ہے اس کمرے پر شیطان دکھائی دے رہا تھا اور شیطان ان کے رپا راتوں سے دکھائی دے رہی تھی ان کے دوسراں ایک دیوار میں کھینچ رہی تھی۔“

”میں نے جمانا کو اس کے اندر شیطان کی قوت کھینچی ہے۔ اس سے بڑے خوش اور نصرت سے کلام پاک کی آیات بڑھ رہی تھی۔ اٹھنے کے اندر حلاوت کی آڈ کر گونج رہی تھی۔ اس کے باوجود وہ کھینچ رہی تھی۔ ایک ایک قدم آگے بڑھتی ہوئی شیطان کی طرف جاری تھی۔“

وادی کی کوئی ای حالت ہو پوتی کی حالت میں تھی کہ اب اسے کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ شیطان آج اس پر حمل طور پر جاری ہو جانے گا اور اسے اپنی دوسری جمانا جانے گا۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ کوئی شیطان قوت کے زیر اثر آتا ہے تو پھر اسے بمانا سے لپٹ نہیں ہوتا۔“

ابو جہاں ایمان ہوتا ہے وہاں خدا ہوتا ہے اور جہاں خدا ہوتا ہے وہاں اس کے برگزیدہ بندے و صحیحی کے لیے کھینچے جاتے ہیں۔

آگے بڑھنے والی اٹھنے کو جمانا جھٹکا سا لگا وہ ایک دم سے کٹ گئی۔ اس کے اوپر الٹی پر نظر آنے والے شیطان کے درمیان جناب ملی اسد اللہ تجری نے کئی فریخیز خٹ کھینچ دکھائی دے رہا تھا۔ وہاں ان کو کھوس و جود میں تھا لیکن وہ اٹھتے۔ ان کے آ رہا ہے اس کمرے پر شیطان دکھائی دے رہا تھا اور شیطان ان کے رپا راتوں سے دکھائی دے رہی تھی ان کے دوسراں ایک دیوار میں کھینچ رہی تھی۔“

”شیطان نے جمانا کو اس کے اندر شیطان کی قوت کھینچی ہے۔ اس سے بڑے خوش اور نصرت سے کلام پاک کی آیات بڑھ رہی تھی۔ اٹھنے کے اندر حلاوت کی آڈ کر گونج رہی تھی۔ اس کے باوجود وہ کھینچ رہی تھی۔ ایک ایک قدم آگے بڑھتی ہوئی شیطان کی طرف جاری تھی۔“

وادی کی کوئی ای حالت ہو پوتی کی حالت میں تھی کہ اب اسے کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ شیطان آج اس پر حمل طور پر جاری ہو جانے گا اور اسے اپنی دوسری جمانا جانے گا۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ کوئی شیطان قوت کے زیر اثر آتا ہے تو پھر اسے بمانا سے لپٹ نہیں ہوتا۔“

ابو جہاں ایمان ہوتا ہے وہاں خدا ہوتا ہے اور جہاں خدا ہوتا ہے وہاں اس کے برگزیدہ بندے و صحیحی کے لیے کھینچے جاتے ہیں۔

آگے بڑھنے والی اٹھنے کو جمانا جھٹکا سا لگا وہ ایک دم سے کٹ گئی۔ اس کے اوپر الٹی پر نظر آنے والے شیطان کے درمیان جناب ملی اسد اللہ تجری نے کئی فریخیز خٹ کھینچ دکھائی دے رہا تھا۔ وہاں ان کو کھوس و جود میں تھا لیکن وہ اٹھتے۔ ان کے آ رہا ہے اس کمرے پر شیطان دکھائی دے رہا تھا اور شیطان ان کے رپا راتوں سے دکھائی دے رہی تھی ان کے دوسراں ایک دیوار میں کھینچ رہی تھی۔“

کون طلب نہیں ہوا تھا۔ ابھی پوری رات باقی تھی۔ دیکھنا یہ تھا کہ کتنے تک کہا ہونے والا ہے؟

☆ ☆ ☆

ایمان علی اس کی بہنوں کے ساتھ عالی کا دقت بہت اچھا کر رہا تھا۔ وہ ان کے ساتھ حیدرآباد چل کر میر کر رہی تھی اور خیال خواتین کے ذریعے ایمان علی کے کچھ خاندانی مسئلے حل کر رہی تھی۔ اس کے چچا زاد بھائی عظیم الدین بہت ہی ذہین اور سمیت کرنے والا نوجوان تھا اور وہ ایمان علی کی کوششوں سے شادی کرنا چاہتا تھا۔

دو ماہوں تک ایمان علی کی دوسری بہن ہرنا نواب عظیم الدین سے متوجہ ہو جائے۔ اس لیے اس نے اس سے پھر سے کول داواغ میں ہرنا نواب کی محبت جبری تھی اور وہ اب اس کے متعلق بڑی تنبیہ کی سے ہونے لگا تھا۔ عالی نے جب اس پر عمل کرنے کے بعد اسے سلیا تھا تو اس نے ہرنا نواب کو بلایا اور کہا کہ اس نے سیر و تفریح کے دوران میں ہم سے اندر رنج کر کے خیال پیدا کیا کہ اسے ہرنا نواب کی طرف مانا جائے اور اس کی محبت بھی ہو گی تو ہرنا نواب سے وہاں ملاقات ہو سکے گی۔

عظیم الدین نے سوچا کہ میں خواتین کو کیوں کروں گا؟ وہاں سب ہی سمجھ رہے تھے کہ اب اس کی نظروں کو تازہ سے تھے اور اس کی باتوں کا مطلب سمجھ رہے تھے۔ ایمان علی بھی خوش تھا۔ اس نے اپنی ماں اور دونوں بھتیجیوں کو بھی زانچہ پانچہ کہا تھا اور یہ جانتا تھا کہ بہنوں کی قسمت نکلنے والی ہے اور وہ دونوں جلد ہی کسی نئے منسوب ہونے والی ہیں۔

بھروسہ علی عظیم الدین اور نواب غیاث الدین کے زانچے نے تیار کیا تھا کہ اس کے چچا نواب غیاث الدین سے بروا دقت آئے۔ وہاں سے اس کے مرض کے مطلقاً اس کا دلانی کی طرف کھینچا جاتا تھا۔ وہاں وہ سب موجود تھے۔ وہاں وہ ہرنا نواب کو دیکھنے ہی ایک دم سے چونک گیا۔ دل تیزی سے ہلکا ہونے لگا۔

یہ بات ذہن میں نقش ہو گئی کہ واقعی اس کی محبت بھی ہے۔ آج وہ اسے جہاں میں ہرنا نواب کو اپنی شریک حیات بنا لینا چاہیے۔ اس نے کان میں کر کے ایمان علی کو سلام کر کے اس سے معاہدہ کیا کہ اس کی والدہ یعنی بی بی اے کی گواہی

کہا۔ دونوں بہنوں نے سلام کیا۔ ایمان علی نے پوچھا۔ "تم میں ایسا ایسا کہاں بھنگ رہے ہو؟"

وہ بولا۔ "آپ نے سمجھنے کا لفظ بہت اچھا استعمال کیا ہے۔ میں اب تک بھنگ رہا تھا۔ آپ سب میرے اپنے ہیں۔ مجھے نہیں۔ ہم ایک ہی دوا کی اولاد ہیں اور میں آپ لوگوں سے دور بھنگتا رہا اور اب بھی بھنگتا رہا کہ اب جان اسے روئے میں درست ہیں لیکن اب مجھے اپنی اولاد جان کی طلبیوں کا پتہ چل چکا ہے۔ ہرنا نواب اور کول داواغ لکھا ہے کہ ہمارے خاندان کو لوٹنا چھٹا جائے۔ ہمیں ایک ہو کر رہنا چاہیے۔"

اس کی بڑی اسی نے سر پر اچھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "خوش رہو جیسے ایں سوچا بھی نہیں تھی کہ اگر خواتین ذہانت اور ذہنی سوجھ بوجھ سے ہرنا نواب سے کول داواغ کر کے لے لے رہا ہے اسے چلے آگے۔ اللہ تعالیٰ اور رحمت دے۔" زیب الشانے ہنساتے ہوئے کہا۔ "میں...."

وہ ہرنا نواب کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "مجھے محبت ملے گی تو ہرنا نواب کیوں کروں گا؟" وہاں سب ہی سمجھ رہے تھے کہ اب اس کی نظروں کو تازہ سے تھے اور اس کی باتوں کا مطلب سمجھ رہے تھے۔ ایمان علی بھی خوش تھا۔ اس نے اپنی ماں اور دونوں بھتیجیوں کو بھی زانچہ پانچہ کہا تھا اور یہ جانتا تھا کہ بہنوں کی قسمت نکلنے والی ہے اور وہ دونوں جلد ہی کسی نئے منسوب ہونے والی ہیں۔

بھروسہ علی عظیم الدین اور نواب غیاث الدین کے زانچے نے تیار کیا تھا کہ اس کے چچا نواب غیاث الدین سے بروا دقت آئے۔ وہاں سے اس کے مرض کے مطلقاً اس کا دلانی کی طرف کھینچا جاتا تھا۔ وہاں وہ سب موجود تھے۔ وہاں وہ ہرنا نواب کو دیکھنے ہی ایک دم سے چونک گیا۔ دل تیزی سے ہلکا ہونے لگا۔

یہ بات ذہن میں نقش ہو گئی کہ واقعی اس کی محبت بھی ہے۔ آج وہ اسے جہاں میں ہرنا نواب کو اپنی شریک حیات بنا لینا چاہیے۔ اس نے کان میں کر کے ایمان علی کو سلام کر کے اس سے معاہدہ کیا کہ اس کی والدہ یعنی بی بی اے کی گواہی

ہاں ہو کر یوں رہا۔ اور بھی اپنی باتوں کی حالت کرتا رہا۔ اس کی لیزرڈ کی بھی حالت کرتا رہا۔

پارٹی کے چند نمبروں نے ایک خفیہ تنبیگ کی وہاں ایک لیزرڈ نے کہا۔ "جب غیاث الدین اور اس کا بیٹا نواب غیاث الدین اس ملاقات میں بہت متوجہ رہے اور ہمیشہ ملاقات سے دودھ حاصل کرتے ہیں۔ نواب غیاث الدین لوگ ہو چکا ہے۔ اب ہمیں اس کی جگہ اس کے بیٹے نواب غیاث الدین کو لینا چاہیے۔"

دوسرے لیزرڈ نے کہا۔ "جب نواب غیاث الدین ہمارے لیے کار ہو چکے تو ہمیں اس کی ذات سے ہٹا کر نامہ داغ مانا جائے۔"

ایک لیزرڈ نے پوچھا۔ "وہ کیسے؟" اس نے کہا۔ "یاد ہے۔ انگریزوں میں ایک لیزرڈ نے غیاث الدین کو لڑکی کی گدہ ان کی حالت سے باز نہیں آنے کا اور ان کی بڑائی کو نہ جاننے کی کوشش کر کے کہ ان کی اس کا سامنے اس سے بچھین لی جائے گی۔"

وہ کہہ رہے تھے اور وہ سب قائل ہونے کے اعزاز میں اسے کہہ رہے تھے پھر اس نے کہا۔ "کیوں نہ نواب غیاث الدین کی کامیابی نہیں چاہی؟" پارٹی لیزرڈ نے تائید میں سر ہلا کر کہا۔ "یہ شک، ہم اسے بہت اہم اور نواب سمجھتے ہیں اور اور ہوا ہے سمجھتے ہیں کہ ان کی نظروں پارٹی والوں نے اسے کوئی داری ہے۔ اس طرح ہمیں جتنی بھی ضروری کسی حاصل ہوگی اور ان کو ہمارے ساتھ ہوگا۔"

انہوں نے اپنے اس منصوبے پر عمل کرنے میں دیر نہیں کی۔ اس کے انگریزوں کی طرف بار بار ہے۔ وہاں تک نہ ختم ہوا۔ کچھ چاہتا تھا۔

ایمان علی جب عالی اور بی بی بی کے ساتھ کمانے کے بعد کوئی کی طرف واپس چلا گیا تو نواب غیاث الدین نے رابطہ کیا کہہ رہے تھے کہ "بھائی جان! اور نواب غیاث الدین کو دیکھ کر ہوا۔ ہمارے اہل جان اب اس دنیا میں نہیں رہے۔"

فازنگ کی ڈراما جو کئی کیا بھران کے جسم میں دو گولیاں اتار کر چلے گئے۔"

بی بی بی نے اپنی بی بی کے لیے انناک تھی۔ وہ سب تنہا کی کوئی شے گئے۔ وہاں کا احوال تین دن تک مسلسل سوسکار رہا تھا۔ آج وہ دونوں نے اپنے اپنے آپ کو بھلائی نہیں دے سکتے تھے۔ کوئی بھی پیدا کرنے والا زندگی میں گھاسی رہا ہونے کے بعد یاد آتا رہتا ہے۔

موجودہ حالات میں ایمان علی کو یہ تاہم پہنچا تھا کہ اپنی مرضی چاہے ہو چکی تھی۔ دونوں چچا زاد بھائی آس کی والدہ کو بڑا دکھ اور سر پرست تسلیم کر چکے۔ آج وہ وہ دونوں اس امر کے دارا بننے والے تھے۔

ایمان علی نے ایک بار ہاتھوں میں عالی سے کہا۔ "میری دلی خواہش یہ ہے کہ میں ایک میزبان کی حیثیت سے ہرنا نواب سے زیادہ خوش رکھوں لیکن یہاں کا احوال یہ ہے کہ عالی نے عالی سے کہا۔ "کوئی بات نہیں۔ وہ کچھ تو انسان کی زندگی کے ساتھ رہتے ہیں۔ وہیے یہاں موگ تانے کے باوجود ہم اپنی حالت میں نہیں ہیں۔ ہمارے اندر ایک ذہنی کیمجی کی خوشی ہے کہ ایک ایک دن جو کسی ماہ راست ہوگی اسکا تمام وہ اب اس دنیا میں نہیں رہا ہے۔ اس کی موت نے زخمیے ہوئے خاندان کو سمیٹ کر کھینک کر دیا ہے۔"

"میں دوست کر رہی ہوں۔ اگر چہ چچا جان کی موت کا افسوس ہوتا ہے لیکن صدمہ میں ہورہا ہے۔ میرے علم نے مجھے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میرے خاندان میں کوئی تکلیف ہی بات ہونے والی ہے اور میری پریشانی ختم ہونے والی ہیں۔"

اس نے کہا۔ "نواب غیاث الدین اپنی کار میں چھوڑنے کی طرف بار بار ہے۔ وہاں تک نہ ختم ہوا۔ کچھ چاہتا تھا۔"

ایمان علی جب عالی اور بی بی بی کے ساتھ کمانے کے بعد کوئی کی طرف واپس چلا گیا تو نواب غیاث الدین نے رابطہ کیا کہہ رہے تھے کہ "بھائی جان! اور نواب غیاث الدین کو دیکھ کر ہوا۔ ہمارے اہل جان اب اس دنیا میں نہیں رہے۔"

رہے ہو۔

”میں تم سے ایک اور بات بھی کہتی تھی کہ میری زندگی میں جو لڑکی آئے گی وہ ایک غیر معمولی صلاحیت کی مالک ہوگی۔“

”ہاں، یہ بات تم نے کی تھی۔“
”میں نے کئے ہی نہیں کہا تھا کہ اپنی غیر معمولی صلاحیتوں سے میری نظیوں آسان کرتی ہوگی۔ اب کہہ رہا ہوں یہ جو کچھ ہوا ہے تمہاری کسی غیر معمولی صلاحیت کی ذریعہ ہی ہو رہا ہے۔“

مائی نے اسے ٹالنے کے لیے کہا۔ ”کوئی دوسری بات کرو۔“

”تم اس موضوع پر گفتگو نہیں کرنا چاہتیں۔ کیا مجھے وارڈز میں ہٹانا کی۔ میں چاہوں گا کچھ سے اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کو چھپا دوں۔“
”کون سی میری سانس لی۔ سر اٹھا کر سامنے پیٹھے ہوئے ایمان علی کو دیکھا وہ تو تکیا ملاقات سے میں سوس کر رہی تھی کہ اس کی طرف جھٹی جا رہی ہے اور یہ جوان اس کا آئیڈل ہے۔“

”بولی۔“ میں، ٹیلی جی جاتی ہوں۔“
”اے اے، چوک کر اسے دیکھا۔ وہ بولی۔“ میں کسی کے بھی اندر دلچسپی کر اس کے تمام چہرہ خیالات دیکھتی ہوں اس کے ذہان پر قبضہ جانتی ہوں اور اپنی مرضی کے مطابق اس کو دیکھتی ہوں کہ کد کرتے ہوں۔“

”وہ ڈرنا ہے بولا۔“ میرے اندر بھی آتا ہوا ہے؟“
”وہ انکار میں سر ہلا کر بولی۔“ جو تمہاری طرح سخت مند باڈی بلڈرز ہوتے ہیں اور کوئی نشانی نہیں کرتے۔ وہ میری سوچ کی لہروں کو ایک دم سے محسوس کرتے ہیں پھر یہ ممکن ہو کر سانس روک لیتے ہیں۔ اس طرح میں تمہارے ہر قسم کے افراد کے اندر کشش رکھتی ہوں۔“
”میں کہتی تھی کہ تمہاری بوری سے اور خوشی کی قسم تم ٹیلی جی جاتی ہو کہ کیا مجھے بتاؤ گی کہ یہ طرف تم نے کیسے دیکھا ہے؟ کہاں سے دیکھا ہے۔“

”میں اس تمہارے سوال کا جواب دوں گی۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا دلچسپی میرے بارے میں کیا کہتا ہے۔ ہماری ٹیلی ملاقات دو تین میں بدل چکی ہے۔ یہ دیکھتی کہاں تک جاتے گی؟“
”وہ بڑے احتیاط سے بولا۔“ ازودامی زندگی تک..... میں اپنے ظلم کے ذریعے جو کچھ معلوم کرتا ہوں۔ اس میں سے

کچھ باتیں ظلم ظکی ہو جاتی ہیں۔ جیسے میرے بچے جگر تازہ ہر دور سے ہیں۔ میری کسی بند دوست ہوئی جا رہی ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میری یہ بات درست ہوگی جو میں تمہیں دل و جان سے چاہنے لگا ہوں اور تمہیں اپنی شریک حیات بنانا چاہتا ہوں۔“

”ابھی یہ تمہارا بیان اپنی لی کی ہے چنانچہ تم بہت اچھی لگ رہی ہو۔ زندگی میں ہمیں پہلی بار وہ ایک چاہنے والے کو اپنے دل کے ساتھ قریب سے محسوس کر رہی۔“
”وہ بلا۔“ میں تمہیں ہونے پر فخر کر رہا ہوں۔ تم کچھ کہتا چاہو گی؟“

”تم آج بولا ہے۔ ازودامی زندگی کسی رہے گی؟ اور کب تک رہے گی؟“
”میں تم کو ایک دوسرے کے لائف پارٹنر بننے میں کامیاب ہو سکے تو بہت ہی خوشیوں ہماری ازودامی زندگی میں کی گئیں۔“
”وہ بولتے بولتے چپ ہو گیا۔ اس نے پوچھا۔“ لیکن کیا...؟“

”تمہارے درمیان کی کچھ باتیں دیکھ کر وہ ہونے کے بعد یہ بات کہنے لگی۔“
”وہ کسی دکا میں ہیں۔“
”وہ انکار میں سر ہلا کر بولا۔“ میں ابھی کچھ وضاحت سے معلوم نہیں کر سکتا۔ پھر بھی اپنے ازودامی زندگی کی غور سے اسطوری کر دوں گا۔ کچھ پتے چلے تو تمہیں بتاؤں گا۔“

”وہ دونوں ٹھنڈی رینک پر رہے پھر ایمان علی نے کہا۔“ تم مجھے دیکھا ہے اور میرے سے خاندان کو کبھی دیکھا ہے اب ایمان علی کے بارے میں کچھ بتاؤ؟“
”وہ سے میرے بارے میں بتانے لگی۔ میرا نام سننے ہی وہ چوک گیا۔ بولی جرنالی سے بولا۔“ تم فرماؤ گی جیوری جی ہوا اور وہ اٹھا تو خوشی خوشی صیب بنا رہا ہے۔ میرے دل کے سب سے مشہور اور معروف اور اعلیٰ خاندان میں پہنچا رہا ہے۔ میں تمہارے جیوری کی سزا کر رہی ہوں۔“
”خوشی خوشی ہو کر آتے دیکھ رہی تھی۔ سڑکاری کی بچھری۔“

”آگے آؤ۔“
”آگے کیسوں؟ میں تو اگلے فریڈ سے اس قدر متاثر ہوں کہ میں نے ان کا اور سونا مانا بھی ایک بار نہ چاہیے اور ان کی انہیں طرح اسطوری کی ہے۔ بتانا میں ان کے بارے میں جانتا ہوں۔ وہ تمہیں ہو کر نہیں نہیں چاہ سکتیں۔“
مگر وہ ایک کبھی میری سانس لے کر بولے۔ ”ہائے..... میں

”میں ابھی ہنس سکتا تھا جن دن بڑوں کا ازواج چار ہوں۔ اس کی بی بی میری زندگی میں آئے والی ہے۔“
”مما اور پاپا جد وجہد سے پھر پھر زندگی گزار رہے اور یہ ہیں۔ سخت سے چھڑوں کی مارتوں کا کفار ہونے والے ہیں اور پھر انہیں سرتوڑ جواب دیتے رہتے ہیں۔“
”ابھی یہ تمہاری ایک بھرپور ہے اسے مستحق کا مال معلوم نہیں کیا مگر میں معلوم کرتا جاتی ہوں۔ ان پر کوئی بڑی مصیبت تو نہیں آئے گی؟“
”اس نے سوچ کر کہا۔“ ان پر مصیبت تو آتی ہی رہتی ہے۔ پھر بھی میں ایک بار ان کا ازواج چار ہونے کے بعد ہی کچھ

”پاپا ابھی ہر سو۔“
”وہ اپنے بیڑم میں تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر کشتی کی ایک الماری کے پاس گیا۔ وہاں ڈیڑھ ساری کا ٹیکس رہی تھی۔ اسے دیکھا۔ اس نے کتنے فریب محسوس کیے بارے میں۔“
”میں نے میرے پاس ایک ہانگ ٹائی پائے بارے میں ان کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ اسے کھول کر ازواج چار کی بڑی توجہ سے دیکھنے لگا۔“

”مائی بڑی سے پتی سے اسے دیکھ رہی تھی اس نے اس سے کہا۔“ تمہارے خاندان میں ایک سب سے کچھ اور ہے۔“
”مجھے بتاؤ کون سے اس کی بارے میں؟“
”وہ میرے پاپا کا پوتا ہے میرے بھائی پورن کا چاچا۔“

”اس سے کچھ سے ساتھ میرے فخریہ حالات نہیں آ رہے ہیں۔ لیکن ان کے اہل گھر سے پاپا پتھر پر رہتے ہیں۔“
”ہاں، ان کے بہترین دشمن کی طرح ان کے پوتے مرنا ان کو اپنے ساتھ میں کر لینا چاہتے ہیں۔ اسے قیدی بنا کر پاپا کو اپنے سامنے کھٹکے پر مجبور کرنا چاہتے ہیں۔“
”وہ انکار میں سر ہلا کر بولا۔“ اپنا تو تمہارے پاپا کے ساتھ ہوتا ہی آ رہا ہے اور وہ دشمنوں کو ان کی دشمنی کی سزا دینے آ رہے ہیں لیکن اس سے کچھ معاملے سے کوئی ایسی غیر معمولی بات سے جو میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔“

”مائی نے کہا۔“ میں سمجھتی تھی کہ تمہاری ایک غیر معمولی قوت ہے۔ وہ رہ چکی ہے لیکن اس کی آتما کو ایک اور قسم کے جسم میں مانی ہوئی ہے۔ اس طرح شیوانی ایک دوسری صورت کے جسم میں رہ کر اپنے اپنے کو پھر ہوتا رہے رہی ہے۔“
”وہ ازواج کی طرف دیکھتے دیکھتے بولی۔“ اور کچھ

”تاکاؤ؟“
”مڈم شیوانی سے تعلق رکھنے والی خاص بات ہے؟“
”اب اس کی زندگی بہت ہی پتھری رہی ہے۔ مجھے ٹھیک طرح سے حساب نہیں معلوم..... جناب جمیز بڑی کی بیٹی کوئی کے مطابق اس کی زندگی کے شاید انہیں وہ نہ ہیں۔“

ایمان علی اس کی باتیں ناموشی سے سن رہا تھا پھر کہا۔ ”ہاں، یہی بات غیر معمولی ہو سکتی ہے کہ وہ سر چکی ہیں لیکن ان کی آتما انہی اس دنیا میں ہے اور وہ کسی کے اندر مانی ہوئی ہیں۔ یہ سب کچھ، یہ ایک غیر معمولی اور ناقابل یقین بات ہے۔“

”وہ ایک ذرا توقف سے بولا۔“ تمہاری جی ملی ایسے غیر معمولی واقعات ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اب میں اس معلومات کی روشنی میں تمہارے پاپا کا ازواج چار ہوں۔“
”وہ پھر میرے ذہان کی اسطوری کر کے اس کے سامنے میری فائل کھلی ہوئی تھی۔ دوسرے جگہ سے اسے پڑھا رہا تھا اور مائی اسے بڑی محبت اور دل سے دیکھ رہی تھی۔“

”سوچ رہی تھی کہ اب سے پہلے کی سبھی جہان نے اسے اتنا متاثر نہیں کیا تھا جتنا کہ وہ کر رہا تھا۔ بڑی ایک کبھی چون سانس ضرور ہوتا ہے۔ وہ اپنے ہونے والے جہان سماجی کو بڑے چارے بڑے جذبے سے دیکھ رہی تھی۔“

اس کا دل اس کا بار ایمان علی سے متاثر ہو رہا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اسے کتنے چہرہ جوں میں کچھ ایسا ہونا ہے۔ وہ اس سے دوسرا ازواج چار متاثر ہو چکی ہوتی جاتا ہے۔“

”اس کی یہ پھیلائی کو بھانپتے ہوئے پوچھا۔“ کیا بات ہے؟“
”میں نے پوچھا۔“ کیا شیوانی کے پیچھے کا لٹھ جاتے والے لگتے رہے ہیں؟ کیا وہ اس کی آتما کو ایک جسم سے نکال کر دوسرے جسم میں پہنچا رہے ہیں؟ اور اس طرح اس کی آتما پھٹی رہتی ہے؟“
”وہ ہنس کر انداز میں سر ہلا کر بولی۔“ ہاں، لیکن تم پھیلائی میں ہو؟“
”میں پھیلائی نہیں ہوں۔ میرے جسم سے سوالوں کا جواب دو۔ کیا آج سے آفس دنوں کے بعد شیوانی کی موت لازمی ہے؟“
”ہاں، جناب علی اس قدر جمیز بڑی سے چیخ کر کوئی کہے۔ اس بار اس کی آتما کو کوئی بھی کا لٹھ جاتے والا نہیں

میں دوسرے ہی لمحے میں اس کے اندر پہنچ گیا پھر بولا۔
 ”ہیلو بیٹے ایمان علی! میں فرہاد بول رہا ہوں۔“
 اس نے خوش ہو کر کہا۔ ”یا خدا! تو بے شک جلال والا
 اور بڑی شان والا ہے۔ محترم فرہاد علی تیمور کو میرے پاس پہنچا
 کر مجھے خوش نصیب بنا رہا ہے۔“
 پھر اس نے مجھ سے پوچھا۔ ”کیا میں آپ کو اکل کہہ
 سکتا ہوں؟“
 ”نہیں اکل نہیں..... عالی کی طرح مجھے پایا کہہ سکتے
 ہو۔“

وہ خوشیوں سے لہرا گیا۔ ”شکریہ پایا! بہت بہت
 شکریہ۔ میں آپ سے ایک اہم بات کہنا چاہتا ہوں لیکن آپ
 عالی سے کہیں کہ وہ میرے اندر آ کر یہ باتیں نہ سنیں۔“
 میں نے عالی سے پوچھا۔ ”کیا تم ایمان علی کے اندر
 ہو؟“
 ”نو پایا! وہ نہیں چاہتا کہ میں آپ لوگوں کی باتیں
 سنوں۔“
 ”شاباش بیٹی! میں دیکھتا ہوں کہ وہ مجھ سے کیا کہنے
 والا ہے؟“

میں نے ایمان علی کو یقین دلایا کہ اس کے اندر صرف
 میں ہی ہوں تب اس نے کہا۔ ”پاپا! شیوانی کو مرنا نہیں
 چاہیے۔ کچھ ایسا کیا جائے کہ جناب تمہری اپنی پیش گوئی
 تبدیل کر دیں اگر کوئی کالا علم جاننے والا اس کی آتما کو اس
 کے جسم سے نکال کر کسی دوسری جگہ پہنچانا چاہے تو اسے نہ روکا
 جائے۔ جو ہوتا ہے وہ ہونے دیا جائے۔“
 ”ایسا کیوں ہونے دیا جائے؟ موت کے بعد کسی کی
 بھی روح کو عالم ارواح میں پہنچنا چاہیے۔ اس دنیا میں نہیں
 بھٹکتا چاہیے۔ یہ کالا علم جاننے والے ان روحوں کو اپنے قابو
 میں کر کے اور ان سے اپنی مرضی کا کام کرواتے ہیں اور ہم یہ
 کبھی نہیں چاہیں گے۔“

”بے شک، کالے علم کے ذریعے جو بھی کیا جاتا ہے وہ
 سراسر شیطانی عمل ہے اور ایسا نہیں ہونا چاہیے لیکن میں آپ
 کی سلامتی کی خاطر کہتا ہوں کہ شیوانی کو مرنا نہیں چاہیے۔“
 ”شیوانی کی موت کا میری سلامتی سے کیا تعلق ہے؟“
 ”میرے زائچے کے مطابق شیوانی کی موت کے
 دوسرے ہی دن آپ کی زندگی کی لیکر ٹوٹ رہی ہے۔“
 میں نے بے یقینی سے پوچھا۔ ”شیوانی کی زندگی کا مجھ
 سے کیا تعلق ہے؟“
 ”دیکھیے۔ میرا زائچہ آپ کے سامنے ہے۔ یہ جو بتا رہا

بھٹکائے گا اور اس کی روح اس دنیا سے پرواز کرتی ہوگی عالم
 ارواح کی طرف چلی جائے گی۔ شیوانی کو پھر سے کوئی نئی
 زندگی نہیں ملے گی۔ وہ ہمیشہ کے لیے تم ہو جائے گی۔“
 ”تمہارا کیا خیال ہے کیا ان کی پیش گوئی درست ہو
 گی؟ کیا شیوانی کا مرنا بہت ضروری ہے؟“
 ”آج تک جناب تمہری کی کوئی پیش گوئی غلط ثابت
 نہیں ہوئی۔ اس بار شیوانی کو موت آئے گی۔“
 وہ بے چینی سے پہلو بدل کر بولا۔ ”اسے موت نہ آئے
 تو..... اچھا ہے۔“

”موت کیوں نہ آئے؟“
 ”نہیں آنا چاہیے۔ اسی میں بہتری ہے۔“
 ”کیا عدنان کی بہتری ہے؟“
 وہ انکار میں سر ہلا کر بولا۔ ”تمہارے پاپا کی.....“
 وہ حیرانی سے بولی۔ ”شیوانی کے نہ مرنے سے پاپا کی
 بہتری کیا ہوگی؟“

اس نے عالی کو دیکھا پھر اس سے نظریں جرانے لگا۔ وہ
 پریشان ہو کر بولی۔ ”آخر بات کیا ہے؟..... ایمان علی! تم مجھ
 سے کیا چھپا رہے ہو؟“
 ”کچھ نہیں، اپنے پاپا سے کہو کہ میرے پاس
 آئیں۔ میں ان سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔“
 ”کیا پہلے مجھ سے بات نہیں کر سکتے؟“
 ”پلیز، یہ تمہارے پاپا کا ذاتی معاملہ ہے۔ تم برانہ
 مانو۔ میں تمہارے خاندان کی بہتری کے لیے یہ کہہ رہا
 ہوں۔ مجھے صرف اپنے پاپا سے بات کرنے دو۔“
 اس نے سوچتی ہوئی نظروں سے ایمان علی کو دیکھا پھر
 مجھے مخاطب کیا۔ ”پاپا! آپ کہاں ہیں؟ ویسے جہاں بھی
 ہیں۔ فوراً میرے اندر آ جائیں۔“

میں نے اس کے اندر آ کر پوچھا۔ ”کیا بات ہے
 بیٹی!.....؟“
 ”وہ بابا! جیسا کہ میں بتا چکی ہوں اور آپ بھی جانتے
 ہیں، ایمان علی کو علم نجوم میں مہارت حاصل ہے۔ اس نے
 آپ کا بھی زائچہ بنا رکھا ہے اور اسے پڑھنے کے بعد کوئی اہم
 بات آپ سے کہنا چاہتا ہے۔“
 ”دھیک ہے، جو کہنا چاہتا ہے کہے۔ میں سن رہا
 ہوں۔“
 ”ایسے نہیں پاپا! وہ مجھ سے آپ کی کوئی بات چھپا رہا
 ہے۔ صرف آپ سے کہنا چاہتا ہے۔ پلیز اس کے اندر
 جائیں۔“

جواب دو اور سوال یہ ہے کہ، کہ میری زندگی کتنے دنوں کی رہ گئی ہے؟“

وہ بڑی دیر سے ضبط کر رہی تھی۔ اچانک ہی روتے ہوئے منہ ڈھانپ کر بولی۔ ”چلے جاؤ یہاں سے۔ خدا کے لیے چلے جاؤ۔ میری برسوں کی عبادت اور ریاضت کو برابانہ کرو۔ مجھ پر رحم کرو۔ اپنے شوہر ہونے کے حقوق نہ جتاؤ۔ کیا تم میری برسوں کی محنت کو خاک میں ملا دو گے؟“

”نہیں، میں جا رہا ہوں۔“

میں پھر سونیا کے پاس آ گیا۔ اس نے پوچھا۔ ”کیا ہوا...؟“

”اس نے بھی واضح طور سے کچھ نہیں کہا لیکن اس کے آنسوؤں نے سارا بھید کھول دیا ہے۔ اب میری زندگی صرف انیس دنوں کی رہ گئی ہے۔ بیسویں دن مجھے یہاں سے کوچ کرنا ہے۔“

سونیا پر جیسے سلکتا طاری ہو گیا۔ وہ غم صمسی ہو کر رہ گئی۔ ابھی پتا نہیں میرے کتنے چاہنے والوں پر سکتہ طاری ہونے والا ہے۔ قدرت بھی عجب نمائش دکھائی ہے۔ اچھے خاصے صحت مند اچھلتے کودتے انسان کو اچانک یہ سنا پایا جائے کہ اس کی زندگی مختصر سی ہو کر رہ گئی ہے تو کبھی یقین نہیں آتا۔ جبکہ یقین کرنے کے لیے اب کچھ باقی نہ تھا۔

میری موت کے سلسلے میں دو باتیں اہم تھیں۔ ایک تو یہ کہ جناب تیزی نے اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ ایمان علی علم نجوم میں کافی مہارت رکھتا ہے۔ ان کی دوسری بات یہ تھی کہ بعض بندوں کو قدرتی طور سے آگہی ملتی ہے اگرچہ مجھے قدرتی طور سے نہیں ملی مگر مل چکی ہے۔

پھر یہ کہ آئمہ برسوں کی عبادت اور ریاضت کے باوجود اپنے شوہر کے سلسلے میں سخت دلی کا مظاہرہ نہ کر سکی۔ ہزار ضبط کرنے کے باوجود اس کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل آئے اور اس کے آنسوؤں نے ایمان علی کی پیش گوئی پر تصدیق کی مہر ثبت کر دی۔

تارین کرام! اگلے ماہ کی قسط شائع ہوتے ہی میری مسلسل داستان کے تیس برس پورے ہو جائیں گے..... یا تیس برس کے پورے ہوتے ہی میری زندگی بھی پوری ہو جائے گی؟

اگر ایسا ہوا تو سونیا میری زندگی کے آخری لمحات کی روداد آپ تک پہنچائے گی۔

ٹیلی پیتھی کے فسوں کار فرہاد علی تیمور کی اس مقبول عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیے

ہے اور علم نجوم میں کافی مہارت رکھتا ہے۔ اس نے تم سے جو کہا ہے۔ اس کے متعلق مجھ سے کوئی بات نہ کرو۔ میں اس پیش گوئی کی تائید یا تردید میں کچھ نہیں کہوں گا۔ اب سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ہم قدرت کے راز عام بندوں کو نہیں بتاتے۔ جنہیں آگہی ملتی ہوتی ہے۔ انہیں قدرتی طور سے مل جاتی ہے۔“

”کیا میں یہ سمجھوں کہ مجھے آگہی مل چکی ہے؟“

”قدرتی طور پر نہیں ملی۔ ہاں، مگر... ملی ہے۔“

میں کچھ کہنا چاہتا تھا۔ انہوں نے کہا۔ ”بس، اب جاؤ۔“

میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر سونیا کو ان کی باتیں بتائیں۔ وہ بولی۔ ”انہوں نے واضح طور پر کچھ نہیں کہا ہے۔ اس بات کو الجھا دیا ہے۔ ہمیں اپنے طور سے سمجھنا ہوگا۔“

اس نے سوچتے ہوئے کہا۔ ”ایک کام کرو۔ آئمہ بھی ردحانیت کے مراحل سے گزر رہی ہے۔ اسے بھی قدرتی طور سے آگہی ملتی رہتی ہے اور وہ بھی قدرت کے بھید ہمیں نہیں بتاتی۔ اس کے باوجود وہ ایک عورت ہے۔ تم ہیرا پھیری سے اسے الجھا کر حقیقت معلوم کر سکتے ہو...“

سونیا نے اچھی تدبیر بتائی تھی۔ میں نے فوراً ہی آئمہ کے پاس پہنچ کر کہا۔ ”میں تم سے کچھ ضروری بات کرنے آیا ہوں۔“

وہ سر جھکائے اداس بیٹھی ہوئی تھی۔ بڑی سنجیدگی سے بولی۔ ”ہاں، بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟“

”میں تمہارا مجازی خدا ہوں۔ میرے تم پر بڑے حقوق ہیں۔ میں صرف اپنا ایک حق مانگتا ہوں۔“

”ہاں، بولو کیا چاہتے ہو؟“

”میں چاہتا ہوں کہ میرے ایک سوال کا سچ جواب دے دو۔“

وہ ہنچکتے ہوئے بولی۔ ”دیکھو۔ جو میں نہیں جانتی اور جو قدرت کو منظور نہیں ہے وہ سوال نہ کرو اور نہ ہی اس کے جواب کی توقع رکھو۔“

”چلو، یہی بتا دو کہ میرے سلسلے میں قدرت کو کیا منظور نہیں ہے؟“

”بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی بات جسے قدرت راز میں رکھنا چاہتی ہے۔ اسے ہم بھی کسی کے سامنے بیان نہیں کرتے۔“

”میں ساری باتیں سمجھتا ہوں لیکن ایک مجازی خدا کی حیثیت سے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ میرے صرف ایک سوال کا

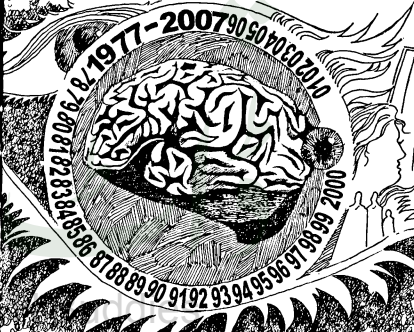
سمنش کا مشہور عالم سلسلہ جو تین سو ساڑھے آٹھ سے جاری ہے

فرہاد علی تیسور

جاہونا

ہنگاموں
 رنگینیاں
 اور تخیل کے اس
 بے متناہج بادشاہ کف
 سحرانگیز کہانی جس نے
 اپنی پھر پور زندگی میں بھی
 شکست کا ذائقہ نہیں چکھا وہ جب
 اور جس گدھن میں جاہنا، جانتک لیتا
 اور ہی اس کا ٹہنک ترین ہتھیار تھا، دوشان
 پر محیط وہ طلسم ہوش بیاچھے قارئین کی
 دوسری نسل بھی بہت شوق سے پڑھ رہی ہے، اپنے
 اور ٹہنک وقوم کے دشمنوں کو خیال خوانی کے حرم و نازک
 ہتھیار سے خاک و خون میں نہلا دینے والے فرہاد علی
 تیسور کی لازوال اور بے مثال داستان عبرت جس میں وہ لوہو
 کے سارے رشتوں کے ساتھ حریفوں سے دیرسری پیکار ہے

اردو زبان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا مشہور ترین سلسلہ



میری جیٹی کے کام انرا کو چپ گئی تھی۔ مجھے وہ سب گھنٹے ہو گئے ہوں۔ کچھ بولنا نہ جانتے ہوں۔ اگرچہ انہیں میری ہونے والی موت کا پوری طرح یقین تھا اس کے باوجود ان کے دل صدمات سے ٹوٹے نہ تھے۔ ایسا علی کی جیٹی کو کوئی ماننے والا نہیں تھا لیکن جناب تمہری اور امین کی پراسرار اور ماضی سے سب کے لیے سمجھا دیا تھا کہ وہ بزرگ جن کی پزیر نہ سہمہ کر رہے ہیں اور نہ ہی اسے جھٹلا رہے ہیں..... کچھ بڑے جس کی پر وہ درباری ہے۔ عالی، انور، جانا اور الیا روئے تھی جس۔ انکی انناک تجربن کیونکہ میں گریڈی میں اور میری صلاحی اور طویل عمر کے لیے گڑا کر دیا تاکہ میں ہی نہیں، پارس، پورس اور بریا کے سر رکھے ہوئے تھے اگر کوئی بدترین ٹھنڈو دے گا تو مجھ پر حملہ کرنے آتا تو میرے سامنے ذوال بن جانتے اور اس وقت تک نیست و نابود کرتے لیکن موت کو کون مار سکتا ہے۔ اس کے بعد اچھی لگاؤ میں کیونکہ کون بنا سکتا ہے؟ وہ آگے بڑھتی تو پھر ٹھنڈو بڑھتی ہے۔

میرے بچوں کے انخور میں یہ بات رہا کرتی تھی کہ ہمارا بھلا والا ہوا ہے۔ جیسا کہ قابل گفت بات شاید میں نہیں مرے گا یا پھر وہ اپنی زندگی میں عمری موت نہیں دیکھیں گے۔ جہاز انکی بڑی ختم ہیں۔ آسمان اور جا چاند ستارے ہیں ہیں۔ انسان کی بجائے ہولی تا جیٹس کسی عمارت میں قیامت تک قائم ہیں گی۔ کیا جو کچھ قائم نہیں رہ سکتا؟

دنیا کے سارے بچے اسے والدین کے متعلق اور تمام والدین اپنے بچوں کے متعلق یہی سوچتے ہیں، یہی سمجھتے ہیں، چاہتے ہیں کہ دنیا مرنے رہے مگر ہمارے پیاروں کو موت نہ آئے۔ عالی نے ایمان علی کی جیٹی کو کہا ہے کہ میں اس وقت بتانا خواہتا ہوں کہ (ٹوٹی) کے ساتھ بیٹھا ہے تم کہا تھا اس نے میرے پیرے کے ساتھ اس کے اندازہ کیا کہ کونسا علی بات ہے۔

میں نے کہا۔ ”بڑھی خاص بات ہے۔ تم نے یہاں کر کہ میرے لیے ایک سرے کی ڈش تیار کرو۔ میں کھانے کے دوران میں نہیں کھاتا گا۔“

اگر اسے معلوم ہوتا کہ میرا حال بہت ہی عین ہے تو وہ کبھی مجھ کو ڈش تیار کرنے نہ جانی۔ وہ وہاں بیٹھی تو بارہ نون کے ذریعے سے مخاطب کیا۔

اس نے کہا۔ ”میں یوں بند کر رہی ہوں۔ تمہارے آکر کار کے اندر آئی ہوں۔“

وہ چہرہ کینڈے ہو اس آکر کار کے اندر کچھ بولی۔ ”میں نے تم سے کہا تھا کہ آج مجھ سے رابطہ نہ کرو۔ خواہ خود وہ وقت خارج کرے تو فضول اصرار نہ کرنا تاکہ تمہارے ہوجن سے نہ کہیں کوئی تا کہہ پہنچتا ہے اور نہ مجھے۔“

”تو چاہتا ہے ایک تمہارا سامنا نہ ہو سکتی ہو۔ میں اس وقت صرف اتنا جانتا ہوں کہ تمہارا دل ٹھنڈا کا چا کھانا معلوم ہو جائے اور تم جیٹس کو وہ سو کہتا وقت کہاں ہے؟“

”اسے بڑی بے چینی سے تلاش کرو رہے ہو؟ بات کیا ہے؟“

”وہ میرے لیے بہت اہم ہو گیا ہے۔ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے مجھے وہ چھپ کر کہیں سے مجھ کو کھربا رہے ہیں۔ وہ یہ جانتے ہے کہ میں کہاں ہوں اور کیا کر رہا ہوں؟ وہ تمہارے ساتھ اور ماز کو کتنے ہی معاملات میں نام لگا رہا ہے اور بہت کچھ میں اس کے بارے میں اس کی گریڈی کی باتیں جانتا ہوں، جہذا بھی کوئی ناظر جان نہیں سکتا۔“

”خاک ہے، برین اسٹریم ہے، ٹھنڈو، بہت ہی پراسرار اور پادریل ہے۔ کیا فریڈا اس کے بھی بارہ چار ہے؟“

اس نے آکر نے کے انداز میں کہا۔ ”پڑا اس کے بارہ چار ہے۔ وہ خود کو کھتا ہے؟“

”جو پڑا اس سے تو خوفزدہ ہی ہوں؟“

”میں خود فریب نہیں ہیں۔ اس قاضی کے تیسرا کہہ چاہتے ہیں۔ ہمیں خود فریب تھا کہ وہ جاملے کے ذریعے اپنے ہاتھ بنا رہا ہے۔ یہ ہمارے لیے بد قسمت ہو گا جاملے میرے پیچھے نظر نہیں چلی ہے۔ فون پر کوئی رابطہ ہوتا ہے اور نہ ہی خیال خونی کے ذریعے اس کا کوئی سراغ مل رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے مجھے وہ مر چکی ہے۔“

”یہ بھی ہوگی تو فریڈا کو اہرام تکمیل دے رہے ہو کہ ای سے جاملے کو تم سے پہچانا ہے؟“

”ایسا ایسا ہے کیا ہے۔ یہ میری اچھی طرح جانتے ہیں۔ دیکھو! اگر تم چاہتے ہو تو فریڈا تک پہنچا سکتی ہو۔ اس کا پتہ کتنا بتا سکتی ہو۔“

”تمہارا خیال بالکل درست ہے۔ میں فریڈا کا پتہ کتا جانتی ہوں اور یہ بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ ابھی ان نکات میں کہاں ہے؟“

”فورا تا تا۔ پانیز، تھامے تا کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟“

”میرے پاس میرے پیڑروم میں ہے اور میں وہاں

ہم میں ہوں۔ یہاں سے کل کر اس کی آغوش میں جانے والی ہوں۔“

”پانیز، میں بہت پریشان ہوں۔ مذاق نہ کرو۔“

”میں مذاق نہیں کر رہی ہوں۔ یہ کیا بات ہے کہ اب تمہاری کمرشل نہیں رہی۔ میرا نام شامل تمہری کی ہے تو یہاں ہمارے نہ دیکھ رہے گا۔“

”یہ تمہارے کیا کہری ہے؟“

”بہت اہم اطلاع ہے۔ میرے عرض ہے کہ میں نے اسلام لگال کر لیا ہے۔ الحمد للہ میں دل کی گہرائیوں سے ایک مسلمان ہوں۔“

”یہ بات تمہارے ہمیشہ کی ہے۔ کہ یہ یوں میں کے یقین کروں؟“

”تمہارے یقین نہ کرنے سے حقیقت نہیں بدلے گی۔ میں نے جناب علی اسد انصاری کی کے سامنے اسلام لگال کیا ہے اور انہوں نے فریڈا کی تجویز سے میرا لگال پڑھوایا ہے۔ میں اب ستر فریڈا کی تجویز ہوں۔“

”اگر وہ؟ تم کس قدر دلورہی اندر ہی ہو۔ میں بھی یقین نہیں کر سکتا۔“

دوخت اضطراب میں مبتلا ہو گیا تھا۔ چہرہ کینڈے کچھ ہل نہ سکا کچھ ایک فیصلہ کرتے ہوئے بولا۔ ”میں، میں ابھی غریب نے اپنی کس طرح کتب خانی بول رہی ہوں؟ میں تمہاری پیڑروم تم سے رابطہ کروں گا۔“

وہ اپنی بگڑی ڈی طور پر حاضر ہو گیا۔ ٹوٹی نور ای اس کے بگڑے اندر چلی گی۔ کتنا چاہتی کی کہ وہ کیا کرنے والا ہے وہ اس کی اس ڈی طور پر حاضر ہو کر کچھ میں میرے لیے ایک اٹنی بھی راز کرتی رہی اور اس کے اندر اس کے اندر میرا جیٹس ہی۔

وہ برین ماسٹر کے علی کے مطابق برہو اور راست اس سے رابطہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے ٹوٹی سے کہا تھا کہ وہ پھر اس کے اندر ایک کینڈے کے لیے بھی نہیں آئے گا۔ وہ اسرار کے یوں دلورہی ہے۔ باوجود اس کی احتیاطی تدبیر پر عمل کر رہا تھا۔ ہمارے ٹوٹی کے ذریعے رابطہ کیا۔

اس نے پچھا۔ ”کیا بات ہے؟“

”اہوں۔“

وہ بولا۔ ”جب تک فریڈا میری گرفت میں نہیں آئے گا جب تک میرے ستارے گردش میں رہیں گے اور انکی ہی وہی غم میں تکتی رہیں گی۔ تم کی کچھ بات دو۔“

وہ بولا۔ ”ایک تو جاملے ہاتھ سے کل ہی جکتی ہے۔“

اس کی بھی شاید نکل رہی ہے۔ وہ شاید فریڈا کی آغوش میں کچھ ہی ہے۔ ابھی کبھی ہی کہ وہ اسلام قبول کر کے اس کی مکتوبہ میں بھی ہے اور یہ سب جناب تمہری کی سرپرستی میں ہوا ہے۔

”کیا یہ یقین کرنے کی بات ہے کہ وہ مکتوبہ عورت اسلام قبول کرے گی؟ اور جناب تمہری ایسے داناں ہیں کہ اس کے اسلام قبول کرنے سے مطمئن ہو جائیں گے۔ اتنی جلدی ہو کہ جو کچھ میرے گھبراہٹ سے فریڈا کی مکتوبہ میں ہے؟“

”یقین نہ لگتا ہے کہ میں ہوں اور ہمارے ٹوٹی کی آواز اور لہجے میں ایسا مزاج اور یقین ہے کہ اس کی ہاتھ کچ لگ رہی ہیں۔“

”ایسی بات ہے تو پتا صاحب کے ادارے کے انچارج سے رابطہ کرو اور پچھو کہ یہاں تک درست ہے؟“

ہمارے اسی وقت فون کے ذریعے پتا صاحب کے ادارے سے رابطہ کیا گیا۔ وہاں کے انچارج مکمل برین مکتوبہ نے پچھا۔ ”آپ کیوں ہیں؟ اور کیا چاہتے ہیں؟“

”میں ہوں جو کچھ میں نے فریڈا کی فریڈا کی تجویزوں کرنا تھا اور اب اس کا پتہ کتنا میں نام پتا ہوا۔“

”اپنا پتہ آفس پتہ ہاں ہے؟“

”یہی ہاں، میں نے ستارے آپ کے ادارے میں کبھی کوئی مکتوبہ نہیں ہوا؟ اس لیے کچھ بتائے آہوں۔ کونسی نوئی سکرل سے اسلام قبول کر لیا ہے؟“

”الھمد للہ اب وہ ایک مسلمان ہیں اور فریڈا کی تجویز شریک دیجات ہیں۔ اس کا موجودہ نام شامل تمہری ہے اور جناب تمہری نے انہیں اپنی جیٹا بنایا ہے۔ ان کے لیے پتا صاحب کے ادارے کا روزانہ مکتوبہ دیا گیا ہے اور وہ کچھ معلوم کرنا ہے آپ کو؟“

”میں شریک۔“

اس نے رابطہ تم کر دیا۔ برین ماسٹر اس کے اندر موجود کینڈے کو اپنے ہاتھ کی سوچی کی لہروں کو کوسوں نہیں کر پھانسا۔ کچھ مکتوبہ اور بتا رہا تھا۔

ہمارے فون کے ذریعے رابطہ کرنا چاہا تو اس نے ہاتھ کے اندر یہ خیال پیدا کیا کہ اسے ٹوٹی سے رابطہ کرنا چاہیے۔ بعد میں ماسٹر سے رابطہ کیا جائے گا۔ اس نے فون پر اس کے کچھ کچھ کرنے کے بعد کہا۔ ”بیٹو ٹوٹی میرے آکر کار کے اندر آ جاؤ۔“

اس نے کہا۔ ”اوسر کو ٹوٹی نہیں رہتی۔ تم نے ظلم ظفر ڈال کیا ہے۔“

اس نے کہا۔ ”اوسوری! مجھے کوئی نہیں ستھمیرا ہی بہنا چاہیے۔“
 ”جھیک بوجھ میں ابھی اس آلہ کار کے اندر پہنچیں ہوں۔“

چلے پھرے لیے ڈس تیار ہو رہی تھی۔ اس نے کچن سے آکر کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ تو میں خیال خوانی میں صرف تھا۔ وہ سکرانے ہوئے پھر جہاں میں آکر پھر کھڑا خوانی کے ذریعے اس آلہ کار کے اندر پہنچ کر بولی۔ ”ہاں، بولو میں آ رہی ہوں۔ تم نے مجھے ستھمیرا ہی کہا ہے۔ اس کا مطلب ہے تو یہ کہ میری باتوں کی تصدیق کر رکھے ہو؟“

”ہاں، بابا صاحب کے ادارے کے منیجر جلیل بن کرم نے تصدیق کر دی ہے۔۔۔ ستھمیرا ہی تم نے اسلام آباد لیا کیا۔ مجھے خوشی ہے۔ کیونکہ میں بھی مسلمان ہوں لیکن فریاد سے شادی کر کے تم سے بہت بڑی غلطی کی ہے۔“

”کیا قیامت ہے۔ ہاتھی میں تم سے دوستی کر کے غلطی نہیں کی؟ کیا قیامت ہے۔ پتا چلتا ہے کہ میں یا تم؟ میرے استاد کو دھوکا نہیں دیا تھا؟“

”پلیز، سچ بھلی باتیں یاد نہ کرو۔ جو غلطی ہوئی اس کے بعد ہم پھر سے دوست بن گئے تھے۔“

”تک، ہم دوست بن گئے ہیں لیکن ہماری دوستی اتحاد سے خالی ہے۔ اس لیے میں تم پر اتحادیوں کوں کوں کرم میری سلامتی کے لیے فریاد کے خلاف بولی رہے ہو؟ کیا میں تمہاری باتوں میں آکر اسے چھوڑ دوں گی؟ کیا مجھے نادان سمجھی جاتی ہے؟“

”دیکھو تو؟۔۔۔ اوسوری، اوسوری! اب جب کی اچھے دوست کا ساتھ مجھ سے لگتا ہے تو اوسوں ہوتا ہے۔ ہاں۔ مجھے بھی سوچ کر دکھ ہورہا ہے کہ پتہ نہ تھا کہ میں سوچ رہی تھی کہ میری دماغ میں آکر اسے چھوڑ دوں گی؟“

”میں سب فرما رہی ہوں۔ اسے شوہر کے نقش قدم پر ہی چلوں گی۔ یہ تو دن بھی بات ہے ہیں کہ فریاد اس وقت تک نہیں نہیں کرتا، جب تک کہ کسی معاملے میں اسے جھیلنا نہیں جاتا اور خواہ وہ اس کی مخالفت نہیں کی جاتی اگر تم اس کی مخالفت نہیں کرو گے، اس سے کوئی چیز ہمارا جینا کر کے تو میں بھی تم سے دشمنی نہیں کر دوں گی۔ ورنہ تم نے فریاد سے زیادہ خطرناک باتیں کر دی ہیں اس آلہ کار کے اندر آکر تم سے۔“

”یہ بھی تمہارا اس آلہ کار کے اندر نہیں آتا؟“

کیوں رابطہ نہیں کر سکتی؟“
 ”اس لیے کہ اب تم ایکلے نہیں آتے تمہارے ساتھ برین ماسٹر کی ہوتا ہے۔“
 ”کیا کہہ رہی ہو؟“

”ہاں، اگر تم اس کے بعد اوار ہو۔ اس کی سوچ کی لہروں کو اپنے اندر گھس نہیں کر رہے ہو۔“
 ”مجھے خبر ہے کہ میں ماسٹر کا قابل اعتماد غلام ہوں۔“

”تھانے بٹنے ہوئے کہا۔“ ”جیل کا پتلا اعتماد تھے اب میں رہے۔ اب اس نے تم سے کچھ کیا ہے۔ تم نے اس کے اندر نہیں ہونے دے گئے۔ بلکہ اس نے تو اپنا ہونچہ بھی لیا ہے۔“

”برین ماسٹر کی یہ باتیں سن رہا تھا۔ شہ پر جراتی سے سوچ رہا تھا کہ اس کو بت کر دے کہ میں نے اسے اپنے غلام سے خیال خوانی کا رابطہ ختم کر دیا ہے۔“ ”عجب ہے کہ یہ تو یہ بھی جانتی ہے کہ میں اپنا ہونچہ بھی بدل چکا ہوں۔“

”تم سراسر کبواس کر رہی ہو۔ یہ جتنا چاہتی ہو کہ بہت سچ بھلی ہوئی ہو؟ میرے ماسٹر کی سچ بھلی جاتی ہو؟ اور ہمارے اندر کی تمام باتیں معلوم کر لیتی ہو؟“

”تم میری بات کا یقین نہ کر سکتے ہو اب میری وہ ماسٹر تمہارے اندر چاہتا ہے کہ میں اسے تمام باتیں سن رہا ہے اور تم کو نہیں سن رہا ہے۔ تم کو نہیں بھی فریاد کے ساتھ ہر کس کے اندر کے بہت سے راز معلوم کرنے کی ہوں۔“

”مجھ سے خبر ہے تو۔“ ”تم دونوں کو معلوم ہو چاہے کہ میں صرف فریاد علی بیور کی شریک حیوت نہیں ہوں۔ جناب میں فریاد ستھمیرا ہی کی بیور کی شریک حیوت کی سب سے خوش نصیب عورت ہوں اور آج پتہ تم دونوں کے پڑھنے بنانے والی ہوں۔ اب چاہیے ہوں۔ مجھے خدا حافظ کہنا چاہیے کہ میں کوئی کی کھد تمہاری مخالفت کرے۔“

”وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر پھر ڈس تیار کرے گی۔ جملہ کارڈز کو ہونچا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس ادارے سے باہر جانے کی اجازت دے دی تھی۔ ادارے کے ایک ٹیلی فوننگی جانے والے جو اوسوری کو اس کے ساتھ بھیجا تھا تاکہ وہ اس کی نگرانی کرتا رہے اور اس کے بارے میں رپورٹ دیتا رہے۔“

”وہ دونوں پہنچ کر ایک ہو گئی میں دوسرے کرانے پر لینے کے بعد رات گزار رہے تھے۔ جب وہ شیطانی گرفت میں آکر لیبرول ہو گئی تو تمام رات جاگتی تھی۔ اب اسکی

انہوں میں تھی۔

اس نے اپنے کمرے میں پہنچ کر کہا۔ ”جو ادا اب میں ہوں گی۔ یہ دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے کہ میں ابھی تک اور اور اس شیطان سے مجھ سے پر عمل نہیں کیا ہے۔“

”وہ اپنے کمرے میں سوئے گا۔“ ”جیل کا پتلا اعتماد تھے اب میں رہے۔ اب اس نے تم سے کچھ کیا ہے۔ تم نے اس کے اندر نہیں ہونے دے گئے۔ بلکہ اس نے تو اپنا ہونچہ بھی لیا ہے۔“

”برین ماسٹر کی یہ باتیں سن رہا تھا۔ شہ پر جراتی سے سوچ رہا تھا کہ اس کو بت کر دے کہ میں نے اسے اپنے غلام سے خیال خوانی کا رابطہ ختم کر دیا ہے۔“ ”عجب ہے کہ یہ تو یہ بھی جانتی ہے کہ میں اپنا ہونچہ بھی بدل چکا ہوں۔“

”تم سراسر کبواس کر رہی ہو۔ یہ جتنا چاہتی ہو کہ بہت سچ بھلی ہوئی ہو؟ میرے ماسٹر کی سچ بھلی جاتی ہو؟ اور ہمارے اندر کی تمام باتیں معلوم کر لیتی ہو؟“

”تم میری بات کا یقین نہ کر سکتے ہو اب میری وہ ماسٹر تمہارے اندر چاہتا ہے کہ میں اسے تمام باتیں سن رہا ہے اور تم کو نہیں سن رہا ہے۔ تم کو نہیں بھی فریاد کے ساتھ ہر کس کے اندر کے بہت سے راز معلوم کرنے کی ہوں۔“

”مجھ سے خبر ہے تو۔“ ”تم دونوں کو معلوم ہو چاہے کہ میں صرف فریاد علی بیور کی شریک حیوت نہیں ہوں۔ جناب میں فریاد ستھمیرا ہی کی بیور کی شریک حیوت کی سب سے خوش نصیب عورت ہوں اور آج پتہ تم دونوں کے پڑھنے بنانے والی ہوں۔ اب چاہیے ہوں۔ مجھے خدا حافظ کہنا چاہیے کہ میں کوئی کی کھد تمہاری مخالفت کرے۔“

”وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر پھر ڈس تیار کرے گی۔ جملہ کارڈز کو ہونچا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس ادارے سے باہر جانے کی اجازت دے دی تھی۔ ادارے کے ایک ٹیلی فوننگی جانے والے جو اوسوری کو اس کے ساتھ بھیجا تھا تاکہ وہ اس کی نگرانی کرتا رہے اور اس کے بارے میں رپورٹ دیتا رہے۔“

”وہ دونوں پہنچ کر ایک ہو گئی میں دوسرے کرانے پر لینے کے بعد رات گزار رہے تھے۔ جب وہ شیطانی گرفت میں آکر لیبرول ہو گئی تو تمام رات جاگتی تھی۔ اب اسکی

”وہ ایک دم سے پروزی کی۔ دو تے ہوئے بولی۔“ ”میں ابھی ما سے ٹولوں گی۔ پیپے ٹولوں گی۔ پایا کا تھکا اپنے سر پر

رکھ کر خدا سے دعا کروں گی کہ وہ ہاتھ ہمیشہ میرے سر پر رہے اور اسے موت بھی نہ دینا سکے۔"

سب ہی میرے لیے لڑکھڑا کر دے گا کہ میرے اور سب ہی میرے لیے آتا ہے۔ میرے ساتھ آخری وقت تک رہتا ہوا ہے۔ پورے اسی دن تک میرے ساتھ ایک ایک لمحہ گزارتا ہے۔ میں نے عالی، گبریا، پارس، ایش اور البر اور دیگر سے کہا تھا کہ وہ ذرا فیر کریں۔ میں انہیں خود ہی بلاؤں گا اور ان کے ساتھ آجھا جھانڈا۔ گزاروں گا کہ میرے چند اسطلاحات سے آشنا ہونا چاہتے ہیں۔ حاضر ہو گیا۔ ایسے ہی وقت تک میرے لیے وہ ڈش تیار کر کے لے آیا مگر میرے سامنے رکھ کر ایک کرسی پر بیٹھنے ہوا ہے۔ "درا بچہ کرتا دیکھتا ہے کیا بیٹا ہے؟"

میں اسے بڑے دکھ سے دیکھ رہا تھا۔ اسے صدمہ پہنچانے والی خبر سنائی تھی۔ مجھے اتنی بھی توکل یا ایک برس بھر سے رہا ہے۔ موت کوئی خوف نہیں تھا۔ کوئی آسوس نہیں تھا۔ وہ کاپے لوگوں کا تھا جو میرے لیے دکھا ہمارے حق سے اور اندری اور دور سے تھے۔

اور یہ... نا... جو نہیں سمجھنے کی نہیں ہوتے تھے، میری زندگی میں وہ دن ہیں کہ آئی تھی اور دو لہے کی زندگی اس۔ بالخصوص یہ دو لہے اور آئی تھی۔ میں سر جھکا کر اس کی تیارگی ہوتی ڈش کو دیکھ رہا تھا۔

وہ بولی۔ "کیا بات ہے؟ کھاتے کیوں نہیں؟ کیا سوچ رہے ہو؟ تمہارا چہرہ تیار ہے کہ کوئی بہت ہی سنگین معاملہ ہے؟"

میں نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔

وہ کرنی کسا کر میرے قریب آئی۔ میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ "کیا بات ہے...؟"

میں نے سر اٹھا کر اسے بہت ہی دکھ سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم میری زندگی میں وہ دن ہیں کہ آئی ہو لیکن میں ایک بہت ہی اہلک خبر سنا رہا ہوں۔ تم صرف ایش دن تک سہاگن رو گی۔ بیویوں دن مجھے اپنے بیویوں کی طرف دابیں جانا ہے۔"

وہ ترختا بیچ کر بولی۔ "جینیں، یہ کبھی نہیں ہو سکتا تم اپنی بات میں کیوں کر رہے ہو؟ کیا ہو گیا ہے؟ جینیں؟ کس نے کہا کہ وہاں صرف ایش دن کی سہاگن ہوں اور بیویوں دن جینیں موت آئے والی ہے؟ فیصلوں بات کیوں کر رہے ہو؟"

وہ میرے اور قریب آئی۔ میرے ایک بازو دو ٹوں ہاتھوں سے پکڑ کر مجھ کو لے گئی۔ "کیا میرے ہاں اہلی حضرت نے جین کوئی ہے؟ کیا سہاگن آتے ہیں اس مسئلے میں حل کیا کر رہے ہیں؟"

میں اسے لگانے کا ایک ہوائے فریڈ ایجنٹ ملی نے میری موت کی پیش گوئی کی ہے اور اس میں کوئی کے مسئلے میں اہلی حضرت اور آئی تھو جین کر رہے ہیں کہ رات کے اگلیا نہیں کر رہے ہیں کہ وہ کمال رہے ہیں کہ رات کے سرائے سے کرائے کر کے لوگوں کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ قدرت کا کوئی مجید کسی بندے کو تھامیں۔

اس نے کہا۔ "میں اپنے ہاں اہلی حضرت سے پوچھوں گی۔"

"گبر نہیں۔ ان سے یہ سوال نہ کرنا۔ جب وہ ایک بار انا کر کے جین دوسری بار کوئی اس سے وہی بات کہی نہیں کرتا۔ ان کی خاموشی اور نالے کے انداز نے مجھ کو ہلکا کر دیا ان کی پیش گوئی درست ہے۔"

وہ ایک دم سے آگے بڑھ کر مجھ سے لپٹ گئی۔ دھماکنے مارا کر دو لہے کی اسے تو روٹا ہی تھا۔ میرے تمام گردنے میرے لیے نقل کر کے والے سب ہی مجھ سے لپٹ کر رونے والے تھے اور مجھے ان کے آسوسوں کو برداشت کرنا تھا۔

وہ رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ "آئی تو میں ایک لمبا کے لیے تھی تم سے ایک لگن ہوں گی۔ ایک ایک تمہارے ساتھ ہیں ان کو تم دیکھو کہ تمہارے دم توڑنے سے پہلے میں اپنی جان سے دور ہو گی۔"

"خفا خفا اجرام موت مرے کی ہاں میں نہ کرو۔"

"گروں گی۔ میں تمہارے بغیر نہیں جیوں گی۔ جینیں یقین نہیں آتا تو میرے چند خیالات پر کہ وہ تو مجھ نے مجھے اتنی عزت دی ہے۔ اتنا اس میں جیو یا ہے کہ اپنی کوئی دوسرا مجھے نہ ہی میں کسا کر اور نہ ہی تمہارے بغیر میں اس مان مرتے کے ساتھ زندہ ہو سوں گی۔"

میں اسے لپٹ کر کہا۔ "میں تمہارے جذبات اور تمہارے اندر کے دکھ کو سمجھ رہا ہوں۔ تم نے بڑے بارے بارے میں مجھ سے شادی کی۔ میری خاطر اسلا قبول کیا اور مجھ سے نہیں کیا دل رہا ہے؟ صرف ایش کی سہاگن والی زندگی... جی... میری بیویوں کو سمجھو۔ میری اور دو لہے میں کیا

ہم سے ملو سے شکر رہنے والے ہیں جین۔ وہ سب آفری دنوں میں میرے ساتھ رہتا جا چیں گے۔ میرے ساتھ وقت گزارا ہوگا۔"

"جے جگ میں ان سب کے ساتھ گزارا۔ میں کسی ماضی کی روکنا نہیں جوں کی کوئی اجازت نہیں ہے لیکن میں تو تمہاری ہی دن ہوں۔ میرا ہاتھ پکڑتے ہیں اور تم مجھ کو لے کر آئی تھو۔ اپنی تمام بیویوں اور بچوں کے ساتھ رہا ہوا ہے۔ تم کو وہ دن سے شام تک ہی ملے گا۔ میرے ساتھ رہیں لیکن رات کے کھانے کے بعد تک میں ہی میں تمہارے ساتھ ہوں۔ دو گھنٹے میں تمہاری وہ دن ایش کی سہاگن ہوں۔ میری یہ بات مان لو اور گواہی دینا ہے۔ میرے راتیں کرو۔"

میں اس سے ڈرا اور ایک ہوا گیا۔ وہ آفسو پ مجھے ہوتے ہیں۔ "اس طرح کیوں کیا ہو رہے ہو؟"

"مجھے کوئی کوشش کر رہے۔ میرے حالات ایسے ہیں کہ میں اپنے آپ کو اور دوسرے کو فریختی کرنے والے ایک ہوا میرے اندر ہے جین اور میں کی کوئی نہیں کروں گا۔"

ایسے ہی وقت عالی نے آکر کہا۔ "پاپا آپ کو کوما بلا رہی ہیں۔"

"مجھا بیٹے! تم ماما کے پاس چلو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

پھر میں نے ٹا سے کہا۔ "دیکھو ابھی عالی آئی تھی۔ میں نے دنیا کا بیٹام دیا ہے۔ مجھے ابھی اس سے تمہاری اہلی کی تم جانتی ہو کہ مجھ سے دور رہو تو اس کا ایک ہی ہوا۔ لگنے کے میرے اندر آ کر وہ اور سونیا کی ہاں میں کسی ہوا۔ لگنے کوئی اجازت نہیں ہوگا۔"

وہ میری گردن میں ہاتھیں ڈال کر بولی۔ "شکر ہے۔ تمہارے اچھے اچھے اس طرح اپنے ساتھ رکھو۔"

مجھے پھر وہ جلدی سے ایک ہو کر بولی۔ "سوری، مجھے سہاگن سے اور دوسرے سے خیالات کوئی کرنے والوں کی لگا لگا رہی ہے ہوگا۔ اب میں تمہارے اندر آ رہی ہوں۔"

وہ میرے اندر آئی۔ میں سونیا کے پاس پہنچا۔ وہ بولی۔ "سارے ہی مجھ سے رابطہ کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تمہارے آخری وقت تک دن رات ساتھ رہتا ہے۔"

"اگر سب ہی ایک وقت میرے ساتھ رہتا جا چیں گے تو بڑی سبیر لگے گی۔ یوں اندیشہ ہے کہ تمام بے دستوں کی طرفوں میں آج میں گے۔ ہماری ناک میں رہنے والے

خاتون کو یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ سب سیکورٹری لینڈ کے شہر جینوا میں آکر قتل کیے ہیں۔ کیا تم ایسا چاہو گی؟"

سونیا نے کہا۔ "مجھے نہ لادو۔ میں یہ ہاں میں خوب سمجھتی ہوں تمام بچوں کو بھی مجھاری ہوں کہ سب کا ایک ساتھ جا کر تمہارے پاس رہنا مناسب نہیں ہے۔ میں انہیں یہ بھی سمجھاری ہوں کہ میں اس وقت بے صاحب سہاگن کا زیادہ خیال کرتا ہوگا جو شادی کے صرف ایش دن کے بعد ہوئے والی ہے۔"

سونیا کی اس بات سے ناکام و خوشی سے مہر گیا۔ اسے ندامت ہوئی کہ ہاں میں جس کے ساتھ وہ تین دن خوشی کرتی رہی وہ اس کے پاس میں تھی۔ اچھے خیالات رکھی ہے اور اس کے جذبات کا کتنا خیال رکھ رہی ہے۔

میں نے کہا۔ "سونیا! تم سے زیادہ کوئی میری مشکلات کو نہیں کیگا۔ میں اپنی فکر میں ہوں کہ کتنا وقت دوں؟ کس کی طرح سے بدل جوں کیوں کروں؟"

"تم فکر نہ کرو، میں اس سے یہ کہنے والی ہوں کہ وہ سب اپنا اصلی چہرہ چھپائیں اور کسی بہرہ میں جینوا جائیں گے۔ میں نے سب سے دور رہی رہیں تمہارے ہونے کی ہوتے والی بہو تاشاور ہوا جملہ کام کی دور رہی ہیں اور تم سے ملنا چاہتی ہیں۔"

"میں سب کی سہاگن جینوا اور دل چاہوں کو کھو رہا ہوں۔ تم جا رہی ہو کہ میں جینوا میں سب ہی میں بدل کر آ جاؤں گی؟ اور راز داری سے میرے پاس آتے جاتے رہیں؟"

"ہاں، میں اس سب کو اپنے پاس لاکر بھی لگھانے والی ہوں گردن میں ان سے ہر ایک صرف ایک کھنے کے لیے آئے گا۔ تمہارے ساتھ وقت گزارا ہے پھر چلا جائے گا۔ پارس، پوس، گبریا، عالی، اونسے، تاشاور، اپار، حاکم، آٹھ ہیں جینے ہیں اور تاشو سے والی بہو سے سب ایک کھنے کے حساب سے ہاں بارے تمہارے پاس آئیں گے۔ روزانہ تم آکر کھنے کے ان کے ساتھ گزارا کرو گے۔ ٹا، تیرزیں ان آٹھ کھنے میں تم سے دور رہے گی۔ سہاگن کے سونے تمہارے ساتھ گزارا رہے گی۔"

"میں دردوں کا حساب کر رہی ہوں۔ اپنی بات بھی کر رہی کہ میرے پاس نہیں آئی؟"

"آئی تو سنو، میں کیا کہنے والی ہوں؟ کیا تم بھول گئے ہاں صاحب کے ادارے کے پاپا ہاں فریڈ وہ آئی ہے تمہاری رات کے منتظر ہیں کوئی کی کسی؟"

میں موجودہ حالات میں ان کی پیش گوئی بھول گیا

تھا یا فریہ د اصلی سونیا کو بہت جا بھڑا تھا۔ انہوں نے اپنے آخری وقت صرف سونیا کو ہی اپنے پاس رکھا تھا۔ وہ کسی کو گھر سے میں آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ یہ بہت اور شفقت صرف سونیا کے لیے تھی۔ وہ آخری سانس تک ان کی خدمت کرتی رہی تھی۔

انہوں نے مجھ سے ہمارے میں چپ کوئی کی تم کی میری موت طبعی ہوئی۔ کوئی دن مجھے ہلاک نہیں کرے گا لیکن میرے آخری وقت تو تم میری کوئی بیوی نہ ہی میرا کوئی چہرے سے آس پاس ہوگا۔ صرف سونیا ہی میرے ساتھ رہے گی۔

دیا ہے؟ اسے اپنے اندر آنے کی اجازت نہیں دتا ہوں اور میں نے کہا یہ کب بدل گیا ہے؟
 میں نے کہا گیارہ ماہ کی رات کی باتیں تھیں کہ جو ہر آڈی کی میں اور باہر کے درمیان ہوئی تھی۔ کوئی چھوٹا موجود نہیں تھا کہ جہاں کے تھے ہی جہاں شمار اور دوازہ رات تھی لیکن وہ اسے اپنے سونیا کی بات میں نہیں کرتا تھا میری باتیں خاموشی ہی تک پہنچ گئی تھیں؟

اسے ایسا لگتا تھا جیسے ناخوشی کی لہر اس کے دل و دماغ کو گرینے اور کھونٹی ہوئی گھرائی تک پہنچ رہی ہے اور پھر نہ جانے کہاں تک گھبرا کر نہ والی ہے؟ اور اپنی خبیہ نگاہ کا میں باہر نکلتا تھا۔ پہلے میں نے اپنی سطوات سے اسے خوفزدہ کیا تھا اور وہ ان میں رہتی تھی۔ وہ ہلکتے پھلتے ایک جگہ بیٹھ گیا پھر اس کے وہ میں نے بات کی کہ اگر چہ تھامت ہی دکھ اور ترسیر طرار ہے لیکن اسکی چنگی ہوئی نہیں ہے کہ فریادیں جملہ طرز میں میرے کمرے رازوں تک پہنچ جائے۔ واصل اس نے فریاد کی شریک حیات نہیں اس سے میری سطوات حاصل کی ہیں۔

مجھ کا بچہ میں آخری تھی کہ جب تک وہ اس کے منسوب نہیں ہوئی گی جب تک اس نے اپنی کوئی بات نہیں کی تھی مجھ کی آنکھ میں پختہ ہی رہیں گی گھرائیوں میں اتنے ہی ہوں۔ اسے یہ عمل نہیں ہو گیا کہ میرے فسادیوں میں ہی ہی ہوئی۔ جب تک اس پر جو کا ڈر نہیں چھینے گا اس وقت تک وہ کونوں سے نہیں چھینے گا اور نہ ہی اپنے کپے بنے مشورے پر عمل کرے گا۔

جب برین ہڈیا پھلا اور وہ وہی سا تھا۔ جیسے ہی اس نے نکلنا چاہی اور دوسرے سطوح حاصل کیے، دو ایسے دینے اس کے نظریات بدل گئے۔ وہ اپنے دینے سے ہی دھریا۔ وہ کسی مذہب اور روحانیت کو نہیں مانتا تھا۔ جناب تجزیہ کی کے متعلق اس کا خیال تھا کہ وہ روحانیت کے ذریعے نہیں بلکہ پراسرار علوم کے ذریعے دوسروں کو متاثر کرتا ہے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ روحانیت کے حامل ہیں۔ انہوں نے اپنے جیسے جہنم پر اسرار علم ہانڈے ہائے بندوں کو توجہ کرایا ہے اور ان کے ذریعے باہر صاحب کا ادارہ بنا کر ادارہ حکومت کر رہے ہیں۔

دو کالہ جا اور دوسرے پر اسرار علوم کو ماننا تھا اس نے اس حوالے سے ایک کالہ جا جانے والے ہمارا ہمارا گندھ راج ستر جوگی سے دوستی کی تھی۔ وہ جوگی عام جاہد کر دہی کی طرح چالی گھوڑا نہیں تھا اس نے آکسفورڈ

میں عمل تعلیم حاصل کی تھی اور ایف اے میں رہنے والے باپ کے ذریعے اسرار علوم حاصل کیا تھا۔
 مگر ان تمام تک رہنے کے باعث ایک جاہد جوگی نے وہ انڈیا کو لے گیا تھا۔ پرب کے تھکنے و وچ و انڈیا کے ان ستر جوگی کی شخصیت میں اتنی ہمارت رکھتا تھا کہ وہاں کے سب ہی وچ و انڈیا کے انکار کا بیخ بھگتتے تھے۔

برین ہڈی اس کے ذہن میں ہی باقی تھکتا تھا۔ یہ لیکن وہ وہاں رہتا تھا کہ وہ کسی ایک معاملے میں بھی اسے شریک نہ کرے۔ وہ اسے ہم کے ذریعے اس کے رازوں تک پہنچا گیا۔ اس کی حرکت کرنے کا جس سے اس کی اپنی جگہ باقی اہم کو نشان چھینا گیا۔

اب وہ مجھ سے شکت کرنا ہانڈے کی اس اختیار کو استعمال کرتا تھا۔ اس کی حرکت کرنے کے خلاف مجھ کو کرنے کے لیے تیار ہو گیا تھا۔

بہت پہلے ہی اس کے ذہن میں یہ بات آئی تھی کہ ان کا ہانڈے کے لیے شیعانی کوڑے کیا جا سکتا ہے اور اس کو چھانسنے کے لیے ہمارا گندھ راج ستر جوگی سے اپنا ہانڈا لے جائے۔ نکل چینی جانے والوں نے شیعانی اور ان کو نہیں چھینا۔ تاہم ان کا ہانڈا ستر جوگی اپنے اپنے کے ہانڈے کے اندر ہر آسانی تک پہنچا تھا۔ جب ماں اس کے کاپے کی توجہ کی اس سے کہہ کر میں آجاتا اور وہ اس کو ہر برین ہڈی کے ذریعے لے کر دیتا۔

اب اس کا یہ خوف کسی حد تک کم ہو گیا تھا کہ ستر جوگی نے اس کے ذریعے اس کے دوسرے معاملات میں شمولت حاصل کی ہے۔ اب وہ صرف اور صرف اس کا اہمیت ہی کم کر کے اس کے ذریعے ہر گز روڑ بنا دیا جائے۔ مجھ حاصل کرنے کے لیے مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے۔ خطرات سے گھبراتا ہے۔ پھر ہمارا گندھ راج ستر جوگی کے معاملے سے چپقلی آنے والے خطروں سے بعد میں منت لے

سب سے پہلے ذہنی کرنا اور ضروری ہو گیا تھا کہ کہا گیا کہ اس پر اسرار علم کرواتے ہی وہ اپنی سانس لیتا چھوڑ دیتی جان چلی۔ یعنی اپنی ان جگہ سے تو یہی کھانڈے کو تیار کرتا لیکن پہلے کھانڈا بنا جاتا تھا۔ وہ ہی تو کتب اس پہلو پر نور کرتا ہر کھانڈا ستر جوگی سے لیا گیا ہے۔ یہ نہیں ہر باؤ اس کے اندر سے نکلی

جناب موصول ہوتا رہا۔ "ہاں۔ ہاں میں فریاد سے اپنی بڑی اور اساتذہ جانتا ہوں۔ مجھے اس اثر میں وچ و انڈیا کے کام لیتا ہے گا۔"

خوابی کی ہر دہائی پھر اس کے اندر گھبرا کر۔ "ہیلو ڈاکٹر ستر جوگی! میں رات میں بول رہا ہوں۔"

وہ اندر روٹنے سے باہر گیا دینا میں رات میں کے نام سے ہی جانتا تھا تھا۔

ستر جوگی نے کہا۔ "اپنا نام نہ دتا تو جب میں ہی جانتا ہوں کہ میرے دماغ میں آنے والا صرف رات میں ہی ہوگا کیونکہ اور کوئی خیال خوابی کرے والا میرے بارے میں نہیں کہتا جاتا۔"

"مجھے اچھی بات ہے کہ کوئی دوسرا نہیں جانتا ہے۔ بہت سے کہیں میں جانتا ہوں اور تم مجھے جانتے ہو۔" میں کیا نیک جانتا ہوں؟ صرف تمہارا خون غریب سلوم سے تم نے کیا اپنا جگہ لگا دیا؟ یہی تمہارا نام ہے مجھے نہیں لگتا۔ آتے اور نہ مجھے اپنی گیٹ نو گویا پار میں ملتا ہے؟

"میں تمہیں ہانڈے اور تم سے بٹنے کے لیے ابھی یہاں آیا ہوں۔"

وہ ہنسنے ہوئے اپنے سامنے رکھے ہوئے ایک بڑے کا ڈھنگا لٹا کر بولا۔ "میرے جسم سے ذریعے اس کاغذ کو پڑھ سکتے ہو۔ مجھ اس کی نگاہ کاٹھا ہے؟"

اس نے ستر جوگی کے خیالات پڑھ کر سلوم کی اس پر لکھا اور تھا کہ آج کی وقت بھی رات میں میرے پاس آنے کا ارادہ سے کوئی کام لیتا ہے۔

برین ہڈی نے کہا۔ "میں تمہارا نام کیا تم غیب کی باتیں بھی جانتے ہو؟"

"اس میں غیب کی کوئی بات نہیں۔ میں تو بس اپنے علم سے اپنی عقل سے سلوم کر لیتا ہوں۔ میں نے ہمارے نام کا ایک پتلا بنا لیا ہے اور اسے چھٹی کی اس ہی بی سی قاتل پر رکھا ہے۔"

وہاں ایک بڑی سی قاتل پر ہاش کے آٹے سے بنایا اور لٹکا رکھا اور تھا۔ وہ کھڑا تھا۔ "اس قاتل میں کسی خانے ہے جو ہیں۔ یہاں ہر خانے میں ایک ایک کلمہ لکھا ہوا ہے۔ تم جس کلمہ میں جاتے ہو پتلا چلی اس خانے کی طرف توجہ کرنا۔ اس کو پتلا سے ہٹا کر ہر ایک کلمہ جو تفسیر سے تم اس کی چھوٹی سی رہا ہاش گا، میں رہنے آئے

”اچھا... اس کا نام شیوانی ہے؟ کیا وہ کہیں تمہا ہے؟“

”نہیں، اپنے ایک چھ برس کے بیٹے کے ساتھ ہے۔ دراصل میں اس کے بیٹے کو ہی اپنے قبضے میں لینا چاہتا ہوں۔ اس بچے کے ذریعے میں اپنے دشمن کو کمزور بنا سکوں گا۔ اس کا کام تمام کرسکوں گا۔“

”دشمن کا نام بتاؤ؟“

”اس کا نام فرہاد ٹی بیور ہے۔“

وہ ایک دم سے چونک کر بولا۔ ”بھگوان! یہ تم کس کا نام لے رہے ہو؟ کیا یہ وہی ہے جو ٹیلی پیٹھی جانتا ہے؟ اور نا قابل شکست سمجھا جاتا ہے؟“

”ہاں، میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔“

”جو نا قابل شکست ہو۔ اسے شکست دینے کی خوش نمہی میں جتلا نہیں ہونا چاہیے۔ اس سے دور ہی سے کتر جانا چاہیے۔ معلوم ہوتا ہے، تم نے اس سے ٹکرانے کی حماقت کی ہے اور اب پچھتا رہے ہو؟ اسے شکست دینے اور کمزور بنانے کا راستہ ڈھونڈتے ہوئے مجھ تک آئے ہو۔“

”ہاں، کیا تم بھی فرہاد سے خوفزدہ ہو؟“

”خوف تو اس وقت ہوگا جب میں اس سے دشمنی کروں گا۔ میں اس کا دشمن ہوں نہ دوست۔ تو پھر خوف کیسا؟“

تم مہاشکتی مان ہو۔ کیا تمہارے دل میں یہ خواہش پیدا نہیں ہوئی کہ کسی زبردست ٹیلی پیٹھی جاننے والے کو اپنا غلام بناؤ؟“

”بے شک، میں ایسا نادان نہیں ہوں۔ اپنی طاقت بڑھاتا رہتا ہوں۔ کتنے ہی پراسرار علم میں مہارت رکھتا ہوں۔ صرف ٹیلی پیٹھی نہیں جانتا۔ اس لیے میں نے ایک ٹیلی پیٹھی جاننے والے کو اپنا غلام بنا رکھا ہے لیکن میں نے کبھی فرہاد کی طرف رخ نہیں کیا۔“

”تمہاری باتیں سن کر مجھے مایوسی ہو رہی ہے۔ تم اس کے خلاف میری مدد نہیں کرو گے؟“

”ضرور کروں گا لیکن اس طرح کہ براہ راست اس سے نہیں ٹکراؤں گا۔ خاموشی سے گمنام دشمن بن کر شیوانی کی آتما کو اپنے قبضے میں کروں گا۔ اس کے بعد میں جہاں چاہوں گا۔ وہ اپنے بچے کو وہاں لے جائے گی۔ تمہارے پاس چاہوں گا تو تمہارے پاس پہنچائے گی۔“

اس نے خوش ہو کر کہا۔ ”بس، میں اتنا ہی چاہتا ہوں۔ وہ بچہ کبھی بھی طرح میرے پاس پہنچ جائے۔“

ہو۔ ورنہ کل سے پہلے تمہارا رخ صرف باسکو کی طرف تھا۔“ وہ پریشان ہو کر سوچنے لگا۔ ”ان کجبت کا لا عمل کرنے والوں کی دوستی مہنگی پڑتی ہے۔ یہ تو میرا جتلا بنا کر میری رہائش گاہ کا پتا معلوم کر چکا ہے۔“

دیج ڈاکٹر منتر جوگی کہہ رہا تھا۔ ”اور ہاں، اس تھاں پر ایک اور خانہ بنا ہوا ہے۔ جس میں میرا نام لکھا ہوا ہے۔ آج صبح تمہارا پتلا میرے خانے میں اوندھے منہ گر پڑا۔ اس طرح میری سمجھ میں آیا کہ تم آج میرے پاس کی ضرورت سے آنے والے ہو... دیل رچ مین! اور کچھ سنو گے؟“

”جتنا سنا ہے اتنا ہی کافی ہے۔ یہ اندازہ ہو گیا کہ تم بہت ہی خطرناک ہو۔ یہ اندیشہ رہا کرے گا کہ میں تم سے گہرے تعلقات رکھوں گا، تمہارے روبرو آؤں گا تو تم میرے ڈھکے چھپے معاملات تک بھی پہنچتے ہو گے۔ جو بات میں کسی کو بتانا نہیں چاہتا وہ تم اپنے پراسرار علوم کے ذریعے جان لیا کرو گے۔“

”مجھ پر بھروسہ نہیں ہے تو پھر مجھ سے نہ ملو۔ میرے روبرو نہ آؤ۔ اپنا کوئی ایسا مسئلہ میرے سامنے پیش نہ کرو۔ جس کے ذریعے میں تمہاری جڑ تک پہنچ جاؤں۔ ویسے میں تمہارے کام آنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ تم ٹیلی پیٹھی جانتے ہو اور میرا خیال ہے کبھی میرا کام بھی تم سے پڑ سکتا ہے۔“

”بے شک، ہم ایک دوسرے کے کام آسکتے ہیں۔ لیکن...“

وہ بولا۔ ”لیکن یہ کہ ہمیں ایک دوسرے پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ البتہ تمہارا ایسا کوئی کام ہو جسے میں دور سے ہی کرسکوں اور ہمیں روبرو آنے کی ضرورت نہ ہو۔ تو مجھے کہو۔ میں دور ہی سے تمہارے کام آؤں گا۔“

اس نے تھوڑی دیر تک سوچا پھر کہا۔ ”میں نے یورپ کے کتنے ہی دیج ڈاکٹرز سے سنا ہے کہ تم خطرناک حد تک آتما شکنی میں مہارت رکھتے ہو؟ ایک جسم سے کسی کی آتما نکال کر اسے اپنی تابعدار بنا کر کسی دوسرے جسم میں پہنچا دیتے ہو؟“

وہ بڑے ہی غرور سے بولا۔ ”بے شک، میں ایسا کر سکتا ہوں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں کسی آتما کو ادھر سے ادھر کروں؟ ایک امتحان سے دوسرے امتحان تک پہنچا دوں؟“

”ہاں، میں چاہتا ہوں، تم ایک عورت کی آتما کو اپنے قابو میں کرو۔ اس کا نام شیوانی ہے۔ وہ انڈیا میں تھی۔ اب پتا نہیں کس ملک میں ہے۔ میرے دشمن نے اسے کہیں چھپا دیا ہے۔“

"ہاں، یہاں میری بیٹی جیٹھی آتی ہے۔"

تو پھر ایمان علی ابھی تو کسی دشمن کی طرح قدرت کی مرضی کے خلاف ایسا کرنے جا رہے ہیں۔
"میں ہمیں اور دشمن میں یہ فرق ہے کہ اگر تمہارے پیاپا ہماری اس بات کی مخالفت کریں گے تو ہم فوراً ان جانیں گے اور ایسا کرنے سے باز آ جائیں گے۔ دشمن تو ہمیں مارنے آئے گا۔ اس کے مقابلہ کرے گا اور ان کی موت کا سبب بن سکے گا۔"

"میں ابھی اس آقا کو ہتھی کر رکھے والے سے یہ کہیں گے کہ وہ شیوانی کی آقا کو ضرور بھگتے لیکن پیاپا مخالفت کریں تو وہ جڑا ہوا ہے وہ دشمنی نہ کرے بلکہ پیاپا جو کسٹا اسے اسے اور شیوانی کی آقا کو بھگتے سے باز آ جائے۔"

"کہیں نہ ہم پیاپا سے پوچھیں کہ ہم شیوانی کی آقا کو بھگتے سے جا رہے ہیں۔ کیا انھیں امداد پر ترقی کا مسخوڑ ہے؟"

وہ سہمے سے باہر ایک شیشان کھات کے پاس پہنچ گئے تھے۔ عالی نے کہا۔ "تم یہاں کسی ہستی والے سے پوچھو کہ وہ اگر دکھال کہاں سے گا؟ میں اسے میں پیاپا سے بات کرو رہی ہوں۔"

اس نے فون کے ذریعے جیٹھی سے رابطہ کیا۔ تو سب جانتے ہی تھے کہ میں اپنی ہی دہن تاکہ ساتھ وقت کروا رہا ہوں۔ اس لیے اب کوئی براہ راست میرے اندر نہیں آتا تھا۔ پیپا فون کے ذریعے معلوم کر رہا تھا کہ اسے میرے پاس آنا چاہیے یا نہیں؟

"میں نے فون پر پوچھا۔" "ہاں بیٹی اکیلا ہے؟"

وہ بولی۔ "پیاپا آپ کی سلامتی کے سلسلے میں مسئلہ ہے کہ شیوانی کی موت ہوئی تو اس کے دوسرے نم کو آپ کی ہمی موت ہو جائے گی اور اگر شیوانی کی آقا کو بھگتا جائے اور وہ اس دنیا میں ہی رہے، اسے ہمیں بھی کھینچ کر آگے زندگی حاصل کرے، تو پھر آپ پر بھی کوئی آج نہیں آئے گی۔"

"میں یہ سب جانتا ہوں۔ آگے بیولو کیا کہا جا چکی ہے؟"

"میں ایمان علی، ہارس، پورس، سسز الیسا ب میں اس بات پر راضی ہیں کہ ہمیں شیوانی کی آقا کو بھگتا جائیے اسے عالم اور ان کی طرف جانے نہ دیا جائے اگر وہ اس دنیا میں رہے گی تو آپ بھی زندہ و سلامت رہیں گے۔"

میں نے ہنسنے ہوئے کہا۔ "بیٹی! خود قدرت کا مسخوڑ ہو گیا ہے۔"

گا وہاں ہو گیا۔ ہم سب کو قدرت کی منشا کے خلاف نہ بھگتو چنا جا رہے اور نہ بھگتو کرنا چاہیے۔"

"پیاپا آپ کی سلامتی کے لیے بھگتو چنا اور بھگتو کرنا ہماری تو فکری ہے۔"

"میں نہیں، اپنا فرض ادا کرنا چاہیے لیکن اپنے بزرگوں سے آگے بڑھ کر نہیں گیا۔ آیت اور انہی نصرت میری سلامتی نہیں چاہتے ہوں گے؟"

"کیا میں، وہ بھی آپ سے محبت کرتے ہیں۔ آپ کی سلامتی چاہتے ہیں۔"

"یہ مجھ پر بات اپنے بزرگوں پر ہی چھوڑ دو کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟ جب اپنی حضرت نے کہہ دیا ہے کہ تمھیں مشرورہ وقت پر شیوانی کی روح عالم ارواح کی طرف بڑا دنگ کر جائے گی تو پھر یہی ہونا چاہیے۔ تم لوگوں کو اس کے خلاف کرنے نہیں سوجتا چاہیے کہ اس کی آقا کو بھگتا جائے۔ تم انھیں کوئی بات نہ سوجا۔ میں الیسا، ہارس اور پورس کو ابھی سمجھاتا ہوں۔"

فون کا رابطہ ختم ہو گیا۔ اس نے ایمان علی سے کہا۔ "پیاپا ہمارا طریقہ کار برا اعتراض کر رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں قدرت کے خلاف کوئی کام نہیں اٹھانا سہارا لینا چاہیے۔ جائیزہ، واہس چلو۔ اب میں ایسا کچھ نہیں کر رہی گے۔"

ایمان علی نے کہا۔ "ذرا سامنے تو دیکھو! یہ کوئی کھڑا ہوا ہے؟"

ان کے سامنے ایک سوٹ بھرا ماضی کھڑا ہوا تھا اور ہمیں کے ٹھکانے اس کے آگے بیٹھے بیٹھے گئے ہوتے تھے اور اس کے آگے آگے سر جھکا رہے تھے۔ ایمان علی نے کہا۔ "ایک آدمی نے مجھ سے کہا ہے کہ میں کوئی دکھال ہوں۔"

وہ بولی۔ "ہوئے۔۔۔ وہ کبھی سے، اب نہیں چلو۔"

اس نے کار اسٹارٹ کی۔ انھیں ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ پیار ہوا پھر سو گیا۔ اس نے باہر کار اسٹارٹ کیا مگر تاکہ سامنے ہارگ دکھال ان کی طرف بڑھتا رہا تو ہارو سے فرار سے جڑا ہوا کھڑا ہوا تھا۔ "میرے سامنے تک آئے اور اسے پیچھے ہڑک رہی نہیں جاسکتے اگر جانا چاہیں تو براہ ہوا جاتے ہیں۔"

ہاں ہم نہیں لیں گے کہ سب شاید یہ ہمارا بیٹھا نہیں ہے۔"

مالی نے کہا۔ "یہ لوگ لاٹھی ہوتے ہیں۔ ہم یہاں اپنی مانی کار میں آئے ہیں۔ یہ بھگتو ہائے کہ ہم سے چڑا ہوں۔ رسول کریم کے گناہوں سے کہہ کر ہم سے بھگتو کر دیتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے دے۔"

ایمان علی نے کار سے باہر نکلیں کہ گرد کے آگے ہاتھ لگا کر کہہ دو یہ ہم آپ سے سنوڑ کر نہیں جانا چاہتے۔ رسول کریم نے فیض کیا ہے کہ آپ کے ہاتھ کا جو ٹھکانے ہیں لیکن آپ کو بھگتو ضرور دینے گے۔"

وہ ایک دم سے کرج کر دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں، میں تمھیں نہیں لیتا تمہاری اتنی محبت کے ہوئی کہ تمھیں بھگتو کرنا مجھ کو بیگ دینے اور میرا ایمان کرنے کی بات نہ سوجاتا۔"

ایسے وقت ہی عالی اس کے اندر پہنچ گئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ ایسے لاٹھل کرنے والے اور شیطان کی پوجا کرنے والے ہتھ پکے ہیں اور شیطان کے آگے جاؤں گی کئی باہر نہیں ہوتے اور ان کے ذہن بہت نازک ہوتے ہیں۔ وہ کسی کی پوجا نہیں کر سکتی ہیں۔

اس نے کہا۔ "خیاں درست لگا۔ خیاں خروانی کی پرواز ہے۔ مجھے اسے اس کے اندر رکھ لینا۔ اس کی سمٹھنی کی اور اس میں بہت کچھ لگنی۔ اس نے ایمان علی کو مارنے کے ہاتھ اٹھایا تو اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے سلام کیا تو ایمان علی نے اس کے دوسرے ہاتھ کو بھی اپنی گرفت میں لے کر کہا۔ "میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا۔ ہم سب سنی سے ہیں۔ سب جانتے دو۔"

ایمان علی کی حالت کا اندازہ کر رہا تھا اور دل ہی دل میں ایک سٹریز پر رہا تھا پھر اس نے ایک بیگ ماری تو ایمان علی کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ وہ ایک بیگ سے لڑا کرتا ہوا اچھک کر طرف گیا۔

وہ قہقہہ لگا بولا۔ "تالی کا کچرا کچرا سے مقابلہ کرنے کے لیے یہ وقت عالی نے خیاں خروانی کے ذریعے اس کو مارا تو ایک بھلا دیا۔ وہ توہمیں کھینچنے کی طرف گیا اور میں بھر کر پڑا۔ جہراں پر پڑنا ہو کر سوچنے کا یہ کہی یہ اس کے ہاتھ کھینچا ہوا تھا؟"

وہ فوراً ہی اٹھ کر بیٹھ گیا۔ گور کر ایمان علی کو دیکھنے لگا۔

کہ پھر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا۔ "کیا تو بھی کوئی تازہ کر رہا ہے؟"

ایمان علی نے جواب سے پہلے ہی وہ عالی کی مرضی کے مطابق خود ہی اچھل کر زمین پر اونٹ سے سڑا پھر اچھل کر پھر گر پڑا اور پھر اچھل کر پھر گر پڑا یہی سکتے رہنے والے اور اس کے پہلے جانے لے جرائی، یہ بیٹانی سے اپنے گرد ہی کو کچھ رہتے۔

ایمان علی نے کار میں آ کر بیٹھے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم خیاں خروانی کے ذریعے ایسا کر رہی ہو؟"

اس نے ہاں کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "کار اسٹارٹ کر دو۔ اس وقت وہ سٹریز پر رہا تھا۔ جس کی وجہ سے آگے نہیں بڑھ رہی تھی۔ اب اسی پر سے گاڑی کار رو۔"

اس نے اسے اشارے کیا تو وہ فوراً ہی اشارے ہو گئی۔ وہ کار کو اپنی طرف دے ہوئے آگے بڑھاتے ہوئے اس کے اوپر سے پھینک کر اتار دیا چلا گیا۔ گرد کے سٹریز سے پھینک کر رہی تھی۔ ایمان علی نے کہا۔ "میرا خیاں ہے اس کا انجام دیکھنے کے لیے میں یہاں رہ کر نہیں جاؤں۔"

"ہاں، نکار چلا تے رہو۔ میں اس کے اندر ہوں۔ اسے اس کاٹل ہی نہیں چھوڑ دو گی کہ وہ بعد میں کوئی انتقامی کاروائی کرے۔"

وہ کوئی کاروائی کرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ بار بار زمین پر اونٹ سے گرنے کی وجہ سے لہو لہا ہوا گیا تھا پھر اس پر سے کار کوڑ گئی تھی۔ وہ اور مزہ ہو چکا تھا۔ عالی نے اس کے اندر بڑھ لیا کہ تو وہ نہیں مار کر تڑپے کہ دوسرے پھر کاروائی پھینچا ہوتے ہی ہوتی ہو گیا۔

وہ دانی طور پر حاضر ہو کر بولی۔ "وہ اب کسی قابل نہیں رہا ہے۔ ہوش ہو چکا ہے۔ آئیہدہ میں پھر کسی وقت اس کے اندر جا کر دیکھوں گی اگر وہ انتقامی دے سے باز نہیں آتا تو پھر اسے مار دوں گی۔"

وہ سے تڑپے خیاں خروانی سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "یہ ٹپل جیٹی بڑھی زبردست علم ہے۔ کالا جاؤ جانے والوں کی بھی ایسی کی بھی کر دے گا۔ خدا کا شکر ہے تم نے ایسے کالا جاؤ جانے والے کا سہارا نہیں لیا۔ بیگٹھے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے چھایا ہے۔ تمہارا سب سے آگے ہے۔"

وہ بہت ہی فکر مند تھی۔ کہنے لگی۔ "تو سب تو ٹھیک ہے۔ پیاپا بھی اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں مگر میں تو تجنی ہوں۔ میرا دل نہیں مان رہا ہے کہ کیا اپنی بدلتی اس دنیا میں ہے۔"

ایمان علی نے ذرا نیو کر کے ہونے کو انہیں دے
اسے دیکھا لیکن جواب میں ہنسنے لگا کہ وہ جانتا تھا کہ وہ
بہن پڑا ہو کر باپ کے بارے میں ایسا سوچ رہی ہے جس
سمجھائی ہے کہ قدرت کے لیلے کے خلاف ہنسنے کیا
سکتا۔ اس کے باوجود یہ بات عمل میں نہیں آئی اور بندہ کھر
مند ہو رہتا ہے۔

☆☆☆

بارگاہی سے معلوم ہونے کے بعد بہت زبردست شاک
پہنچا تھا کہ میں نے فونی جیسی خبر پڑھا لی تھی مگر جانے والی کو
اپنی شریک حیات نکال دیا ہے اور اس کے ساتھ مزید یہ کہا رہی
ہے۔ تاہم اس کی بھولی میں جانی اس کی پریشانی میں
ہو جاتی۔ وہ بے لگ نہایت ہی خبر پڑا اور خیال خوانی کرنے
والی کی۔ اپنی ذہانت سے سرگ بنائی ہوں اسکی کبھی کبھی
جانی گی۔ جہاں دوسروں کا پہنچنا ممکن نہیں ہوتا تاہم بعض
لوگ تو وہاں تک ممکن بنا دیا کرتی گی۔

وہ بہت سزاور اور بارہ دووں کی بچی خواہش تھی کہ اسے
کسی بھی گھر میں اپنے زیر اثر لے آئیں۔ وہ ایک مہرے سے
اسی کوکش میں مصروف تھے اور میں نے اسے اپنی شریک
حیات بنا کر اس کی تمام کوششوں پر پانی بکھیر دیا تھا۔

اس کے سوا کہ وہ یقیناً کسی ملک میں بھی نہیں مہرے
ہے۔ اپنے دوستوں سے اسانی سے تلاش کیا جا سکتا ہے اگر وہ
لنے کی تو اس کے ساتھ فرہادی بھی نظر جائے گا۔ دووں ایک
ساتھ زندگی کی خوشیاں لوٹ رہے ہیں اور اب ایک ساتھ
موت کا زہری بکھیر سکتے ہیں۔

اس کے فون کے ذریعے بائیں سائرسے رابطہ کیا۔ بھر گیا۔
"ہائرس! آپ تو باہل خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کی
عامانوس سے فریڈ ہاؤس میں گئی ہے۔ یہاں دوسرے گناہ
ہوا اور اسے اندر اور کئی دور تک پہنچا جائے گا؟"

"میں ایسا کچھ بھی ہونے نہیں دوں گا۔ ایک
زبردست منصوبے پر عمل کر رہا ہوں۔ جب اس کا نتیجہ سامنے
آئے تو تمہیں بتاؤں گا کہ میں نے کسی سختی کے اس
کاغذ پر کھٹ کھٹ دی ہے؟"

"میں بھی اسے تلاش کرنے کے لیے نہیں جانا پاتا
ہوں۔ اسے سوشل سے میں کوئی زیادہ وضاحتی نہیں
آئے گی۔ کیونکہ وہی اسے ساتھ ہے۔ وہ نہیں دیکھتا
رہے ہیں۔ ان میں سے ایک دکھائی دے گا تو دوسرا بھی نظر
آجائے گا۔ ان کے یوں ساتھ رہنے سے ہمارا ہمسلا ہو سکتا

ہے۔
"جس میں یہی کرنا چاہیے۔ تم عدالت تک پہنچنے میں تو
نا کام رہے ہو۔ جتنا کہ اس کی مدد کا کہا ہے وہ اب
فریڈ ہاؤس تک پہنچنے کا راستہ نسبتاً صاف دکھائی دے رہا ہے
تو تمہیں ان کی باتوں میں لگنا چاہیے۔
"جرا پہنچائی دولت مند ہوتے ہیں۔ وہی مومن ماننے
کے لیے سوشل رائیڈ ضرور جاتے ہیں۔ میں پہلے وہیں جا کر
انہیں تلاش کر دوں گا۔"

"ضرور جاؤ وہ دووں یقیناً کہیں نہ کہیں لائف
انجوائے کر رہے ہوں گے۔ جب کامیابی کے آثار آئیں
تب مجھ سے رابطہ کرنا۔ میں اس بچے کو پہنچنے کے سلسلے میں
بہت مصروف ہوں۔ لہذا خواہ مخواہ مجھے سب نہ کرنا۔"

برین ہائرس فون کا رابطہ کر کے ریج ڈاکٹر ہمارا
کمر خراب ستر جوگی کے بارے میں سوچنے لگا۔ اسے یقین تھا
کہ وہ خطرناک تھا۔ اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
پہنچے گا اور اس بچے کو اس سے بچیں گے اس کے پاس پہنچاؤ
گا۔

ریج ڈاکٹر ستر جوگی کے لگا تھا کہ وہ آج تمام رات
مصروف رہے اور آدھی رات کے بعد بائیں بائیں تک کوئی
خوشخبری ضرور سامنے آئے گی۔ ہائرس اس قدر بے چین تھا کہ وہ
کاغذ پر لکھ کر لایا۔ "تم کہیں آئے ہو؟"
"میں بہت بے چین ہوں۔ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ
جس میں کہاں تک کامیابی ہو رہی ہے؟"

"جس میں بات چیلو۔ جو دعوہ کیا ہے۔ اس کے
مطالب کو تسلیم کر لیں کہ ضرور ہٹاؤں گا۔ اس وقت تمہیں
دیر سے بائیں آنا چاہیے تھا۔"

"چلو ایک ہے، میں بھی تم سے تمہارے پاس نہیں آؤں
گا۔"
"آجہ خاں کوئی خبر ضرور کرنے کے ذریعے مجھ سے رابطہ کرنا
تھی۔ میں نہیں جانتا تاہم اگر وہ سوچ کے ذریعے میرے اندر آؤ۔"
"تم کہیں ایسا نہیں چاہتے؟ جبکہ اب سے پہلے
میں خیال خوانی کے ذریعے تم سے بائیں کرتا رہا ہوں؟"

"پہلے کی بات اور کی۔ اب تم مجھ سے بہت ہی ام
کام لے رہے ہو۔ جب میں اس کا کام کروں تو اسے اپنے
اندک کی بائیں اور طرف کا نہیں پاتا اور تم میرے اندر آ کر
چور خیالات پڑھ کر یہ طریقہ کار جان لو گے۔ کچھ لو
گے اور یہ میرے اصول کے خلاف ہے۔"

2007

"میں تمہارے طریقہ کار کو دیکھ یا سمجھ کر کیا کروں
گا؟ مجھے کالے جاوے کوئی دیکھی نہیں ہے۔ تم مجھے اپنے
اندرا لے نہ دو۔"
"صاف صاف سنا چاہتے ہو تو سنو کہ میرے چور
طہالات بھی پڑتے ہو اور میرے بہت سے اہم معاملات
معلوم کر کے میری کوئی کروری بھی وضوح نہ رہے ہو۔"
"تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔"

"مجھے نادان سمجھو۔ میں نے ستروں سے اپنے
دماغ کی سوچ کی کہ میں کو بہت بھروسہ کر دیا ہے اور منتظر
ہوں۔ اب تم نے اصل معاملات تک بھی پہنچ نہیں سکتے۔ اس کے
اوجہ اور اندر پیر رہتا ہے کہ تم بھی طرح بہت جو معلوم کر
سکتے ہو۔ لہذا میں انہیں اس جتنا دیکھتا ہوں جتنا چاہتا ہوں۔ جو کہ
ہو اور وہی کوئی گھنٹوں کے ذریعے مجھ سے رابطہ کرے۔ بس
اب جانتا۔"

"یہ کیکر اس نے سائرس روک لی۔ وہ اس کے اندر سے
نکل کر اپنی بیک وائی طور پر باہر ہو گیا۔ پتھلا لے لگا اسے
ایسا لگ رہا تھا جیسے اس ریج ڈاکٹر نے اسے دکھا دے کہ
اپنے کمرے نکال دیا ہو۔ وہ طاقت کے لئے میں چور
تھا۔ میرے ضرور تھا۔ اسے بے لڑائی برداشت نہیں کرنا تھا
اسی وقت ستر جوگی ریج ڈاکٹر اس کا بہت زیادہ کام کرنے
والا تھا۔"

اس نے جیسے کو ضبط کرتے ہوئے سوا۔ "ٹھیک ہے وہ
بہتر جان میرے قبضے میں آجائے جہرے میں اس کی ٹسٹ
لوں گا اس کا سارا راز اور خاک میں جھونک دیا جائے گا۔ اسے اپنا
غلام بنا کر آجہ خاں اپنی مرضی سے کام لیا کروں گا۔"
وہ جانتا تھا کہ ریج ڈاکٹر ستر جوگی جس کے شہر
فریکنگز کے ایک معنائی علاقے میں رہتا ہے۔ برین

ہائرس دنیا کے تمام ممالک کے شہروں کے ہر نام پھروں کے
پہری ستر جانتا تھا اور خیال خوانی کے ذریعے نہیں اپنے
فریڈ ہائرس ان کے اپنا کام نکال سکتا تھا۔ اس نے بے خطر کر لیا
تھا کہ وہ اسے حاصل کرنے کے بعد دو ہزار ہزاروں کو اس ریج
ڈاکٹر کے پاس پہنچائے گا کہ اور ان کے ذریعے اسے ذہنی
کمرے کا پھر باہر آجہ خاں سے اسے اپنا تاجدار بنا لگا۔

جو ہر نام دیکھ نہیں ہیں۔ وہ بھی شرط پانا انداز سے
تھی سوچتے۔ ریج ڈاکٹر ہمارا جی کمر خراب ستر جوگی بھی اس
کے بارے میں نہیں سوچ رہا تھا۔ "میں ہائرس بہت ہی سار
اور خود فز سے۔ اپنا پہلا کھل جانے کے بعد کسی دوبارہ
نام کے ذریعے سے بائیں نہیں آئے گا۔ میں اس کی کروری گا۔"

وہ میرا حجاج بنی جانتے اور بارہا میری طرف دوڑ کر
آئے۔
ریج ڈاکٹر ستر جوگی کی بھی بے پہلو آخری خواہش تھی
کہ وہ کسی بھی طرح مجھے ذمہ نہ لے کر لے۔ ایسا کرنے کے لئے وہ
کبھی براہ راست مجھ سے ٹھکانا نہیں چاہتا تھا۔ بہت جتنا
رہنے کا مادی تھا۔ ایسے سوچ کی تاک میں تھا کہ اس سے
میرا اساتذہ ہوا اور دوسرے کے کانڈے سے بندوں رکھ
کر چلائے۔ میرا پتا نہ لے اور مجھے ذہنی کر کے اپنے فریڈ
لے لے اور اس کا ہر ہوتے بھی بے شدہ ہو گا اس ستر جوگی
نے مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

اب اسے سوچ لی رہا تھا۔ وہ برین ہائرس کی آڑ میں
شیوانی کی آڑ میں سکتا تھا اور جھک جھک کر مجھے نقصان
پہنچا کر اپنے فریڈ ہائرس لگا تھا۔ گا کی کی صورت میں یہ کسی بنا
نہ چلا کر اس نے کیا کیا ہے؟ میں اور میرے ساتھی برین
ہائرس پر ہی شہ کر رہے۔
اسی وقت جس میں آدھی رات ہونے کو تھی۔ ریج
ڈاکٹر ستر جوگی کھیلے دو گھنٹے سے ایک ہی ستر جا کر رہا
تھا اس کے سامنے جس کے بڑے بڑے ستر جا کر رہے ہو
تھے۔ اس نے ہاتھ کے آٹے میں ستر ملا کر بتل کے تکل
سے شیوانی کا پتلا کیا تھا۔
وہ ایسا کرتے ہوئے ایک ستر جا چا کر رہا تھا پھر
اس نے پتے کو ایک ایسے قتال پر کھڑا کیا جہاں دو خانے بنے
ہوئے تھے۔ ایک خانے میں ایک ستر جا چا کر دوسرے
خانے میں الٹا۔ اس نے پتے کو دہلی کھڑا کرنے کے بعد
ایک ستر جا چا کر کیا پتلا الٹیا کے خانے میں ہونڈے مندر کے
پڑا اس کا مطلب یہ تھا کہ شیوانی الٹیا کے ہی کسی ملک میں
تھی۔
اس نے شیوانی کے پتے کو اٹھا کر دوسرے قتال پر
رکھا۔ اس قتال میں الٹیا کے ہی ملکوں کے نام کے خانے بنے
ہوئے تھے۔ جب وہ ستر جا چا کر کرنے لگا تو وہ چلا اس
خانے میں اور مندر مندر گیا۔ جہاں وہ لگھا ہوا تھا اس کا
مطلب یہ تھا کہ شیوانی لگ رہا میں گی۔
اس نے ایک سادے قتال پر دو خانے بنائے اور
اس میں ہر ایک دو جہاز بڑے شہروں کے نام کے پھر اس پتے
کوس پر کھڑا کر دیا۔ ستر جا چا کر پتلا تو گونگ شہر کے خانے
میں گھر پڑا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک الماری کے پاس آیا
دہان میں فائیس رکھی ہوئی تھی۔ ایک فون گھنٹوں میں ہر ایک
مختلف شہروں کے نقشے سے اس نے توکل کیا اور اس

نکال لیا پھر داہیں اپنی جگہ آ کر بیٹھ گیا۔ اس پتلے کو اٹھا کر نفعے کے درمیان رکھ کر ستر کا چابک کرنے لگا۔ وہ پتلا رنگن کے جواب کی طرف گر گیا۔ اصرار ایک رہائشی علاقہ تھا اس علاقے کے ستنے ہی راستوں اور تھیلوں کے نام تھے ہوتے۔

وہ ایک بڑے سے کاغذ پر ان راستوں اور تھیلوں کے نام لکھ کر پھر اس کا کاغذ پر بیٹے کو لکھا کیا اور ستر کا چابک کرنے لگا۔ ڈراہر بعد ہی وہ پتلا اسٹریٹ ڈاؤن سٹوڈیو کے اندر سے منگر پر بارہ پڑے۔ منگر ہاؤس پر سے فرسے سے کامیابی سے شیوائی تک پہنچ گیا۔

اس نے پورا مین کو اس لیے اپنے اندر آنے سے منع کیا تھا کہ اسے اس کے طریقہ کار کا پتا نہ چلی سکے، اگر وہ اس کے اندر آتا تو اس سے معلوم ہوتا کہ شیوائی کون کون سے شہر میں ہے اور اسٹریٹ ڈاؤن سٹوڈیو کی جگہ میں رہتی ہے تو وہ اس سے پہلے وہاں پہنچنے کی کوشش کر اور وہاں کے ساتھ رہنے والے اس سے کوئی گناہ کر لے گا پھر وہ ڈیج ڈاؤن ستر جوگی ان مال سے گذرے لیجے جھٹک میں پہنچے گا۔

وہ ایک تھیلے پر بیٹے کی شکل میں غلام آٹما کو کھال کرنے لگا۔ یہ اس کے اصل کمال کا بہت ہی بڑا اور بہت ہی فخر کا سرمایہ تھا۔ اس وقت وہ فٹرز پر چاروں شانے چت لگا لیا۔ جس غلام آٹما کو کھال کر رہا تھا۔ وہ اس کے پاس آٹھ تھیلیں سب وہ ایک ستر جوگی نے اپنے آٹما کو کھال کر رہا تھا اور اسے غلام آٹما کے ساتھ منسلک کر لیا۔

ایک دفعہ تھے وہ اپنے محل کے بعد وہ دونوں آٹما جس کو ایک دوسرے سے بندھ گئے۔ ان کی بندش اس طرح تھی کہ ستر جوگی نے غلام آٹما جس جسم کے اندر ہی تھیلوں کی دونوں روحوں کے درمیان کی آٹما جس رابطہ قائم ہو گیا تھا۔ پھر غلام آٹما جہاں جانے والی تھی جو کرنے والی تھی۔ وہ تمام معلومات ستر جوگی کی آٹما کو حاصل ہوتی رہیں۔

اس کی آٹما نے غلام آٹما کو کھ دی کہ وہ روکن شہر کی اسٹریٹ ڈاؤن سٹوڈیو جاتے اور وہاں کے رہائشی تھیلوں میں جا کر بیٹھے کہ جسے کبھی ایک عورت اپنے چہرہ لائے سنے کے ساتھ قائم پذیر ہے؟

وہ تمام ستر جوگی قبیل کے لیے بتائی تھی۔ ڈیج ڈاؤن ستر جوگی آٹھیں بند کیے چاروں شانے چت لینے لیا ہو گیا تھا۔ جسے چاہے کون دن وہ نہ تھا اس کے اندر اس کی روحوں موجود تھی۔ پھر اس کے جسم سے زیادہ دوسری غلام آٹما منسلک ہو گئی اس طرح وہ آٹھیں بند کیے صاف طور سے

غلام آٹما کو کھرا تھا کہ وہ ڈاؤن سٹوڈیو پہنچے اور ایک ایک بیٹھے جس جہاں پھر رہی ہے پھر وہ ایک ایسے بیٹھے میں پہنچ گیا جہاں شیوائی عدنان کے ساتھ موجود تھی۔

اس وقت رنگن میں شام کے چار بج رہے تھے۔ وہ لہسا بدل رہی تھی۔ عدنان کو ساتھ لے کر تفریح گاہ میں جانے والی تھی۔ ڈیج ڈاؤن ستر جوگی نے آٹھیں کھول دیں۔ اس نے ایک کھلی بیٹھی جانے والے گاہک اپنا ہاتھ مارا تھا۔ اس کے پاس رہنے کے سوا باقی ذوق کو اٹھا یا پھر اس کے کبرچ کے رابطہ ہونے پر کہا۔ "فورا حاضر ہو آؤ گا۔" وہ اس کے اندر آ کر بلاوا۔ "میں حاضر ہوں۔ کیا حکم ہے؟"

"مجھے اندر رہ کر ایک عورت اور بچے کی باتیں سنوان کی آواز اور دلہ لے کر کوئی گرفت میں لے کر ان کے اندر پہنچے۔" ڈیج ڈاؤن ستر جوگی اپنی آٹما کے ذریعے غلام آٹما تک پہنچا ہوا تھا۔ شیوائی عدنان کی باتیں سن رہا تھا۔ اس کا آواز اور دلہ لے کر پہنچ جانے والا بھی اس کے اندر وہ کران کی آواز اور دلہ لے کر پہنچے کوئی کھلی رہتا۔

پھر اس نے کہا۔ "اب میں ان دونوں کے اندر پہنچ سکتا ہوں۔" اس سے حکم دیا۔ "فیک ہے اب میرے اندر سے جاؤ اور اس منت بعد وہاں آؤ۔" وہ چلا گیا۔ ستر جوگی نے شیوائی کے پتلے کو اپنی جھٹلی پر رکھ کر ستر جوگی شروع کیا پھر اپنی غلام آٹما کو حکم دیا کہ وہ شیوائی کی آٹما سے رابطہ کرے۔

وہ غلام آٹما جس کی اصل ہے۔ شیوائی کے اندر پہنچ کر اس کی آٹما سے بیٹھے کی کوشش کرنے لگی۔ شیوائی کوڑی ہوئی تھی۔ ایک جگہ بیٹھی۔ مجھے جتنی ہی محسوس کرنے لگی۔ عدنان نے پاس آ کر اس کے گھٹے میں ہاتھیں ڈال کر پوچھا۔ "آپ کیوں بیٹھ گئیں؟ مجھ پریشان ہیں؟"

وہ اس سے لے کر بولی۔ "کوئی بات نہیں ہے۔ میری جان! مجھ سے کتنی ہی محسوس کر رہی ہوں۔ ابھی ٹھیک ہو جاؤں گی۔"

عزیزی رہے بعد ہی اس کی طبیعت سنبھل گئی اور بے چینی فتح ہو گئی۔ کیونکہ وہ غلام آٹما کی آٹما کو چھیننے کے لیے کوشش کر رہی تھی۔ ڈیج ڈاؤن ستر جوگی کو یہ معلوم ہو رہا تھا کہ شیوائی کے جسم کو لاک کر دیا گیا ہے۔ کوئی بھی پراسرار لاکے ظلم کے ذریعے اسے

اس نے پھر سے اس پتلے کو اپنے ہاتھ میں لیا اور ستر جوگی سے ہونے تھا کہ اس کے بیچ میں رکھ لیا۔ عزیزی رہے اور وہ پتلا مینٹ کے خانے میں اندر سے منگر پر بارہ پڑا۔ ہاتھ میں آٹما کی کہ وہ شیوائی کا پتلا منگر لکھنا چاہے تو کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ اسے اس کی طبیعت موت کا انتظار کرنا ہوگا۔

اس نے ایک قہار کے لکھے ہوئے حرف کو کھانچ کر پھر سے اپنے قہار کے بیچ میں رکھ لیا۔ عزیزی رہے اور وہ پتلا مینٹ کے خانے میں اندر سے منگر پر بارہ پڑا۔ ہاتھ میں آٹما کی کہ وہ شیوائی کا پتلا منگر لکھنا چاہے تو کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ اسے اس کی طبیعت موت کا انتظار کرنا ہوگا۔

اس ہاں اس نے ایک قہار میں بارہ خانے بنائے۔ ایک خانے میں لکھا گئیں من؟ دوسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ تیسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ چارویں خانے میں لکھا گئیں من؟ دوسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ پانچویں خانے میں لکھا گئیں من؟ آٹھویں خانے میں لکھا گئیں من؟ سب سے آخری خانے میں ایک کن لکھا۔

پتلے کے ساتھ پھر سے وہی محل کیا کوئی انہر کو اپنے خانے میں اندر سے منگر گیا۔ ستر جوگی نے انہر کو سانس لیا۔ دل میں کہا۔ "زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ آج سے آٹھ دن کے بعد جس وقت جسے میں بھی اس کی موت ہوگی اور اس کی آٹما جسم سے نکلے گی تو فوراً اسے اپنے قابو میں کر لوں گا۔ اسے کسی دوسرے جسم میں پہنچاؤں گا۔ اس کی آٹما جسیری رہے اور عدنان کو پھر سے پتلا منگر لکھنا چاہنے والے کو اپنا پھر مجھ یاد رکھنا اور عدنان کے پاس جانے اور یہ معلوم کر کے فوراً ان دونوں کہاں ہے وہ اپنے پتلے سے اس طرح رابطہ کرے؟ کیا شیوائی کے ذریعے فراہم کی ضرورت ہے؟ ہاں ہے مجھ معلوم کیا جا سکتا ہے؟

اس کا آواز بدل رہی تھی جانے والا یہ ساری معلومات لینے کے لیے شیوائی عدنان کے پاس پہنچ گیا۔ ایسے وقت میں اپنے پتلے کے پاس تھا۔ آخری دونوں میں اس کے پاس جانا تھا۔ عدنان سے پارکر رہتا تھا۔ عدنان سے اسے مخاطب کیا۔ "میں! تمہارا پرکھ ہاں ہو یا نہیں تمہارے پاس کسی بھی آج تھا حکم کرنا ایک بار یا کڑوں کا اور تمہیں پارکرنا رہوں گا۔"

اس نے ایک قہار میں بارہ خانے بنائے۔ ایک خانے میں لکھا گئیں من؟ دوسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ تیسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ چارویں خانے میں لکھا گئیں من؟ پانچویں خانے میں لکھا گئیں من؟ آٹھویں خانے میں لکھا گئیں من؟ سب سے آخری خانے میں ایک کن لکھا۔

اس نے ایک قہار میں بارہ خانے بنائے۔ ایک خانے میں لکھا گئیں من؟ دوسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ تیسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ چارویں خانے میں لکھا گئیں من؟ پانچویں خانے میں لکھا گئیں من؟ آٹھویں خانے میں لکھا گئیں من؟ سب سے آخری خانے میں ایک کن لکھا۔

اس نے ایک قہار میں بارہ خانے بنائے۔ ایک خانے میں لکھا گئیں من؟ دوسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ تیسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ چارویں خانے میں لکھا گئیں من؟ پانچویں خانے میں لکھا گئیں من؟ آٹھویں خانے میں لکھا گئیں من؟ سب سے آخری خانے میں ایک کن لکھا۔

اس نے ایک قہار میں بارہ خانے بنائے۔ ایک خانے میں لکھا گئیں من؟ دوسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ تیسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ چارویں خانے میں لکھا گئیں من؟ پانچویں خانے میں لکھا گئیں من؟ آٹھویں خانے میں لکھا گئیں من؟ سب سے آخری خانے میں ایک کن لکھا۔

اس نے ایک قہار میں بارہ خانے بنائے۔ ایک خانے میں لکھا گئیں من؟ دوسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ تیسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ چارویں خانے میں لکھا گئیں من؟ پانچویں خانے میں لکھا گئیں من؟ آٹھویں خانے میں لکھا گئیں من؟ سب سے آخری خانے میں ایک کن لکھا۔

اس نے ایک قہار میں بارہ خانے بنائے۔ ایک خانے میں لکھا گئیں من؟ دوسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ تیسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ چارویں خانے میں لکھا گئیں من؟ پانچویں خانے میں لکھا گئیں من؟ آٹھویں خانے میں لکھا گئیں من؟ سب سے آخری خانے میں ایک کن لکھا۔

اس نے ایک قہار میں بارہ خانے بنائے۔ ایک خانے میں لکھا گئیں من؟ دوسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ تیسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ چارویں خانے میں لکھا گئیں من؟ پانچویں خانے میں لکھا گئیں من؟ آٹھویں خانے میں لکھا گئیں من؟ سب سے آخری خانے میں ایک کن لکھا۔

اس نے ایک قہار میں بارہ خانے بنائے۔ ایک خانے میں لکھا گئیں من؟ دوسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ تیسرے خانے میں لکھا گئیں من؟ چارویں خانے میں لکھا گئیں من؟ پانچویں خانے میں لکھا گئیں من؟ آٹھویں خانے میں لکھا گئیں من؟ سب سے آخری خانے میں ایک کن لکھا۔

ہونی کو انہونی نہیں بنا سکتی۔“

میں نے اس سے دماغی رابطہ ختم کر دیا۔ اس وقت میں نہیں جانتا تھا کہ ہماری گفتگو کے دوران میں منتر جوگی کا تابعدار ٹیلی پیٹھی جانے والا وہاں پہنچ چکا تھا اور میری اور شیوانی کی باتیں سنتا رہا تھا۔

اس نے فوراً ہی منتر جوگی کے پاس آ کر وہ تمام باتیں بتائیں۔ تو وہ خوشی سے کھل گیا۔ اس نے اپنے تابعدار ٹیلی پیٹھی جانے والے سے پوچھا۔ ”کیا تم نے یہ اچھی طرح سنا ہے کہ کسی نجومی نے فرہاد کی موت کی پیش گوئی کی ہے؟ اور وہ روحانی علم جاننے والے بزرگ بھی اس پیش گوئی کو مانتے ہیں؟ اور فرہاد کو جاننے کی کوئی کوشش نہیں کر رہے ہیں؟“

”جی ہاں، میں نے یہی باتیں سنی ہیں اگر روحانی عمل کے ذریعے شیوانی کی آتما کو سمجھنے کے لیے چھوڑ دیا جائے اور اسے کسی دوسرے جسم میں جا کر زندگی گزارنے کا موقع دیا جائے تو فرہاد کی موت بھی ٹل جائے گی لیکن ایسا ہونے والا نہیں ہے۔“

وہ خوشی سے اپنی ران پر ہاتھ مار کر بولا۔ ”اور ایسا ہونا بھی نہیں چاہیے۔ فرہاد کو بھی شیوانی کی موت کے دوسرے دن ضرور مر جانا چاہیے۔ جیسے ہی اس کی موت ہوگی۔ اس کے جسم سے آتما نکلے گی، میں اس پر قبضہ جملوں گا۔ ٹیلی پیٹھی کے ذریعے کسی کو غلام بنایا جائے تو وہ غلامی عارضی ہوتی ہے۔ وہ ٹیلی پیٹھی جاننے والا کسی نہ کسی طرح رسیاں تڑا کر نکل جاتا ہے لیکن روح ایک بار غلام بن جائے تو پھر وہ اس غلامی سے نجات نہیں پاسکتی۔ فرہاد بھی میرے قبضے سے کبھی نہیں نکل سکے گا۔“

اس نے اپنے تابعدار ٹیلی پیٹھی جاننے والے کو رخصت کیا پھر میرے بارے میں پوری توجہ سے سوچنے لگا۔ کہ آئندہ اسے کیا کرنا ہے؟ یہ بات سمجھ میں آئی کہ میری موت کے وقت وہ اپنے کسی آلہ کار کے ذریعے میرے قریب رہے۔ تاکہ میری روح کے نکلنے ہی وہ اسے اپنی گرفت میں لے سکے اور اپنے آلہ کار کو ہلاک کر کے میری روح کو اس کے اندر پہنچا سکے۔ وہ اسی طرح مجھے اپنے قبضے میں لے کر اپنی آخری سانس تک اپنا غلام بنا کر رکھ سکتا تھا۔

اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ میرا صحیح پتا ٹھکانا معلوم کرے۔ اور یہ اس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اس نے میرا موجودہ پتا معلوم کرنے کے لیے وہی طریقہ اپنایا جو شیوانی کے لیے کر چکا تھا۔ اس نے میرا بھی ایک پتلا بنایا اور اسے بھی مختلف تھالوں میں رکھنا گیا اور یہ معلوم کرنا گیا کہ میں

میں اس سے تھوڑی دیر تک باتیں کرتا رہا۔ اسے خیال خوانی کے ذریعے چوستار ہا پھر شیوانی کے پاس آیا۔ اس نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ ”پاپا! اب صرف آٹھ دن ہیں۔ میں موت سے نہیں ڈرتی مگر بیٹے کو چھوڑ کر جانے کا بہت دکھ ہے۔“

میں نے کہا۔ ”سب ہی کو ایک دن اس دنیا سے جانا ہے۔ کوئی ہمیشہ کے لیے نہیں آتا۔ وہ ما میں خوش نصیب ہونی ہیں جو اپنی اولاد سے محبت کرتے کرتے اس دنیا سے رخصت ہو جاتی ہیں لیکن تم تو بار بار مرتی رہی ہو اور نئی زندگی پاتی رہی ہو۔ اس لیے تمہارے اندر یہ بات نقش ہو چکی ہے کہ کسی بھی طرح پھر ایک نئی زندگی پا کر اپنے بیٹے کو کیلجے سے لگائے رکھو گی لیکن اب یہ ناممکن ہو گیا ہے۔“

وہ جھکتے ہوئے بولی۔ ”پاپا! آپ ناراض نہ ہوں تو ایک بات کہوں.....؟ اگر جناب تمہاری بیٹی چاہیں تو مجھے پھر ایک بار نئی زندگی حاصل کرنے کا موقع دے سکتے ہیں۔“

”وہ ایسا کبھی نہیں چاہیں گے۔“

”پھر تو یہ ایک ماں پر ظلم ہوگا؟“

”ایک نجومی نے میری بھی موت کی پیش گوئی کی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ تمہاری موت کے دوسرے دن میری موت ہوگی اگر تمہیں مرنے نہ دیا جائے اور تمہاری آتما کو پھر کسی جسم میں جانے کی اجازت دی جائے تو ادھر تمہیں اور ادھر مجھے نئی زندگی ملے گی۔ میری آنے والی موت بھی ٹل جائے گی۔“

وہ خوش ہو کر بولی۔ ”ہے بھگوان! وہ نجومی کون ہے؟ وہ صرف میری ہی نہیں آپ کی بھی نئی زندگی کی خوش خبری سنا رہا ہے۔ اب تو جناب تمہاری کو میرے بارے میں نہ سبھی، آپ کے بارے میں ضرور سوچنا چاہیے۔ وہ آپ کی سلامتی چاہیں گے تو مجھے بھی ایک نئی زندگی مل جائے گی۔“

”وہ ایسا نہیں کریں گے۔ وہ جانتے ہیں کہ جس کی موت کا جو وقت مقرر ہو چکا ہے، اسے اسی وقت اس دنیا کو چھوڑ دینا چاہیے۔ میں اپنی ٹیلی اور ٹیلی پیٹھی کی دنیا میں بہت اہم ہوں۔ اس کے باوجود اعلیٰ حضرت اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی ہیں۔ انہوں نے ہم دونوں کو قدرت کی نشا کے مطابق چھوڑ دیا ہے۔“

میں تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔ ”تمہارے چور خیالات بتا رہے ہیں کہ تم اعلیٰ حضرت کے خلاف سوچ رہی ہو؟ کوئی بات نہیں سوچتی رہو۔ اعلیٰ حضرت کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جو ہونا ہے وہی ہوگا۔ کوئی دنیاوی طاقت

مغرب ہوں یا مشرق میں؟ مغرب میں ہوں تو سوسائٹی لینڈ میں ہوں اور سوسائٹی لینڈ میں ہوں تو وہاں کے ایک شہر جینوا میں ہوں اگر جینوا میں ہوں تو وہاں کی ایک ٹیبل کمارے کا بیٹا میں ہوں۔

یہاں تک معلوم کرنے کے بعد اس نے پوری طرح سب کو لکھ کر ایک بی بی ساس چھوڑی بھر ایک بی بی ساس بیٹی۔ پیلو کے بعد میری زندگی میں ہی زیارت لانا چاہتا تھا۔ اب اس نے بھی بڑھ کر کالیانے والی دلی تھی۔ میری موت کے بعد میری دوسرا بیٹھ کے لیے اس کی تلاش میں جانے والی تھی۔

بارہ دوسری صبح ہی سوسائٹی لینڈ کے شہر جینوا پہنچ گیا۔ میں ٹاکے ساتھ وہاں نہیں تھا۔ ہم نے پلے کیا تھا کہ شمالی پہاڑوں پر جا میں گے، جہاں اگلی ایک گھنٹہ تک تاشے دیکھنے کے لیے گھوڑوں مردوں اور بچوں کا جھوم پاتا ہے۔ اس پیچھے میرے چہرے سے مجھ سے تاشے کے تو کسی دن کی نظروں میں نہیں آسکتے۔

بارے سے پہلے جینوا میں آکر میں تلاش کیا، اکثر بی بی سون مانے آنے والے جہاز سے اسی ٹیبل کمارے کا بیٹا میں آکر قیام کرتے ہیں۔ وہ ان جہازوں کے ایجنار کے امیر خیال فرانی کے ذریعے پہنچ گیا۔ وہ ایجنار کے امیر کے مرضی کے مطابق رجسٹر کھول کر ہر کراؤ کے بارے میں تاشے کا کراؤ کی سرکاری کس کے نام سے ایک ایک سے پھر اس کے کراؤ کی سبب لی فرانی دن کے بارے میں تاشے کے پہلے یوٹی کے نام سے ایک کراؤ کیا تھا پھر اس کے شہر بی بی کے نام پر منتقل کر دیا گیا ہے۔

پھر یہی معلوم ہوا کہ شہر بی بی اب سے بارہ گھنٹے پہلے اسے لاک کر کے اپنے شوہر کے ساتھ نہیں گئی ہے۔ اس کا کراؤ کو وہاں کے لیے ایک کراؤ کیا تھا۔ وہاں آئے والی تھی۔

بارے کے لیے آتی ہی معلوماً کافی تھی۔ یہ بتیوں ہو گیا کہ ہم دونوں سوسائٹی لینڈ میں ہیں اور اگلی ایک سے انجائے کرنے کے شمالی پہاڑوں کی طرف گئے ہیں۔ جہاں سال کے بارہ مہینے صرف ہوا رہتی ہے اور ٹیبل کمارے ہوتے رہتے ہیں۔

شامیرے ساتھ وہاں پہاڑوں پر آئی تھی مگر کسی کیل تاشے سے کبھی نہیں رہے کسی زیادہ سے زیادہ میرے ساتھ دقت کرانا چاہتی تھی مگر اس کے ساتھ نہ ہتا تو وہ کھانا پینا اور سونا چھوڑ دیتی۔

پہلے میں نے اسے پیار و محبت سے کہا۔ ”مگر صدمہ جھیلنے سے بچو حاصل نہیں ہوگا۔ حالات سے سمجھو کہ کراؤ زیادہ دیر سے ساتھ رہنا بچائے کرو۔ جو خود سے دن دن کے ہیں۔ ان کو یادگار بنا دو۔“

لیکن وہ کوشش کرنے کے بعد جادو ایسا نہیں کر پاری تھی۔ لیکن کولڈ وینا میری موت کی طرف اٹکا ہوا تھا جب میں نے جینوا اس کے دماغ پر قبضہ جھاکا سے کھانا ملا تا اور ملاتا شروع کیا اس طرف وہ دماغی طور پر تیار رہنے لگی اور میں ایسا نہ کرتا تو وہ دودھ پاروڑ میں شامل ہو جاتا یا صدمے سے مر جاتی اور موت نہ آتی تو خود کو کھتی۔ میں اس کے چودھیالات بڑھ کے بہت بچھو کمزور کر دیتا تھا۔

اس کے بعد صرف میری ذات سے وابستہ ہوئی ہو۔ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ کون کون سے وقت سے پہلے کر سکتے ہیں؟“

اس نے چونک کر مجھے دیکھا۔ میں نے کہا۔ ”میں درست کرتا ہوں۔ وہ کون جینوا پہنچا ہے اور ہمارے بارے میں بہت بچھو معلوم کر چکا ہے۔ اسے ہمارا کابھی معلوم ہو گیا ہے۔“

وہ حیرانی سے بولی۔ ”کیا باہر یہاں تک پہنچ گیا ہے؟“

”ہاں، جو احمد وہاں دو گئی تو کچھ معلوم کر سکی۔ ناکارہ ایک خیالی فرانی کیا کرو۔ وہ کسی کراؤ کی طرف ہے۔ میں نہیں جانتی“ کبھی دیکھی ان جینوں میں ہمارے درمیان آئے۔ کیا میں اسے سمجھتا ہوں؟

”ابھی تو میں نے سمجھایا ہے۔ وہ ایک نیلی کاپڑ میں اس طرف آتا چاہتا تھا۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس نے ایک ایک نیلی کاپڑ میں رہ کر یہاں رہ کر آئی ہے۔ جو اسے برے لگے جانے لگا۔ اسے بچھو کہیں جانے دو۔ وہاں آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ ویسے تمہیں اس کی خبر رکھنی ہے۔“

اس نے بعد اس کا پتہ پتہ ہوا کہ اس کے اندر آتی جاتی رہے گی۔ اسے شام پارس، پورس، پالی، ماریا، انو، تاشے، ہاش اور جہاں سب ہی وہاں پہنچ گئے۔ سونیا نے انہیں سمجھا دیا تھا کہ وہ روز دوا نہ صرف ایک کھینے کے لیے مجھ سے بارہا باری گئے جانے جا میں گے۔ میرا اس کے بعد میری طرف رخ نہیں کریں گے۔ سونیا کے بیٹے اور اس کے گھر کو کوئی نال نہیں ملتا قارودہ اس کی برہانیت کے مطابق مجھ سے ملے آئے تھے۔

میں نے خیالی فرانی کے ذریعے ان سب کو دل کا پتہ

دیا۔ کل کچھ لو بچے سے میرا ایک ایک چٹا ایک ایک بیٹی کو لیا اور میں مجھ سے ملنے آئے کراؤ کی سب سے پہلی میری بی بی تھی میں نے بیٹھ کر لوگوں سے آگے تاشے تک آئے اور ان کی دوستی کر کے تم سب میرے پاس آئے۔

دوسرے دن سب سے پہلے پارس نے مجھ سے ہوئی گے لاکھ میں ملاقات کی۔ وہ ایک ایسی کی حیثیت سے میرے قریب ہی ایک سونے پر پہنچا۔ میری بی بی پارس اور اس اور میرا میری طرف لاکھ کی گھڑی کئی تھی لیکن میری صحت کا معاملہ ہی مجھ ایسا تھا کہ وہ لاکھ اور اس کے محلے گئے تھے۔ دو دن گول کرنا تھا مگر اپنے آسٹریڈ کر رہے تھے۔

”بیٹے ابھی میں جانے والا ہوں۔ ایک دن میں تم ہی اس دنیا سے جاؤ گے۔ تمہارے پیچھے بھی ایسا اور کون ہے بہت دور میں کی لیکن مردکی آگے میں آسٹریڈ آئے تاشے۔“

میں اسے سمجھاتا رہا۔ وہ جبراً سراتے ہوئے جا تاشے گرنے لگا۔ میں نے خیالی فرانی کے ذریعے ایسا سے کہہ دیا تھا کہ میرے کر کے لاکھ کھلا ہوا ہے۔ وہ وہاں جا کر میرا لگا کر رہتی ہے۔

جب پارس سے ملاقات کا وقت ہوا تو میں اس لٹ کے ذریعے اس کو اپنے کمرے میں آگیا۔ مجھے دیکھی ہی ایسا وہ زنی ہوئی آگے تاشے سے لپٹ کر اور دوا میں بار بار کروانے لگی۔ میں نے اسے سمجھتے ہوئے کہا۔ ”بیٹا تاشے کو تم آسٹریڈ کو نہیں پاؤ گی۔ اگر ہر ملاقات کرتے تو ہماری ملاقات کا شاپا جاتی چلاو۔ اپنے آسٹریڈ کچھو۔ جلدی ہو کر رونے لگا۔ کہہ کر ایسا نہ کرو۔ روئے ہی ملاقات کا وقت ختم ہو جائے۔“

میں نے اسے ایک سونے پر بٹھایا۔ پھر اپنے دو ہاتھ سے اس کے آسٹریڈ کچھنے لگا۔ ایک ہی وقت تو اسے اپنے ہاتھ سے ہی کئی کئی بارے ہوئے۔ وہ بھڑبھڑ کر کھینچنے لپٹ کر اور رونے لگی۔ آخر وہی ہوا جو میں نے کہا تھا۔ اسے سمجھتا تھا۔

میں نے اسے ایک سونے پر بٹھایا۔ پھر اپنے دو ہاتھ سے اس کے آسٹریڈ کچھنے لگا۔ ایک ہی وقت تو اسے اپنے ہاتھ سے ہی کئی کئی بارے ہوئے۔ وہ بھڑبھڑ کر کھینچنے لپٹ کر اور رونے لگی۔ آخر وہی ہوا جو میں نے کہا تھا۔ اسے سمجھتا تھا۔

میں نے کہا۔ ”اب یہاں سے جاؤ۔ کل پھر ایک کھینے کے لیے اس کے پاس آنا۔“

اس کے بعد پورس سے ہوئی کے گاڑوں میں ملاقات کا وقت مقرر ہوا تھا۔ وہ مجھے دیکھی ہی جبراً سکرانے لگا۔ گنگے لگا کر بولا۔ ”مگر تم نے جمواری میں ایسا ہی جنگ

آنے کی کل اجازت ہے۔

میری طرف سے اسے جو گہری محبت اور اپنا یہ دل
رہی تھی۔ اسے دو گھنٹے کے اندر اور زیادہ دوڑنے لگی تھی۔ اسی
وقت میرے پاس ایک ہی طرف تھکا ہوا تھا کہ میں اس سے
دماغ پر قبضہ کرنا چاہتا تھا اور اسے کبھی تک ہٹا کر نہ دیکھ
کھٹنے کی تیز کے بعد وہ بیچارہ ہو جاتی تھی اور شکایت کرتی تھی
کہ میرے ساتھ آیا کیوں کرتے ہوئے؟

میں سمجھتا تھا۔۔۔ جب تک دم سے باہر نہیں آؤ
گی۔ کیونکہ میرا کہ طور اس طرح ایسا لگا کہ گامور
تم ایک کھٹے کھٹے مجھ سے تیز کی وجہ سے دوڑ رہی ہو گی۔
میرے اس طرف تھکا ہوا کا نتیجہ خاطر خواہ نکلا۔ دوڑنے
سے باز آگئی اور تھوڑے عرصے میں آگئی۔ میرا اسکرانے
بھی کئی گھنٹے تک چلے۔ میرے سچے سچے کا ذکر ہو رہا ہے۔ مجھے
عالمی سے اسکی توقع نہیں تھی۔ تم تو سوچ رہے تھے کہ وہ کسی
میرے دماغ میں آئی وہ حال میں مار کر دوڑنے لگے کی لیکن
اس سے سکرانے پر چھا۔ ہائے پاپا! موت کی طرف ستر کھینچ
لگ رہا ہے؟

میں نے بھی سکرانے کہا۔ "پاپا! وہ آ رہا ہے۔ ماحول
سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہر انسان کو ایک دن موت کا حوق تو چھٹا
ہی ہے۔ جب کوئی ہوتے ہی ڈالتے اور اسان چکے تو اس کی
خوشبو دور سے جاتی ہے۔ اسے کھٹے سے پہلے ہی اس کا راز
بتا رہا ہے۔ اس طرح موت کا ڈانڈہ کھٹے سے پہلے ہی اس کی
مہک مہک مہک مہک کر رہی ہے۔"

اس نے خیال خوانی کے ذریعہ ہی مجھے ایک سچا
بھری ہوئی۔ "جنت آسمان پاپا! میں اب بھی راز رکھتی ہوں۔"
دو صبر سے دماغ سے چلی گئی پھر جہاں میں وہیں آجکل
کوئی نہیں طور کس دور کے گئے اور ایسا تو کئی دن سے نہیں
نکلے تھیں۔ بیٹیاں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ اپنے آئینہ کی پٹی
باپ کو سکرانے سے بھلائی رہتی ہیں۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے ہونے کو غائب کیا
پھر کہا۔ "ابن آدم توڑنے لگی بیٹی جاتی ہو۔ تمہیں اسکی خیال
خوانی سے سچ کیا گیا ہے۔ آج اپنی آئی کی خاطر غائب کرنا
خیال خوانی کے ذریعے میرے بعد آ جاؤ اور دوڑنا چلی بیٹی
کے ذریعے میرے دماغ کو ایسا خوش بنا دو کہ پاپا کے سامنے
میرے آئینہ نہ لگیں۔"

آؤ تو نے اس کے اندر آ کر کہا۔ "یہ کھٹے۔ مجھے
خیال خوانی کے لیے سچ کیا گیا ہے لیکن ضرورت کے وقت
اجازت ہے۔"

یہ کہہ کر وہ کلام پاک کی ایک آیت پڑھنے لگی اور کہو
ہدایت اس کے ذہن میں نقش کرنے لگی۔ وہیں صحت کے اندر
ہی خالی کے آئینہ نظر آئے۔ دماغ پر سکون ہو گیا۔ اس نے
کہا۔ "شکر یا تو ہے تم نے میرا بہت بڑا کام کیا ہے۔ لیکن یہ
"یہ کھٹے۔ میں تم سے پاپا کا ایک کام ہے۔ لیکن یہ
بھی سمجھا ہے کہ اپنے گریڈ لپٹا کے سامنے روزہ نہیں
چاہیے۔ اللہ شکر میری آنکھ میں بھی آؤ گئی اس کے۔ اچھا
اب جاتی ہو گی۔"

وہ چلی۔ عالمی نے دائر میں دم جا کر سوت پر پانی
دھو لے۔ آئینوں کو اچھا نظر دھوا پھر لپٹے سے
کے چھیننے لگے۔ آئینوں کو اچھا نظر دھوا پھر لپٹے سے
پر چھک کرنے کے بعد دائر میں دم سے باہر آگئی۔ خیال خوانی
کے ذریعے پھر ایک بار سکرانے کا سامنے کر کے لگی۔
میں کہا۔ "میرے تیزوں بیڑوں سے تیزو سے چلی
سے یہ فیصلہ کیا کہ وہ آج آ رہا ہے۔ دوڑ دوڑ آئیں
مجھ سے ملاقات نہیں کریں گے۔ خیال خوانی کے
ڈولے باہر کریں گے اگر روز لپٹے آئیں گے تو خواہ مخواہ
مدد مات میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ یہ سوچ سوچ کر دل دکھ
رہے کہ میری موت کا وقت قریب سے قریب تر آ رہا جا رہا
ہے۔"

دو سکرانے ہوتے ہوئی۔ "دو اصل میرے بھائی اپنے
آئینہ کو چھیننا چاہتے ہیں۔ اس لیے آپ سے دوڑو گئے ہیں۔
میں بھی خیال خوانی کے ذریعے ہی آپ سے چلی رہوں گی۔
اب تو دنوں کے دور میں ہیں۔ میں سچے آئینے کا ذکر
رہا ہے۔ پانی کے آٹھ ڈلوں میں آٹھ گھنٹوں تک ٹنٹا ہے اور
یہ سات گھنٹے میں زندگی میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔"

وہ ایک گھنٹہ گزار کر چلی گئی اس کے بعد آؤ تو نے
خیال خوانی کے ذریعے کہا۔ "گریڈ پاپا! آج کا وقت ہو گیا
ہے۔ میں جہاں کے ڈانڈنگ جاؤں گا۔ آج کا وقت ہو گیا
ہوں۔ بیڑے، جلدی سے آئیں۔ کھانے کا آؤ دوڑے چلی
ہوں۔"

میں تو سمجھ رہا تھا کہ میری پتی سب سے زیادہ رو سے
کی لیکن وہ تو کھلے کھلے سامنے کے لیے مجھے ہلا رہی تھی۔ میں
نے وہاں پہنچ کر اسے دیکھا۔ اس کی پیشانی کو چوما۔ اس نے
مجھ سے کہا۔ "ابھی میرے پاس آئی ہے۔ آئی بڑی بڑی کے پاس
کیوں نہیں ہو؟ اور میری بیڑے پر چلو۔"
تا اور دو صبر سے میرے کھٹے کھٹے تھیں۔ انہوں نے
کہا۔ "پاپا! بڑی ہی تیز سب کے لیے۔ لیکن ضرورت کے وقت
میں نے چوک کر انکس دیکھا پھر کہا۔ "مجھ ایسے وقت

کھٹے کے لیے تم دونوں کہاں سے....."
اٹھنے کہا۔ "گریڈ پاپا! میں نے ہی انہیں بلایا
ہے۔ وہ اب کا ایک ایک گھنٹہ سامنے کرنے کا کام ہے۔
"اس لیے ہم ایک ہی وقت میں نکل سکتے ہیں۔ کوئی
راہرواری کی بات تو ہے نہیں؟ میں پتی ہوں۔ تاڑھ ہونے
والی تھی ہے اور۔ جتنا کہ آپ نے بتایا ہے۔ سب ہم
آج ساتھ جہاں نکل کریں گے اور خوب باہر نکل کر
آئیں۔"

میں ہر کے اطراف چمٹے۔ وہ بیڑے کو پیلے ہی کھانے کا
آؤ رہا دیا جا چکا تھا۔ وہ کھانے کی ڈیسٹ لاکر رکھا۔
دو اصل ہونے کے خیال خوانی کے ذریعے تاڑھ اور جاکل
کے ماحول پر نظر پڑا۔ وہاں اسکی چھ اور بی بی بات نہیں کی گئی
انہیں میرے سامنے دوڑنا نہیں چاہیے۔ چہتے ہوئے وقت گزار
کر جہاں سے جانا چاہیے۔

میں نے دو کھٹے تک ان تیزوں کے ساتھ بہت اچھا
وقت گزارا۔ ہم کھانے کے ذریعے اور خوب چہتے ہوئے
پر چکر لپٹے۔ میں کہا۔ "گریڈ پاپا! میری ضرورت تو نہیں ہے کہ
میرا روز آپ سے نہیں؟ ہم کسی ہی احتیاط پر تمہاری کسی نہ کسی
رہن کی نظر میں آتے ہیں۔ بہتر ہی اس میں ہے کہ ہم سب
آپ سے دوڑ رہیں۔ میں اور خیال خوانی کے ذریعے
آپ کے پاس دن کے دو بجے آیا کہ میں اور آپ کے ہاتھ
ہانے کے بعد خیال خوانی کے ذریعے جاکل کو کوشش کیا کریں
گے۔"

میں کہا۔ "یہ کھٹے ہم جتنی احتیاط کریں۔ اتنا
ہی اچھا ہے۔ میرے ذریعے تم میں سے کوئی نقصان
پہنچاتا نہیں۔ ہاتھ سے دورمان دوری سے تمہارے
ان تیزوں نے کھانے کے بعد بار بار ہاری مجھے سچا کیا
پھر رخصت ہو گئیں۔ تا خیال خوانی کے ذریعے ہاتھ سے سنت
رہی تھی۔ اس نے ہماری طرف آنے کے لیے ایک نیلی کا پتھر
میں بیٹھ ریز روڑ لگی۔ جب وہ وہاں جا کر اس نیلی کا پتھر
میں بیٹھنے لگی۔ یہ وقت کھٹے کے ذریعے ہاتھ سے لینے جان
کا ایک نیکو کا پتھر جس کی طرف ہانے والا ہے۔

آؤ رہا کے زہرا نہ ہوتی ہے معلوم ہو جاتا کہ اس
نے غلطی سے جس کا دانے والے نیلی کا پتھر میں اپنی سیٹ
ریز روڑ لگی ہے۔ یہ اسے ہوا کے ذریعے کھٹے ہوئے معلوم ہوا
یہ کہ سکرانے لپٹنے کی نشانی پھاڑوں تک جانے میں صرف
آؤ تھا کھانے کا تھا۔ جب اس سے زیادہ وقت کرنے لگا تو
اس نے چوک کر کھڑکی سے باہر دیکھا۔ نیلی کا پتھر خاصی

بندری پر تھا اور مجھے دھند چھائی ہوئی تھی۔
آؤ مجھے سے زیادہ وقت گزار چکا ہے۔ میں اس تک شبلی
پھاڑوں پر پہنچ جانا چاہتا تھا۔
اس کے سطرے پڑنے پر مجھا۔ "آپ کی شبلی پھاڑوں کی
بات کر رہے ہیں؟ یہ نیلی کا پتھر تو جہاں جا رہا ہے۔
دو بے نیلی سے ہوا۔" یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے
سکرانے لپٹنے کی شبلی پھاڑوں میں جانے کے لیے اپنی سیٹ
اڑ کے کھڑکی لگی۔

سطرے کہا۔ "آپ سے بھول ہو گئی ہے۔ لیکن نہ
ہو تو دوسرے سطرے میں چھٹی ہو چکیں۔
ان دونوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے میرے سامنے
ان کی باتیں سن کر کہا۔ "سکرانے ذرت کہہ رہے ہیں۔ یہ
نیلی کا پتھر تو جہاں جا رہا ہے۔"

یہ کھٹے کو بھری تھیں نہ ہوا۔ اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر
آگے بڑھوئے۔ دو سطرے میں پوچھا۔ ان کی بھی
جواب ملا۔ وہ بیان ہو کر وہ سب سے اپنی سیٹ پر چمٹ
کیا۔ دماغ میں سوال پھر ہوا تھا کہ یہ کیسے ہو گیا؟ اس سے
پہلے ہی مجھ سے اسکی شبلی نہیں ہوئی۔ میں نے پوری حاضر
دماغی سے سکرانے لپٹنے کے عالمی کھانے کے لیے
سیٹ پر بڑھ کر نیلی کی کھیریں دانی سیٹ پر کیسے کھینچ
کیا؟

اسے اس سوال کا جواب نہیں لیا سکا تھا اس نے
دوسرے پہلو سے سوچا۔ "کیا میں کبھی سے غائب دماغ ہو
گیا تھا؟"

اس کا جواب اس کے دماغ میں بھی ابھرا کہ اگر
غائب دماغ تھا تو پھر کسی سے اسے غائب دماغ بنایا جا سکتا
ہو یا یہ ہوا ہے۔

وہ کئی بہان نہیں سکا تھا کہ کسی کے ذریعے ہاتھ سے اور
اسی نے سچے ساتھ ایسا ٹوک کیا ہے کہ پہلو سے
بات کچھ میں نہیں آ رہی تھی کہ اس سے اتنی ہی غلطی کیسے
کئی؟
جب دو صبر سوچ کر پریشان ہو گیا۔ ہاتھ تک کیا
جب اسے اپنے اندر کا کی آؤ تو شبلی رڈی۔ "میں کا
تعمیر ہی۔ میں اسکو اندر تیری ہی کی تھی۔ اور ذریعے جو تیری
شریک حیات ہوں۔ مجھے اور میرے شوہر کو نقصان پہنچانے
آ رہے تھے۔ کیا میں سوچ سکتے تھے کہ میں تمہارے اندر کسی
رہ کر ٹوک کے بغیر آئی ہوں؟"

دو بری طرح ہو چکا کیا تھا۔ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہیں ایک اس کے اندر مکران بن کر چلی آئے گی۔ وہ شہر بے حیرانی اور بدواہی اس دور سے نمودار و بریک بولنے کے لئے بنی ہو چکا ہے۔ چاہے اس کی ہر ہلکی سی آواز سنائی دے۔

دو کوری ہیں... تم نہیں جانتے کہ کتنے عمر سے میں نے نہیں اپنا تاجدار بنا کر رکھا ہے اور آج یہ وہی نہیں جان سکتے ہیں اب میں ایک سنگین مسئلے میں الجھی ہوئی ہوں۔ اس لیے تمہارے ساتھ زیادہ وقت بہا رہا ہے۔

چاہتا ہوں اس لیے جو کہ تمہارے ساتھ نکل کر رہی ہے۔ وہ بڑی دور کے بعد ہوا۔... یہ یقین نہیں ہو رہا ہے کہ تم میرے اندر آ کر بول رہی ہو۔

تم میری ماضی کی تمہارے اندر چپ چاپ چلا آتا ہے اگر وہ آج میری طرف ہو گا تو اس کی یقین ہو جائے گا۔

وہ جلدی سے ہوا۔... نہیں جانتا ہوں۔ ماسٹر کو معلوم نہیں ہوتا ہے کہ میں تمہارا غلام بن گیا ہوں۔ جب یہ ساری باتیں عمل کر سائے آئیں گی تو تم نے کسی طرح میرے ساتھ اندر کے ماسٹر کے کمرے میں ملازم کو کھڑا کیا ہے اور آگسٹ فریوٹک پہنایا ہے۔ وہ میرا دل بن جائے گا۔ کتنے بد ترین مزا میں لگا۔

وہ ایک کوری سانس لے کر ہوا۔... ہم خواہ مخواہ فریوٹک سے خوفزدہ تھے۔ خطرناک بناؤ تو ہم ہو۔

وہ دھڑکا اور میں ہل گئی۔... تمہارا کیا خیال ہے۔ میرا فریوٹک تمہارے اندر نہیں آتا ہے؟

اس نے حیرانی سے یہ کہا۔... کیا واقعی؟ فریوٹک اندر آ سکتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس نے مجھے نقصان کیوں نہیں پہنچایا؟

وہ تمہاری طرح بہت اونچا نہیں اڑتا۔ تم نے اتنی اونچی اڑان بھری تھی کہ فریوٹک تیرو بن جانا چاہتے تھے۔ دیکھو اس طرح زمین کی پستی نہیں کر کے ہوا کے برین ماسٹر کو معلوم ہوا تو ہم قہر سے گھبرا کر وہیں ناکہ کھینے کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ تم نہیں اس دنیا سے ہی رخصت کرو گے تو تم کہیں کے نہیں رہو گے۔

وہ اپنی موجودہ حیثیت کو اس طرح سمجھ رہا تھا کہ... نئی وقت وہ کہیں کا نہیں رہا ہے۔ پانچ نہیں ماسٹر کے ساتھ کھینا سلوک کرے گا اس سے سوچا۔... نہیں، ابھی اس وقت میرے اندر گھبراہٹ ہے کہ وہ تمہارے ساتھ دلتا دلتا پانچ میں سے کسے کرے چلا جاتا۔ بعد میں مجھے مزے سے موت دیتا۔ کیونکہ میری ہی وجہ سے نادر اور ہراس کے کمرے میں ملازم تک پہنچ

تھے ہیں۔

تمہارے کہا۔... تمہاں درست سوچ رہے ہو۔ وہ شاید ابھی موجود نہیں ہے۔ تمہاری ایسی کی بھی روتی ہے۔

دو ہوا۔... تمہاں ہے... میرے... شہر کا چالی دس دن مجھ سے توقع کر رہے کہ میں اس پر اسان کروں گی؟

اسان کے تمہاں ہے تمہاں کے لیے ضروری۔

وہ کہنے لگا۔

میرے چہرہ خیالات کے خانے کو اس طرح لاک کر دیکھ رہا تھا ماضی اس حقیقت کو معلوم نہ کر سکے اس کے یہ کی پتا نہ چلے کہ تم نے مجھے تاجدار بنا کر رکھا ہے۔ وہ اب تک دھوکا کھا رہا ہے۔ اسے آج یہ دھوکا کھانا چاہیے۔

بے لگت میں مشعل بات کر رہے ہو۔ اب تک تم نہیں جانتے تھے کہ میرے تاجدار ہو اس لیے ماسٹر تمہارے چہرہ خیالات پر چڑھ گیا ہے۔ ماسٹر اب چونکہ تمہیں معلوم ہو چکا ہے اس لیے وہ تمہارے چہرہ خیالات کے ذریعے بہت کچھ معلوم کرنے لگا اور میں نہیں چاہتی کہ ایسا ہو۔

تو پھر خدا کے لیے مجھ پر یہ اسان کرو۔ جتنی چلوی ہو سکے۔ میرے چہرہ خیالات کے خانے کو لاک کر دو۔ وہ کسی وقت بھی میرے اندر آ سکتا ہے۔

اس وقت سن سز میں ہو۔ پچائیں کہ میری سنبھو گے؟ تو ہی عمل کے لیے کم از کم ایک کھینے کا وقت تو ملتا چاہیے۔

میرے دو ہوا۔... میرے دل کو خیال خواتی کے ذریعے پانک سے دماغ پر قبضہ جاتا ہے اور اسے نیلی کا پڑ کر کہیں لگاتار سے بھجورنے سے کہہ دین میں یہ بات نہیں کر رہے ہیں اس کو اس میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ جسے درست کرنے میں مجھ کو وقت لگے گا۔ اس طرح وہ اندر صرف وہیں کے اندر تم کو بھی پر سکون سے عمل کر سکتی۔

تمہاں ابھی کی دھڑکیوں کے دوسرے اور دوسرے سے میرے دماغ میں جگہ بنا تے ہوئے پانک کے اندر کھینے لگے۔ وہ ان کی مرضی کے مطابق سونے لگا کہ نیلی کا پڑ میں کوئی خرابی ہے۔ اسے یہ انداز کر چیک کرنا ہوگا۔ یہ تمام ماسٹروں کی سلامتی کا مسئلہ ہے۔

وہ نیلی کا پڑ ستر پر لیٹنے سے نکل کر فرانس کی حدود میں داخل ہو گیا تھا۔ پانک نے وہیں کے ایک چھوٹے سے قصبے میں نیلی کا پڑ کا رازدار۔ مسافروں نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟

نے کہا۔... میں نیلی کا پڑ میں کوئی گڑبگڑ محسوس کر رہا ہوں۔ اسے پوری طرح چیک کروں گا۔ اس کے بعد وہ راز ہو گی۔ یہ ہم سب کی سلامتی کے لیے ضروری ہے۔

قام ساڑھ کر پیمانہ تو ہونے پر بھی اطمینان ہوا اس علاقے کے لیے ایسا کیا جا رہا ہے۔ اور ہر ماہیت کے لیے لگاتار آگئیں بند کر کے ہوا۔ میں خود کو 17 مارچ کے راتوں نے راز کھل کر لو۔

تمہاں خیالات خواتی کے ذریعے اسے سلاجا پھر اس پر مسائل کیا۔ اس کے دماغ کو ہدایت دے کر اس کے اہل خانہ سے اور چہرہ خیالات کے ذریعے یہ بھی معلوم نہ ہو گا۔ لاکا تاجدار رہا ہے۔

میرے ہی ماضی کا پتہ پانک کے بعد اس نے پانک کو ایک نیا ملک سونے کے لیے چھوڑ دیا پھر اپنی جگہ دماغی طور پر ہو گیا۔ میں اپنے تمام یوں سے نکلے کے بعد اس کے سرے میں پہنچا۔ وہ مجھے دیکھنے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کر فریوٹک اپنا پھر اپنے کمرے سے پرکھو اسے پانک نے ہونے لگا۔ اس کی راز کھل کر ہوئی رہی تھی۔ کسی میرے پاس آ کر لگ گیا۔ کسی میرا ہاتھ تمام پھیلائی۔ کسی نہ کہہا ہے مجھ کو اس کی راز کھل کر۔ مجھے مجھے وقت کر رہا تھا۔ وہ اپنے اس اجاہت میں مشرت اور وہ اپنی بیوہ کو اپنی جان کا۔

فریوٹک اب میرے ہی دور تھے اسے الگ الگ میں نے پانک کہا۔... گردنا کھینے کا طب کر رہی ہے۔

میں نے فریوٹک آن کر کے کان سے لگا کر پھر کہا۔... ہاں...

دوسری طرف وہ روئے لگی۔ کیسے لگی۔ آپ مجھے کہتے ہیں اور اتنی ہی بات چیت چھوڑتے تھے۔ کیا چپ چاپ بنانا چاہتا ہے؟ مجھے کیا پانک میں نہیں دیکھیں کہ میں شریک نہیں کر رہی ہوں۔

ابھی کوئی بات نہیں ہے۔ تم میری اپنی ہو۔ باقی جو میرے ہیں اور جنہیں میری موت کا کام ہو چکا ہے۔ ان کا راز کھینے کا معاملہ ہے۔ ہر ایک کو کھانا مانا ہوا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم میری آگے سے بھی آؤ گئیں۔ جب تک میں میری ذہنی گڑبگڑ میں ترقی پتہ نہ دے سکتا ہوں۔ تڑپتے پھر میرا راز کھاتا ہوں جو جس میں دلایا ہے۔ اس کی زندگی میں آؤ سہا ہوا ہے۔

پانک میں آپ کی ہدایت کے مطابق فریوٹک کا علاج

کرتی ہوئی اس کے پاس پہنچی تھی۔ اس نے مجھے اپنا سہمان دیا۔ فریوٹک خواتی سے اب تک میں اس کے ساتھ ہی ہوں۔ اس وقت فریوٹک اب روئے لگی ہے۔

میرے کونوں بند کر اور تم میرے پاس آ جاؤ۔

فون کا رابطہ قطع ہو گیا۔ وہ تینوں میرے اندر آ گئے۔ ٹوٹی سے روئے نے انداز میں پوچھا۔... سزایا ہم کیا سزا ہے؟ ہمیں باہر نکلنے نہیں دیا ہے۔

میرے دوسرے تمام چاہنے والوں کو بھی یقین نہیں ہو رہا ہے۔ میرے یقین کرنے پر بھجور دیے پھر یہ ٹوٹی کی اصل میں بھی آجائے دالی پانک سے کہ موت تو سب کو آتی ہے۔ کتنی بھی آتی تھی۔ سزایا ہے۔ یہ موت تو سچا تھا کہ موت سے پہلے ایک پانک سب سے رابطہ کروں گا اور تمہیں آخری ہدایت دوں گا۔

آپ تم کی ہدایت پر دل وہاں سے عمل کریں گے۔

تم نے کہا۔... اور فریوٹک نے خیال خواتی ترک کر دی ہے۔ گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

فریوٹک نے کہا۔... ہاں، درست ہے۔ ٹکٹا بھی بنتا اچھا علم ہے۔ اتنا ہی تکلیف دہ ہے۔ ٹکٹا بھی چاہتے والوں کو طرح طرح کے عذاب اور آزمائشوں سے گزرتا ہے پتا ہے۔

جو لوگ گوشہ نشین رہ کر زندگی گزارتے ہیں۔ وہ جیسے صرف اپنی سانس پوری کرتے ہیں۔ ایک کونے میں رہ کر کھاتے ہیں۔ کھانا پانی میں صرف رہتے ہیں اور پھر سمجھتے ہیں۔ کچھ دیر نہ بن میں کیا گیا ہے کہ وہ اپنی کمرے سے ساتھ دواری بھی لٹا رہے اگر تم اپنی ذات سے کسی کو ایک ڈرا سا بھی ناکہ پہنچا سکتے ہو سب سے پہلے کیا کام کرو۔ یہ کام تمہاری عبادت میں شامل ہونا چاہیے گا۔

ٹوٹی نے کہا۔... درست کبہ رہے ہیں۔

گردنا نے کہا۔... میں بھی فریوٹک سے بھی گفتگو نہیں کروں گی۔

میرے فریوٹک نے خیال خواتی کرتے وقت خود کو ظاہر کر اور اس کے لیے توجہ۔ سب بڑی خاموشی سے خیال خواتی کرتے ہوئے پانکوں کر دوں اور ضرورت مندوں کے کام کرتے ہیں۔

میں نے کہا۔... میں بھی ہدایت دینے والا ہوں۔ ہماری دنیا میں کتنے ہی مٹی میں ہیں اگر ان کا علاج ہو جائے تو وہ ماضی سے بہت ہی نمایاں کام کر سکتے ہیں۔ سب ان کے نزدیک ہوں، فونوں میں پہنچ کر ان کا علاج کر

تکے ہو۔ انہیں کسی قابل بنا سکے ہو۔“

”تم ضرور دایا کر گیں۔ آج آگہ کوٹھیں نہیں رہیں گے۔“

”شادی کر لیا۔“ شادی کر لیا۔ ازدواجی زندگی گزارا اور نسلی انسانی کا کام لے چلا۔ رہتا بھی ایک اہم شخص ہے۔ فرماں اہم نے اور ڈوٹی نے بے ایک شادی نہیں کی۔ اب تو کتنی چاہیے۔“

فرمان نے کہا۔ ”ابھی میں یہی کہنے والا تھا۔ میں اور کرنا ایک دوسرے سے سامنے ہیں اور جلد ہی شادی کرنے والے ہیں۔“

”شادی بھی خوب سوچ کر کرنی چاہیے۔ ایسا کرتے وقت دینی احکام کو بھی نظر رکھنا چاہیے۔ یہ علم ہے کہ شادی اپنے دین اور اپنے مذہب میں کی جائے اگر وہ غیر مسلم ہے۔ اسے اسلام قبول کرنا چاہیے۔“

”شادی ایک ذرا توقف سے کرنا۔“ کہہ کر وہ فرماتا ہے۔ ”جہ پہوئی ہیں اگر یہ دونوں آپس میں شادی کر لیا تو یہ بہتر ہے اور اگر نہ فرماں سے شادی نہ چاہتی ہے تو اسے اسلام قبول کرنا چاہیے اگر وہ ایسی نہیں ہے تو کہیں جبر کی بات نہیں ہے۔ سب کی بات یہ ہے کہ نہ فرماں سے شادی نہ کرے اور اپنے مذہب کی بنا پر نہ۔“

فرمان نے سر جھکا کر کہا۔ ”آپ درست کہہ رہے ہیں۔“

”میں جہاد میں برسوں سے لڑ رہا ہوں۔ لیکن تم سب کی جہاد کو اپنی ناقصیت انہیں کیلئے بوجھ نظر انداز کرتے ہیں۔ بعد میں بچنا ہے۔ میں اپنے آپ کو آزادی ملوں میں جہاد میں سب کے سامنے جہاد رہا ہوں۔“

وہ تینوں تقریباً آدھے گھنٹے تک بات کر رہے تھے پھر بڑی محبت سے رخصت ہو گئے۔ تاہم اسے پاس بھی خیال غوالی بھی ضرور تھی۔ میں نے اسے ایک بازو کے حصار میں گھراؤں سے نرغہ افرا کر دیکھا پھر میرے سینے سے لگ کر کہا۔ ”تم نے دو انوکھا کارنا تیار بنا دیا ہے۔ میں تمہاری بہت محبت کی۔“

”ایسا نہ کہہ سونائے جطر پیکار سب کے لیے ضرور کیے۔ اس کے مطابق ہم امرات کے کمانے کے بعد سے متج تک تیار رہا کریں گے۔ اس وقت کوئی مداخلت کرنے کی آئے گا۔“

”میں سونایا کی شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے تمہارے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنے کا موقع دیا ہے۔“

”ابھی کیا کر رہی ہیں؟“

”ہاں کی خبر لے رہی تھی۔ وہ جبر سے بچ گیا ہے اور مطمئن ہے کہ میں نے اس کے چور خانے کو لاک کر دیا ہے۔ ہاں سائبرنگ میں یہ مطمئن ہو گا کہ وہ پھیل گیا ہے اور قاتل اور بھا گیا ہے۔“

”میں یقین تھا کہ سائبرنگ حقیقت سے خبر نہ لے گا لیکن ایسی بات نہیں تھی۔ وہ بھی لاک مارا تھا۔ لیکن کاپڑیں سزے کے دروازے پر آ رہی ہیں جو باہر نکلتے تو ایسے وقت سائبرنگ میں وہاں موجود تھا۔ اسے پہلی بار یہ معلوم ہو رہا تھا کہ باہر بہت ترسے سے گا کہ باہر آ رہا ہے۔“

”معلوم کر کے اسے بہت زیادہ حیرانی نہیں ہوئی۔ جب وہ سوچا تھا کہ میں اس طرح اس کے کمرے میں داخل ہوں گا تو اسے بتا دیا تو اسے ایک شب یہ بھی ہوا کہ شہ کا شہ میں آؤ ڈی میں یا ہاں کے داروں میں بچنے چکا ہوں اور انہیں دور وہ اپنا تباہدار بنا چکا ہوں۔ وہ میرے متعلق ایسا سوچتا تھا۔ بیک وقت اسے تباہدار بنا کر لایا تھا۔“

سائبرنگ کو بار بار پھر فضا رٹا تھا۔ میں چاہتا تھا۔ اسے قتل کر دے۔ اس کی بوجھ سے ہی میں اس کے کمرے میں داخل ہوں تاکہ بچنے گیا تھا۔ یہ معلوم ہو گیا تھا کہ وہ بچنے لگا گیا ہے اور اس کا براہ ایک برین ماہر ہے۔ اسے اپنی فضا کو تھکا کر قائم رکھنے کے لیے ٹیلی فون بھی جانتے والے نظام کی ضرورت اس کے پاس ہونا کوئی نہیں کیا۔“

کر لیا کہ رازداری سے اس پر توجہ ملی کہ اسے اور اسے پھر ایک بار نظام بنانے کا اور اس کے ذرا کھو اس طرح لاک کر کے گا کہ پھر میں اور اس کے اندر نہیں بچنے کیسے۔“

”میں صرف اور حقیقت معلوم نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ اسے اور باہر کی جھگڑے سے بھی بچانا چاہتا تھا۔ ساتھ سائبرنگ میں ہی سوتی منار ہوں اور شمالی پہاڑی علاقے میں اس کے ساتھ ہوں۔“

”اس حد تک معلوم ہونے کے بعد وہ خاموش نہیں بنے سکا تھا اس نے خیال خونی کے ذریعے اپنے لاک داروں سے رابطہ کیا جو سائبرنگ میں ہی موجود تھے۔ انہیں کمانڈ کیا۔“

”ذرا اٹھ ہوا۔ میرا بہت بڑا دشمن شمالی پہاڑی علاقے میں موجود ہے۔ تم سب کو وہاں بھیجتا ہے جہاں اس کی ایک کیمپ قائم ہے۔ زیادہ ہو گئے ہیں۔ فرہادی تیرودہ ہیں۔ کمانڈ سکا ہے۔ اسے دیکھنا ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ کئی سوتی کیمپ بھی ہے۔ ان کو وہاں اس کے بڑے چیک پوائنٹ ہے یہ کہ وہ یورپ کے ماحول اور شہر میں ہی جی شرب نہیں

ہاں دیکھو کہ کسی سون مٹانے والوں میں ایسا کیا رہا ہے۔ جو شرب نہیں چاہتا؟“

”میں نے بارے میں اتنا جانتا ہی ہوں کہ دشمن مجھے طرح پریشان سکا ہے۔ میں نے شرب کی خالی گالہ لے لی۔ میں اور ان میں سٹری رنگ کا پانی گھریا۔ گھسنا باہر جاتے ہوئے دو پولیس ہمارے بیگ میں ہوئی۔ میں ظاہر ہوا تھا کہ میں اور شربت زیادہ پیئے ہیں۔ میں اسے پولیس پیش کرتا تھا۔“

”یہ ایک ماسٹر کے آدمی تھائی تھا۔ میں یہاں رہ رہے ہوں اور ہمارے کم ہونے کی خبر اسے سنا رہے ہیں۔ دشمنوں کے ساتھ ہی جوتڑ ڈشمن دن گزار رہے ہیں اور آفری وقت فریب آ رہا تھا۔“

☆ ☆ ☆

دو دن ڈاکٹر جوگی کو بھی میرے بارے میں ابھی کوئی معلومات حاصل ہوئی تھیں۔ اگرچہ وہ برین ماسٹر کے نام لاکر ہوا تھا لیکن دو روزہ وہ اپنے ایک معائنہ پر لگے رہا تھا۔ اس کا سب سے اہم مقصد یہی تھا کہ وہ بھی کبھی اسے جھے اپنا نظام بنا لے۔“

”اسے یہ معلوم کر کے بڑی خوش ہوئی کہ جس دن شیوائی کی موت ہوئی اس کے دوسرے دن مجھے بھی یہ حال میں سرنا ملا۔ جب میں اس کی موت پر دو روزہ میں ہر جسم چھوڑ کر باہر گیا تھا۔ اس کی قودہ ہی موت پر قودہ کو اپنی گرفت میں لے لے گا۔ اسے اپنا نظام بنا لے۔“

دو دن ڈاکٹر جوگی کی خوشی کا کوئی لہکا نہیں تھا۔ وہ مجھے سزے سے اور توجہ ملی سے اپنا نظام بنا رہا تھا۔ یہ معلوم ہو گیا تھا۔ میں اس کے ہاتھ میں اس کے ہاتھ میں اس کے آسکا قاتل اور ہاتھ میں اس کی کوئی ضرورت نہیں رہی تھی۔ یہ معلوم ہو گیا تھا کہ آج سے ساتویں دن شیوائی کی موت ہوئی اور آٹھویں دن میری روح اپنا جسم چھوڑ کر عالم ارواح کی طرف چلی جائے گی۔ ایسے ہی وقت وہ میری روح کو اپنی گرفت میں لے سکا تھا پھر میری غلامی میں سے بڑے بڑے کام لے سکا تھا۔“

”یہ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ میں جینز میں جھیل کتا رہے ہوں۔ ایک کاغذ میں ہوں۔ اگرچہ اس کی معلومات کے بعد میں شمالی پہاڑی علاقے کی طرف چلا گیا تھا لیکن اس کے لیے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ بعد میں پھر اپنے ہراساں کر کے اور میری کبھی رہائش گا تک پہنچ سکا تھا اس کے

باوجود اس نے یہ کیا کہ اس کا ایک نیا آدمی میرے قریب موجود رہے اور دوری دور سے میری عمرانی کرنا رہے۔“

”اس نے اپنے ایک بچے شکر راہن کو لہکا کہ وہ کسی بھی جہلی کلیف سے سوتلڑر چلا جائے اور وہاں اس کے اگلے حکم کا انتظار کر رہے۔“

”برین ماسٹر نے سزے سے ہی فون کے ذریعے مخاطب کیا اور کہا۔ ”ڈاکٹر جوگی اس نے کہا تھا۔ خیال خونی کے ذریعے تمہارے اندر تو آؤں۔ اس لیے فون سے رابطہ کیا ہے۔ مجھے کوئی تو فخری سا ناؤ کیا میرا لاک ہو گیا ہے۔“

”کام اتنا آسان ہوا تو اسے تم بھی کر لیے۔ کیونکہ تمہارے ذرا بھی دست ہوتے ہیں۔“

”کیا تم کہنا چاہتے ہو کہ نہیں ہوا؟“

”ایسی کامی اور ایسی کی بات نہیں ہے۔ کام ہو رہا ہے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ اس کے بعد ان کا عمل بنا صاحب کے ادارے سے ہے اور شیوائی اس کے پاس کے ہیں۔ اس تک پہنچنے کے بعد معلوم ہو کہ روحانی عمل کرنے والے نے اس کو بندش کر دی ہے۔“

”کیسی بندش؟“

”اس بار وہ بھی سوتلڑر سے گیا۔ اس پر کوئی کارواں کر کے والا اپنی نہیں کر کے کارواں اس آفری کھ کے جسم سے باہر نکالے گا۔ جب وہ آتا ہے لگے گی کہ جیسا آفری کھ جانتے والا اسے اپنی گرفت میں لے سکے گا اور اسے اپنی داسی بنا سکے گا۔“

”کیا تم کہنا چاہتے ہو کہ میں شیوائی کی طبیعت کا انتظار کرنا ہوگا؟“

”نہیں بہت زیادہ انتظار نہیں کرنا ہوگا۔ وہ آج سے ساتویں دن سے مری۔ میں پہلے سے ایسی بندش کر رہا ہوں کہ اس کی آتما کو چھوڑنے سے عالم ارواح کی طرف نہ جاتے۔ بلکہ میری گرفت میں آجائے۔ وہ ضرور میرے گھٹے میں آئے گی۔“

”نہیں بہت زیادہ سے ہوگا؟“

خوش ہے۔ اپنے بیٹے کے ساتھ ایک لمبی عمر گزارنے کے لیے آپ کے ساتھ بھرپور تعاون کرنے والی ہے۔“
منتر جوگی نے کہا۔ ”ہر رات بارہ بجے کے بعد تارن بدل جاتی ہے۔ میں نے اپنے علم سے پتا کیا ہے۔ جیسے ہی رات کے بارہ بجیں گے اور یہ دن گزر جائے گا، تارن بدل جائے گی تو شیوانی کی آخری سانس بھی پوری ہو جائے گی۔ اسی وقت اس کی آتما اس کے جسم سے نکلے گی۔“
اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر ایک نعرہ لگایا۔ ”بے بھوانی! ایسے وقت میں اپنی غلام آتما کے ساتھ اس کے قریب رہوں گا۔ تم بھی خیال خوانی کے ذریعے وہاں موجود رہو گے۔ ابھی جا سکتے ہو۔“

وہ خیال خوانی کرنے والا چلا گیا۔ منتر جوگی کو پورا یقین تھا کہ آج رات بارہ بجے اس کا عمل کامیاب ہوگا۔ شیوانی کی آتما اس کے جسم سے نکلے گی تو کسی بھی روحانی عمل کرنے والے کا کام ختم ہو چکا ہوگا تب اسے یقین ہوگا کہ اس کی آتما عالم ارواح کی طرف جا رہی ہے۔

وہ میرے متعلق سوچنے لگا کہ اس نے اپنے ایک چیلے شکر نارائن کو میری طرف روانہ کیا تھا اور وہ سوئزر لینڈ بھی پہنچ گیا تھا۔ اس کے بعد پتا نہیں کہاں تم ہو گیا تھا۔ منتر جوگی نے صبح سے اب تک تین بار اس سے رابطہ کیا تھا۔ ہر بار یہی معلوم ہوتا رہا کہ اس کا فون بند ہے۔ یہ بات تشویش میں مبتلا کر رہی تھی کہ جو اس کا غلام ہے، تا بعد ازاں ہے، وہ اس سے رابطہ کیوں نہیں کر رہا ہے؟ اس کا فون کیوں بند ہے؟

جب شام تک اس سے کوئی رابطہ نہ ہو سکا تب وہ اپنے پراسرار علم کے ذریعے اس کا سراغ لگانے لگا اور یہ دیکھ کر حیران ہونے لگا کہ اس کے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہیں ہو رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا، جیسے وہ کہیں جا کر مر چک گیا ہے۔

آخر اس نے اپنے اس چیلے شکر نارائن کا پتلا بنایا اور اس کا سراغ لگانے کے لیے تھال پر رکھا تو وہ گر پڑا۔ وہ پریشان ہو کر سوچتی ہوئی نظروں سے پہلے کودیکھنے لگا۔ وہ جتنے جہمی پتے بنا تھا۔ وہ تھال پر ضرور کھڑے ہوتے تھے لیکن یہ تھال پر پہنچنے ہی گر پڑا تھا۔ اس نے پریشان ہو کر سوچا۔ ”ہے بھگوان! یہ تو مر چکا ہے۔ کیا فرہاد نے اسے مار ڈالا ہے؟“

اس کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ اس کا کوئی پراسرار علم بھی اس سلسلے میں کوئی جواب نہیں دے سکتا تھا۔

☆☆☆

وہ بولا۔ ”میں تمہارا محافظ ہوں۔ ہاڈی گارڈ نہیں ہوں۔ ہاڈی گارڈ تو جسم کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں تمہاری آتما کی حفاظت کرنے آیا ہوں۔ میں جانتا ہوں، تم یہ دنیا چھوڑنا نہیں چاہتیں۔ اپنے بیٹے کے ساتھ ایک لمبی عمر گزارنا چاہتی ہو۔“

وہ جلدی سے ہاں کے انداز میں سر ہلا کر بولی۔ ”ہاں، میں یہی چاہتی ہوں۔ تم کون ہو؟ بھگوان کے لیے کچھ کرو۔ مجھے میرے بیٹے کے ساتھ رہنے دو۔ مجھے مرنے نہ دو۔“

”موت تو آئے گی۔ تمہیں مرنا ہوگا۔ ایسے ہی وقت میں تمہاری آتما کو دوسرے جسم میں پہنچا دوں گا۔ وہاں تم زندہ رہ کر اپنے بیٹے کو ایک لمبی عمر تک بھرپور متادتی رہو گی۔“

اس نے خوش ہو کر کہا۔ ”تم کون ہو؟ اچانک مجھے ایک نئی زندگی دینے کے لیے کہاں سے آگئے ہو؟“

”یوں سمجھو کہ بھگوان نے تمہاری مدد کے لیے مجھے یہاں بھیجا ہے۔ یہ تو تم جانتی ہی ہو کہ بابا صاحب کے ادارے والے تم پر ظلم کر رہے ہیں۔ تم پر ایسا عمل کیا گیا ہے۔ جس سے تمہاری آتما کو تمہارے جسم میں قید کر دیا گیا ہے۔ کل جب تمہاری آتما اس جسم سے نکلے گی تو پھر روحانی عمل کرنے والے میرے راستے کی رکاوٹ نہیں بن سکیں گے۔ میں تمہاری آتما کو گرفت میں لے کر اسے جس جسم میں چاہوں گا پہنچا دوں گا۔ ایسے وقت تمہیں مجھ سے تعاون کرنا ہوگا۔“

”ہاں، ہتاؤ میں کیسے تم سے تعاون کر سکتی ہوں؟“

”اب سے پہلے تمہاری آتما کئی جسم بدل چکی ہے۔ تمہیں اس کا تجربہ ہے۔ آتما نہیں ہم کا عمل کرنے والوں کے ہاتھ میں آسانی سے نہیں آتیں۔ وہ ہم سے کتر اکرا عالم ارواح کی طرف جانا چاہتی ہیں۔ ایسے وقت تم مجھ سے نہیں کتر آؤ گی۔ تمہاری آتما کو جسمانی تبدیلیوں کا تجربہ ہے۔ اس لیے تم آسانی سے میری گرفت میں آ جاؤ گی۔“

”میں ضرور ایسا کروں گی۔ اس جسم سے نکلنے ہی تمہارے قابو میں آ جاؤں گی۔ ایسے وقت پراسرار منتر میری آتما کو اپنی طرف کھینچے ہیں۔ یقیناً تم بھی وہی منتر پڑھو گے تو میں بھٹک کر کسی دوسری طرف نہیں جاؤں گی۔“

”ٹھیک ہے، تم اطمینان رکھو۔ میں کل تک تمہارے پاس آتا جاتا رہوں گا۔“

وہ اس کے اندر سے نکل کر اپنے گرد مہاراج منتر جوگی کے پاس پہنچ گیا۔ اس سے کہنے لگا۔ ”مہاراج! شیوانی بہت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

سب ہی مجھے آخیری ملاقات کے لیے خیال خوانی کے ذریعے آ رہے تھے یا فون پر رابطہ کر رہے تھے۔ کیونکہ وہ مترجم و قلم کار تھے۔ آج آرمی رات کے بعد شیوائی کی موت کی وادی میں واقع ہو گئی تھی مگر اس کے ٹھیک چوبیس گھنٹے بعد مجھے اس دنیا سے جانا تھا۔ آواز منہ سے نکلنا شروع ہو گیا۔ "السلام علیکم..."

میں نے کہا: "علیکم السلام۔ میں نہیں تھا کہ آج نہیں توکل مجھ سے لئے آؤ گی۔ تم نام رات عہدات میں مصروف رہتی ہو۔ ہوا سے لئے آؤ گی۔ تم اسے نہیں سمجھ کر کہا ہے۔ ہاں آکر تمہیں ڈسٹرب کر دوں۔ سب ہی دیکھی ہو رہے ہیں۔ مدعا اٹھا رہے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اسٹیلٹے میں تمہارے خیالات اور جذبات کیا ہیں؟"

میں نے کہا: "آخر میں انسان ہوں۔ دو جہانیت کی طرف مائل ہوئی اور یہ علم حاصل کر شروع کیا تو اعلیٰ حضرت نے سب سے پہلے جو چہادیت کی وہ بھیجی کہ میں اپنے دل سے تمام جذبات نکال دوں۔ رشتوں کی تہمت کو اہمیت نہ دوں۔ داخل والوں سے کنارہ کشی کر کے درجہ بدرجہ روحانی طور پر حاصل کروں گی اور میں ایسا ہی کرتی ہوں۔"

وہ ایک ڈسٹر چپ ہوئی پھر بولی: "یہ تو خود رکھتے آ رہے ہو۔ میں بھی کسی تم سے خود رابطہ نہیں کرتی۔ تم ہی میری ضرورت کے وقت میرے پاس آجاتے ہو۔ اسی طرح میرے سب سے پہلے بھی ضرورت کے وقت مجھے یاد دلاتے ہیں تو میں اس سے باہمیں کر گئی ہوں۔ وہ دکھ درد کو کبھی کبھی ہنسی پھر بھی اس کے لیے اس وقت تک کچھ نہیں کرتی جب تک قدرت کو یہ منظور ہو کہ میں اس کی مدد کروں۔"

دو پولی رقی ہی آئی اور میں چپ چاپ کان رہا تھا۔ اس نے کہا: "تیری سب سے میرے پاس آجاتے ہیں۔ یہی سب سے دوری کے باوجود میں دل سے مجبور ہوں۔ لاشعوری طور پر تم سے کرب رہی ہوں۔ صرف تم سے ہی نہیں اپنے پاس سے پورے سے اپنی لی لی اور کہتا ہے سب سے لاڈلی ہوئی اٹوئے سے ضروری طور پر نہ سکی۔ لاشعوری طور پر تم سے ہوا ہے۔ والی دیکھی رہی ہے۔"

وہ ایک مرد آہ بھر کر بولی: "مشائخہ ایسی دیکھی سمجھی جذباتی والی دیکھی لی وجہ سے ہی روحانی مارجن لے کر تے کرتے پھر پچھلے بھی آئی ہوں۔ اپنی حضرت نے کہا ہے: اللہ سے میری نہیں ہے روحانی علم میں کمال حاصل کیا تھا۔ میں اس لیے اپنی نہیں کر سکی کہ ایک صورت ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ ایک ماں ہوں اور وہ جتنی ہوتی

ہے جو مجھ نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ ساری دنیا کو پیدا کرتی ہے لیکن تمہارا ہے مجبور ہو جاتی ہے۔ میں تمہارا ہے دنیا کی جذبات کی طرف لے آتی ہے اور میں روحانی مراحل طوری طوری طے نہیں کرتی رہتی۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی: "اپنی حضرت اچھی طرح سمجھتے ہیں کیسے روحانی علم حاصل کرنے کے سلسلے میں کیوں بھول نہ جاتی ہوں؟ انہوں نے ابھی کہا ہے کہ میں تم سے ضرور ملوں گی۔ یہ زیادہ بات نہیں کروں۔ دو باہم بھی کروں گی تو بے حد محنت پوری ہو جائے گی۔ اس لیے میں خود ہی باتیں کرنے لگی ہوں۔"

وہ پھر غصہ کرک کرک کر بولی: "میں نے ایک بات کو کہہ دی کہ مجھے جذباتی والی دیکھی کی وجہ سے اس قدر متاثر ہے روحانی علم حاصل کر رہی ہوں اور اب دوسری بات یہ ہے کہ..."

وہ آگے بولتے ہوئے جھجک رہی تھی۔ اس نے کہا: "میں اس کے بعد یہ الفاظ کہہ رہی ہوں۔ کیجئے یہ چلی جاؤں گی پھر میرے پیچھے آؤ..."

وہ آگے بولتے ہوئے کہہ کر: "میں نے اسے اور تم ہی میرے آخر ہو۔ تمہارے بعد اور کوئی دنیا میں ہے۔"

یہ کہتے ہی وہ میرے اندر سے چلی گئی۔ میں اپنی جگہ گم سم جھرا ہوا، بڑی دور تک اسی کے بارے میں سوچتا رہا۔ اس کے سچے ہی رہتے تھے، سچے ہی ہوتے تھے، پھر ایک چھوڑ کر جانا تھا اور ہر ایک کی طرف دل بٹھا جاتا تھا۔ سونپانے والی دوش سے اپرا کر گئے دو ٹیکے۔ میں سر جھکا کر گہری سوچ میں تھا۔ اس نے قریب آ کر میرے شانے پر میرے ہاتھ رکھے تو میں نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ بولی: "کیا بات ہے؟"

ہماری داستان سسل اور نسل قیامت تک چلتی رہے گی اور ہماری یادوں کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔"

یہ کہنے، مجھے چاہتے والے، مجھے یاد دہانے والے دنیا سے ایک سو سے دوسرے تک ہیں۔ میں نہیں جانتا تھا کہ میری موت کے گزرتے گزرتے کے بعد ان کے تاثرات اور جذبات کیا ہوں گے؟ بس ایک اعجاز ہے کہ میرے بچوں کی طرح وہ بھی دل چکا کر وہ ہوں گے۔ آخری وقت میں ان سے کیا کہوں گا؟ بزرگو! اسے دوستو! اے بیٹو! اے بھائیو! اے بھائیو! اے... تم سے... ہر ایک نے اپنے سگے نہ پگے کو پیچھا چھوڑا ہے۔ زحمت کا بیجا ہو گا۔ تم نہ کرو۔ مجھے بھی اسی طرح دھست کر دو۔"

سوچانے میرے ہاؤز سے لگ کر پوچھا: "کیا خیال روحانی کر رہے ہو؟"

میں نے ان کا میں سر ہلایا۔ وہ بولی: "میری موجودگی میں ایک تہا انسان کی طرح اپنی دیر تک دوسرا کر دو۔"

"میں بھی آج سے کچھ کر رہی ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میری زندگی میں کچھ ہو جائے۔"

میں نے کہا: "میں نے اس کے بعد یہ الفاظ کہہ رہی ہوں۔ کیجئے یہ چلی جاؤں گی پھر میرے پیچھے آؤ..."

پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ کبھی جھک کر اس کے چہرے کو چمتا دیکھی، کبھی اس کے سینے پر ٹوکھا جتا تھا۔ وہ اسے بگڑی تھی اور دوسری طرف اس کی نینب ہوا تھا۔ بڑھ کر بے کھونے کے قائل نہیں ہوئی تھی۔

دل میں کچھ بھی چاہنے والا تھی۔ اسے جتنا یاد تھا کہ اس کے ہاتھ پاؤں سے جان ہل چکی ہے۔ دوسرے گھنٹوں میں اس کی آواز آہستہ آہستہ جھپٹتی چھوڑ رہی تھی۔

میں نے کہا: "میں نے اس کے ہاتھ پاؤں سے جان ہل چکی ہے۔ دوسرے گھنٹوں میں اس کی آواز آہستہ آہستہ جھپٹتی چھوڑ رہی تھی۔"

میں نے کہا: "میں نے اس کے ہاتھ پاؤں سے جان ہل چکی ہے۔ دوسرے گھنٹوں میں اس کی آواز آہستہ آہستہ جھپٹتی چھوڑ رہی تھی۔"

میں نے کہا: "میں نے اس کے ہاتھ پاؤں سے جان ہل چکی ہے۔ دوسرے گھنٹوں میں اس کی آواز آہستہ آہستہ جھپٹتی چھوڑ رہی تھی۔"

میں نے کہا: "میں نے اس کے ہاتھ پاؤں سے جان ہل چکی ہے۔ دوسرے گھنٹوں میں اس کی آواز آہستہ آہستہ جھپٹتی چھوڑ رہی تھی۔"

مستزون کو بے اثر کر رہی ہے اور اسے دانے کو اس سے دور کے جا رہی ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ مستز پڑنے کے باوجود ناکا می ہو رہی ہے اور وہ آتا قابو نہیں آ رہی ہے تب اس نے سوچا کہ ایک دم سے جیت کر اسے کو اپنی طرف سے لے لے اس وقت وہ دانے کے اٹھے ہوئے ہاتھ سے ایک پاشٹ کی دوری پر تھا۔ اس نے ایک دم سے اچکل کر اسے گھسی لیتا جا تا وہ اور اوپر چلا گیا۔

کالے جاود کے گھل میں ناکا می ہوئی رہ تو ہے اس ناکا کی کوکایا میں جا بدلے کا آخری رات سبکی ہوتے ہے کہ شیطان کا بیخون بیاہائے۔ اس نے فوراً ہی جھک کر فرش سے ایک بھر اٹھایا پھر اس کی لوک سے اپنی کانپ پر ایک کوری خراش ڈالی۔ خورن کی دھار پھرنے لگی۔ اس کے قہر سے چھلنے لگے۔ اسے ایک جھپٹا چلے ہوئے گھسی لیا۔ مستزون کو لے کر دانے کی طرف ایک تیز روانہ اور زیادہ باندلی پر چلا گیا۔ خون کے چھینٹے اسے دانے تک نہ پہنچنے کے اندر نہ اپنا کٹو اڑا سکا۔ وہ دانہ نفاض میرتا ہوا درختان کے سر سے باہر چاٹتا تھا۔

مستز کی یکدم سے گرنے کے انداز میں فرش پر بیٹھ گیا۔ بات تھیں آئی کہ وہ اس تک اسی روحانی گھل سے ٹکرا رہا تھا اور نام ہوتا رہا تھا۔ شیطان کی آقا اس کی گرفت میں آئے سے پہلے ہی عالم ارواح کی طرف جا چکی تھی۔

خون کی تپان کی لاش سے لپٹ کر رو رہا تھا۔ جاش اسے چھگ رہی تھی۔ ایک ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف لپٹا رہی مگر وہ اسے الگ ہونا نہیں چاہتا تھا۔ اس کا داغ لپٹتی جھپٹی لہروں سے متاثر نہیں ہوتا تھا۔ جاش اس کے اندر کھینچ کر خیال خونی کے ذریعے سمجھا رہی تھی کہ ماں اب اس دن چائے میں نہیں رہی ہے۔ وہ اس کی جیت کا جواب جیت سے نہیں دے سکے گی۔ لہذا اس سے الگ ہونا چاہیے۔ لیکن وہ جاش کی خیال خونی کے اثر میں نہیں آ رہا تھا۔ اس کی دوا ہی آئندہ اس کے اندر آئی تو خدی پوٹے کا ذہن اور تپان لپٹی جھپٹی سے اثر میں آ گیا۔ وہ ایک دم سے اس سے الگ ہو کر جاش کے بازوؤں میں جھپٹی گیا۔ وہ اسے لے کر کمرے سے باہر آئی۔ پوری بھی رنگون بچھا ہوا تھا۔ اس کے پاس شیطان کی شادی کے کاغذات رکھے ہوئے تھے۔ اس نے وہاں کے ایک ہندو آٹرم میں دھما کا کاغذات رکھے۔ پھر بگا۔ "میری بیوی ہندوئی اور آخری وقت تک ہندو دھرم سے وابستہ رہی۔ لہذا آپ لوگ اس کا قہم سٹکار کر سکتے ہیں۔"

لوہر نے اس سلسلے میں انہیں ابھی خاموشی نامی آدمی وہ راضی ہو گئے۔ اس طرح شیطان کے مردہ جسم کو پھٹا میں جلا دیا گیا۔ پورس اس کی آخری رسومات ادا ہونے تک وہاں موجود باہر پھر تاش اور عدنان کے ساتھ بابا صاحب کے اوارے کی طرف روانہ ہو گیا۔

☆☆☆☆

میں فریاد کی صورت میں شریک حیات سونپا آپ سے سب سے مخاطب ہوں۔ ان حالات میں فریاد کی صورت میں قائل نہیں ہیں کہ اپنی داستان کا یہ آخری صفحہ خدو خدیاں کر سکیں۔ اس لیے میں بیان کر رہی ہوں۔

میلے تو یہ واضح کر دوں کہ داستان کا یہ آخری حصہ ہے۔ میں انتقام نہیں سے نہیں میں کا عزم کم نہیں ہوتا۔ میں برس میں اس اپنی آہوں سے فریاد کو پڑنے سے بے زبان سے اس کا نام لیتے رہے۔ اس کا داغ اس سے متاثر ہونا راد اور آپ کا دل اس کے نام سے دھڑکتا رہا۔ فریاد کی داستان آئی آسانی سے انتقام تک نہیں پہنچے گی۔

کیا کسی کے مرجانے سے دنیا مرجاتی ہے؟ کیا اس کی یاد میں اور اس کے کارنامے باقی نہیں رہتے؟

دانی رہتے ہیں۔ انسان انکار نامہ حیات سے پہلے اس دنیا میں بھی جا چاتا ہے۔ لہذا آج کے بھری آپ کا وہاں انکار نامہ پڑنے رہیں اور بڑی دھمکی سے پڑنے لگے۔

ہمارے اندر کے خیالات یک دم سے ہیں؟ یہ سب حقی ظہارت ہیں۔ دنیا میں کسی کی سماتھ نہیں مرتا۔ دینی اور دنیاوی قانون کی کو اس طرح جان دینے کی اہمات نہیں دیتے۔"

اس نے روتے ہوئے کہا۔ "بابا حضرت! میں کیا کروں؟ یہ جہاد نہیں میں رہا ہے۔ یہ دنیا کا شکل دیران ہی ہو گئی ہے۔ جب زور دے کر کسی کی خوشی نہ ہو۔ کوئی مقصد نہ ہو تو بھروسہ نہ کرنا کہیں گے؟"

"تمہارے بیٹے کا ایک بہت بڑا مقصد ہے۔"

"میں جانتی ہوں۔ آپ فرمائیں گے کہ مجھے خیال خونی کے ذریعے دھی انسانیت کی خدمت کرنی چاہیے۔" انہوں نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ "میں، دھی انسانوں کی خدمت دل سے کی جاتی ہے اور جب تک تمہارا دل نہیں ہوگا تم کی کردہ ہی کر دینی جو قدرت منظور ہے۔"

"جب آپ فرما رہے ہیں کہ قدرت کو میرا زور دہنا منظور ہے تو مجبوراً میں سنی رہوں گی۔"

"میں سنی بننا مجبوراً نہیں۔ سنی خوشی زندگی گزارو گی۔ کیونکہ ہر ادا دینی سوت کے بعد بھی تمہارے لیے زور دہ رہے گا۔"

اس نے یک دم سے چونک کر سر اٹھا پھر خوش ہو کر پوچھا۔ "یہ آپ... کیا فرما رہے ہیں؟ میرا فریاد میرے لیے زور دہ ہے گا؟"

انہوں نے ہان کے انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "لیکن دوسرے دوست ہیں۔ وہ تمہارے ساتھ رہے گا۔"

وہ حیران سے بولی۔ "بابا صاحب! آپ نے مجھے سنی بنایا ہے۔ خدا کے لیے ذرا وضاحت سے بیان کریں۔ میں کچھ سمجھ نہیں پا رہی ہوں۔"

کہہ۔ "کیا بیٹے اپنے باپ پر چھائی نہیں ہوتے؟ ہنس جاؤ۔ سوچو اور سمجھو۔ باپ جا رہا ہے۔ بیٹا سہارا بن کر آ رہا ہے۔"

انہوں نے ہاتھ اٹھا کر گمے کیے سے رک گیا پھر دہولی۔ "لیکن آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ فریاد..."

انہوں نے ہاتھ اٹھا کر گمے کیے سے رک گیا پھر دہولی۔ "کیا بیٹے اپنے باپ پر چھائی نہیں ہوتے؟ ہنس جاؤ۔ سوچو اور سمجھو۔ باپ جا رہا ہے۔ بیٹا سہارا بن کر آ رہا ہے۔"

..... میں فریاد کے پاس ہوں۔ وہ میری نظروں کے سامنے پاروں شانے جت لیتا ہوا ہے۔ دونوں ہاتھ بیٹے پر بندھے ہوئے ہیں۔ انہیں کھلی ہوئی ہیں اور سامنے دروازہ پر تکی ہوئے ہیں۔ ہاتھ وہ بگمے کیے جا رہا ہے یا نہیں؟ اس کی زبان تو بند ہو چکی ہے۔ ہاتھیں دل کی دھڑکن مار رہی ہے۔ ہاتھوں میں دھڑکن سنی۔ مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ اس سے صاحب قاضی ہوں۔"

آہ.....! مجرت کا مقام تھا۔ ہر ایک کو ان دوست کے سامنے سنی اور میرے بارہ روز پر اٹھتا تھا۔ اس کی بے بسی سوت سے کہہ رہی تھی کہ آؤ اور مجھے لے جاؤ۔"

فریاد نے سنی اپنی تھوڑی پر غور نہیں کیا۔ جو غور کرتے ہیں انہیں یہ سنی حاصل کرنا چاہیے کہ آخری وقت ساری دنیا ہی دھرتی کی دھری رہ جاتی ہے۔ سارے بے وضاحت اور ذہنی ذرائع خاک ہو جاتے ہیں۔ دوسروں کو کھینچ میں سٹلے والے مفروضہ موت کی ایک جھپٹی میں آجاتے ہیں۔

تھانے میرے اندر آ کر کہا۔ "سسر! آئی ہوں۔"

میں نے چونک کر پوچھا۔ "جہاں کیوں آئی ہو تم سب کو سنی کیا گیا ہے کہ خیال خونی کے ذریعے میں فریاد کے پاس شاد؟"

آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اب وہ آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔ میرا کلیجہ دھک سے رہ گیا۔ موت تو اسے آئی ہی تھی لیکن دماغ کو جھٹکا سا لگا۔

میں آہستہ آہستہ چلتی ہوئی قریب آ کر اسے دیکھنے لگی۔ صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ بھاری بھرا جیسا جسم سانسوں سے خالی ہو چکا ہے۔

تب... اور تب ہی میری ذہانت نے سمجھایا کہ میں اب تک دھوکا کھاتی رہی ہوں۔ خواہ مخواہ دل ہی دل میں فرہاد کی ہونے والی موت کا صدمہ اٹھاتی رہی ہوں۔ وہ نہیں مرے گا۔ کبھی نہیں مرے گا۔

میں نے اس کی کلائی تھام لی۔ نبض دیکھنے لگی... نبض نہیں مل رہی تھی۔ میں نے دل کی جگہ سینے پر ہاتھ رکھا۔ وہاں مستقل خاموشی تھی۔ دل نے دھڑکننا چھوڑ دیا تھا۔ موت واقع ہو چکی تھی۔ یہ دیکھتے ہی یقین ہوتے ہی میں نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ اس وقت اگر کوئی مجھے دیکھ لیتا تو پورے یقین کے ساتھ ہاتھ پاگل کہتا۔

اور میں خوشی سے پاگل ہو رہی تھی۔ میرے سامنے وہ مردہ بڑا اٹھا اور بے شک و شبہ مر چکا تھا۔ اس کے باوجود میں پیش گوئی کرتی ہوں کہ میرا فرہاد زندہ ہے۔

فرہاد نے مجھ سے کہا تھا کہ میں داستان کے اس حصے کو ایک چشم دید گواہ کی حیثیت سے بیان کروں گی اور میں فرہاد علی تیور کی موت کی چشم دید گواہ ہوں۔ یہ میرے سامنے مردہ پڑے ہوئے ہیں۔ ابھی کچھ دیر کے بعد گتے ہی خیال خوانی کرنے والے فرہاد کے اندر آنا چاہیں گے اور اس بات کی تصدیق کریں گے کہ وہ مردہ ہو چکا ہے۔

قارئین کرام! فرہاد کی موت ایک معما بن گئی ہے۔ ڈاکٹر اس کا معائنہ کر کے تصدیق کرے گا اور خیال خوانی کرنے والے بھی یہی کہیں گے، لیکن میں کہتی ہوں کہ فرہاد زندہ ہے۔

آپ... آپ... اور آپ سب ذہن ہیں۔ اپنے اپنے طور پر سوچیں اور پوری ذہانت سے سوچیں کہ میں فرہاد کی موت سے کیوں انکار کر رہی ہوں اور کیوں اس کی زندگی کی پیش گوئی کر رہی ہوں؟

آئندہ بہت دور جا کر آپ کو اس بات کا جواب ملنے والا ہے۔

ثیلی پیتھی کے فسوں کل فرہاد علی تیمور کی اس مقبول عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیے

”میں تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔“ میں اٹھ کر کھڑی ہو گئی پھر تیزی سے چلتی ہوئی کمرے سے باہر آ کر دروازے کو بند کرتے ہوئے بولی۔ ”ہاں، اب بولو۔ وہ ضروری بات کیا ہے؟“

”ابھی اعلیٰ حضرت نے ایک پیش گوئی کی ہے۔ ایک طرح سے خوشخبری سنانی ہے کہ میں ماں بننے والی ہوں۔ لہذا مجھے مرنے کی نہیں جینے کی باتیں کرنی چاہئیں۔“

سو نیانے کہا۔ ”اعلیٰ حضرت بھی اتنی جلدی ایسی لو پید نہ دیتے۔ تمہیں صرف زندہ رکھنے کے لیے وقت سے پہلے یہ خوشخبری سنانی ہے۔ میں تمہیں مہارکباد دیتی ہوں۔“

”شکر یہ، سسر! ایسے وقت تم ہی میرے جذبات کو سمجھ سکتی ہو۔ جب عورت ماں بننے والی ہوتی ہے تو سب سے پہلے اپنے شوہر کو یہ خوشخبری سنانی ہے۔ میں اعلیٰ حضرت کی ہدایت کے خلاف بھی فرہاد کے دماغ میں نہیں جاؤں گی، لیکن تمہارے اندر رہ کر یہ چاہتی ہوں کہ اسے مخاطب کروں اور یہ خوشخبری سنادوں۔“

”تمہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ اپنی زبان سے اسے یہ خبر سناؤ، لیکن.....“

اس نے پوچھا۔ ”لیکن کیا.....؟“ ”تمہیں یہ سن کر دکھ پیچھے گا کہ ان کی زبان بند ہو چکی ہے۔ وہ بول نہیں پاتے۔ ان کے کان ساعت سے محروم ہو گئے ہیں۔ وہ سن بھی نہیں پاتے پھر تم کیا بولو گی اور کیا سناؤ گی؟“

وہ فرہاد کی یہ حالت سننے ہی رونے لگی۔ اپنے شوہر کے پاس جانے کو دل تڑپ رہا تھا۔ وہ چوری چھپے فرہاد کے اندر جا سکتی تھی لیکن اعلیٰ حضرت نے اسے بیٹی بنایا تھا۔ اسے بہت بڑا اعزاز دیا تھا۔ اس لیے وہ ان کی ہدایت کے خلاف ایسا قدم اٹھانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

”صبر کرو دشا! اب یہاں سے جاؤ۔ مجھے بھی فرہاد کے پاس جانا ہے۔“

وہ روتے ہوئے بولی۔ ”بے حسرت تو دل میں ہی رہ گئی۔ کوئی بات نہیں، میں خیال خوانی کے ذریعے ان سے نہ مل سکی تو کیا ہوا؟ دیوار کے سامنے منہ کر کے بولوں گی۔ میں ماں بننے والی ہوں۔ میں فرہاد کے بیٹے کی ماں بننے والی ہوں۔ ہائے فرہاد! تم اپنی موت کا صدمہ تو دے رہے ہو مگر بہت بڑا انعام بھی دے کر جا رہے ہو.....“

وہ میرے دماغ سے چلی گئی۔ میں تھوڑی دیر تک وہیں کھڑی رہی۔ سوچتی رہی پھر پلٹ کر دروازے کو کھول کر اندر آ گئی۔ پندرہ منٹ پہلے جب یہاں سے گئی تھی تو فرہاد کی

سینس کا مقبول عام سلسلہ جو تین سو اگست ماہ سے جاری ہے

فرہاد علی تیمور



”ریٹا کا 31 واں پرک“

ہماری دنیا میں کئی خاتروں، ادیبوں، دانشوروں، فلسفیوں، ڈاکٹروں، انجینئروں اور سائنس دانوں نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے۔ آج بھی غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل افراد گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں سب سے بلند مقام حاصل کر رہے ہیں۔

یقیناً یہ خبر سینس کے قارئین کے لیے عمومی طور پر اور دیونا کے قارئین کے لیے خصوصی طور پر خوشی کا باعث ہو گی کہ اس غیر معمولی طویل داستان کو فحیر کرنے کے باعث آپ کے محبوب مصنف ”محی الدین نواب“ موجودہ ورلڈ ریکارڈ سے بہت آگے نکل چکے ہیں۔ پچھلے کئی برسوں سے گنیز بک کے ادارے سے خط کتابت کا سلسلہ جاری ہے۔ ان کے ریکارڈ میں جو سب سے طویل کہانی لکھنے والا چاہانی مصنف ہے، اسے محی الدین نواب نے پانچ برس پہلے چھوڑ دیا ہے۔

گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ نے اگرچہ دیونا کو اپنے ریکارڈ میں جگہ نہیں دی تاہم انہوں نے طویل ترین ناول کے سابق ریکارڈ کو حذف کر دیا ہے۔ گویا کچھ ہات گئے ہیں اور کچھ ماننا باقی ہے۔ کہا جاتا ہے ”خدا جب حسن دیتا ہے، نراکت آہی جاتی ہے“۔ حیرتیں پہلے ایسے ہی ناز و انداز دکھاتی ہیں پھر مان جاتی ہیں۔ ایک دن وہ بھی مان جائیں گے۔ سچائی کبھی چھپتی نہیں ہے۔ پچھلے بس



جائے۔ جتنی جلدی ممکن ہو اس کی سیت کو ہمارے ادارے میں پہنچایا جائے۔
 برین ماسٹر خانی غوثی کے ذریعے وہاں موجود تھا۔ ساری باتیں من، باہاؤ اور ان ڈاکٹرز کے اندر بھی جاری تھا جو فریادی موت کی تصدیق کر رہے تھے۔
 وہاں علم الاجماع کے بھی ماہر تھے۔ وہ فریادی کی کمال کا کرشت اور وہ دن کا مسائیکر رہے اور فریاد کے ریکارڈ کو دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اس ریکارڈ کے مطابق برین فریادیل تیموری ہے۔
 ہم اس کی لاش کی انکینوں کے نشانات لے گئے۔ پھر پرت کے ماہرین کی سائنس کی نگرانی سے اور کہہ رہے تھے کہ بے شک، فریادیل تیموری ہے۔ علم الاجماع کے ماہر اس کی ایک ایک انگلی کا مسائیکر کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ان پر مصنوعی جھلیاں نہیں چڑھی ہوئی ہیں۔
 ہر طرح سے تصدیق نہیں ہو رہی تھی۔ اس کے باوجود بڑے بڑے ماہر کے اکابر اور محققین تھے۔ ان کے ایمینان کے لیے اس لاش کی انکینوں کی کمال اندازہ کیے گئے۔ یہ خیال تھا کہ اس کمال کے نیچے کمال بھی ہوگی لیکن مایا کھنکھن سے خانا پر جھلیاں چڑھی ہوئی نہیں تھیں۔ ان کے کونے کونے دوسری کمال نہیں تھی۔ صرف گوشت تھی۔ اس کے بعدوشکی ایک ڈیڑھا سی ٹھنڈی نہیں رہی تھی۔
 اگلی طرح ایمین ہونے کے باوجود لاش کو بھی وہاں دوا کیا تھا۔ تمام نمائندگان اکابر من کا نام اجلاس ہوا تھا۔ وہ سب ایک فیصلے پر متفق ہونے کے بعد ہی اس کی لاش کو ادارے کے حوالے کر دے والے تھے۔
 ایسے وقت اس کی لاش آری اسپتال کے ایک مرد خانے میں رکھی ہوئی تھی۔ برین ماسٹر نے خوشی کے پاگل سا موربا تھا اس کی بھر پازندگی میں صرف فریادیل تیموری تھا جو اس کے گورے مزاروں تک پہنچ جاتا تھا۔ ایسے وقت اس کی موت کی جیسے میں غلط نہیں سمجھی۔ یہ یقین ہو گیا تھا کہ اب کوئی ایسا زبردستی اس کے ساتھ نہیں لے سکتا گا۔
 آڈوی میں اس کے علم کے مطابق جیوں کھینچ گیا تھا اور باہا صاحب کے ادارے کے گزیر ہی ایک پلانے میں رہے گا تھا۔ یہ تو جی ہی جانتے تھے کہ اس کی آخری رسومات ادا کرنے کے لیے اس کے تمام باہا صاحب کے ادارے میں آ رہے ہیں۔ اس آڈوی میں فریاد رہ کر میرے ایک ایک بیٹے اور بیوی جو فریاد کی آواز سنیں اس کا مسکا تھا اور برین ماسٹر کو ان کے اندر پہنچا کرتا۔

ماسٹر کا خیال تھا کہ دوسرے بچوں میں سے دو جاہل گورے فریب کر گئے۔ لیکن اصحابی گزروی میں متاثر کر کے ان کے اندر وہ فریاد کی موت کی آواز پڑھتے ہی کرے گا۔ انہیں اپنا اندھا بنا کر میری اور تیموری کی گزرویوں سے عمل کے گا۔ فریاد کے بعد اسے ہم دونوں سے ظفر ہوا۔ اس سے پہلے کہ ہم سزا فرارے اور اسے کوئی نقصان پہنچائے۔ وہ ہمیں کچھ چلنے دیا تو ہاتھ پاتا۔
 لیکن اس سلسلے میں برین ماسٹر کو ناکامی ہو رہی تھی۔ میرے تمام بچے اپنے آواز اور اب دیکھتے تھیں کہ کیسے تھے۔ آڈوی میں نے ہماری جتنی بھی ریکارڈ کی آواز سنی تھی۔ لیکن وہ آوازیں اس کے جتنی بھی سنائی گئیں دوسرے بھی سنیں۔ ایسا گند بڑھتا ہیے ہوا کوئی بھی بچہ آواز نہیں رسوا ہوا کرنے کے لیے اور اسے کھڑک نہیں آ رہا ہے۔
 آڈوی میں نے باہا صاحب کے ہا جانے والے ایک شخص کی آواز سنی تھی لیکن وہ ہمیں بولا جا ہے ادارے میں وہ بھی اس آواز میں آ رہا ہے۔ ہر طرح مخالف نہیں جتنی جانتے والوں کی سوچ کہ ہمیں باہا صاحب کے ادارے کے اندر کھینچ پائی گئیں۔ اس طرح آڈوی میں اپنی قوت ناصحت کے ذریعے اس ادارے کے اندر پہنچے میں ناکام رہا۔
 آڈوی سے کہا۔ "تم میری غیر معمولی قوت ناصحت سے کام لیں۔ بسے کسی سے۔ مجھے فریاد کے کسی بیٹے یا بیٹی کی لاش نہ ڈالیں اور دوسرے ہی سے۔ میں نے آدھ ماٹھ کے طور پر ایک آڈوی کی آواز سنی۔ وہ ادارے کے اندر جا رہا تھا لیکن جب وہ دوری کے باہر ہوا تو اسے اندر آؤ کی موت ہو گئی۔ اس طرح میری سمجھ میں آ رہا ہے کہ فریادیل تیموری اور دیگر وہ شخص سے پہلے ہی یہاں آچکے تھے اور اب وہ سب ادارے میں ہیں۔ ہر گزرت ناصحت ہاں تک نہیں پڑھی ہے۔
 اس نے کہا۔ "یہ تو میں نے سنا تھا کہ ہماری سوچ کی ہر بات باہا صاحب کے ادارے تک نہیں پہنچے پائی تھی۔ اس لیے وہ سب باتیں باہا صاحب کو ہی کر رہی تھی۔ قوت ناصحت کے ذریعے وہ سب باتیں ہمیں پارے ہو۔ وہ ادارہ کوئی جاؤنگری ہے۔ میں رسومات کو نہیں مانتا۔ وہاں کے جو بڑے عہدیدار ہیں وہ یقیناً ہر امر علم کے ماہر ہیں۔ ہر غرض اور ایک ناکامی حاصل کرنے کے لیے ایک بزرگی کی آڑ میں رہتے ہیں۔
 اس نے فون کے ذریعے ستر جوگی سے رابطہ کیا۔ "یوڈھ ڈاکٹر ایوب کے بڑے بڑے ڈاکٹر تیموری آٹھا تھا۔ کونائے دیا لیکن میں نہیں مانتا۔ تم باہا صاحب کے جاؤنگروں کے

پہلے میں گھٹ کھا چکے ہو۔"
 وہ بولا۔ "باہا صاحب کے ادارے میں کوئی جاؤنگری نہیں ہو۔ ڈاکٹر روحانی علوم میں شہرت رکھتے ہیں۔"
 "وہ اسلام آباد اور حالی... تم نے سب بہت مایوس کیا تم ایک شخص کو حاصل کرنے میں ناکام رہے ہو۔ شام پر تم ہماری آواز سنی تو کھوٹا رہے ہو۔"
 "آج تک میں نے اتنی بڑی بات کرنے کی جرأت نہیں لی۔ فون کو کھٹکے گا یہاں میں تمہارے پیچھے چلے جائوں گا تو تم جلد میرے قدموں میں آ کر سر رکھو گے اور ہمیشہ کے لیے غلام بناؤ گے۔"
 "یہ تو میں جانتا تھا کہ تم کسی بھی دن میرے خلاف ہونے لگے ہو۔ تم نے تمہارا کسیر ایک چلانا کر میرے بارے میں معلوم کرتے رہے ہو کہ میں کہاں رہتا ہوں یا کیا کرتا ہوں؟ یہ تو میری عمر سے خلاف بہت ہونے لگے ہو۔"
 "تم سوچ لیجئے کہ اس کا پتہ کتنا مشکل ہے۔ ہمارے ماسٹر نے بتتے ہوئے کہا۔ "میں نہیں اس کا موقع دوں گا جب وہ تمہارا ہوا کرے گا۔"
 وہ عقارت سے بولا۔ "اوپر تم مجھے دھمکا دے ہو؟"
 "میں وہ نہیں دیتا۔ ذرا فریاد دہکا کر دوں گا۔ یہ وہ گھبرایا ہوا ڈالا ہے۔"
 چہرے کیڑک ٹون پر خاموشی اور پھر اچانک ہی ایک ڈاکٹر کے سر دوڑا دکھلا۔ وہ دن میں اندر گئے۔ انہیں بیکر جیرو ایک دم سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ "فون ہوت ہوگے..."
 ایک کے سنے سے برین ماسٹر کی آواز سنائی۔ "یہ ہماری موت ہیں۔ میں نے بہت پہلے سے تمہارا نظام کو کھاتا تھا۔ وہ دن بھر کے لیے اسے اس کار کے اندر کھینچ گیا تھا۔ ہمیں نے ستر جوگی کو ن پائونٹ پر رکھا تھا۔ ایسے وقت ستر جوگی نے زبردستی ہاتھ بڑھ کر فرار کیا۔ اس دن میں نے ستر کی مرمت کی۔ ستر ایک ناکامی ہو گیا۔ اس کی ناک میں گئی۔ وہ اچھل کر پھرش پر گر پڑا۔ ماسٹر نے اس کے ذریعے کہا۔ "مجھے نانا نہ گھبرائیے۔ میں ستر جوگی سے کام لیتا ہوں۔ وہ ستر جوگی کے وہ دم کر کے طرف دیکھ کر فریاد ہو گیا۔"
 "یہ تو ہوا۔" ڈھنگو کوئی نہ پانچ۔ انہیں نے ستر سے ایک بہت بات ہوا۔ ماسٹر چھائی ہوئی ہے۔ مجھے مارنے کے بعد تمہاری ہی طرف پہنچے گا۔"
 برین ماسٹر نے طرے انداز سے پوچھا۔ "امہا؟ وہ ایسا



بات کیا ہے؟ آڈوی معلوم تو ہو کہ میں تمہارے مرنے کے بعد کیوں پہنچتا ہوں؟"
 اس کی ناک میں بہت تکلیف ہو رہی تھی۔ اس کے باوجود وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ "تم فریاد کو اپنے قدموں میں جگانا چاہتے رہے۔ اسے مار ڈالنا چاہتے تھے۔ اس تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا مار چکا ہے؟"
 پھر اس نے فون پر لگا کر کہا۔ "مجھے تمہاری حاکمیت پر مہم آ رہی ہے۔ جتنی ایسے آڈویوں سے کہہ کر میرے ڈر کی مریم بنی کریں۔ مجھے نڈھو دیں۔ دوسرے مرنے کے بعد جو ہوگا اس کے بارے میں تمہیں سوچنی چاہیے۔"
 ماسٹر جوں سے جوں بھی کھینک رہے تھے۔
 "یہ شاہ فریاد زلفہ ہے۔ دنیا والوں کے لیے مر چکا ہے۔ ڈاکٹر زور اور لیٹی بیٹی جانتے والے دوسرے ماہرین اس کا۔ اس کے کرے ہیں لیکن یہ آٹھا تھا۔ دلالتی اور تانہوں کے کھلاڑی ہے۔ فون میں اس نے کیا کیا ہے اور آج وہ بھی کیا کر رہا ہے؟"
 اس نے پوچھا۔ "تم کہا کیا چاہتے ہو؟ کیا فریاد نہیں ہے؟ زلفہ ہے؟"
 وہ بڑے فخر سے بولا۔ "فریاد جسمانی طور پر مر چکا ہے۔ لیکن اس کی آٹھا میرے فون میں ہے۔ اسے وہی دھکا لے گئے۔ ایک مہلے سے گزر رہی ہے۔ میں مری جاؤنگری سے ایک ایک جسم کے اندر ضرور پہنچے گی۔"
 "میں بھی یقین کروں کہ تم جی بول رہے ہو مجھے دھکا نہیں دے رہے ہو؟"
 "یقین نہیں کرو پائے کہ اس وقت بھی وہ آٹھا ہے اس حالت میں وہ تمہاری ہی جیوری ہے۔ جس تک وہ ایک خاص مہلے سے گزر کر کسی جسم میں نہیں پہنچے گی۔ اس وقت تک تمہارے خلاف کوششیں کر سکتی گی۔"
 اس نے پوچھا۔ "گوروہ آٹھا تک کسی جسم میں پہنچے گی؟"
 "آج رات تک وہ مر جائے۔... تم شاہ ایسی بھی مار ڈالو

وقت وہاں کوں موجود نہیں تھا لیکن جب وہ ان تینوں کو اپنا
باجدار بنا کر صاحب فرغانہ اور ٹوٹی ہے وہاں موجود ہے۔

کہتا ہے ان دونوں نے کہا تھا: ”یہاں ایک موت کا صدمہ
کسی سے برداشت نہیں ہو رہا ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی خیال
خوابی کرنے کے قابل نہیں رہے گا۔ چنانچہ ہم سب تک سوگ
منائے رہیں گے؟ ایسے وقت تم دونوں کو دشمنوں پر نظر رکھ
چاہیے۔“

یہ کہہ کر روانے ٹوٹی سے اور فرغانہ کو ان تین ٹیلی جی
جاننے والوں کے اندر بھیجا دیا تھا۔ وہ دونوں جانتے تھے کہ
برین ماسٹروں سے فائدہ اٹھانے گا۔ ان تینوں کو چپ کرنے
آئے گا... اور وہ ایسا ہی کر رہا تھا۔

فرہادی کی میت بڑی تاخیر سے بابا صاحب کے ادارے
میں پہنچنے والی تھی۔ ڈاکٹر سوزن لینڈ کے ساتھ وہاں شرمی
ہوئی تھی۔ سکتے ہیں چیلوں سے اس کا سانس کا جا رہا تھا۔ یہ
پتہ یقین ہو چکا تھا کہ وہ فرہادی ہے۔ اس کے باوجود مختلف
ممالک کے اکابرین بحث و مباحثہ میں لگے ہوئے تھے۔ عمل
ایمان حاصل کرنا چاہتے تھے تاکہ بعد میں شہیہ کی کوئی تمنا
نہ رہے۔

ابھوں نے اہلی حضرت سے فون پر کہہ دیا تھا کہ وہ شام
کے چھ بجے تک اس میت کو لے جانے کی اجازت دے دیں
گے۔ اس سلسلے میں انہیں شکایت کا موقع نہیں دیں
گے۔ جب تاہم بری ہی بھی راضی ہو گئے تھے۔

عید حیدر آباد میں ایمان علی کے ساتھ تھی۔ جب خیال
خوابی کے زور سے وہ اپنے باپ کے دوام تک نہ نکل سکی اور یہ
یقین ہو گیا کہ اس کے باپ اس دنیا میں نہیں رہے ہیں تو وہ
روٹنے کی ایمان علی نے اسے چھک کر کہی دیتے ہوئے کہا۔
”حوصلہ رکھو! تم تو بہت ہی ذہین اور حوصلہ مند ہو۔ ایسے
وقت میں جیسا کہ مٹا رہا ہے کرنا چاہیے۔“

وہ بہت ہی اچھے خیالی تھی کہ زور لے اپنے لیے
ایک سیٹ ریورڈ کرانی ہوئی۔ کیا تم میرے ساتھ چلنا چاہو
تم؟“

”اب تو میں دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک
تہوار ہی ساتھ رہا کروں گا لیکن تمہیں اپنے باپ کی فرمائش
کے وقت وہاں نہیں جانا چاہیے۔“

وہ اپنے آسروں کو بچنے ہوئے بولی: ”کیوں نہیں جانا چاہیے؟“
”میرا خیال ہے تم جہاں ہو تمہیں وہیں رہنا چاہیے۔
یہاں سے نہیں جانا چاہو تو کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو
جاؤ گی۔“

”میں مصائب سے نمٹنا جانتی ہوں۔ مجھے باپا کی آخری
رسوالت میں کسی طرح شریک ہونا ہے۔“

”تمہیں روکا جاتا ہوں گا۔ سمجھانا چاہوں گا تو ایک بیٹی
کا دل بھی نہیں سمجھے گا۔ میری کوئی بات نہیں مانے گا۔ ٹھیک
ہے۔ تم خیال خوابی کے زور سے دو پیشوں اور کے کراؤ۔ ہم یہ نہیں
کے، امارے راستے سے کسی دشوار میں پیش آتی ہیں؟“

ایمان علی کی والدہ اور بیٹیوں اس کے تہیہ ہو جانے پر اپنے
دل و جان کا اظہار کر رہی تھیں۔ اس کے ساتھ وہ بھی رونے
لگی تھیں پھر سلی کی دستیں کدونا نہیں چاہیے۔

اس گھر کے ہونے والے داماد نواب عظیم الدین اور
نواب نجم الدین بھی آگئے تھے۔ عالی سے گھرے رنج و دم کا
اظہار کر رہے تھے۔

داماد شرمی میں جانے کا بہانہ کر کے اپنے گھر سے
آگے پھر اس کے فراموش خیالی کے زور سے لے کر ایمان کے
لے دو پیشوں اور کے کر میں۔ اس کے بعد بتائی میں بہت دور
تک سر جھکا کر بھی رہی۔ اپنے باپا کو یاد رکھی رہی۔ خود ہی
کے بعد سوتک سنا لی دیں۔

اس نے سراہا تھا کہا: ”آجائیں۔“

ایمان علی نے اندر آئے ہوئے کہا: ”میں جہیں زیادہ
تک چکا چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اب ریلی روٹی کو تو اپنے باپا یاد کر کے
روٹی روٹی ہو گی۔ جبکہ ہمیں بوے صبر و تحمل سے اس صدمے کو
برداشت کرنا ہے۔“

وہ اپنی جگہ سے اٹھنے ہوئے بولی۔ ”میں اپنے سامان کی
پینڈنگ کر رہی ہوں۔ اب سے تمہیں جتنے جبردار کیا غلامت میں دو
سٹیشن ملی ہیں۔ آپ بھی جا کر تیار کریں۔“

”مجھے اپنے ساتھ زیادہ سامان لینا ہے۔ بس ایک
سزری بیگ ہے۔ گاس میں شرمی کر کے پیکج کر لی ہوں گی۔“

”یہ بیگ، میرے سارے قے کے زور سے ہوں گے کہ
مجھے ابھی سزوں نہیں کر چاہیے لیکن انسان عزم و ہمت سے کام
لے اور اپنی منزل کی طرف جانا چاہے تو مقدر کا کھٹا بھی بدل
جاتا ہے۔“

ایمان علی نے تاکید میں سر ہلا کر کہا: ”بس، ابھی ایسا بھی
ہوتا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں ہوگا۔“

وہ اسے سولہ ٹھکڑوں سے دیکھتے ہوئے بولی: ”کیا آپ
پر کہنا چاہتا ہے کہ میں جہاں سے بابا صاحب کے ادارے تک
نہیں جا سکتی؟“

”مجھے جو بہا تھا وہ کہہ دیا ہے۔ پار پار کیا ہوں؟ تم خود
ہی دیکھتی ہو کہ کیا یہ ہونے والا ہے؟“

”یہ کہہ کر تازہ ہوئی کیا ہونے والا ہے؟“
”مالی! ابھی میرا طے لکھا جا رہا ہے۔ یہ تو معلوم
آئے۔ آگے رکاؤت ہے لیکن وہ رکاؤت کسی ہے؟ سب اور
میں آگے ہی؟ یہ معلوم نہیں ہوتا۔ ایسے ہی وقت میں ہے
ان ہو جاتا ہوں۔ سوچتا رہا ہوں خدا جانے کیا ہونے والا

ایمان علی کی والدہ نے کمرے میں آکر کہا: ”بیٹی! ابھی
میں اہل کبرہ پر قہر قائم لوگ یہاں سے جا رہے ہو؟ جبکہ ہمیں
پہنچنا ہے۔“

مالی نے ایمان علی سے پوچھا: ”کیا آپ نے امی سے
کہہ دیا ہے کہ میرے راستے میں رکاؤت ہے؟ کیا آپ
اس پر رنج و ہمت سے سب کو برہان نہیں کر رہے ہیں؟“

”بیٹی! تمہاری ہی ہجرتی کے لیے سترے سے منج کر رہا
ہوں اس لیے بھی نہیں اس نے تمہارے باپا کی موت کی پیش
کھلی کی۔ تمہو اور اپنا بیٹی میں کوئی تباہی سے اپنے
سے زیادہ تمہارے لیے کمر بند ہوں۔ خدا نہ کرے... تم پر
اس کی مصیبت آئے کہ تمہیں پھانسی اور ساری عمر
میں زندہ ہوتے رہیں کہ ہم نے تمہیں سہمان بنا کر مصائب میں
درا لیا۔“

مالی نے ایمان علی سے پوچھا: ”کیا ایسا کوئی مصیبت
آئی ہے جس کے ذریعے آپ لوگوں کی بدنامی ہو؟“

وہ نے کسی سے بولا: ”اب میں کیا بتا سکتا ہوں؟ پیش
کھلی کے خود بھی میری طرح اچھے جاتا ہوں۔“

”آپ سے زیادہ اچھے ہیں۔ وہاں میرے باپا کی
رہی رسوا اور کی گئیں گی۔ میں وہاں نہیں جا سکتی۔ اس کی
خود ہی اعزازہ کریں کہ میرے دل پر گزیرا کرے گی؟“

ایمان علی کی والدہ نے کہا: ”میں ایک ماں ہوں اور تم بیٹی
ہو، وقت بیٹی کے دل پر کیا گزرتی ہے؟ ایک ماں سے
اور کوئی نہیں جانتا۔“

مالی نے ایمان سے کہا: ”آپ میری ایک بات مانیں۔
میرے ساتھ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہوں۔ اپنی والدہ اور
اس کے پاس رہیں۔ میں سمجھتی جاؤں گی۔“

اس کی والدہ نے کہا: ”بیٹی! میں خود غرض نہ سمجھو۔ ہم
میں کسی تمہارا نہیں مانے دیں گے۔ یہ کسی مصیبت کیوں
میرے پر ایسا تمہارے ساتھ ہی رہے گا۔“

ایمان نے کہا: ”چلو اٹھو۔ وہ مجھے بدلہ دے گی
میں پہلے سے پروردگار پہنچنا ہوگا۔ میں اپنا بیگ لے کر
آؤں۔“

69

وہ وہاں سے چلا گیا۔ عالیٰ اس کی والدہ کے ساتھ ڈرامہ گیم میں آئی۔ وہاں اس کی بہنیں کھٹے سے لگایا۔ اس نے اسے سنے سے لگا کر ڈراموں میں مدعا دی۔ ایمان علی بھی ایک نیا کھیل سے لگا تھا وہ اس کے ساتھ ڈرامہ گیم میں باہر آئی۔ سامنے پہنچا سب گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ جب وہ ایمان علی کے ساتھ پہنچی ہوئی پر آمد سے کہنے سے اترنے لگی تو ایک جاہلی اور لاکڑا کر گر پڑی۔ ایمان علی کی والدہ نے چیخ ماری۔

”ہائے میری بیٹی! انہیں! اسے سناؤ۔“

ان کے کہنے سے پہلے ہی ایمان لپک کر بھاگنے سے سہارا لے لگا۔ وہ لڑکھانے کے بعد اون سے منہ کر گئی۔ چیشانی پر چہنٹا آئی۔ میری پیکار تھا۔

”جسٹا ہو گئی ہو۔“

”مسز! آپ تم محسوس کر رہی ہو کہ میری حالت عجیب سی ہو رہی ہے، میں ایسا لگتا ہے جیسے میرے دل کو کوئی ٹھنسی میں سے کھینچ رہا ہے۔“

ایمان نے کہا۔ ”تم ایک ہی لاکڑا کر گر پڑی تھیں۔ چیشانی پر چہنٹ گئے۔ اس کی ڈرامی تو محسوس ہو سکتی کہ تم ہی طاری ہو رہی ہے؟ تم اب خیال خرابی کرنے کے قابل نہیں تھیں اور وہاں چیشانی کے اندر وہ کترہاری لڑکی حالت کو سمجھ رہی ہو۔ وہاں وہاں ایک لنگ رہا ہے جیسے کہ دل کو ٹھنسی میں سے کھینچ رہا ہے۔“

پھر ایمان نے چونک کر کہا۔ ”اوهو! ماں کا ڈراما کیا اس کا بے عمل کا نتیجہ نہیں ہے؟“

”ہاں! میں نہیں ہوگا۔“

”جی ہاں! میں آپ کو کچھ نہیں ہوگا لیکن اس گروہ کے لیے میں نہیں ہے۔ میں ہاں بیڑے پر لیٹے لیٹے ہی اس میں ہوں۔“

”جیسے قسمت سکتی ہو؟ جبکہ خیال خرابی کرنے کے بھی نہیں ہوں۔“

”میری سسٹر ابھی میرے اندر آپ ڈراما کر رہی ہیں۔ اس کا آواز سنا۔ میں یہ اندر رہ رہ کر اس گروہ کے پاس جا سکتی ہوں اور اپنے طور پر ہوں۔“

”ٹھیک ہے میں اس کے اندر بھی جاؤں گی۔ دیکھتی ہوں وہ چادروں کے پانی نہیں ہے؟“

ایمان علی نے ڈراما کر دو وہاں سے چائے ہونے دیکھا پھر عالی سے پوچھا۔ ”کیسا سلسلہ کے ساتھ تھی ہیں؟“

عالی نے کہا۔ ”ہاں! وہ اس دن سے نشست نہیں لگی۔ آپ گلہ نہ کریں۔“

ایسا بھی ہی عالی سے ملنے سے ایک کراہ گئی۔ وہ اپنا ایک ہانڈیو تھام رہی تھی۔ ایمان علی اس کی والدہ اور بیٹیوں سے راضی اس کی طرف بڑھے ہوئے ہوئے۔ ”کیا بات ہے؟“

”دوہلی! یہاں اس کی سولی بچا چھری ہے۔“

پھر اس کے ملنے سے کراہ گئی۔ اس نے دوسرے ہانڈیو تھام لیا اور کہا۔ ”یہاں میں چھین رہی ہو رہی ہے۔“

ایمان علی نے منھے سے تھم لیا کھینچ کر کہا۔ ”کیا تم کچھ کہنا۔“

وہ کہنے ہی پر تھم گیا کہ کر رہا ہے۔ اس نے تھم لیا پتلا ہوا گوارا اس کے منھ میں چھینا اور پوچھا۔

”وہاں کی کوڑھیں بھی کر گرنے کے بعد پھارنا ہی نہیں لیکن وقت چاہتا تھا کہ وہ انہیں انہوں کے سامنے اندر بھرا سا چھپا گیا تھا۔ وہ گھبر کر دور محسوس کر رہی تھی۔ ایمان علی اسے دونوں ہانڈیوں میں اٹھا کر کوئی کسٹار بیڑوں میں لگایا۔ اس کی ماں اور بیٹیوں سب ہی اس پاس تھیں۔ اسے بہتر لگایا گیا تھا۔ اس کی چہنٹا محسوس کر رہی تھی کہ وہ اس کے بڑے خطرے سے دو چار ہو رہی تھی۔“

”خالی سے یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ کوئی کچھ پر کال کر رہا ہے؟“

”تم پر جا چک ہے کی زکوری طاری ہوئی ہے اور تم بھی لاکڑا کر گر پڑی تھیں۔ اس سے تو جی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کوئی تم سے دیکھی کر رہا ہے۔“

عالی نے کہا۔ ”لیکن کالا جاوے والا کیوں مجھ سے دیکھی۔“

”وہ دیکھتے کیے رنگ میں پھر پڑی۔“ اودھ خانیہ میں تو اس گروہ کھنڈاں کی پال کو بھول ہی گئی تھی۔ اسے کلا سے چل کر آئی تھی۔ لگتا ہے اس کے ذمہ پھر گئے ہیں اور وہ مجھ سے انتقام لے رہا ہے؟“

”پاں بیٹے! عالی کی والدہ تہجدی سلامتی کے لیے کئی کئی دفعہ میرا تعازی ہے؟“

”الہ! ماں کا ڈراما کر رہی ہو جانا تو۔“

”اب کھانا ڈراما کر رہی ہو جانا تو۔“

”مجھ اس گروہ پر خند آ رہا ہے۔ اس ڈیکل نے ہمارے منہ کھلا ہے۔ یہ میرا مرض ہے کہ خود ہی ہاں جا کر اسے کھاتے اٹھوں۔“

”کیا خود بخود خون خرابے میں پڑنا چاہتے ہو؟ فضول کر رہی ہو۔ تم نہیں نہیں جاؤ گے۔ یہاں میری نظروں کے سامنے ہو گئے۔“

”ایسا بھی عالی سے ملنے سے ایک کراہ گئی۔ وہ اپنا ایک ہانڈیو تھام رہی تھی۔ ایمان علی اس کی والدہ اور بیٹیوں سے راضی اس کی طرف بڑھے ہوئے ہوئے۔ ”کیا بات ہے؟“

”دوہلی! یہاں اس کی سولی بچا چھری ہے۔“

پھر اس کے ملنے سے کراہ گئی۔ اس نے دوسرے ہانڈیو تھام لیا اور کہا۔ ”یہاں میں چھین رہی ہو رہی ہے۔“

ایمان علی نے منھے سے تھم لیا کھینچ کر کہا۔ ”کیا تم کچھ کہنا۔“

وہ کہنے ہی پر تھم گیا کہ کر رہا ہے۔ اس نے تھم لیا پتلا ہوا گوارا اس کے منھ میں چھینا اور پوچھا۔

”ایمان نے فوراً ہی فون کے ذریعے ایمان سے رابطہ کیا پھر کہا۔ ”مسز! میں ایمان علی بولی رہا ہوں۔ عالی کی طبیعت ایک ہی خراب ہو گئی ہے۔ وہ خیال خرابی کے قابل نہیں رہی ہیں۔ بیڑوں ڈراماں کے پاس جا سکتا۔“

ایمان دوسرے ہی نے میں عالی کے اندر چھٹی ماں سے بولی۔ ”کیا بات ہے؟ میری کیا یہ ایک نیا کھیل نہیں کیا ہو گیا ہے؟“

”وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ ایمان نے کہا۔ ”تم خاموش رہو۔ میں تمہارے خیالات پر مدد ہی ہوں۔“

”تم خود ہی وہ کہہ رہا۔“

”تمہارے ایمان علی کی پیش گوئی درست ہوئی ہے۔ اس نے پاپا کے بارے میں بھی جو کہا وہ درست نکلا۔ اس دن بھی تم ستر سے پہلے ہی مصیبت

ایمان نے تانہ زبیر میں پلائے ہوئے کہا۔ ”بے شک وہ ہی ایمان کر رہا ہے۔ مجھے بھی جا کر اس سے منشا ہوگا۔“

اس کی والدہ نے گھبرا کر کہا۔ ”بیٹے! ایک کبیر ہے ہوا؟ ایک چادروں کے لٹائے جاؤ گے؟ پتا ہے وہ کتنے خطرناک ہوتے ہیں؟“

”جانتا ہوں اور میری جانتا ہوں کہ شیشانی تو میں ایمان کے سامنے زبیر ہو چکی ہیں۔“

وہ اپنے گروہ کی طرف ہانے لگا۔ ماں پیچھے چلتے ہوئے بولی۔ ”تم اکیلے نہ جاؤ۔ نواب عظیم کو نواب عظیم الدین کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ ان کے پولیس سٹروں سے اچھے تعلقات ہیں۔ اس دن سہاویں دوں لے کر جا سکتے ہیں پھر وہ گروہ کھنڈاں کی سامنے جاؤں گی تمہارے نہیں وکٹا کئے گا۔“

عالی نے آواز دی۔ ”ایمان! آپ رک جائیں۔ اپنی والدہ کو مزے پریشان نہ کریں۔“

”ایمان نے تانہ زبیر میں پلائے ہوئے کہا۔ ”بے شک وہ ہی ایمان کر رہا ہے۔ مجھے بھی جا کر اس سے منشا ہوگا۔“

اس کی والدہ نے گھبرا کر کہا۔ ”بیٹے! ایک کبیر ہے ہوا؟ ایک چادروں کے لٹائے جاؤ گے؟ پتا ہے وہ کتنے خطرناک ہوتے ہیں؟“

”جانتا ہوں اور میری جانتا ہوں کہ شیشانی تو میں ایمان کے سامنے زبیر ہو چکی ہیں۔“

وہ اپنے گروہ کی طرف ہانے لگا۔ ماں پیچھے چلتے ہوئے بولی۔ ”تم اکیلے نہ جاؤ۔ نواب عظیم کو نواب عظیم الدین کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ ان کے پولیس سٹروں سے اچھے تعلقات ہیں۔ اس دن سہاویں دوں لے کر جا سکتے ہیں پھر وہ گروہ کھنڈاں کی سامنے جاؤں گی تمہارے نہیں وکٹا کئے گا۔“

عالی نے آواز دی۔ ”ایمان! آپ رک جائیں۔ اپنی والدہ کو مزے پریشان نہ کریں۔“

”ٹھیک ہے میں اس کے اندر بھی جاؤں گی۔ دیکھتی ہوں وہ چادروں کے پانی نہیں ہے؟“

ایمان علی نے ڈراما کر دو وہاں سے چائے ہونے دیکھا پھر عالی سے پوچھا۔ ”کیسا سلسلہ کے ساتھ تھی ہیں؟“

عالی نے کہا۔ ”ہاں! وہ اس دن سے نشست نہیں لگی۔ آپ گلہ نہ کریں۔“

ایسا بھی عالی سے ملنے سے ایک کراہ گئی۔ وہ اپنا ایک ہانڈیو تھام رہی تھی۔ ایمان علی اس کی والدہ اور بیٹیوں سے راضی اس کی طرف بڑھے ہوئے ہوئے۔ ”کیا بات ہے؟“

”دوہلی! یہاں اس کی سولی بچا چھری ہے۔“

پھر اس کے ملنے سے کراہ گئی۔ اس نے دوسرے ہانڈیو تھام لیا اور کہا۔ ”یہاں میں چھین رہی ہو رہی ہے۔“

ایمان علی نے منھے سے تھم لیا کھینچ کر کہا۔ ”کیا تم کچھ کہنا۔“

وہ کہنے ہی پر تھم گیا کہ کر رہا ہے۔ اس نے تھم لیا پتلا ہوا گوارا اس کے منھ میں چھینا اور پوچھا۔

پہنچ کر لوگوں سے پوچھا کہ گرد گھنٹال کہاں ملے گا؟ اسے بتایا گیا کہ وہ شمشان گھاٹ میں دھوئی رمائے بیٹھا ہے۔
ڈرائیور الپا کی مرضی کے مطابق شمشان گھاٹ میں گیا۔ وہاں ایک بڑے سے برگد کے درخت کے سائے میں گرد پونجی مارے بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے ایک الادرون تھا اور اس پاس کالے جادو سے تعلق رکھنے والی بہت سی چیزیں بکھری پڑی تھیں۔ اس کے سامنے ایک بڑے سے پیتل کے تھال پر ماش کی دال کے آٹے سے بنا ایک پتلا کھڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم میں کئی جگہ سونیاں چھبی ہوئی تھیں۔

ڈرائیور نے اس کے سامنے پہنچ کر گھٹنے ٹیک کر دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔ ”گردو دیو! میں آپ سے ایک عرض کرنے آیا ہوں۔“
گرد گھنٹال نے بڑی بڑی سرخ آنکھوں سے گھور کر پوچھا۔ ”تو کون ہے؟“

اس کی آواز سنتے ہی الپا اس کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کرنے لگی۔ سامنے پیتل کے تھال پر جو پتلا تھا۔ وہ عالی کے نام سے ہی بنایا گیا تھا۔ اس پتلے کے جسم میں سونیاں چھبوانے سے عالی کے جسم میں بھی جگہ جگہ چھبن رہی تھی۔

کالا جادو کرنے والے شیطان کے سامنے بھنگ پی کر ناپتے گاتے ہیں۔ چونکہ وہ نپے کا عادی تھا۔ اس لیے پہلی بار اس نے عالی کو اپنے اندر محسوس نہیں کیا تھا اور اب الپا کو بھی محسوس نہیں کر رہا تھا۔

وہ اس کی مرضی کے مطابق منتر پڑھنا بھول گیا۔ پتلے کے جسم سے ایک ایک کر کے تمام سونیاں نکالنے لگا۔

الپا اس کے خیالات پڑھ رہی تھی اور ان خیالات کے مطابق اس کے کالے جادو کا تو ذکر رہی تھی۔ اس نے عالی کے گرد کالے جادو کے ذریعے ایک حصار باندھا تھا۔ جو آگے چل کر اسے نقصان پہنچانے والا تھا۔ الپا نے اسے ایسا منتر پڑھنے پر مجبور کیا۔ جس کے نتیجے میں وہ ٹوٹ گیا۔ اس نے انتقامی کارروائی کے طور پر جتنا بھی کالے لعل کیا تھا، وہ سب ختم ہو گیا۔

کالا جادو جاننے والے جانوروں کی لمبی دینے کے لیے اپنے پاس لیے پھل کا چاقو ضرور رکھتے ہیں۔ اس کے سامنے بھی ایک بڑا سا چاقو پڑا ہوا تھا۔ اس نے الپا کی مرضی کے مطابق اسے اٹھایا۔ اس کے دستے کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا پھر اس پاس بیٹھے اور کھڑے ہوئے چیلوں کو دیکھ کر بولا۔
”کالے جادو سے بھاگو... دور بھاگو... یہ جادو انت میں ہماری ہی جان لیتا ہے۔“

یہ کہتے ہی اس نے چاقو کی نوک کو ایک جھکے سے اٹھائے سینے میں پیوست کر لیا۔ اس چاقو کا لمبا سا پھل دستے تک اٹھتا چلتا گیا پھر اس نے چاقو کو سینے سے نکالا تو خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔ وہ ہٹھے ہٹھے زمین پر گر کر ترے لگا۔ ڈرائیور اس پر یہ حالت دیکھ کر گھبرا گیا۔ الپا کی مرضی کے مطابق وہاں سے بھاگتا ہوا کار میں آکر بیٹھ گیا پھر اسے ڈرائیور کرتا ہوا کوئی طرف جانے لگا۔

الپا نے عالی کے پاس آکر دیکھا تو وہ بستر پر اٹھ کر بیٹھ تھی اور اب کسی بھی قسم کی تکلیف محسوس نہیں کر رہی تھی۔ اس نے کہا۔ ”میں نے اس گرد کو کام تمام کر دیا ہے۔ ڈرائیور وہاں آ رہا ہے۔ وہ باقی کی روداد بتائے گا۔ مجھے ابھی دماغی طور پر حاضر ہونا ہے۔ آج پہلی بار اعلیٰ حضرت نے مجھے ادارے میں آنے کی اجازت دی ہے۔ یہ میرے لیے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔ اب میں جانی ہوں۔ تم بھی آج رات تک پہنچنے کی کوشش کرو۔“

یہ کہہ کر وہ چلی گئی۔ عالی نے ایمان علی، اس کی والدہ اور بہنوں کو بتایا کہ اس گرد کا خاتمہ ہو چکا ہے اور وہ خود کو پہلے سے بہتر محسوس کر رہی ہے۔

اس کی ماں اور بہنیں خوش ہو گئیں۔ قریب آکر اس کے چہرے کو چومنے لگیں۔ عالی نے ایمان علی سے کہا۔ ”آپ کے علم نے کہا تھا کہ مجھے سفر نہیں کرنا چاہیے۔ کوئی مصیبت آئی گی؟ اب آپ کیا کہتے ہیں؟ وہ مصیبت تو نکل چکی ہے۔ ہمیں فوراً رپورٹ چلانا چاہیے۔“

اس نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”ذرا اس وال کلاک کو دیکھو۔ ہمیں پتا ہی نہیں چلا کہ کس طرح تین گھنٹے گزر گئے۔ وہ فلائٹ تو اب یہاں سے جا چکی ہوگی۔“

عالی نے خیال خوانی کی پرواز کرنا چاہی تو کامیابی ہوئی۔ اس کی دماغی توانائی بحال ہو گئی تھی۔ اس نے معلوم کیا تو واقعی وہ فلائٹ وہاں سے روانہ ہو چکی تھی۔ اب تو دوسرے دن ہی کسی فلائٹ میں جگمگ سکتی تھی۔

اس نے بڑے بیمار سے ایمان علی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ”آپ اس علم میں بڑی مہارت حاصل کرتے جا رہے ہیں۔ واقعی وہ فلائٹ روانہ ہو چکی ہے اور سفر ملتوی ہو گیا ہے۔ مگر ہم کل تو ضرور جا سکیں گے۔“

وہ مسکرا کر انکار میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ ”نہیں، کل بھی نہیں جا سکیں گے۔“

اس کی والدہ نے گھبرا کر پوچھا۔ ”بیٹے! کیا کل بھی عالی کو کوئی مصیبت آ سکتی ہے؟“

اس نے کہا۔ ”میں اب بھی جانتا کرکھل گیا ہوں وہاں ہے؟“ اس نے کہا۔ ”میں ابھی اس کی کھٹی کے ماہرین کے اندر جاتا ہوں اور وہاں کی باتیں سنتا رہتا تھا۔ اس نے فون کے ذریعے ان ماہرین کے رابطہ کیا۔ پھر کہا۔ ”یہ کالے جلد جانتے والے فراہد ہوں کرکھل کے کمرے پر ہیں۔ میں اس بات کا یقین رکھتا ہوں کہ ایک آتما کشی جانتے والے دوچاند لاکر ہمارے گھر آئے ہوں۔“ فراہد نے فون پر ہاتھ رکھا۔ وہ فون کے وقت کے مطابق آج آدھی رات کی آتما کشی کے ہم سفر میں سامنے کی ہو سکتا ہے۔ وہ بے شک ہمیں دھانسنے اور کالے سرور سے فراہد کے جسم میں رہنے کی عادی ہے۔ اپنی عادت کے مطابق وہ ہماری جسم میں وہاں آسکتے ہیں۔

فراہد کی آتما کشی کرنے سے پہلے ہی حتر جی حرام موت کا حتر جی کی موت نے بڑی چیز کہاں پھر آگئی تھی۔ کمرہ تھا کہ وہ فراہد نے کہا۔ میں اس کی پکڑ کرنے والا تھا۔ یہ ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی دوسرا آتما کشی جانتے والا حتر جی کے ساتھ گیا ہو اور اس نے فراہد کی آتما کشی سے بچنے کے لیے اس کی مرگیا ہو۔“

جانتے والے نے اس کی آتما کشی سے ہمیں جو کچھ کر سکا ہے۔ وہ اس آتما کشی کی بھی وقت فراہد کے مردہ جسم میں پہنچا سکتا ہے۔ ایک امریکی اہل افسر نے کہا۔ ”سٹ“ یہ کم ہمت کرنے کے بعد بھی ہمارا سکون عافیت کرنے والا ہے۔“ دوسرے نے کہا۔ ”اس کی لاش مردہ ٹانے میں ہے۔ کیا وہ کسی بھی کچھ کر سکتی ہے؟“ ”وہ معلوم آتما کشی جانتے والا کچھ بھی کر سکتا ہے۔“ ”وہ اس جلد سے جلد معلوم کرنا ہوگا کہ وہ آتما کشی جانتے والا کون ہے؟“

تمام بڑے ممالک کے ایجنٹوں نے ایک کھٹی تاکم کی تھی۔ اس کھٹی میں کئی ہی تجربہ کار ڈاکٹر، فٹرز، پٹرس اور علم الہیہ کے ماہرین کو شریک کیا گیا تھا۔ یہی اس کھٹی کے اجلاس دینا کے مشہور حروف پالیاؤں میں بھی اس کھٹی کے اجلاس میں طلب کیا جاتا تھا۔ وہ سب بھی فراہد کی پوری ہسٹری سے اسے مطلع رہے۔ وہ بھی ایک طاقتور اندر سے والے فراہد کی پالیاؤں کو بھی طرح سے سمجھیں۔ پھر پلور ٹورڈر میں بھی ٹیسٹ سٹا میں کئی دفعہ دہر چکا ہے۔ یہ اب کھٹی کو پالیاؤں دیکھا رہا ہے۔“

ہم اس کھٹی کے سائبر سے باہر سے پوچھا۔ ”کم فون ہو اور کیسے اس بات کی تصدیق کر سکتے ہو؟“ ”میں کون ہوں؟ پتھر میں کسی کو نہیں بتاؤں گا لیکن جو سٹ کے طور پر کہتا ہوں، سیٹیفکٹ کے معنات میں وہ ڈاکٹر حتر جی کی کسٹی میں جانتے ہیں۔ وہ آپ لوگوں کو اس کی پالیاؤں کا تک پہنچا دیں گے۔ وہاں بھی کچھ معلوم ہوگا کہ آتما کشی کے ڈاکٹر حتر جی کو کھٹی کیا گیا ہے۔ وہ مردار سے پہلے کالے سرور سے ملا ہے۔ پھر فراہد اور اس کی پالیاؤں کا نام سٹوں میں لکھا گیا ہے۔ اور ان کے نام کے پٹے بھی ملتے ہیں۔ یہ سٹیز میں جاہل کرکھل کی آتما کشی کا کالے سرور کے ذریعے کیا گیا ہے۔“

ایک امریکی اہل افسر نے کہا۔ ”میں یہ باتا ہوں کہ کالا جادو کرنا یا جس سے لیکن میں اس پر یقین نہیں رکھتا۔ اس فراہد کے ساتھ آیا ہے۔ پھر پلور ٹورڈر سے بھونے نہیں کرنا ہوگا کہ آیا گیا ہے۔“ ”میں یہ باتا ہوں کہ کالا جادو کرنا یا جس سے لیکن میں اس پر یقین نہیں رکھتا۔ اس فراہد کے ساتھ آیا ہے۔ پھر پلور ٹورڈر سے بھونے نہیں کرنا ہوگا کہ آیا گیا ہے۔“

میں نے کہا۔ ”یہ مردوں کی وقت بھی پہنچا سکتا ہے۔“ ”یہ مردوں کی وقت بھی نہیں ہے۔ اس آتما کشی فراہد کے جسم میں آتما کشی فراہد کے جسم میں پہنچا جائے۔“

ایک اور جادو پالیاؤں نے کہا۔ ”جو جب آیا ہوا ہے پھر ایک جادو چاہے کہ وہ آتما کشی جانتے والا فراہد کی آتما کشی کے جسم میں آتما کشی فراہد کے جسم میں پہنچا سکتا ہے۔“ ”یہ مردوں کی وقت بھی نہیں ہے۔ اس آتما کشی فراہد کے جسم میں آتما کشی فراہد کے جسم میں پہنچا جائے۔“

ایک اور جادو پالیاؤں نے کہا۔ ”جو جب آیا ہوا ہے پھر ایک جادو چاہے کہ وہ آتما کشی جانتے والا فراہد کی آتما کشی کے جسم میں آتما کشی فراہد کے جسم میں پہنچا سکتا ہے۔“ ”یہ مردوں کی وقت بھی نہیں ہے۔ اس آتما کشی فراہد کے جسم میں آتما کشی فراہد کے جسم میں پہنچا جائے۔“

ایک نے کہا۔ ”یہ مردوں کی وقت بھی نہیں ہے۔ اس آتما کشی فراہد کے جسم میں آتما کشی فراہد کے جسم میں پہنچا جائے۔“ ”یہ مردوں کی وقت بھی نہیں ہے۔ اس آتما کشی فراہد کے جسم میں آتما کشی فراہد کے جسم میں پہنچا جائے۔“

ایک نے کہا۔ ”یہ مردوں کی وقت بھی نہیں ہے۔ اس آتما کشی فراہد کے جسم میں آتما کشی فراہد کے جسم میں پہنچا جائے۔“ ”یہ مردوں کی وقت بھی نہیں ہے۔ اس آتما کشی فراہد کے جسم میں آتما کشی فراہد کے جسم میں پہنچا جائے۔“

ایک نے کہا۔ ”یہ مردوں کی وقت بھی نہیں ہے۔ اس آتما کشی فراہد کے جسم میں آتما کشی فراہد کے جسم میں پہنچا جائے۔“ ”یہ مردوں کی وقت بھی نہیں ہے۔ اس آتما کشی فراہد کے جسم میں آتما کشی فراہد کے جسم میں پہنچا جائے۔“

شروع کیا۔

ہرین بھوشنی کیجا جاتا تھا کہ فرہادی کی جوشا مردود خانے میں رکھی ہوئی ہے۔ اسے بائیں کی تاج پورہ بازو دیا جائے۔ اس طرح کبیراں کی آتماں میں ہم اس کا گزرا سکتے۔

اس نے فن کے ذریعے پیشی کے اراکین سے کہا۔ "فرہادی لاش کو مٹانے کی نوبت ہی ضروری ہے۔ لیکن اس لاش کی کوئی تیزی میں فرہاد کا دماغ موجود ہے۔ انہی مردود ہے۔ آج کے دن فرہاد کا دماغ گزرا فرہاد نے اس شیطانی دماغ کے باعث قسب پر حاوی رہتا تھا لہذا یہ سوچو کہ صرف فرہاد کے جسم کو ہی نہیں اس کے دماغ کو بھی پیشی کے لیے جوہر کر دو۔"

فرہاد کی موت کے بعد بھی اس کی دہشت ظاہری تھی اور اس کے دو بارہ زندہ ہونے کے بارے میں بڑے ہی غوسہ لالہ لے جاتے تھے۔ کلا کا لادورا اور تھیں جسے خواہے سے بات یقینی ہو گئی کہ وہ مردہ کی دقت بھی زندہ ہو سکتا ہے۔ لہذا سب ہی اس بات سے متفق ہو رہے تھے کہ پیشی جلد ہی کر کے اس کے روم میں منظر ہونا چاہیے۔

آزی کے ایک اہلی افسر نے کہا۔ "ہم جس کو اس طرح جلیا جائے۔ اس طرح اس کے چیتزرے اڑا دیے جائیں گ۔ وہ ایک حادثہ معلوم ہو۔ یہ کہنے کا جواز رکھے کہ اس حادثے کے بارے میں ہم نے۔ جو ہو گا وہ سن لیا جاتا ہے۔"

انہوں نے اس سلسلے میں ایک منصوبہ بنایا۔ اس کے مطابق جیٹھوا کے اس کالج میں ہم دھماکا کیا جہاں فرہاد نے ٹا کے ساتھ رہائش اختیار کی تھی۔ یہ قسب ہی مانتے ہیں کہ فرہاد کے جہاز میں، پھر شہر میں دہشت گردوں اور تھی۔ یہ ہوائی جہاز کو ہلائی گیا جاتا ہے۔ بڑی جہازوں کو ٹرن کر دیا جاتا ہے اور فریڈن میں اکثر و بیشتر دمکا کے ہوتے رہتے ہیں اور یہ بڑی ہی مصلحت فریڈن ہے کہ جہاں میں لکھی دہشت گردی ہوتی ہے وہاں مسلمانوں کو ایزام دیا جاتا ہے۔

پہلے ہی پہلے ہی جہازوں کے ٹھکانے میں فرہاد دھماکا ہوا اور فرہاد اور تھانے علاقے میں اس ہول کے اندر دمکا ہوا اور فرہاد اور تھانے قیام کیا تھا۔ سٹیز رینڈ فرانس اور امریکا کے اکابرین نے بیان دیا ہے۔ یہ تھے کہ اس دھماکے کے پیچھے مسلمان انتہا پسندوں کا ہاتھ ہے۔

پھر تیسری بار آدھے گھنٹے بعد اس مردود خانے میں ہم دھماکا ہوا جہاں فرہادی لاش رکھی ہوئی تھی۔ اس سے پہلے کہ بابا صاحب کے ادارے سے اور فرہاد کے کلب تکسی جاتے دالوں کی طرف سے احتجاجی طور بلند ہوا۔ دھماکا کرنے والوں نے سسٹن ڈائجٹ

ہی شور مچانا شروع کیا کہ مردود خانے میں وہاں کے چند اہلی فوجی لاشوں کی تلاش بھی ہوئی۔ اس کو ایک مسلمان دہشت گردوں کو مارنے کے بعد وہاں رکھا گیا تھا۔ مسلمانوں کی ایک تخریبی تنظیم نے اپنے آزی کی اس لاش کا ساگر لیا اور اس مطالبہ پورا نہ ہونے کی صورت میں انہوں نے وہاں بم دھماکا کر دیا اور تھانے سماجی کے ساتھ وہاں کے دوسرے آزی افسران کی لاشوں کے بھی چیتزرے اڑا دیے۔

بڑے بڑے ماہک اپنے بڑے بڑے مارنے اور مسلمانوں کو تخریب کاری کا ایزاز دے رہے تھے۔ یہ کہ کراخت بیچارے تھے کہ انہوں نے فرہادی کی تھوکا بھی لانا نہیں کیا۔ اس کی لاش کے بھی چیتزرے اڑا دیے۔

پاس، پورس، اور تھانے، ہاش، کبریا، عالی، الیاد اور فرہاد کے بے شمار جانے والوں کو سکتا ظاہری ہو گیا۔ وہ بھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ کتنی خوب اور اتنی ظلم پسندی کی لاش کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے گا۔ ادارے بچوں اور فرہاد کے جانے والوں کو اس کی موت کا مدعا دیا تھا۔ لیکن لاش کی جو بھی رختی کی کسی روم میں دھرتیا پر اور دہشت ظاہری قسب ہی ہوئی تھی۔

اس آگے تھے۔ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ اسے کیا ہے؟ ادارے نے اور اس کے سماجی کے ساتھ کتنا نہیں تھے کہ مسلمانوں کی تخریبی تنظیم نے ایسا کیا ہوگا۔ یہ حقیقت قسب ہی جاتی تھی کہ فرہادی دنیا میں مسلمانوں کو جہنم کرنے کے لیے ایسے تو بھگتے بھگتے یہ سوال کیا جاتا ہے۔

جناب علی اسد اعجاز بڑی ہی اس سلسلے میں مختصر لینڈ کی حکومت سے کوئی احتجاج نہیں کیا۔ انہوں نے کہا۔ "میں کسی مسلمان تنظیم نے اسے دھماکے نہیں کیے ہیں۔ یہ فرہادی کی جو بھی تنظیم کی چھپ چھپ کر ہے۔ دہشت کے اصولوں سے خنزیروں آنکھیں ملتی کسی کانڈ کے پھولوں سے۔ اور آپ لوگ مسلمانوں کے خلاف جو دہریہ کیا ہے ہیں اس میں مجھے سخت اعتراض ہے۔ آج نہیں توکل جاتی سامنے آئی گی۔"

اس امر کی اہلی حاکم نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ کسی مسلمان تنظیم کو اور وہ اس تنظیم کی طرف سے ہوں لیکن جلد ہی ان کے خلاف غصہ خود دے سکیں گے۔ لی انحال تو فرہادی لاش کا سلسلہ ہے اس کے چیتزرے اڑنے لگے ہیں۔ وہاں کی لاشیں رکھی ہوئی تھیں۔ سب ہی کے گوشت اور ہڈیاں انہیں میں گندہ ہو گئیں۔"

اہلی حضرت نے کہا۔ "یہ بھدرا ہوں کہ فرہادی کی جہاز کی لاش میں ہمیں رسی ہے، ان لاشوں کے ساتھ پھری ہوئی ہے۔ ہم ایک پھری میں سے گوشت اور ہڈیاں کا کچھ حصہ اپنے فرہادی کی موت ہو چکی تھی۔ اس وقت تک کسی ایسی کچھ نہیں

میں نہیں لائیں گے۔"

اہلی حضرت نے فرہاد کے بچوں کو قسام دیا ہے۔ دالوں کو "اس ادارے میں کسی غیر مسلم کو اور پندہ بڑے افراد کو جہاز نہیں دی گئی۔ ہم جس سے کوئی فرہاد کے ہور اس کی ہڈیوں کو پھینکانا نہیں سکتے۔ یہاں اس کی ہڈیاں اور کھانے کی تختی میں غیر مسلموں کو اور پندہ بڑے ہڈیاں جانے کا کافی قریب جس جگہ دیا گیا۔"

انہوں نے سب ہی کو جہازت کی کہ مہرور جس سے کام لیا اور ان کو بھرا کہ فرہادی لاش کی تخریبی کی گئی ہے تو وہاں دوسرے تک چھپ نہیں سکتے۔ ایسا کسی مارش کے لیے ہونا چاہیے اور مارش کے ذریعے دالے ضرور بے نقاب ہوں گے۔ ہمارے سامنے آئیں گے پھر ان سے شفٹ لیا جائے گا۔ لی لہذا مہرور کیا۔"

سز فرہادی کی تیور۔ یہ ساری درد اور پیش کردی تھی۔ تاکہ جوہر کے بعد بھی کسی خود کو فرہادی کی تہہ تک۔ سز فرہادی کی تیور کبوری میں اور پورے سے نہیں لگتا۔ کبھی کبھی ہوں اور سہاں کی ہی ہوں گی۔"

میں سے پہلے باب میں کہا تھا کہ میرے یقین کے پیچھے ایمان رہتا ہے کہ میں بعد میں جان کر ہوں گی۔ یہ ساری ایمان کے ساتھ ہے۔ یہ عذاب بھی ہوں۔"

مختصر ہا فرہاد۔ ایک مستند عالم دین تھے۔ روحانی طور پر وہ کمال کی پیچھے ہوتے تھے۔ انہوں نے ہی ہا کہا کیا ادارہ کا نام کیا تھا۔ یہ میرے لیے بہت بڑے اعزاز تھے کہ انہوں نے مجھے بتایا تھا۔ انہوں نے اپنی کے آخری دنوں میں خود کو اپنے جرمے کی چاندی یوٹاری مہرور کر لیا تھا۔ دن رات یاد آگئی میں غرق رہتے صرف مجھے ان کے جرمے میں جانے اور ان کی خدمت کی اجازت تھی۔

انہوں نے اپنی وفات سے پہلے فرہاد کے بارے میں فرہادی کوئی بھی نہیں فرمایا تھا۔ فرہادی کی موت جبری یا جاننا نہیں تھی۔ طبی موت ہو گئی۔ وہ اپنی وفات سے پہلے کچھ بیمار ہے اور ان کی آخری سانسوں میں صرف میں اس کے قریب تھی۔

انہوں نے یہ بات بھی واضح طور سے کہی تھی کہ فرہادی کی سانسوں میں اس کے اس پاس اور دور میرے سوا نہیں ہوگا اور وہ میرے ہی پہلوں میں ہونے لگا۔ یہ سز فرہادی کی موت ہو چکی تھی۔ اس وقت تک کسی ایسی کچھ نہیں

ہور ہوا تھا۔ میں اور فرہاد بالکل تھکتے تھے۔ اس کے تمام بچوں کو اور جانے والوں کو بھی کھادیا گیا تھا کہ اس کوئی بھی دن یا خیال فرہادی کے ذریعے اس سے رابطہ نہ کرے۔ تاخیر ہی اس کی بھی دیکھی گئی۔ اسے بھی تا کی کوئی بھی کھادیا گیا۔ اس کے دماغ میں نہ آئے۔

ان حالات میں دیکھا جائے تو یہ دور ہوا تھا جس کی پیش گوئی فرہاد واسلی نے کی تھی لیکن بعد میں جو کچھ ہوا وہ ان کی پیش گوئی کے خلاف تھا۔

آپ کو کھیلے باب میں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ جب فرہادی آخری چند سانسوں رو بھی تھا جب تک تا خیال فرہادی کے ذریعے میرے اندر آئی گئی۔ اس نے کہا تھا کہ ان آخری سانسوں میں اپنے مختاری ذہان فرہادی کی تیور کو دیکھا جاتی ہے۔ ایسے گہرے صدمے کے باوجود اسے یہ خوشخبری ملنا جانتی ہے کہ وہ اس صدمے کی حالت میں زندہ رہتی ہے۔

انہی سانسوں نے مجھے اسے تاکید کی تھی کہ اسے فرہاد کی تیور میرے اندر آئی تھی۔ اس نے کچھ روز بعد ہی ہوا کر گئی۔ میں فرہادی دوسرے میں چلی آئی تھی۔ تاکہ اہلی حضرت کی جہازت پر گئی ہو گا کہ اور فرہاد کے آخری وقت میں میرے سوا اس کے جسم کوئی اور جوہر نہ رہے۔

بہر حال میں اسے دوسرے کرے میں آکر اس سے تعویذی ہی تھی میں پھر اسے سمجھا تھا کہ دابھیں جیجی دیا اس کے بعد کرے میں آکر فرہادی کی تعین ہو چکی تھی۔ میں اسے انہیں ٹٹائی، دل کی مہر کوں کہ فرہاد کو دل دہشت کے لیے خاموش ہو چکا تھا۔ جب اس کی موت کا یقین ہو چکی تو ایک ایسا جگہ ہی میرے اندر ہا فرہاد آئی۔ اور ایک اور بڑی ہو گئی کوئی کر رہے تھے کہ فرہاد ہمارے پہلوں میں ہمارے بازوؤں میں دھرتے ہوئے اور یہ وقت کوئی تیسرے نہیں ہوگا۔

آج پیش گوئی کی ہو رہی تھی۔ میں فرہاد کے ساتھ تھا جنہیں رو ہوا تھی۔ کئی شاہدات کے آگے آئی تھی۔ جب میں اسے اس کرے سے باہر لے گئی تو میرے ایک اور ہا فرہاد آئی تھی۔ پیش گوئی کی گئی ہوئی۔

انہوں نے فرہاد تھا کہ فرہاد تھائی میں میرے بازوؤں میں ہونے لگا۔ جبکہ میں ان لکات میں اس کے پاس نہیں تھی۔ اس نے میرے ہاتھوں میں آخری سانسوں پوری نہیں کی تھی۔ میں ان آخری لکات میں اس کرے میں نہیں تھی۔ تب میرے ایمان نے اور ہا فرہاد واسلی کے ساتھ جو عقیدہ ہے اس غصوں اور ظلم عقیدے نے کہا۔ کرے نے والا فرہاد نہیں ہے۔ اگر فرہاد ہوتا تو میرے بازوؤں میں ہونے لگا۔

فرہادی کی موت ہو چکی تھی۔ اس وقت تک کسی ایسی کچھ نہیں

فرہاد ہوتا تو ہماری تمنا ہی کسی کو دلا غلت کرتا نہ تا۔ یہ جو سامنے ہے جان جس ہے۔ یہ میرے سر فرہاد کا جسم نہیں ہے نہیں ہے نہیں۔ یہ لڑجہ نہیں ہے۔ یہ اس کے عقیدے کی کچالی کے ساتھ قہر کا بخٹی ہے۔ یہ کفر فرہاد جہاں نہیں ہے۔ جہاں بھی کلمہ ہے بے زور ملامت ہے۔

یہاں نہیں ہے پھر کہاں ہے؟ وہ میرے ساتھ تھا لیکن اپنی حضرت سے لیکھنے روزانہ کی کسی کفر فرہاد کی زندگی کی آخری رات ہے۔ وہ میرے اس کے ساتھ گذرا ہوا ہے۔ لہذا جس نے وہ آخری رات دوسرے کرے میں گزاری تھی۔ میرا آواز دہنی کھڑا کرتا کسی رات فرہاد نے اسے کرے سے تم ہو گیا تھا اور اس کی جگہ کوئی دوسرا آیا تھا۔

کیا ایسا ہوا؟ ایسا ہونا میری ضروری تھا؟ ان سوالوں کے جواب کیسے ہیں؟ میں نہیں جانتی۔ اپنی حضرت نے مجھے تو یہ کہی تھی کہ میں فرہاد کی موت کے سلسلے میں ان سے کوئی بات نہ کروں۔ گویا انہوں نے پہلے ہی میری مصلوبت کا راستہ بند کر دیا تھا۔ میں ان سے آہستہ آہستہ کوئی بات نہ کر سکی تھی۔ کچھ معلوم کر سکی تھی۔

فرہاد کسی سے پتہ نہ چلے گا۔ وہ پوپ میں ان کے خلاف آرائی کے لیے آئے والا ہے۔ وہ دشمن زیادہ ہوئے تھے۔ جنہوں نے فرہاد کی لاش کو قبر سے اڑا دینے کا مشورہ یا قہارہ کی طور پر بھی اڑا ساراں میں شریک ہے۔ وہ ہوجانے پتہ نہ چلے گا۔ یہ بات نہیں سمجھیں رہے گی۔ وہ ہر ایک سے گمن گن کر بدلے گا۔

برین ماضی بہت ہی مضبوط اعصاب کا ایک تھا۔ اس کے باوجود بھی وہ اندر سے ہما ہوا تھا۔ اس نے سخی کے اہل کفر کو اس بات پر ناک ایسا تھا کہ فرہاد کی لاش کو یوں کر بنا چاہے۔ کہ اس کا دماغ بھی جیسے کے لیے ختم ہوجائے اور فرہاد کی کسی بھی قسم میں داخل ہوگا اور اس کو ماستھال نہ کر سکے۔

یہ برین ماضی کے مرض کے مطابق ایسا ہو چکا تھا کہ دوسروں کی طرح وہ بھی اسی اندیشے میں مبتلا تھا کہ اس کی آتما کسی سے ختم ہوجائے اور یہ نیاز ہوا اس سے چھپ کر اس کے تمام کے مزاروں سے واقف ہوتا رہے گا اور اس کی طرح نقصان پہنچا کر ہے۔

ہمارا جگہ کدھر تھانے ہوئے ہیں۔ ہم نے اپنے کفر فرہاد کی آتما اس کے باوجود بھی اس کے رات کے ایک نئے جسم میں داخل ہوئی۔ اس شخص جو کئی بار جھوٹا اب

تھا۔ وہ اس کی میت کو ادارے میں لانے کی اجازت دے دیا۔ وہ بھی طرح طرح جانتے تھے کہ میت وہاں تک لائی جائے گی۔ اس کے ادارے سے باہر ہی چلا ہوا ہو گا۔ اگر وہ فرہاد کو اس طرح موت کا کارناموں

طویل خدمات کے عوض اس کی میت کو ادارے میں ضرور لانا سے لانے کا موقع فراہم کرتے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اور اس لیے نہیں کیا کہ وہ فرہاد تھا۔

ہوئی ہے۔ اس لیے زیادہ سے زیادہ اس کو دیکھیں کہوں گی۔ آہ وہ وقت ہی میرے یقین اور عقیدے کو بچ گاہے گا۔

یہ سنی بھی بات تھی کہ وہ دنیا والوں کے لیے میرا تھا۔ اس کے باوجود اپنے دشمنوں کے اعصاب پر سوار تھا۔ اس کے حواس پر چھایا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنی رادست میں اس لاش کو تارو کر دیا تھا۔ اسے ہاگل ہی خاک میں ملا دیا تھا۔ اس کے باوجود انہیں خبر ہے کہ یہ میت خالی دیر ہے۔ یہ بڑھ چکا تھا اور ہوا تھا کہ وہ معلوم آگئی تھی جانتے والا فرہاد کی آتما کی سنی بھی وقت ہے۔ یہ تم سے پہنچانے والا ہے۔ فرہاد کسی سے پتہ نہ چلے گا۔ وہ پوپ میں ان کے خلاف آرائی کے لیے آئے والا ہے۔

وہ دشمن زیادہ ہوئے تھے۔ جنہوں نے فرہاد کی لاش کو قبر سے اڑا دینے کا مشورہ یا قہارہ کی طور پر بھی اڑا ساراں میں شریک ہے۔ وہ ہوجانے پتہ نہ چلے گا۔ یہ بات نہیں سمجھیں رہے گی۔ وہ ہر ایک سے گمن گن کر بدلے گا۔

برین ماضی بہت ہی مضبوط اعصاب کا ایک تھا۔ اس کے باوجود بھی وہ اندر سے ہما ہوا تھا۔ اس نے سخی کے اہل کفر کو اس بات پر ناک ایسا تھا کہ فرہاد کی لاش کو یوں کر بنا چاہے۔ کہ اس کا دماغ بھی جیسے کے لیے ختم ہوجائے اور فرہاد کی کسی بھی قسم میں داخل ہوگا اور اس کو ماستھال نہ کر سکے۔

یہ برین ماضی کے مرض کے مطابق ایسا ہو چکا تھا کہ دوسروں کی طرح وہ بھی اسی اندیشے میں مبتلا تھا کہ اس کی آتما کسی سے ختم ہوجائے اور یہ نیاز ہوا اس سے چھپ کر اس کے تمام کے مزاروں سے واقف ہوتا رہے گا اور اس کی طرح نقصان پہنچا کر ہے۔

ہمارا جگہ کدھر تھانے ہوئے ہیں۔ ہم نے اپنے کفر فرہاد کی آتما اس کے باوجود بھی اس کے رات کے ایک نئے جسم میں داخل ہوئی۔ اس شخص جو کئی بار جھوٹا اب

مرتب ہے کہ دل اور دماغ میں عشق ہو گیا تھا۔ یہ سہی خوف تھا۔ وہ ایک نئے روت میں شہر کی راہیں کھینچتے تھے۔

دعوت اور کسٹرز جوگی نے برین ماضی سے یہ بھی کہا تھا کہ تم کو ہلاک کرے گا۔ اور یہ بات جھوٹے ہے کہ اور اس کا دماغ پتہ نہ چلتا تھا۔ یہ سوچ رہا تھا کہ میں کس شخص کو کدھر دیکھا اور اسے اس کے اس کے دماغ پر قبضہ تھا کرے اپنا نامہ لکھنا تو اب وہی اس کی آتما تھی کہ ذریعے فرہاد پر بھی حکومت کرتا رہا۔

اس طرح اس شخص کو فرہاد اور کسٹرز جوگی کی ایک ہی نام کے فرہاد اور کسٹرز جوگی کی فرہاد کا کلام بنا رہا۔

لیکن حقیقت کیا ہے؟ اس کے ذریعے کسٹرز جوگی نے فرہاد کی آتما کو کلام بنایا تھا اور نہ ہی فرہاد کی آتما کسی سے جس میں دماغ ہو کر اپنے دشمنوں سے اٹھال لینے والا تھی۔ دینے کی بھی جھوٹ بھی بچ ہوجاتا ہے۔ اب ایسا ہیانا ہے۔ اس کے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔ اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔ اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔

اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔ اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔

اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔ اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔

اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔ اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔

اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔ اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔

زیادہ سے زیادہ بتایا گیا ہے اور باپ اپنے اکلوتے بیٹے کو روز دشا فرہاد کے بارے میں ایک ایک بات تفصیل سے جانتا تھا۔ اس طرح اس کے اندر ہے ہر جذبہ اور پتہ ہوا کہ وہ کئی کئی جینی ٹیکے کا اور فرہاد کی طرح بڑے بڑے کے انہما ہے۔

کئی جینی کا علم کیجئے کہ بارے میں سب ہی سوچتے ہیں مگر کیسی کھیلے جاتے ہیں۔ اس کے لیے صرف ذہن اور فرہاد کی ارادہ رکھنے والے ہیں۔ اس کے لیے سب سے بڑے ہائے باطن جن میں یہ خوبی موجود تھی۔ وہ وقیع حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔ اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔

اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔ اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔

اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔ اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔

اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔ اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔

اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔ اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔

اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔ اس کے اپنے اندر اس کی اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے ساتھ ساتھ پوجا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے وہ دن اور رات اور رات میں بھی سنبھالا۔ کئی کئی گنا پتہ لکھا اپنا اور دماغ پھونکا بجایا۔

آنے لگی۔ منتر جوگی کی ہلاکت کے دوسرے ہی لمحے میں اسے نجات مل گئی۔ ادھر اس کی جان نکلی، ادھر اسے کالے عمل سے رہائی نصیب ہوگئی۔

اس نے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔ فوراً ہی بھاگتا ہوا ہاتھ روم میں گیا، وہاں غسل کرنے کے بعد کمرے میں آکر دوسرا لباس پہن کر فوراً ہی سجدے میں گر پڑا۔ دیر تک ایک ہی سجدے میں گزر گزرتا رہا۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہا۔ جب کہ اس نے جان بوجھ کر کبھی کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ ایک صاف ستھری زندگی گزارتا آ رہا تھا۔ اس کے باوجود وہ کہہ رہا تھا کہ جانے انجانے میں اس سے کوئی بھی عطلی ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے اور آئندہ ایسے شیطانوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

اس نے نماز ادا کرنے کے بعد سوچا کہ وہ منتر جوگی میرے محبوب فرہاد علی تیور کو اپنا غلام بنانا چاہتا تھا۔ اس کا ایک دشمن برین ماسٹر اس غلامی کے سلسلے میں منتر جوگی سے سودا کر رہا تھا۔ اسے بڑی سے بڑی رقم ادا کرنے والا تھا مگر ایسا نہ ہو سکا۔ اس ماسٹر نے منتر جوگی کو ہی ہلاک کر دیا۔

وچ ڈاکٹر کی تابعداری کرتے ہوئے اس نے یہ اچھی طرح معلوم کر لیا تھا کہ برین ماسٹر فرہاد علی کا بدترین دشمن ہے۔ اسے یاد آیا کہ منتر جوگی نے اپنے پراسرار علم کے ذریعے برین ماسٹر کے متعلق بہت سی معلومات حاصل کی ہیں اور ان معلومات کو ایک ڈائری میں تفصیل سے لکھتا رہا تھا۔

وہ فوراً ہی اپنی کار میں بیٹھ کر اسے ڈرائیو کرتا ہوا منتر جوگی کی رہائش گاہ میں پہنچا۔ وہاں ایک کمرے میں اس کی لاش پڑی تھی۔ کالے جادو سے تعلق رکھنے والا سامان دور تک بکھرا ہوا تھا۔ وہ اب تک منتر جوگی کے دیباغ میں رہ کر اس سے بات کرتا رہا تھا اور اس کے احکامات کی تعمیل کرتا رہا تھا۔ کبھی وہ اسے اپنے سامنے بلاتا تھا۔ ورنہ اسے دور ہی دور رکھتا تھا۔

بے باک مومن نے وہاں پہنچ کر سب سے پہلے اس کی الماری کھولی۔ وہاں کتنی ہی ڈائریاں اور فائلز رکھی ہوئی تھیں۔ جو بدترین مجرم اور سازش کرنے والے سیاست داں اس سے تعلق رکھتے تھے اور کالے عمل سے اپنا کام نکالتے تھے۔ ان سب کی ہشتری ان کے نام پتے ان تمام فائلز میں لکھے ہوئے تھے۔ اس نے سب سے پہلے اس ڈائری کو کھولا، جس میں برین ماسٹر کے بارے میں تفصیلات لکھی ہوئی تھیں۔ اس کے چند صفحات پر سرسری سی نظر ڈال کر اطمینان حاصل کیا۔ وہ اس کے سب سے زیادہ کام کی چیز تھی پھر اس نے دوسری تمام ڈائریوں اور فائلز کو ایک بڑے سے بیگ میں رکھ لیا اور وہاں سے چلا

میرے لیے ایک گھر ہے۔ منبھوٹ چار دیواری ہے۔ اس چار دیواری کے اندر میں اپنے محبوب اپنے مطلوب فرہاد علی تیور کو پاسکوں گا۔ لہذا آپ یہ سوال کریں کہ ایک طرف آپ ہیں اور دوسری طرف فرہاد علی تیور.... تو میں کدھر جاؤں گا؟

انہوں نے بیٹے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا اس نے کہا۔ ”میں ساری دنیا کو چھوڑ کر اور اپنی جان کو بھی آپ کے قدموں میں رکھ کر فرہاد کی ہی طرف جاؤں گا۔“

وہ ان کا ایک ہی بیٹا تھا۔ ہانی بیٹیاں تھیں۔ وہ اسے چھوڑ نہیں سکتے تھے۔ آخر مجبور ہو کر بولے۔ ”ٹھیک ہے، تم ذہین ہو بالغ ہو۔ اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کا حق رکھتے ہو۔ ہم تمہارے کسی فیصلے پر اعتراض نہیں کریں گے۔“

بے باک مومن کوئی بڑا کارنامہ انجام دے کر فرہاد سے رابطہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ ایک گمنام خیال خوانی کرنے والے کی حیثیت سے کئی چھوٹے بڑے مجرموں سے عمر اتا رہا۔ خیال خوانی کے سلسلے میں تجربات حاصل کرتا رہا۔ فرہاد کا ایک ایک کارنامہ اس کے ذہن میں نقش رہتا تھا۔ وہ ہر بات میں ہر کام میں فرہاد کی ہی نقل کیا کرتا تھا۔ اسی کے طور طریقوں کے مطابق اپنے مخالفین سے نمٹنے کی کوششیں کرتا رہتا تھا۔

خوش بختی اور بد بختی آگے پیچھے چلتی ہیں۔ اچانک ہی بے باک مومن کی بد بختی کے دن آ گئے۔ وہ ایک بار بیمار ہوا، پھر پتا نہیں کس طرح مہاراج گندھراج منتر جوگی کو معلوم ہو گیا کہ وہ ٹیلی پیٹھی جیسا غیر معمولی علم جانتا ہے۔ اس نے اپنے کالے عمل کے ذریعے اسے اپنا اسیر بنا لیا۔

پتا نہیں اس نے کیسا خطرناک عمل کیا تھا کہ وہ اپنے ماں باپ کو اور بہنوں کو بھی بھول گیا تھا۔ یہ بھی یاد نہیں تھا کہ وہ کس ملک، کس خاندان اور قبیلے سے تعلق رکھتا ہے؟ وہ اپنی پچھلی ہشتری بالکل ہی بھول گیا تھا۔ صرف اتنا یاد تھا کہ منتر جوگی کا غلام ہے اور اس کی غلامی کرتے کرتے جان دے دینا اس کا فرض ہے۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ کالا عمل ذرا کمزور پڑتا تھا۔ ایسے وقت اسے اپنی کوئی نہ کوئی بات یاد آتی تھی اور وہ سوچتا تھا کہ ایک جادو جاننے والے کا غلام بن کر وہاں زندگی کیوں گزار رہا ہے؟

وہ صرف ایسا سوچتا تھا لیکن وہاں سے بھاگ نہیں پاتا تھا۔ کوئی انجانی طاقت اس کا راستہ روکتی تھی۔ منتر جوگی پھر اس پر نئے نئے عمل سے عمل کرتا تھا اور وہ پھر سے غائب دماغ ہو کر اسی کے قدموں میں رہنے لگتا تھا۔

آخر بد بختی کے وہ دن ختم ہونے لگے اور خوش بختی لوٹ کر

سب ہی صدمے سے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ اس وقت کی بھی آپ سے فون پر بات نہیں کر سکتے گا۔ آپ کل کسی وقت ان سے رابطہ کر لیں گے۔

”بلتیزے، تمہیں تاہم ایسا کیا بات ہوگی کہ مہرحم کی بیٹ کو ادارے میں نہیں لایا جاسکے گا؟“

وہاں سے پوچھا گیا۔ ”کیا آپ ٹیلی فون ہی جانتے ہیں؟“ اس نے کہا۔ ”جی ہاں، جانتا ہوں۔“

اس نے کہا۔ ”جی ہاں، جانتا ہوں۔“

اس نے کہا۔ ”جی ہاں، جانتا ہوں۔“

اس نے کہا۔ ”جی ہاں، جانتا ہوں۔“

اس نے کہا۔ ”جی ہاں، جانتا ہوں۔“

اس نے کہا۔ ”جی ہاں، جانتا ہوں۔“

رحمتی کی گلی تھی۔ اس کا بلی کور ہاتھا کبھی دکن تک پہنچ گیا ایک ایک گھنٹوں وقفے اور اس طرح تیار تیار کر رحمت کے محلات ادارے کو مہرحم چاہیں مہرحم نہ پائیں ان کے لیے جو بھی کسی اور نام سے پکارتے تھے۔

لیکن سوچنے سے مدد نہ ہوتی تھی۔ نہ ان کو کوئی سراغ ملا ہے۔ ان کی شوگر تک پہنچنے کے لیے مہرحم کو ضروری ہے۔ لہذا وہ بھی اپنے دل و دماغ پر بھروسہ کر کے لگا۔

اس نے گولی دیکھی ریکورڈنگ کے وقت کے مطابق ایک بچے والا تھا۔ وہ اپنے سونے پر گاہکوں کے لیے دینی مہرحم خرید لایا تھا تاکہ ان کے ذریعے لائق کارروائی کی بند کر سکے۔

ماستر ماسٹروں کا پتہ ہوا۔ وقت پر کھانا پینا تھا جن میں اس رات خیر اڑا کر لیا گیا۔ رات بھر ان کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا تھا کہ فریڈی کو آئی پیلے اپنے ہی جسم کی تلاش میں اس مرد وہ خانے کی طرف لائی ہوئی اور وہاں انہیں پتہ نہ پڑا کہ اب شاہد کو کسے جسم میں داخل ہو گی۔

پیشانی اور مہرحم اب سے سوچ کر گئی کہ ستر جوگی سے فون کے ذریعے رابطہ پر کتنا قہار تھا۔ اس کے دونوں نمبر جانتا تھا۔ لہذا فریڈی آتا تھا کہ وہ فون پر مہرحم ہوں گے اور ہوسکتا ہے کہ وہ فون کے ذریعے اس سے رابطہ کرے اور یہ معلوم کرنا چاہے کہ کہاں چھپا بیٹھا ہے۔

ماستر نے رابطہ کر لیا۔ فون پر ستر جوگی نے اس کا ایک تپکایا تھا۔ تھا۔ اس پتلے کے ذریعے اس کا خفیہ پتہ لگانا معلوم کیا تھا۔ بہر حال اس نے ستر جوگی کے مرنے سے یاد دہن کیا اور چھوڑ دیا تھا اور اب کبھی نہ پانگہ نہ تھا۔

اس نے فون پر کراے آن کر کے کان سے لگایا پھر پوچھا۔ ”پلیز... کون...“

فون پر لگائی آواز سنائی دی جیسے کوئی بریت آتا تھا پھر ری ہو اور کرا رہی ہو۔ ”ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔۔۔ آت... آت... آت...“

ماستر کے چہرہ سے فون گرے کرتے ہو رہا گیا۔ اس نے ماسٹروں سے پتہ چکر کر پوچھا۔ ”مگ... کون ہو؟“

آواز سنائی دی ہے یا تم اس آواز پر کیوں بول رہے ہو؟“

شروع کر دیا تھا، وہ شہرندہ ہی ہوئی پھر ریسور کو کر لیا پھر رکھ دیا۔

ہے پاک فون بند کر کے اس کے دماغ میں پہنچ گیا تھا اور اس کے خیالات پر بند ہوا تھا معلوم ہوا کہ وہ ایک بہت ہی اچھے مزاج کی ٹیک سیرت عورت ہے۔ بہراں کی طرح اپنے بیٹے اور بیٹی سے بہت محبت کرتی ہے اپنی پھر ہر محبت سے ان بچوں کو پاک کی طرح سوچو گی احساس نہیں ہوتے۔

رقہ ختم نہیں ہو رہا۔ اپنی بیٹی اور بچوں سے کبھی کسی چھپ کر لے آتا تھا۔ وہاں کی سوسائٹی میں اس کا بھروسہ تھا۔ وہ اپنے نام کے مطابق بے انتہا دولت مند سمجھا جاتا تھا۔ آئی ایل کی اور بی سوسائٹی میں یہ بتایا گیا کہ وہ سووی مرگ میں آئی ایل کی طاغیڑی پر دیکھتے ہیں ہم آف دی ڈی ڈی ڈیٹا

ہے اور وہ انوں اور انوں کی بات ہے۔

ہے ماسٹر جو پلیٹیں ہاتھ اٹھم گا سر ہوا تھا اور اپنے پلیٹیں ہاتھ ستر کام کرائوں کے درمیان پھینکا کر اور ان کمریوں والے کے رات گزارا کرتا تھا۔ اس کے سامنے وہ انوں والے کے کچھ نہیں سمجھتی تھی۔ اس کا ذکر اس کی اپنی سوسائٹی میں کرتی تھی اس کی بیٹی نے اور بیٹی کے بچک ایک ایسا سوسائٹی مند، سولور لیڈر، بیڈیا پارک، واٹسٹن اور جاپان کے شہر تو کیو میں تھے۔ جہاں انھوں نے پتھر کے حساب سے ان کی دولت محفوظ رکھی۔

پھر جس پینٹے میں وہ رہتے تھے۔ اس کے دماغ میں سوئے اور میرے سے جہازت کا ذخیرہ تھا۔ یہ ان ماسٹر نے نظیر خزانے کے بارے میں صرف اپنی بیٹی اور بیٹی کو بتایا تھا۔ بیٹی انکی افواہوں میں لگی۔ اس کے ہاتھ اور دان سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے اتنا افواہوں کو بتایا نہیں گیا تھا۔

ہے پاک فون بند کیا اس کے خیالات پر بند ہوا تھا۔ بیٹے کے بارے میں یہ معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ایک آف دی ڈی ڈی ڈیٹا ہے اور فریڈی اسٹیل ریسنگ کا ملدار ہے۔ دن رات پہلوانی کرتا ہے۔ ہر ایک میں ڈیڈی ڈیڈی اور وہ میرے ادارے ہیں۔ جہاں پہلوانوں کی یونین ہے۔ وہاں کے بورڈ آف ڈائریکٹرز ان کی یونین کے نمائندوں کا اجلاس کرتے ہیں۔

ماں کے خیالات سے بھرے کہ رہے تھے کہ اس کا بیٹا جان رفق وہاں کے اسٹیڈیم میں کئی لڑنے جاتا ہے اور بیٹھ لاکھوں ڈالروں کی بیٹا کرتا ہے۔ اس کا نام ظفر نامک سٹریٹوٹس ہے۔

سے کہا تھا کہ ان کے بعد میری زندگی میں کوئی نہیں آئے گا اور انہوں نے سختی سے کہا تھا کہ آئے گا۔ ضرور آئے گا اگر تم اس آنے والے کو تلاش نہیں کرو گی تو ان کی روح بھٹکتی رہے گی۔ میں نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔ ”میں نہیں چاہتی کہ ان کی روح بھٹکتی رہ جائے، انہوں نے مجھ سے وعدہ لیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ اچھی بات ہے جب تک میں اس گمنام لائف پارٹنر کو تلاش نہیں کروں گی، اس وقت تک بابا صاحب کے ادارے میں نہیں جاؤں گی۔ اس کے ساتھ ہی وہاں آؤں گی۔“

اپا نے کہا۔ ”بابا نے یہ اچھا کیا کہ اپنی زندگی میں ہی آپ سے وعدہ لے لیا اب آئیے آپ تمہیں نہیں رہیں گی۔ کسی لائف پارٹنر کے ساتھ زندگی گزاریں گی مگر آپ اسے تلاش کرنے کے لیے کہاں جائیں گی؟“

”میں یہیں سو میٹور لینڈ سے تلاش شروع کر رہی ہوں۔ مجھے فرہاد نے کہا تھا کہ میرا لائف پارٹنر دشمنوں کے درمیان کہیں ملے گا۔ یہاں دشمنوں نے مردہ خانے میں ہم کا دھماکا کیا تھا، کسی سازش کے تحت ان کی لاش کو ناقابل شناخت بنا دیا تھا۔ کیا تم میرا ایک کام کرو گی؟“

”مہما! ایک نہیں۔ ہزار کام کروں گی۔ آپ حکم تو کریں۔“

”تم سو میٹور لینڈ کے ایٹلی جنس والوں اور عکروں کے خیالات پڑھو، یہ معلوم کرو کہ کسی دہشت گرد نے ہم کا دھماکا کیا تھا یا ان بڑے ممالک کے اکابرین نے فرہاد سے دشمنی کی تھی؟“

”میں ابھی جا کر معلوم کرتی ہوں۔ ایک گھنٹے کے اندر آ کر آپ کو رپورٹ دیتی ہوں۔“

وہ چلی گئی۔ میں سو میٹور لینڈ کے ایک لگژری ہوٹل میں تھی۔ اس کے جانے کے بعد واش روم میں آ کر غسل کیا۔ فریٹش ہونے کے بعد میرے دل دماغ نے ایک نئی تازگی سے کہا ”میرا محبوب زندہ ہے۔ میرے لیے زندہ ہے، کہیں میرا منتظر ہے۔ مجھے وہاں تک ہر حال میں پہنچنا ہے۔“

میں ناشتے کا آرڈر دینا چاہتی تھی۔ ایسے ہی وقت میرے فون کا بزر بولنے لگا۔ میں نے نمبر پڑھے۔ بابا صاحب کے ادارے سے کال آ رہی تھی۔

میں نے اسے آن کر کے کان سے لگایا۔ وہاں کے انچارج حلیل بن کرم کے ایک ماتحت کی آواز سنائی دی۔ ”میڈم! میں نے آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کیا؟“

”بالکل نہیں۔ کیا بات ہے؟ بولو۔“

”ایک صاحب ہیں، اپنا نام بے باک مومن بتاتے

چاہیے۔ آنسو پونچھ لو اور ہنسی بولتی رہو۔ تم نے اسلام قبول کیا ہے، الو شے کو تو سب سے زیادہ خوشی ہوئی ہوگی؟“

وہ آنسو پونچھتے ہوئے بولی۔ ”میری بیٹی نے یہ سنتے ہی مجھ سے لپٹ کر اتنا پیار کیا کہ میں نہال ہو گئی... ایک اور خوشی کی خبر ہے مہما!“

”ہاں، ہنسی خوشی کی باتیں کرو۔ بولو۔ کیا خبر ہے؟“

”اعلیٰ حضرت نے مجھے ہدایت کی ہے کہ چار مہینے اور دس دنوں تک پارس سے دور رہوں۔ ان سے پردہ کروں۔ یہ مدت گزر جانے کے بعد ان سے میرا نکاح پڑھایا جائے گا۔“

میں نے کہا۔ ”واقعی، یہ تو بہت ہی خوشی کی بات ہے۔ تم پارس کے ساتھ پھر سے ایک نئی ازدواجی زندگی گزارو گی۔ میں تمہیں مبارکباد دیتی ہوں۔“

”دشکر یہ مہما! آپ وہاں تمہا سو میٹور لینڈ میں کیوں ہیں؟ یہاں چلی آئیں۔“

”میں کچھ عرصے تک بابا صاحب کے ادارے میں نہیں آؤں گی۔ میرا ایک اہم مشن ہے۔ میں اسے پورا کرنا چاہتی ہوں۔“

”کیا میں اس مشن کے بارے میں پوچھ سکتی ہوں؟“

میں ابھی فرہاد کی کبھی بھی اولاد کو کسی بھی بہو کو یہ نہیں بتانا چاہتی تھی کہ اسے تم شہدہ مجازی خدا کو تلاش کر رہی ہوں۔ میرا یقین میری تلاش کسی بھی پہلو سے غلط ثابت ہو سکتی تھی۔ لہذا اسے پالنے کے بعد ہی ایک سرپرائز گفٹ کے طور پر بچوں کے سامنے پیش کر سکتی تھی۔

ابا اسی مشن کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ میں نے کہا۔ ”مجھے ایک شخص کی تلاش ہے۔ میں اس کا پتا ٹھکانا نہیں جانتی پھر بھی اسے تلاش کرنا ہے۔“

”آپ اس کا پتا ٹھکانا نہیں جانتیں۔ کیا فون نمبر جانتی ہیں؟“

”میں اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی۔ فرہاد نے اپنی زندگی میں کہا تھا کہ جب اس کا وجود اس دنیا سے کم ہو جائے گا تو میری زندگی میں ایک نیا لائف پارٹنر آئے گا اور مجھے اس لائف پارٹنر کو ڈھونڈنا ہے۔“

”جب بابا نے ایسا کہا تھا تو انہوں نے اس کی کوئی پیمان بھی بتائی ہوگی؟“

”ہاں اتنا کہا تھا کہ وہ شخص بھی تمہارے بابا کی طرح عمر رسیدہ ہوگا مگر صحت مند ہوگا، ان کی طرح قد آور اور مضبوط اعصاب کا مالک ہوگا۔“

میں نے پھر ایک سرد آہ بھر کر کہا۔ ”میں نے تمہارے بابا

کرے گا؟

آپ کے ہاک مومن ان دلوں کی باتیں سننے کے بعد میرے پاس آکر ہوا۔ ”مما! پھر حرم کے دو دن تک میں آپ کے قریب ہیں۔“

”مجھے ان کے بارے میں تاؤ۔ وہ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ پھر مجھے ان تک پہنچا دو اور میرے اندر ہو۔ میں خود ان سے سنتا ہوں۔“

”میں اس کے بارے میں، اے بے باک نے بتایا کہ وہ کلب قریب ہی ہے۔ اس لیے کار میں جانا ضروری نہیں ہے۔ میں وہاں سے بیڑل ہی جانے لگی۔ چوٹی پر بڑی بوڑھی لڑکی بھی ہوئی ہوتی ہانے کے لیے آسٹ ہوئی کھڑا کیا اور پورا کلب گفت کر رہے تھے۔ سو میں آ کر درخت کے قائل کاٹھا کر کے چلا ہوا تھا۔ کتبے ہی موجود بڑوں کے کنارے تھے۔ وہ دلچسپی سے فنڈ ہاتھی کی برف ایک طرف کر رہے تھے۔ دو بیچ مریں اس کے ایک کلب کے اندر اور باہر بڑوں ان کا ایک کلب ملا ساتھان میں اس کے آگ کر نے والے تھے جو اور قرائد دیکھنے والے بھی تھے۔“

”بے باک مومن نے خیال غواہی کے در لیے پہلے جا لیا وہ بے اندر بھر گا قائل مشن اور نوڈ مشن کے اندر جا کر دیکھا کہ وہ تینوں کہاں ہیں؟ پھر مجھے آ کر بتایا۔ ”مما! قائل مشن ابھی ڈارینک میں رہا ہے۔ وہاں سے تیار ہو کر آئے گا۔ آگ کے لیے پہاڑے گا، جا پہنچانے ایک تار کے قائل کا کمال کیا ہے۔ وہ اس مشن کا بیچا کرتا ہوا ہانے گا مگر کسی دیرانے سے نہ رتے وقت اسے لے کر آئے گا۔“

”میں نے کہا۔ ”میں بھی اس کے آگ کر نے والوں کی لیکن یہاں کی بھر تھی۔ میں نے بھی Allow نہیں کر لی گے۔“

”بے باک نے وہاں کے امصار کے داغ پر قبضہ جرایا اس نے اس کی مرضی کے مطابق ہانے اس کے ایک شخص اور نام ضروری سامان مہیا کر دیا۔ ٹھوڑی دیر کے بعد جب میں اس کے آگ کے اندر تک پہنچا پت پر آئی تو میرے بدن پر اس کے آگ کبھی مخصوص لباس تھی۔ خود میں اس کے آگ ٹھوڑے اور ہاتھوں میں دو بیڑا لائی مسلاؤں کی ایکس میں۔“

”بے باک نے کہا۔ ”مما! وہ بیڑے کس کے ہاں ہیں۔“

”میں فوراً ہی ان دلوں کے پیچھے ہی چل پڑی۔ اس کے آگ ایک کے نقشہ کاغذ سے ابھی خاصی ڈھلان کی مشین تھی اس کے قریب سے قریب پہنچنے کی کوشش کرنے لگی۔ ہمارے آس پاس دور تک دوسرے کتبے ہی شریخیں ایسے ہی منتظر میں

مصرف تھے اور تلف سٹوں میں جا رہے تھے۔

”وہ قائل مشن جس سے ہم جا رہے تھے۔“

”میں نے کہا۔ ”میں اس قائل مشن کی دشمن ہوں۔ اس موت کے کلمات اتارنا چاہتی ہوں۔“

”وہ جیتے ہوئے ہوا۔ اس کا مطلب ہے کہ کم دلوں کا ارادہ ایک ہی ہے۔ قائل کا نام کبھی بے جا ہوا ہے۔“

”میں نے انجان میں کہہ پھا۔ ”کیا تم بھی اسے لے کر آنا چاہتے ہو؟“

”اس نے کہا۔ ”میں اس قائل مشن کی طرف کرتے ہوئے کھلا ہوں۔“

”میں اس کے بارے میں، اے بے باک نے بتایا کہ وہ کلب قریب ہی ہے۔ اس لیے کار میں جانا ضروری نہیں ہے۔ میں وہاں سے بیڑل ہی جانے لگی۔ چوٹی پر بڑی بوڑھی لڑکی بھی ہوئی ہوتی ہانے کے لیے آسٹ ہوئی کھڑا کیا اور پورا کلب گفت کر رہے تھے۔ سو میں آ کر درخت کے قائل کاٹھا کر کے چلا ہوا تھا۔ کتبے ہی موجود بڑوں کے کنارے تھے۔ وہ دلچسپی سے فنڈ ہاتھی کی برف ایک طرف کر رہے تھے۔ دو بیچ مریں اس کے ایک کلب کے اندر اور باہر بڑوں ان کا ایک کلب ملا ساتھان میں اس کے آگ کر نے والے تھے جو اور قرائد دیکھنے والے بھی تھے۔“

”میں نے کہا۔ ”میں اس قائل مشن کی دشمن ہوں۔ اس موت کے کلمات اتارنا چاہتی ہوں۔“

”وہ جیتے ہوئے ہوا۔ اس کا مطلب ہے کہ کم دلوں کا ارادہ ایک ہی ہے۔ قائل کا نام کبھی بے جا ہوا ہے۔“

”میں نے انجان میں کہہ پھا۔ ”کیا تم بھی اسے لے کر آنا چاہتے ہو؟“

”اس نے کہا۔ ”میں اس قائل مشن کی طرف کرتے ہوئے کھلا ہوں۔“

”میں اس کے بارے میں، اے بے باک نے بتایا کہ وہ کلب قریب ہی ہے۔ اس لیے کار میں جانا ضروری نہیں ہے۔ میں وہاں سے بیڑل ہی جانے لگی۔ چوٹی پر بڑی بوڑھی لڑکی بھی ہوئی ہوتی ہانے کے لیے آسٹ ہوئی کھڑا کیا اور پورا کلب گفت کر رہے تھے۔ سو میں آ کر درخت کے قائل کاٹھا کر کے چلا ہوا تھا۔ کتبے ہی موجود بڑوں کے کنارے تھے۔ وہ دلچسپی سے فنڈ ہاتھی کی برف ایک طرف کر رہے تھے۔ دو بیچ مریں اس کے ایک کلب کے اندر اور باہر بڑوں ان کا ایک کلب ملا ساتھان میں اس کے آگ کر نے والے تھے جو اور قرائد دیکھنے والے بھی تھے۔“

”میں اس کے بارے میں، اے بے باک نے بتایا کہ وہ کلب قریب ہی ہے۔ اس لیے کار میں جانا ضروری نہیں ہے۔ میں وہاں سے بیڑل ہی جانے لگی۔ چوٹی پر بڑی بوڑھی لڑکی بھی ہوئی ہوتی ہانے کے لیے آسٹ ہوئی کھڑا کیا اور پورا کلب گفت کر رہے تھے۔ سو میں آ کر درخت کے قائل کاٹھا کر کے چلا ہوا تھا۔ کتبے ہی موجود بڑوں کے کنارے تھے۔ وہ دلچسپی سے فنڈ ہاتھی کی برف ایک طرف کر رہے تھے۔ دو بیچ مریں اس کے ایک کلب کے اندر اور باہر بڑوں ان کا ایک کلب ملا ساتھان میں اس کے آگ کر نے والے تھے جو اور قرائد دیکھنے والے بھی تھے۔“

”میں نے کہا۔ ”میں اس قائل مشن کی دشمن ہوں۔ اس موت کے کلمات اتارنا چاہتی ہوں۔“

”وہ جیتے ہوئے ہوا۔ اس کا مطلب ہے کہ کم دلوں کا ارادہ ایک ہی ہے۔ قائل کا نام کبھی بے جا ہوا ہے۔“

”میں نے انجان میں کہہ پھا۔ ”کیا تم بھی اسے لے کر آنا چاہتے ہو؟“

”اس نے کہا۔ ”میں اس قائل مشن کی طرف کرتے ہوئے کھلا ہوں۔“

”میں اس کے بارے میں، اے بے باک نے بتایا کہ وہ کلب قریب ہی ہے۔ اس لیے کار میں جانا ضروری نہیں ہے۔ میں وہاں سے بیڑل ہی جانے لگی۔ چوٹی پر بڑی بوڑھی لڑکی بھی ہوئی ہوتی ہانے کے لیے آسٹ ہوئی کھڑا کیا اور پورا کلب گفت کر رہے تھے۔ سو میں آ کر درخت کے قائل کاٹھا کر کے چلا ہوا تھا۔ کتبے ہی موجود بڑوں کے کنارے تھے۔ وہ دلچسپی سے فنڈ ہاتھی کی برف ایک طرف کر رہے تھے۔ دو بیچ مریں اس کے ایک کلب کے اندر اور باہر بڑوں ان کا ایک کلب ملا ساتھان میں اس کے آگ کر نے والے تھے جو اور قرائد دیکھنے والے بھی تھے۔“

”میں اس کے بارے میں، اے بے باک نے بتایا کہ وہ کلب قریب ہی ہے۔ اس لیے کار میں جانا ضروری نہیں ہے۔ میں وہاں سے بیڑل ہی جانے لگی۔ چوٹی پر بڑی بوڑھی لڑکی بھی ہوئی ہوتی ہانے کے لیے آسٹ ہوئی کھڑا کیا اور پورا کلب گفت کر رہے تھے۔ سو میں آ کر درخت کے قائل کاٹھا کر کے چلا ہوا تھا۔ کتبے ہی موجود بڑوں کے کنارے تھے۔ وہ دلچسپی سے فنڈ ہاتھی کی برف ایک طرف کر رہے تھے۔ دو بیچ مریں اس کے ایک کلب کے اندر اور باہر بڑوں ان کا ایک کلب ملا ساتھان میں اس کے آگ کر نے والے تھے جو اور قرائد دیکھنے والے بھی تھے۔“

”میں اس کے بارے میں، اے بے باک نے بتایا کہ وہ کلب قریب ہی ہے۔ اس لیے کار میں جانا ضروری نہیں ہے۔ میں وہاں سے بیڑل ہی جانے لگی۔ چوٹی پر بڑی بوڑھی لڑکی بھی ہوئی ہوتی ہانے کے لیے آسٹ ہوئی کھڑا کیا اور پورا کلب گفت کر رہے تھے۔ سو میں آ کر درخت کے قائل کاٹھا کر کے چلا ہوا تھا۔ کتبے ہی موجود بڑوں کے کنارے تھے۔ وہ دلچسپی سے فنڈ ہاتھی کی برف ایک طرف کر رہے تھے۔ دو بیچ مریں اس کے ایک کلب کے اندر اور باہر بڑوں ان کا ایک کلب ملا ساتھان میں اس کے آگ کر نے والے تھے جو اور قرائد دیکھنے والے بھی تھے۔“

I am looking for my body and brain
(میں خود کو تلاش کر رہا ہوں۔ اپنے جسم کو۔ اپنے دماغ کو)

وہ خوف سے لڑتے ہوئے بولا۔ ”میں نے..... صرف
میں نے ہی نہیں۔ بڑے بڑے ممالک کے حکمرانوں نے بھی
یہی کیا ہے۔“
”چلو۔ اٹھو۔ تمہارے جیسے جتنے کینے اس سازش میں
شریک تھے ان سے رابطہ کرو اور بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا ہو رہا
ہے؟“

وہ فون اٹھا کر فرانس، جرمنی، یو کے اور امریکا کے
اکابرین سے رابطہ کر کے بے باک کی مرضی کے مطابق بتانے
لگا۔ ”فرہاد علی تیور پھر سے زندہ ہو کر ایک نئے جسم میں میرے
پاس آیا ہے۔ مجھ سے پوچھ رہا ہے کہ اس کا جسم اور اس کا دماغ
کہاں ہے اگر اس کی چیزیں نہیں تو وہ تمام سازشیں کرنے
والوں کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ میرے ساتھ بھی یہی کر
رہا ہے۔ میرے بعد تم سب کی باری ہے۔“
میں نے بے باک سے کہا۔ ”میں جا رہی ہوں۔ اب یہ
تمہارا اشارہ ہے۔“

یہ کہہ کر میں اس کمرے سے چلی گئی۔ وہ بے باک کی
مرضی کے مطابق فون کے ذریعے تمام اکابرین سے باری باری
رابطہ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس وقت میں ہوں کی بارہویں
منزل پر ہوں ادھر سے نیچے چھلانگ لگانے والا ہوں۔ مجھ سے
پہلے اس سازش میں شریک ہونے والا فرانس کا فوڈ منسٹر بھی
حرام موت مارا گیا ہے۔

وہ فون پر بولتا ہوا ایک کھڑکی کے پاس آیا پھر اسے کھول
کر اس کی چوکھٹ پر چڑھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے آخری بار فون
پر کہا۔ ”اس وقت میں بارہویں منزل کی کھڑکی پر کھڑا ہوا ہوں
اور اب چھلانگ لگانے جا رہا ہوں..... پتا نہیں تم سب کی موت
کیسے ہوگی؟... انتظار کرو... انتظار....“

یہ کہتے ہی اس نے بارہویں منزل کی کھڑکی سے چھلانگ
لگا دی۔ سر کے بل نیچے آیا۔ تو گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کے
بعد بے باک کی خیال خوانی کی لہریں اس کے مردہ دماغ میں
نہیں رہ سکتی تھیں۔

اس نے میرے پاس آ کر کہا۔ ”مما! خس کم۔ جہاں
پاک۔“

میں نے کہا۔ ”خس کم نہیں ہوتا۔ یہ جہاں پاک نہیں
ہوتا۔ ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں۔ میں تم سے بہت خوش
ہوں۔ آئندہ تم اس مشن میں میرے ساتھ رہا کرو گے۔“
وہ خوشی سے جھوم کر بولا۔ ”تھینک یو ممما! آئی لو یو۔“

ٹیبلٹی پیتھی کے فسوں کلر فرہاد علی تیمور کی اس مقبول
عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیے

ہے۔ تیسری بار میں اس کا دم نکل گیا۔
..... وہ چال باز ہونے کی بارہویں منزل پر تھا۔ کرائے کے
قاتل سے اسے کامیابی کی خبر ملنے والی تھی۔ وہ اس کا انتظار کر رہا
تھا۔ اور ایک کال گرل کے ساتھ عیش و عشرت کے لحاظ گزار رہا
تھا۔ بے باک اس کے اندر پہنچ گیا۔ اسی وقت اس نے ایک
زور کا طمانچہ اس حسینہ کے منہ پر جڑ دیا۔ وہ چیخ کر یوں۔ ”یہ کیا
کر رہے ہو؟ میں نے تم سے مار کھانے کا معاوضہ نہیں لیا ہے۔“
مے باک اس لڑکی کے اندر پہنچا، تو اس نے پلٹ کر ایک
زور کا طمانچہ اس کے منہ پر جڑ دیا۔ چال باز یہ سوچ کر پریشان ہو
رہا تھا کہ اس نے خواہ مخواہ اس حسینہ کو طمانچہ کیوں مارا؟ ادھر اس
حسینہ نے صرف طمانچہ ہی نہیں مارا بلکہ اس کے منہ پر تھوک بھی
دیا پھر اپنا لباس پہن کر اپنے بیگ کے پاس آ کر اس نے ایک
لب اسٹک نکالی۔ اسے اس کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔ ”اسے
زکو۔ ابھی تمہارے کام آئے گی۔“

وہ اسے گالیاں دیتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔ وہ
جسے خرید کر لایا تھا وہی اس کے منہ پر تھوک کر گئی تھی۔ اسے غصہ
آ رہا تھا لیکن وہ پریشان ہو کر سوچ رہا تھا کہ اس نے جو اب اس
حسینہ کی پٹائی کیوں نہیں کی؟
وہ چند لمحوں تک سوچتا رہا پھر اس نے جھک کر تالین پر
سے لب اسٹک کو اٹھالیا، اس کا کور کھولتے ہوئے ایک دیوار کے
پاس آ کر پھر لکھنے لگا۔

and brain...I am looking for my body
(میں ڈھونڈ رہا ہوں۔ اپنے جسم کو... اپنے دماغ کو...)
میں اس کے پیچھے آ کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے کرائے کا
ایک ہاتھ اس کی گردن پر مارا تو وہ دیوار سے ٹکرا کر پھر پیچھے
آیا اور گرتے گرتے سنبھل گیا، میں نے اسے سنبھلنے کا موقع نہیں
دیا تھا۔ اسے لاتوں اور گھونٹوں پر رکھ لیا، اس کے بالوں کو کھٹی
میں جکڑ کر سر کو دیوار سے ٹکراتے ہوئے کہا۔ ”اسے پڑھ۔ اسے
دیوار پر تو نے نہیں۔ فرہاد نے لکھا ہے۔“

وہ اسے پڑھنے لگا، میں نے اس کے منہ پر ایک ہاتھ
مارتے ہوئے کہا۔ ”بلند آواز سے پڑھ۔“

وہ اونچی آواز سے پڑھنے لگا۔ میں نے پوچھا۔ ”اس کا
مطلب کچھ رہا ہے؟“

وہ پریشان ہو کر ہاں ہاں کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے
بولا۔ ”وہ... وہ مسٹر فرہاد اپنا جسم اپنا دماغ تلاش کر رہے
ہیں۔“

”تو پھر اس کی چیزیں اس کے پاس پہنچا دے۔ کیونکہ تجھ
جیسے شیطانوں نے ہی ان سے یہ سب کچھ چھین لیا ہے۔“

ہنگاموں
 رنگین سبوں
 اور خیر کے اس
 بے تاج مہاراجہ کے
 سحرانگیز کھمبائی جس نے
 اپنی بھری پوری زندگی میں کبھی
 شکست کا ذائقہ نہیں چکھا وہ جب
 اور جس کے ذہن میں چاہتا، جانتا، دیکھتا
 اور ہمیں اس کا ٹھنک ترپین ہتھیارتھا، وہ سنوں
 پر محیط و طلسم ہوش کی جیسے قاریب تک
 دوسری نسل بھی بہت شوق سے پڑھ رہی ہے، اپنے
 اور ملک و قوم کے دشمنوں کو خیال خرافی کے ذرہ بنا کر
 ہتھیار سے خاک و خون میں نہیں دے دیے والے فرہاد علی
 تصنیف کے لازوال اور بے مثال داستان عبرت جس میں وہ لو
 کے سارے رشتوں کے ساتھ حریفوں سے دیرسری پیکار ہے

آرڈر بان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا ناول برقی سلسلہ



میں ایک سو تیس کے آسودگی جموں کر مچی تھی۔ میں نے اور بے باک ہو سکتے نہ فریاد کے خلاف فریادیں والے پہلے دو دشمنوں کو ختم میں پہنچا دیا تھا۔ باقی سازش کرنے والوں کے نام اور بے ذہنوں میں محفوظ تھے۔ ہم مناسب وقت پر انہیں بھی ختم کاروائی دکھانے والے تھے۔

سٹورنڈ لیڈ میں ان دشمنوں سے منٹنے کے بعد بے باک میرے پاس لیا گیا تھا اور مجھے اپنی والدہ سزا ہاتھ پر تپیلے ہی دیا تھا تاکہ وہ جس طرح بند ہو جس کی مرے سزا فراتے ساتھ ہو گیا تھا۔ اس قدر تازہ تر ہوا تھا کہ دن اسلام آباد چل کر گیا تھا۔ اس نے کئی برس کی تنہا دینے والی گوشوں کے بعد نئی جینتی کا طعم حاصل کیا تھا۔ اپنے نئے عجب فریاد سے رابطہ کرنا چاہتا تھا لیکن بد قسمتی سے وہ ڈاکٹر ہمارا جگ کوندر خارج سترز جونی کے کالے ظلم میں پھنس گیا تھا۔ اس کے بعد ایک برس تک اس کا ظلم بن کر اس کے احکامات کی تسلیم کرنا رہا تھا۔

میری عقل نے کھلم کھلا حقائق کے لئے میں ہمدرد رہنے والے دشمنوں کو فوراً ہی موت کے گھاٹ نہیں اتارنا چاہیے۔ پہلے اسے ان کی طاقت چھین لی جانی چاہیے۔ لیکن اس قدر کمزور بنا دینا چاہیے کہ وہ مٹی کے کیڑوں کی طرح پھینکے رہیں اور کبھی بھی ابرو سے فریاد کے قدموں سے آکر کھلے جا سکیں۔

”تم کسی سمت میں سوچ رہے ہو۔ بدترین دشمنوں کی ایسی ہی موت مرنا چاہیے کہ دوسرے دشمنی کرنے والے عبرت حاصل کر سکیں۔“

”پچھلی رات میں نے فون کے ذریعے اسے دل میں یہ ہمت پیدا کر دی ہے کہ پاپائے کسی کا ظلم حاصل کر لیا ہے اور اب وہ اپنا ظلم اور داغِ ظلم خالی کر رہے ہیں۔“

”اور دوسرے ممالک کے ادارے کیوں کبھی بھیجاتا دیا ہے۔ سب ہی وہشت میں جھکا ہوں گے۔ یہ اچھا طریقہ لگا ہے۔“

”ہاں، یہ ایک بہت بڑا کام ہے۔“

اور ایک بیٹھی ہے۔ وہ لندن میں عزت داروں کی طرح شرفیاء زندگی گزار رہے ہیں۔ اس اور بیٹی سیدھی سادگی میں ہیں۔ لیکن اپنے باپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتی کہ وہ کسی قدر ہراساں ہے اور اظہارِ دل نہیں دے کر کبھی ہراساں زندگی گزار رہا ہے؟ بیٹی کو کچھ سمجھ جاتی ہے۔ اپنے شوہر کی راز دہی کے بغیر اور بدنام نہیں ہے۔ اس کا بیٹا چنانچہ راج بہت ہی مغرور ہے۔ اسے پہلوانی کا شوق ہے۔ فٹزی اسٹائل میں رسل ہے۔ ڈیڑھ لاکھ لیا بیورا دیا جیسے شوہر دمخرف اداروں کا ممبر ہے۔

”اس کا مطلب وہ اچھا خاصا قدر آور ہاؤزی بلڈ ہو گا؟“

”ہاں، ہاؤزی تو خوب بنائی ہے لیکن عیاش ہے شراب پیتا ہے۔ بڑے بڑے نامور پہلوانوں کے مقابلے میں بھی جیت نہیں سکتا لیکن برین ماسٹر لیجسٹی کے ذریعے اس کی کھلت کو ختم میں چل دیا گیا ہے اور بچنے کو مجھارتا رہتا ہے کہ وہ عیاشی اور شراب نوشی سے باز آجائے۔“

اس نے اسے فٹزی اور شوہر ہوا کہ اپنی کنائی کرتا ہوگا؟

”ہاں، یہی بات ہے۔ جب تک وہ ریسلنگ کے لیے جاتا ہے فون پر اپنے باپ کو اطلاع کر دیتا ہے اور لوہے کے مقابلے کے وقت باپ اپنے بیٹے کے اندر پہنچ جاتا ہے۔ اس باپ کی دھمکی سے ایک شرمناک ڈھنگ سے منٹنے والے کے لیے

بے حس ہوں گے بعد دنیا کے بڑے بڑے چیمپئن پہلوان کھلم کھلا دوسرے سے مقابلہ کریں گے۔ ان میں جان بچ کر کام بھی شامل ہے۔ اس بار باجی لاکھ ڈالر کا بہت بڑا انعام رکھا گیا ہے۔ باپ اپنے بیٹے کو اس مقابلے میں بھی ہارنے نہیں دے گا۔“

”اور میں اسے جیتنے میں مدد کرے گا۔“

”میں نے کیا سوچا ہے۔ مقابلے کے وقت میں اس کے مقابل پہلوانوں کے درمیان میں ہوں گا اگر اس کے اندر کچھ ٹی ٹی تو میرا ہراساں کرنے بیٹے کے درمیان میں ہی وہ کر اسے کھٹ کھانے پر مجبور کر دوں گا۔“

”یہ مناسب نہیں ہے۔ اس کے اندر ماسٹر موجود ہوگا۔ میں نہیں چاہتی کہ تم بھی دی ایسی ہماروہ کر ماسٹر سے خیال خرابی کا مقابلہ کرو۔ اسے معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ اس مقابلے میں وہاں کوئی خیال خرابی کرنے والا موجود ہے۔“

”میرا بھراڑ مشکل ہوگی۔ کیونکہ راج کے مقابلے جو بھی پہلوان اسے گورہ دیتا ہوگا کامیاب ہوگا شراب نہیں پیچا ہو گا۔ میری خیال خرابی کی لہروں کو کھینچ کر تھے ہی ماسٹر روک لے گا۔ مجھے اپنے اندر اتارنے نہیں دے گا۔ اس طرح ماسٹر سے سختی نہیں بنا سکتوں گا۔“

میں نے مسکرا کر کہا۔ ”ابھی تو باپ صاحب کے ادارے کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتے ہو۔ وہاں جوانوں کو بڑھ کر لے کر ان کی انٹرنیٹ اسٹائل ریسلنگ کی کواہر تربیت دی جاتی ہے۔ میرے تین بیٹوں نے پارس، پھرس اور فٹزی لیجسٹی میں سے ایک کھتے ہی شہوں میں طرح طرح کی فریبگیاں حاصل کی ہے اور تینوں ہی ناقابل کھت فائزر ہیں۔ میں معلوم کر رہی ہوں کہ ان میں سے آج کون کبھی چٹاری کے ساتھ ہے۔ جو پورے فارم میں ہو گا اسے کھل کی کسی حفاظت سے نکلنا ڈھنگ سے یاد کروں گی۔“

”بے باک نے کہا۔“ کبھی خیال خرابی کے ذریعے اپنا اور اپنے بھائیوں کا نام اس مقابلے میں شامل کرنا سکتے ہیں۔ آپ اپنے بیٹوں سے بات کریں۔ میں مسٹر برین ماسٹر کے باپ کا چہرہ ہوں۔“

وہ لندن کے ایک ہوٹل میں تھا۔ وہ فانی پر اپنے کمرے میں حاضر ہو گیا پھر اس تبدیلی کر کے ماسٹر لیجسٹی کی طرف جانے لگا۔

اس نے خیال خرابی کے ذریعے معلوم کیا تھا کہ سو بیٹا اپنی بیٹی اچانک سے ساتھ آرتھ کا بیٹا کی طرف جانے والی ہے۔

وہ ان کے پیچھے کے سامنے کھینچ کر آگیا۔ ٹھوڑی دیر بعد وہاں بیٹھی باہر کھینچ کر آگیا۔ اس میں چند گروہوں سے جانے لگیں۔ وہ اندھن چروں کے ذریعے پہچانے یا کھانے کے دور کرنا ہوا آرتھ کا بیٹا تھا۔ اس کا بیٹا آرتھ کیلری کی بھیگی ہوئی کمال حاصل کرنے والے طور پر اظہارِ طاقت کی بنا ہوئی تصویریں لگائی جاتی تھیں۔ اپنا بھی اپنی ماں کے ساتھ چلے آگیا۔ اسے اپنے ہاتھ سے بنا ہوئی تصویریں دکھارہی تھی۔

بے باک نے وہاں پہلی بار اپنا زور فرمایا ہے۔ دیکھا تو وہ اسے بہت اچھی لگی۔ بہت ہی سیدھی سادگی لگتی تھی۔ اس نے کسی قسم کا میک اپ نہیں کیا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ دوری لڑائیوں کے مقابلے میں بے حد حسین لگ رہی تھی۔ وہ سوچتا ہے کہ وہ کبھی ”بھی ایسی سب عام عورتوں میں سے ہے۔ آج آپ کو کبھی ایسے اپنے ساتھ کر پورا پورا ہیروئن بنا سکتے ہوں لیکن ادھر دیکھیں ایسا ایک تجزیہ آرتھ ہے۔ اسے کھنا مشکل ہوتا ہے۔“

سوچتا ٹھوڑی دیر تک اس تجزیہ آرتھ کو دیکھتی رہی پھر یوں۔ ”بھری کھنکھن تو کبھی آ رہا ہے۔ یہ تم نے کیا کیا ہے؟“

”یہ ایک ایک فنکار کے وہ احساسات اور جذبات ہیں جو اس کے اندر چھپے ہوئے ہیں۔ وہ اسے قصودوں کے ذریعے ظاہر کرتا ہے۔ یہ میرے اندر کے ہوتے ہیں۔ جذبات اور احساسات ہیں۔ میں اس کی ایک ٹو ٹو کالی یادوں کی گاتے اسے اچھی طرح دیکھیں اور شوہر کو کر آپ کی بیٹی کے اندر کتنے خصوصیات اور حسین خیالات چھپے ہیں۔“

”بے باک نے تم اس کی کالی نے آنا۔ اب میں جا رہی ہوں۔ لیکن وہ بیگ بند ہو گا۔“

وہ اپنی ماں کے ساتھ گلی سے پلٹ کر جاتے گی۔ ایسے ہی وقت اس نے ایک نظر بے باک پر ڈالی پھر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا مگر بے باک کی مرضی کے مطابق اس کے بارے میں سوچنے کی پھر وہ دروازے پر پہنچ کر گر کر گئی۔ وہاں سے پلٹ کر اسے دیکھنے کی سوچا ہے۔ پوچھا۔

”کیا بات ہے؟“

وہ چہ چہ تھکے ہوئے ہوئی۔ ”بھیس، کچھ بھی نہیں۔ آئیں پلٹے ہیں۔“

وہ وہاں سے چلی گئی لیکن اسی کے بارے میں سوچتی رہی۔ ”یہ سیاہ فام ننگو راستے پر شخص کیوں ہوتے

کہا۔ گویا وہ اس امر کا ہی گوری جی حسنا میں ان کا لے
نو جہاں پر برسی ہیں، شادی کرنی ہیں، ساری عمران کے
ساتھ گزرتی ہیں۔ پتھنیں، ان میں ایسا کیا بات ہوتی
ہے؟

دوسری طرف وہ اس تجربی آرٹ کے سامنے کھڑا
ہو گیا۔ یہ سیدھی کے اچانکے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اس نے
اگرچہ اسے یورپ تک گئی ہی حسنا میں دیکھی تھی۔ ان سے
ملاقات بھی رہا تھا لیکن اس کی طرف کسی نے اسے پہلی نظر میں
تازہ نہیں کیا تھا۔

دو سوچ رہا تھا۔ "یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟ میں دوسروں
کے خیالات بہت اندر تک اور بہت دور تک پڑھ لیتا ہوں مگر
اپنے ان کی بات کیسے نہیں سمجھتا ہوں۔ کیا اس لڑکی میں
کچھ ہے؟ اس نے پہلی نظر میں اس کی طرف توجہ کی تھی اور
اس نے یہ متعلق سوچنے پر مجبور کر رہی ہے؟"

وہ ایک جگہ بیٹھ کر آیا کہ خیالات تو پڑھنے لگے۔ یہ معلوم
کرنے لگا کہ اس نے کن احساسات اور جذبات کے تحت وہ
تجربہ ہی آرٹ تھی کیا ہے؟

اس آرٹ کی گہرائی میں ایک سے ایک خوبصورت اور
خفاں آفریں تصاویر گھس گھس کر نمودار ہوتی چلا جاتا کہ اس
آرٹ کا رنگ کے ظہور اور حالات تھکے ذہن ہیں اور کسی
فنکار نے نہ ملائیں رکھے ہیں اور کوئی فریڈر یا آقا تھا تو ان
تصاویر کو فرشتہ بھی کیا جاتا تھا۔

انچائے اس آرٹ کی گہرائی کے انچائے سے کہا تھا کہ اس کی
تصویر کو صرف ہی فریڈر سے حوالے کیا جائے جو تجربہ ہی
آرٹ سمجھتا ہو اور گودا تادے گا کہ اپنے اپنے کن احساسات
اور جذبات کے تحت یہ کن پارہ چٹن کیا ہے جو وہ اسے فرشتہ
کرنے کی اجازت دے رہے۔

وہ مسکرا کر اسی دل میں کہنے لگا۔ "اے اے تو میں
خی فریڈر! یہ ہے ہماری طرف پڑھنے کا بیٹھارہ ملہ ہے۔ خدا
کے سے میں نہیں ماری زندگی کے لیے فریڈر ہوں۔"
پھر اس نے سر جھک کر سوجا۔ "میں اس لڑکی کو کیسے
حاصل کر سکتا ہوں؟ تو میرے دل میں حسنا ہے۔

میں اس کی طرف اور لگا کہ یہ کب تک مجھے ہی اسے حاصل کر سکتا
ہوں۔ کئی ہفتوں کے ذریعے اس کے دماغ پر قبضہ جو اسکا
ہوں۔ تو جی میں کے ذریعے اپنا تبادلا بنا سکتا ہوں پھر تو یہ
میرے مفروضوں میں ہونے لگی۔"
اس نے انکار میں سر ہلا کر سوجا۔ "میں، خدا مجھے
محتاج کرے۔ میں اس سے پیار کروں گا اس پر جبر نہیں

آدمے کہنے کو بھرنے اس کی تصویر کو دیکھنے ہی کہا۔
اور اپنا زہاد، اگر چہ نے ایک کالے جڑان کی تصویر بنائی
تھی۔ اس میں لائے اینڈ شین کا احتجاج بہت ہی فنکارانہ
ہے۔ اسے عمل کر لو گی تو یہ تمہاری بہترین تصویروں میں سے
ایک ہوگی۔"

اس نے کہا۔ "مرا بچہ میں نے کہے وہ بدمعاش ہے۔
تصویر بنانی ہے؟ اب اسے کھلے ہا کر دائرہ کر کے ذریعے
گھم کر دوں گی۔"

وہ اس کی باتوں کو بڑے سے رعب میں لینے لگی۔ بے ہابک
مجھے ملے صاحب کیا۔ "مما ایسا لندن میں آپ لوگوں کی
دہلیش کیا ہیں تو ضرور ہوں گی؟"

وہ اور بہت لندن برٹش میں دوسرا بھنگا ہے۔ وہاں عالی،
گھبرا، پارٹس اور پوسٹ وغیرہ جاتے رہتے ہیں۔ تم کہاں رہتا
ہو گے؟

"میں آپ کے بیٹے میں رہتا ہوں۔"

"میں ابھی چوکیدار کو نثر کرنی ہوں۔ دو بجے کی پانی
گھسارے حوالے کرے گا۔"

"ایک اور بات ہے ماما! کیا اس بیٹے میں کوئی صوفت
ہے؟"

"ہاں، ایک چھوٹا سا۔ خدا ہے۔ جب تو وہاں جاؤ
تو میں اس کا چہرہ اور لڑاؤ تمہیں متاؤں گی۔ ویسے نہیں اس
کی کیا ضرورت ہے؟"

بارگاہ

ان کے لیے جن کے سینے حموال دیتے ہیں،
آنسو کی آہوں اننگوں اور وصلوں کی داستان
مغرب اثر، حیرت انگیز تا قافلہ شاموش

بارگاہ خان کی آپ بیتی جگ بیتی

ان کے لیے جن کے سینے حموال دیتے ہیں،
آنسو کی آہوں اننگوں اور وصلوں کی داستان
مغرب اثر، حیرت انگیز تا قافلہ شاموش

7 سے 100 تک
تقریباً 600 سے 700 تک
تقریباً 600 سے 700 تک

بڑے شہروں میں ہمارے ایجنٹ ہیں
کراچی: لاکھنؤ نئی دہلی: اخبار مارکیٹ
لاہور: شیش پور نئی دہلی: اخبار مارکیٹ
راولپنڈی: انارکلی نئی دہلی: سٹی چوک
لیال آباد: ملتان، حیدرآباد: بازار گھنٹہ گڑھ
پشاور: چمنوے شہر اور تحصیل
ایجنٹ حضرات کی ضرورت ہے
اپنے ایجنٹ کے لیے

کتابیات پبلسیشنز
فون: 021-5804300
23 ستمبر 2007
www.wahoo.com
Email: info@wahoo.com
74200 کراچی

انہارجے سے اسے بلایا ہے۔ اپنا نے اس سے فون پر کہا۔
"مئی آپ میرے لیے گاڑی بھیج دیں۔ میں گھر آنا چاہتی
ہوں۔"

سوچتا نہ کہا۔ "ٹھیک ہے، ابھی آدھے گھنٹے میں
ڈراما ٹیویژن ڈی کے رٹنگ جائے گا۔"

دو درمیں لپٹے ہوئے کیوں گواہا کر آرٹ گیلری میں
آگئی۔ وہاں کا انہارجے اپنے آفس میں اس کا انتظار کر رہا
تھا۔ اسے دیکھتے ہی بلا۔ "میں اپنا انہارجے اسے تجری
آرٹ کا ایک فریڈ اریکا ہے۔ وہ اسے دیتا ہے۔"

مئی کہہ چکی ہوں کہ کسی باڈق خریداریا کو اپنی وہ تصویر دوں
گی۔
"ہے شک، اس خریداریا کو دعویٰ ہے کہ وہ تہااری ہائی
ہوئی تصویر کو پوری طرح مجھ رہا ہے اور مجھ کو ہی اسے خریدنا
چاہتا ہے۔"

ایسے ہی وقت ہے باک نے دو دروازے پر آکر پرچہما۔
"کیا میں اندر آسکتا ہوں؟"

اپنا سے دیکھ کر ایک دم سے چونک گئی۔ اس کے پاس
رکھے ہوئے کیڑے میں ایسی کی تصویر کی اور وہ تصویر اس نے
اپنے ہاتھ سے نکالی کی۔ انہارجے نے کہا۔ "آپ بے سٹر ہے۔ وہ
باک سونگ ان سے ہیں۔ یہ ہیں اس سائنس... وہ تجری
آرٹ اس لڑکی کی تخلیق ہے۔"

وہ اسے دیکھ کر کھڑکی ہو گئی تھی۔ اس نے قریب آکر
مسالنے کے لیے ہاتھ بڑھا دے ہوئے کہا۔ "تم سے مل کر
خوشی ہو رہی ہے۔"

اپنا نے مسالنے کے لیے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا تو
کیا اس کی دل کی دھڑکن سے تریب ہو گئی۔ کسی کے پیچھے
رکنے کو کیوں نہیں میں اس کی تصویر کی۔ مسالنے سے وہ تصویر والا
کہتا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔ ہے باک نے کہا تھا
کہ تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ اسے مگی جو اپنی تصویر پر
کہنا چاہے تھا کہ مجھے آپ سے مل کر خوشی ہوئی ہے لیکن وہ
اسے سمجھتی نہ ہو سکی۔ مگر مگر ہو کر ہو گئی۔ یوں لگ رہا تھا
جیسے وہ ہاتھ اس کے پیچھے میں چلا گیا ہے اور وہ اپنا ہاتھ واپس
نکھن لال کئی۔

ہے باک نے سکرانے ہوئے کہا۔ "تم شاید خیالی دنیا
میں رہتی ہو؟ اس وقت دنیا ہی طوری حاضر نہیں ہو؟"
وہ ایک دم سے چونک کر اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی۔
"مئی، اپنی ہاں۔ وہ میں بچو اور سوچتی ہی کی کیا آپ ہی اس۔"

تصویر کو پڑھنا چاہتا ہے ہیں؟"
"ہاں، اس تصویر میں بڑی گہرائی ہے۔ میں عمران
ہوں کہ تم نے اپنی پہلوی میں میری اتنی گہری تصویر کیے بنا
لی۔"

اس نے پرچہما۔ "کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ میں اپنی اس
تصویر کے ذریعے کیا کہنا چاہتی ہوں؟"

"ہے تصویر کے سامنے وضاحت کر سکتا ہوں۔"
وہ دو باک سے آرٹ گیلری میں آگئے۔ ہے باک نے
کہا۔ "تصویر میں گہرائی رنگ ہے۔ یعنی اسے نہیں کرنے
والی ابھی تاری میں ہے۔ اپنے احساسات اور جذبات کو
کچھ کچھ سمجھ رہی ہے۔ وہ شاکت گفتف دیا ہوں سے ایک
دوسرے میں بیعت ہو گئے ہیں۔ میری شاکت کے گوشے میں
تخلیق کیلئے اور جذبے سے رنگ ہیں۔ ان شاکت کے پیچھے
آپ کی فوس فراز سمجھتی گی ہے لیکن اس میں سات رنگ نہیں
ہیں جو فوس فراز کے نیچے سات رنگوں کے چھوٹے چھوٹے
سے نکتے بنائے گئے ہیں۔"

وہ بول رہا تھا اور اپنی حیرانی سے اس کا منہ کھلا رہی
تھی۔ کیونکہ جو اس کا دماغ میں نہیں دھی اس کی
زبان پر آ رہی تھی۔

اس نے کہا۔ "اس تصویر کو بنانے والی ابھی ہوئی ہے۔
کیونکہ فوس فراز کے سات رنگ باہل معدوم ہیں۔ وہ
سات رنگ تفوق کی صورت میں نہیں لیکن نظر میں آیا
ہیں۔ یعنی وہ پوری طرح فوس فراز میں نہیں گئے ہیں
نہیں؟ کوئی اس کی زندگی میں رنگوں کی بہا کے کرتے گا یا
نہیں؟"

اپنا ایک دم سے سمجھ گئی کیونکہ وہ اس کے اندر کی باتیں
پان کر رہا تھا کہ اس نے کہا۔ "میں نہیں ٹھیک ہے۔ میں سمجھ
گئی۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے اسے تجری آرٹ کو سمجھتے ہیں۔ ہے
شک، آپ اس تصویر کو پڑھنے کے متعلق ہیں۔"

وہ سب واپس اپنی کرسیوں پر آکر بیٹھے گئے۔ انہارجے
نے کہا۔ "یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ تمہاری تصویر کو سٹر ہے
باک نے پوری طرح سے سمجھ لیا ہے۔"

انہارجے بار بار سے چوڑھنوں سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے
کہا۔ "ہاں، مگر میں یہ تصویر فروخت کرنا نہیں چاہتی۔ انہیں
گفت کے طور پر دینا چاہتی ہوں۔"

ہے باک نے سکرانے کہا۔ "میں آپ کی تصویر کو سمجھ رہا
ہوں۔ اس کی قدر کر رہا ہوں اور آپ میری اس طرح قدر کر
رہی ہیں کہ اس تصویر کو گفت کے طور پر دینا چاہتی ہیں۔"

وہ نظر پر آ کر بولی۔ "میری خواہش ہے کہ کسی یہ تصویر
کھرے کی قدر وہ ان کے گھر میں بیٹھے۔"
انہارجے نے ذرا پریشان ہو کر کہا۔ "لیکن میں اپنا
جہاں سے بھی تصویر فروخت ہوتی ہے۔ اس کی قیمت کا
مجھے لیندہ کا کیوں ڈوڑھین کے طور پر دینا چاہتا ہے۔
مگر میں۔ ہے بتائیں آپ کا بچے کے لیے کتنا ڈوڑھین چاہتے
ہیں؟"

انہارجے نے کہا۔ "مگر ازم ایک ہزار ہا ڈو۔"
ہے باک نے اپنے ایک سے اپنے ایک سے دو ہزار ہا کے پانچ
فوت نکال کر اسے پیش کرتے ہوئے کہا۔ "میری طرف سے
ہے پانچ ہزار ہا ڈو ڈوڑھین کے طور پر رکھ لیں۔ تو آپ کو
کوئی اعتراض نہیں ہے؟"

وہ ذرا حیرت میں بولا۔ "آپ تو شرمندہ کر رہے ہیں۔"
پرچہما نے جلدی سے اٹھتے ہوئے بولا۔ "آپ شریف
رہیں، میں ابھی تصویر کو بیگ کر رہا ہوں۔"
وہ وہاں سے چلا گیا۔ اپنا فون کے ذریعے اپنی ماں سے
پرچہما کی ہوا۔ "آپ نے ابھی کتنا بھاری نہیں سمجھی؟"
ماں نے کہا۔ "ڈراما ٹیویژن کے لیے کرنا چاہتا ہے۔ پتا نہیں
کہاں رہا دیکھا ہے؟ اسے اب تک تمہارا سہا سہا کا نانا چاہے
تھا۔"

"نہیں، اس کو تو کوئی بات نہیں۔"
انہارجے ایک ملازم کے ساتھ کمرے میں داخل ہوتے
ہوئے بولا۔ "میں آپ کی تصویر بیگ ہو گئی۔"
ہے باک نے فریج میں لپٹے ہوئے دوسرے کرسیوں کو
اٹھاتے ہوئے اپنا سے کہا۔ "پلو، میں ڈوڑھیں آپ کو دوں
گا۔"

وہ دونوں انہارجے سے صاف کر کے کمرے سے باہر
آگئے۔ ملازم تصویر اٹھانے ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا اور
اپنا ہے باک کے پیچھے پیچھے ہوئے تھی۔ اسے اور مگی کیوں
دیکھ رہی تھی۔ وہ اپنی ہی تصویر اٹھانے اس کے آگے اس کی
رہا تھا۔ اس کی کار کا بچے کے باہر کھڑی ہوئی تھی۔ وہ کھلی سیٹ
کا دروازہ کھول کر کیوں کو وہاں رکھتے ہوئے بولا۔ "اس میں
میں شاید عورت کی تصویر ہو گی؟ کیا میں رچہ بنا کر
اسے دو سکتا ہوں؟"

وہ جلدی سے بولی۔ "نہیں، یہ کیوں ابھی سادہ ہے۔
میں گھر جا کر کوئی تصویر بناؤں گی۔"

ملازم دوسری تصویر گاڑی میں رکھ کر چلا گیا۔ وہ آگے
سیٹ پر اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ گھر کی طرف ہاتھ ہونے
بولی۔ "تمہاری اس ریضہ کار سے اعزاز ہو رہا ہے کہ اس شر
کے لیے ہو؟ کتنا ہے؟"

"تمہارا اعزازہ درست ہے۔ میں کل فیکس کنٹریٹ
میں تھا۔ کچھ رات ہی یہاں آیا ہوں۔ اب یہیں رہنے کا
ارادہ ہے۔ جہاں میرا ایک بنگلا ہے۔ آج شام تک ایک رات
بھی خریدے لوں گا۔"

"مگر بڑے میں ہو؟"
"ہاں، میرے اور جو بہارت کا کاروبار ہے۔ لاگوں
کر دوں گا لیکن وہ ہوتا ہے۔"

وہ ہاتھ کے دوران اسے اپنا انڈرس سمجھاتی جا رہی
تھی کیونکہ پرچہما نے ہے باک کے پیچھے کے امانے میں
کچھ کاروں کو دئی۔ اپنا نے پرچہما۔ "کیا میرے ساتھ کسی
پتا پانڈ کر دے؟"

وہ سکرانے بولا۔ "پہری خوش نصیبی ہو گی۔"
وہ اس کے ساتھ پیچھے کے اندر آ گیا۔ اپنا نے اپنی ماں
سے اس کا تعارف کرانے ہوئے کہا۔ "میں امان کی سے ہیں۔ یہ
سٹر ہے باک سونگ ہیں۔ بہت ہی باڈق انسان
ہیں۔ انہوں نے میری اس تجری آرٹ والی پینٹنگ کو بڑی
گہرائی سے سمجھا ہے۔ میں نے وہ تصویر فروخت نہیں کی بلکہ
گفت کے طور پر انہیں دے دی ہے۔"

اپنا نے پریشان ہو کر فون بھڑک رہا ہے۔ ہے باک نے
پرچہما۔ "کیا کوئی پر اہم ہے؟"

وہ چونک کر بولی۔ "نہیں، دراصل میری کار رائے
میں شراب ہو گئی ہے، ڈراما ٹیویژن سے جہاں بیٹھے گا۔"
"یہ تو کوئی پر اہم نہیں ہے۔ تم میرے ساتھ میری گاڑی
میں چلو۔ جہاں کوئی دہاں پٹاں ہو گا۔"

وہ نے سمجھاتے ہوئے بولا۔ "وہ انہیں۔ میں جلی
جاؤں گی۔ تمہاری وہ بڑی گاڑی ٹھیک ہو جائے گی۔"
"ٹھیک ہو جائے گی تو ذرا تیرا سے کمرے آئے گا۔ کیا
میرے ساتھ بیٹھے پر کوئی اعتراض ہے؟"

2007

آنکھوں کے سامنے تھا۔ وہ خود بھی سمجھ نہیں پاتی تھی کہ یہ سب کیسے ہو گیا؟ پھر اسے کیا جواب دینی۔

موزیکا خاموش اور شوشی ہوئی نظروں سے ہٹتی کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی جھجک اور شرمانے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ سچ سچ اس نیکرو سے متاثر ہو گئی ہے۔

اس نے کہا۔ ”اینا! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ مسٹر بے باک کہہ رہے ہیں تم نے پہلے انہیں کبھی نہیں دیکھا پھر یہ تصویر کیسے بنائی؟“

وہ بے باک کے سامنے بری طرح گڑبڑا گئی تھی۔ شرما رہی تھی۔ کوئی جواب نہیں دے پا رہی تھی۔ یہ کہتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ ”میں کچھ نہیں جانتی۔ میں کچھ نہیں بتا سکتی.....“

اس نے ہٹتی کو جاتے ہوئے دیکھا پھر بے باک سے کہا۔ ”تم بیٹھو، کافی پیو۔ میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں۔“

وہ بیٹھ کر کافی پینے لگا۔ موزیکا بھی اپنی بیٹی کے حصے کی کافی پیتے ہوئے بولی۔ ”تم کون ہو؟ کہاں رہتے ہو اور کیا کرتے ہو؟“

اس نے اپنا سے راستے میں جو کچھ کہا تھا۔ وہی اس کی ماں کو بتانے لگا۔ اس نے پوچھا۔ ”کیا یہ سچ ہے کہ میری بیٹی سے پہلے کبھی نہیں ملے؟ آج تم دونوں کی پہلی ملاقات ہوئی ہے؟“

”ہاں، میں یہی سمجھتا ہوں۔ ہو سکتا ہے اپنا نے مجھے پہلے کہیں دیکھا ہو۔ میرا چہرہ اس کے ذہن میں نقش ہو گیا ہو۔“

”لیکن تم میں ایسی کیا بات ہے کہ تمہارا چہرہ میری بیٹی کے ذہن میں نقش ہو جائے گا؟“

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ ”یہ سوال تو آپ کو اپنی بیٹی سے کرنا چاہیے۔“

وہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔ ”دیکھو! تمہارے اور اپنا کے درمیان کوئی انٹرا سٹینڈنگ ہے تو مجھ سے نہ چھپاؤ۔“

وہ بولا۔ ”میں نے تو آج پہلی بار آپ کی بیٹی کو دیکھا ہے لیکن اس تصویر سے اندازہ ہو رہا ہے کہ یہ مجھے کہیں دیکھ چکی ہے۔ اب اس کے دل میں کیا ہے؟ میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں؟“

”میں تو تمہارے دل کی بات پوچھ رہی ہوں۔ میری بیٹی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟“

”بہت ہی نیک خیال ہے۔ وہ ایک اچھی اور سیدھی سادی سن لڑکی ہے۔ کوئی بھی جوان اسے پہلی نظر میں پسند کر

موزیکا نے بیٹی کے ساتھ اس کیونوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ”کیا یہی وہ تصویر ہے؟“

”نہیں یہ سادہ کیونوں ہے۔ دوسری تصویر بنانے کے لیے لائی ہوں۔ پلیز، آپ اسے میرے کمرے میں رکھ دیں۔ میں ان کے لیے کافی بنانے جا رہی ہوں۔“

موزیکا اس کیونوں کو اٹھا کر بیٹی کے کمرے کی طرف چلی گئی اور اپنا کافی بنانے کے لیے چکن کی طرف بڑھ گئی۔ بے باک ایک صوفے پر بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ وہ اس کی تصویر اسی سے چھپا رہی تھی۔ یہ تاثر دینا نہیں چاہتی تھی کہ اس سے متاثر ہو گئی ہے۔ وہ اس کے ذہن میں اس طرح نقش ہو گیا ہے کہ سامنے بٹھائے بغیر اس نے اس کی تصویر بنالی ہے۔

وہ خیال خوانی کے ذریعے باری باری ان ماں بیٹی کے اندر جا رہا تھا۔ ادھر بیٹی کافی تیار کر رہی تھی۔ ادھر اس نے موزیکا کے ذہن میں یہ سوچ پیدا کی کہ کیونوں کے رپور کو کھول کر دیکھنا چاہیے بیٹی نے کچھ بنایا بھی یا نہیں؟

اس نے بے باک کی مرضی کے مطابق رپور کو ہٹا کر دیکھا تو حیران رہ گئی۔ بیٹی نے کہا تھا کوئی تصویر نہیں ہے جبکہ وہ اس مہمان کی تصویر بنا کر لائی تھی جو ڈرائنگ روم میں بیٹھا ہوا تھا۔

وہ بے باک کی مرضی کے مطابق سوچنے لگی۔ ”کیا میری بیٹی اس نیکرو جو ان سے متاثر ہو گئی ہے؟ تعجب ہے۔ ہماری نسل کے گورے چٹے کتے ہی نوجوان اس سے لفٹ لینا چاہتے ہیں لیکن وہ کسی کو منہ نہیں لگاتی۔ کیا اس جوان سے متاثر ہو گئی ہے؟“

اپنا ایک ٹرے میں دو کپ کافی لے آئی۔ اس نے ایک کپ بے باک کو پیش کیا۔ ایسے ہی وقت موزیکا کیونوں اٹھائے وہاں آگئی۔ بیٹی کو دیکھتے ہوئے بولی۔ ”اینا! یہ کیا تم نے تو کہا تھا کیونوں سادہ ہے؟“

اپنا ماں کے ہاتھ میں اس کیونوں دیکھ کر گھبرا گئی۔ اس نے جھینپ کر بے باک کو دیکھا پھر نظریں جراتے ہوئے ماں سے کہا۔ ”آپ نے اسے کھول کر کیوں دیکھا؟ میں نے منع کیا تھا۔“

بے باک نے تصویر کو دیکھ کر حیرانی ظاہر کی۔ ”اینا! تم نے آج سے پہلے مجھے کبھی نہیں دیکھا پھر یہ تصویر کیسے بنا ڈالی؟ تعجب ہے.....“

وہ کیا جواب دیتی؟ بری طرح جھینپ رہی تھی۔ شرما رہی تھی۔ یہ کیسے کہتی کہ وہ ایک ہی بار دیکھنے کے بعد اس کے ذہن میں نقش ہو گیا تھا۔ کیونوں پر اسے کچھ کرتے وقت اسی کا چہرہ

سپنس ڈائجسٹ

سب کو اپنا معلوم اور تابعدار بنائیں گے۔
 "ہاں، ہمیں اس سے ہمیں آئے والے فریاد کو
 انتقامی کارروائی کے سلسلے میں نام بنانا پڑے۔ میں
 تیری فائل اس میں لکھ کر بھیج دو۔ میں
 دوسرے ممالک کے اکابرین کو اپنا تابعدار بناتوں گا۔ ان
 کے دماغوں کو لاک کر تار ہوں گا۔"
 وہ دونوں اپنی اس پانچ پر عمل کرنے لگے۔ بے باک
 مومن اس کے بارے میں بے چین جا رہا تھا کہ وہ کیا کرے
 ہیں۔ لیکن امریکی اکابرین کے اندر سچے کہ یہ کچھ کیا تھا کہ وہ
 اپنے تعلق ہی جتنی جانے والوں کے ذریعے اپنے اپنے دماغوں
 کو لاک کر رہے ہیں۔
 "میرا وہ قلم دشمن کی بات
 سے ہی طرح فرخندہ ہو گیا کہ فریاد آگیا کہ تم نے ہمیں
 نئی زندگی کا آغاز کیا ہے اور آقا کرتے ہی فرخندہ اور ایک
 جاہل بادکوبہ کے کلمات اتارنا ہے۔ یہ یوں پرکھی ہوئی خبر
 ہے کہ تم نے بہت زیادہ ہوش نہ کرنا ہے۔ اب وہ فریاد کا
 راستہ روکنے کے لیے اپنے تعلق ہی جتنی جانے والوں کے
 ذریعے اپنے دماغوں کو لاک کر رہے ہیں۔ یا بے وقت
 ہمارے تعلق ہی جتنی جانے والوں کو ان سب کے اندر آتے
 جانے رہتا ہے۔"
 "تم اپنا کومیر سے پاس بھیج دو۔ میں اس سے بات کرتی
 ہوں۔"
 بے باک نے خیال خرابی کے ذریعے ایسا کو مخاطب
 کرتے ہوئے کہا۔ "سزا امانت نہیں بنایا ہے۔"
 وہ فریاد ہی میرے پاس آ کر ہوئی۔ "السلام علیکم و
 حاضر ہوں۔"
 "وہیکم السلام یا میرے خیالات
 پر۔ ابھی معلوم ہو جانے گا کہ میں نے تمہیں کس لیے بنایا
 ہے۔"
 وہ تھوڑی دیر تک میرے خیالات پر ہنسی اور بھروسہ
 میں سمجھتی رہی۔ اب جانتی ہیں کہ اکابرین کے دماغوں
 کو لاک کیا جانے تو ہم تعلق ہی جتنی جاننے والے دماغوں کو
 رہیں۔ جن کو ڈیڈ اور ڈیڈ دماغ کے ذریعے ان کے دماغوں کو
 لاک کیا جائے انہیں وہیں لٹھن کر لیں۔"
 میں نے بے باک سے پوچھا۔ "امریکا میں کتنے
 اکابرین اس سزا میں شریک تھے؟"
 اس نے کہا۔ "دہاں چار ہیں۔ جو کہ میں تمیں فرمائیں
 میں وہ اور جرمنی میں دو اور اکابرین ہیں۔"

میں نے کہا۔ "ہمیں اس پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کر
 چاہیے کہ کے فرانس اور جرمنی کے اکابرین کی بات ہے
 دماغوں کو لاک کرنا چاہیں گے لہذا ہمارے تعلق ہی جتنی
 جاننے والوں کو ان سب کے اندر آتے جانے رہتا ہے۔
 البانے کہا۔ "میں ابھی جا کر اپنی حضرت سے
 کرتی ہوں۔ وہ تمام تعلق ہی جتنی جاننے والوں کو ہر بات
 کے تو بے ہی اٹل ہو جائیں گے اور ہڈی مستحوی سے اس
 سزا میں کرنے اور ان کو بھیج دے ہیں گے۔"
 ایک پانچ ماہ کے تعلق ہی کی بات ہے۔ اس پر عمل کرنا تھا اور
 ایک پانچ ماہ میں ہی کی گئی۔ ہم نے بھی اس پر عمل شروع
 کیا۔ ہمارے تعلق ہی جتنی جاننے والے کو فرانس، جرمنی
 کے اکابرین کے اندر جانے آئے لگے تو پتا چلا کہ ان کے
 دماغوں کو بھیجنا معلوم تعلق ہی جتنی جاننے والے لاک کر
 آگے ہیں اور ان پر عمل کر رہے ہیں۔
 یہ معلوم کرنے میں دو تین گئی کہ وہ معلوم اور ہر امر
 بننے والے پر ہم سزاوار ہیں۔ انہوں نے جو کہ فرانس
 اور جرمنی کے سات اکابرین پر عمل کرنا وقت کی بات تو ان
 کے دماغوں کو لاک کرنا تھا۔ دوسرا یہ کہ انہیں اپنا تابعدار بنانا
 تیسری بات ان کے دماغوں میں یہ تعلق ہی کی کہ فریاد کی آواز
 دوسرے ہم میں وہ کہ انکی ذہانت اور ہر ہر مصلحتوں کا
 مظاہرہ نہیں کر سکی۔ جیسا کہ فریاد اپنے دماغ سے کیا
 تھا۔ اس کے تمام بے ہوشے جانے والے میں کمزور ہیں کہ
 گئے۔ لہذا انہیں اپنے حال کی مرضی کے مطابق پارسی
 پوس، گریک، اٹلی ٹی ٹی اور عربیوں کو ہمیں مقرر کرنے
 فریب نہ کرے۔ اس طرح کامیابی ہوئی۔
 میں نے اپنا اندر بے باک سے کہا۔ "یہ بات شروع
 سے میرے ذہن میں تھی کہ دشمن کس طرف ہے۔ وہ فریاد کی
 صوت کا سوگ متانے کے لیے چاہیں وہ بھی انتہار نہیں
 کریں گے۔ جلد ہی اپنی جتنی کوشش کریں گے۔"
 البانے کہا۔ "اور وہ بھی کر رہے ہیں۔ پارسی، پوس،
 مالی، عرب اور عربان کو کسی طرح فریب کرنا چاہئے ہیں
 ہلاک کر دینا چاہئے ہیں۔"
 بے باک نے کہا۔ "وہ کیا خواب دیکھتے ہیں روہا کس
 گے۔ اس سے پہلے ہی ہم انہیں عبرت ناک انجام تک
 پہنچا دیں گے۔"
 میں نے کہا۔ "بے باک! ہمیں بہت محتاط رہنا
 ہوگا۔ برین ماسٹر اور ہر کو بھی یہ معلوم نہ ہو کہ ہم ان کا
 پانچ ماہ سے واقف ہو گئے ہیں۔ بہت زیادہ داری سے ان کے

دماغ جیانی کارروائی ہوتی چاہیے۔ انہیں اس خوش تھی میں
 لگا رہا۔ ہمیں اس کی شیطانت سے بچنا ہے۔"
 وہ بولنا۔ "انکی ہم اس سلسلے میں صرف وہ ہیں کہ اور
 تمام اکابرین کے اندر آتے جانے رہیں گے۔ ان کے
 گھسے برین ماسٹر کے جانے جانے جانے سے بھی منٹانے ہے۔ کیا
 بے پارسی، پوس، مالی، عربی اور گریک سے رہنمائی کی بات
 ہے کہ بے پوچھا۔ "انہیں وہاں رہنمائی میں
 آیا۔ البانے کے ساتھ باہر رہتا آیا ہے۔ اس لیے وہ قلم
 میں ہے۔ ہائی پوس اور گریک اپنی طرح تیار ہیں۔ وہ
 امریکا کی کلائٹ سے نوبل پارک بھیجیں گے پھر وہاں سے
 لگا کر بھیجے گا۔"
 بے باک نے پوچھا۔ "انہیں وہاں رہنمائی میں
 لال ہونے کی اجازت مل جائے گی؟"
 "ہاں، وہاں ہی ریسرچ کے ایک ایگ ایگ گروپ ہے
 ہے۔ کیریا نے خیال خرابی کے ذریعے ایک گروپ
 کے اندر لاک کر دیا ہے۔ وہ وہاں پہنچنے والے ہوں گے پھر
 اٹھ جائیں گے پھر اس یونین کے ذریعے ہی انہیں مقابلے
 میں لاک کر دیا ہے۔ لال ہونے کی اجازت مل جائے گی۔"
 "ہمیں چار ہاں ہوں پھر کس وقت آؤں گا۔"
 وہ چلا گیا۔ البانے کہا۔ "میں اپنی حضرت کے پاس
 رہتی ہوں۔ وہ اپنے تعلق ہی جتنی جاننے والوں کو ہاری
 ہار کے مطابق عمل کرنے کی ہر بات دیتے گے۔"
 میں نے کہا۔ "تم جاؤ گے مالی کومیر سے پاس بھیج دو۔"
 وہ بولنا۔ "ایک منٹ کے اندر ہی مالی نے میرے اندر
 لگا کر کہا۔ "ہم! آپ نے مجھے ہار دیا ہے۔"
 "ہاں، تمہاری فرحت معلوم کرنا چاہتی ہوں۔"
 "میں بالکل فرحت سے ہوں مالی۔"
 "تو تم فرحتم اپنے ہا صاحب کے ادارے میں بھیج
 کیا۔"
 "وہ! آپ تو ایمان ملی کے بارے میں جانتی ہیں کہ
 ہی گئی تھی کہ کتنے تھے؟ ہمیں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا
 کہ ہمیں سزا کرنے کے لیے چند ماہ دیا ہے تو کیا اس امر سے
 ہمیں ہوش جا سکتا ہے۔ میں نے ان کی جتنی کوئی کہ
 ۱۰۰ جہازیں بھیجیں اپنے اداروں کے لیے سینڈریز اور کرنل بھی
 بھیج دیے ہیں۔ وہاں ہر ہڈی نے کہہ دیا تھا۔"
 "میں کوئی ہڈی نہ دلاؤں گا۔ جتنی تھی؟"
 اس نے بتایا کہ کس طرح کومیر لال سے اس کے خلاف

انتقامی کارروائی کی تھی اور کالے گل کے ذریعے اسے مذاب
 میں جلا کر پھاڑا۔ بے وقت سزا پانچ آ کر اس جاہل کو
 سے سزا تھام دلائی گئی۔
 اس کے گھسے۔ "تم نہجیات حاصل کرنے کے بعد تو
 "ایمان تھی نے پھر جتنی کوئی کی تھی کہ میرے ستارے
 گردش میں ہیں اس میں سب سب کسوں کی۔ دوری پارسی
 کی ہوا اور طبع کی پانچ ایک سب ہمیں مردہ خانے میں بھیجی
 تھی اس لیے سے انڈیا ایک سب ہے۔ ان کی لاش کو تاجن
 شاخت جاہل کیا گیا اور اپنی حضرت نے ہم باہر سے کان کی
 تہ فین باہر صاحب کے ادارے میں نہیں ہوئی تھی کہ بھی
 کہہ دیا کہ کہاں بھی تہ فین ہوں ان کی نماز جنازہ بھی ادا
 نہ کی جائے۔ اب سب سب ہمیں وہیں بھیجیں، ہمیں کس
 تھی ان کی آخری روم میں شریک نہیں ہو سکتی تھی تو وہاں
 آ کر کہا کرتی؟ کیا انہیں تعلق ہی جتنی جاننے والوں کو ان
 کے لیے عبادت کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے ان کی حضرت کی دعا
 ہے۔"
 "چلو اچھا ہے۔ جہاں رہو وہاں بہت تھوڑا ہو دشمن
 اپنی کم ظرفی اور کمزوری سے باز آئیں گے۔ تم سب کو کچھ
 سمجھ کر لاک کر دے رہیں گے۔"
 "پانچ ماہ میں زنگی میں بتایا تھا کہ برین ماسٹر ایک
 باقت آیا ہے۔ جو ہر معمولی تو ت باقت رکھتے ہے۔
 تقریباً پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر ہونے والی کھنکھو کا آسانی
 میں سکتا ہے پھر اپنے دماغ میں ماسٹر بنا کر اس کی آواز دینا
 ہے تاکہ ماسٹر خرابی کے ذریعے اس جاہل تک بھیج
 سکے۔"
 "ہاں، میں بے سب جانتی ہوں۔"
 "پانچ ماہ میں تاہم کی تھی کہ ہم اپنی آواز اور دل دلچے
 کو بدل لیں۔ جب سے میں نے سبھی کیا ہے اگر وہ کوئی
 میں اندر بھیجنا ہوا ہے گا تو میری سابقہ آواز اور دل دلچے کو
 میں نہیں سکتا۔"
 "ہاں، اسی طرح قتلا اور ہوا رہی تھی کہ ذریعے
 دشمن کی ضروریات پر بھی نظر رکھو۔ اب صرف برین ماسٹر ہی
 نہیں امریکا اور دوسرے بڑے ممالک کے اکابرین بھی
 سوشل سبھی کے سوشل سبھی کے سوشل سبھی کے سوشل سبھی کے سوشل
 لوگوں کی آدمی سے زیادہ قیمت ہو چکی ہے۔ تم سب ان
 کے مقابلے میں بیٹے ہو۔ اس لیے وہ ہر طریقے سے ہمیں
 فریب کرنے کی کوشش کریں گے۔"

دکھاتا ہے۔ اسے اساعت والے اٹھتے بھی ماننا... اساعت والے اٹھتے بھی دکھا دیے۔
اسے اپنی بند آنکھوں کے پیچھے بگڑے ہوئے تھے دور تک دکھائی دے رہے تھے۔ یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کوئی شہر ہے اور وہ اس شہر سے گزرتا ہوا ایک جنگل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ اس جنگل میں ایک بہت ہی چھوٹی سی کھائی دکھائی دے رہی تھی۔ چھوٹے بڑے مکانات ہم تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ یہیں کئی گھنٹے اور اترنے لائے کہ کلب روشن تھے۔ وہیں ایک بڑا سا بنگلا دکھائی دیا۔

دوسرے ہی لمحے میں خود کو اس بنگلے کے اندر دیکھ رہا تھا ایک دستخ و عریض پارو پاروی میں وہ بیٹھ کر کئی بڑی بڑی مچھلیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ سب مینڈا مینڈا ساٹس اور مچھلیاں شہابیے سے مل کر رکھے اور کھانا کھا رہی تھیں کے ساتھ کئی بڑا سا ٹینک نظر آتا تھا۔ اس ٹینک پر ہی مچھلیوں کی کارکردگی کے نتائج دیکھے جا سکتے تھے۔

ایک طرف بڑی سی میز تھی۔ وہاں ہر ایک لوگوں کی چیز کوئی بیٹھا ہوا تھا۔ جب وہ چیز آہستہ آہستہ ٹھونکنے کی جب ایک عجیب سا ماسٹان دکھائی دیا۔ اس کا چہرہ اور انسانی شکل ٹھونکنے کی طرح تھی۔ وہ لگا تھا کہ وہ ایک کبوتر ہے جیسے کبوتر ہی تھے۔ انھیں بڑی بڑی سنجیدہ اور اور اس کی ٹھنکے میں کئی بڑے بڑے تھے۔ چیشائی چوڑی اور لمبائی ہوئی تھی۔ اس کی چیشائی اور انھیں کھدی تھیں کہ کبوتر معمولی اہانت کا حامل ہے۔ اگرچہ چہرہ عام انسانوں سے قدرے مختلف تھا۔

اس کے بائیں کی طرف دیکھتے ہو گئے تھے جھپکا ہوا تھوڑا سا ڈیر آؤں ہو گیا۔ وہ دو دو ایک ایک ریگستان دکھائی دے رہا تھا۔ چیز ہوا کے باعث ریت اثری تھی اور اس کے پتھروں دکھائی دے رہی تھی۔ اس واحد میں عالی اور ایمان علی دکھائی دے رہے۔ ان کے دونوں ہاتھ پاؤں زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ درنہ پر بھی زنجیریں لگی ہوئی تھیں۔ وہ بڑی مشکل سے ایک ایک قدم اٹھانے سے بے جا رہے تھے۔ ان کے پاؤں ریت میں ڈھکتے جا رہے تھے۔ اس تجربے نے پھر بھی جھپکا تھی تو حشر چل گیا۔

پارس، اہلبا، پورس، کبریا، انوئے اور تانہ سب ہی اس طرح زنجیروں میں جکڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ بھی بڑی مشکل سے ایک ایک قدم اٹھانے سے بے جا رہے تھے۔ ان کے پاؤں ریت میں ڈھکتے جا رہے تھے۔ ان سب

سے آگے جو کئی کا مدناش کا نشہ کا ساتھ تھا۔ وہ دونوں گہری زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ مدناش کے پاؤں ریت میں چلنے سے تھے۔ اس سے چپکنا جا رہا تھا۔ مدناش سہارا دے رہی تھی۔

تجز ہوا کے باقی ان کے آگے پیچھے دائیں بائیں اتر رہے تھے۔ وہ بھی ریت تھی۔ وہ بھی وہی شکل سے ہوا کی صورت آگے بڑھے ہوئے تھے۔ وہ بھی وہی شکل سے ہوا کی فاصلے پر ایک سلب گری ہوئی تھی۔ جس طرح حضرت عیسیٰ کو سلب پر چڑھا گیا تھا۔ وہی یہی ایک سلب پر چڑھا گیا تھا۔ جو گہری زنجیروں میں تھا۔ اس کی دونوں پیشانیوں پر بڑی بڑی کھلیں ٹھہری تھیں۔ سینے پر بھی دو کھلیں ٹھہری تھیں۔ ان کی دونوں پاؤں زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے۔ جیروں کے نیچے میں (سونا) ہاتھ بھرنا لگی ہوئی تھی۔ ماتم کرنے کے انداز میں مچھلیوں سے ریت اچھال رہی تھی اور وہی اپنے سر پر ہی اتر رہی تھی۔

پھر اس سلب کی بندھی پر وہ جھپکا ہوا دکھائی دیا۔
DO THE
"FINAL JUDGEMENT" (آخری فیصلہ کرنا ہوں)

ایک ہی ایمان علی کی انھیں کل گئیں۔ تاروں ہو گئی۔ وہ دھکیں میں تھا۔ بائیں ہاتھ سے وہ جیروں اور جیروں سے ماسٹان دیکھ رہی تھیں۔ انھوں نے دیکھنے لگا۔

اس نے یہ بات آج تک کسی کو نہیں بتائی تھی۔ اسے جس حالت کی بات آگئی تھی۔ وہ وہ طوطی جیوم جیوم کا ایک چٹھی چٹھی کوئی کرنا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک تعجب تھی۔ اس کی جب وہ نے ہم سے کوئی نہیں آئے وہ بات معلوم کرنا تھا۔ پہلے سے لئے والی آگاہی کی روٹی میں اپنی معلومات کو پانچ تھاپوں کا پھر کر کوئی کرنا تھا۔ یہی جو آگاہی تھی۔ اس نے اسے اٹھایا تھا۔ انھیں یہ بتائی کہ وہ فرادلی ٹھونکنے کی موت کی چٹھی کوئی کرنا تھا۔ اس کے مطابق اس کی موت بھی ہو چکی تھی۔ لیکن آگاہی کے سحر میں اس نے فرادلی سلب پر دکھانا تھا۔ اس کے ساتھ میں ٹھونکنے میں اس کی ایمان علی کے ساتھ طور پر دکھائی تھا کہ کڑے ہاتھوں سے جکڑے ہوئے ماسٹان دکھائی دے رہے تھے۔ اس کا ایک مطلب ہو سکتا تھا؟ نہ تو ترین آگاہی کے مطابق وہ ماسٹان سے رہا ہے۔ اس کا مطلب وہ نہیں دکھائی ہے اور اس کی کھلی چٹھی کوئی کسی وجہ سے لٹھا ہوگی ہے۔ اس نے فرادلی کے ذائقے کا مطالعہ کرنے اور اس کے

تھی۔ وہ ایک کامل کر کے والے چٹھل ہو گیا۔ اس کا ہاتھ پر چکا تھا۔ فرماں اس کے ہاتھ کا ہم تھا۔ اس کے دلے والے اس طرح وہ ایک چاندنی پکڑ میں گیا تھا۔ چٹھل جو گیانے اپنے ستروں کے ذریعے اپنا دماغ بچنے پھرنے لگا تھا۔

اس نے سحر زدہ ہو کر جھوڑی کی حالت میں ایک صورت کے ساتھ ازدواجی زندگی گزار لی تھی۔ اس کے بعد اسے نہایت لٹی تھی۔ دوسری طرف چٹھل جو گیانے ٹوٹی ہے کو بھی اپنا بڑا پرت نظام بنا کر دکھا تھا۔ جب اسے بھی نہایت تو ٹوٹی ہے اور فرماں دوست بن گئے۔ انھوں نے سمجھ ہو کر چٹھل جو گیانے اس نظام کی لاہور پر عہد کیا کہ آجہدہ خیال خانی کے لئے اور نہ ہی صورت کے چٹھل جو گیانے کے لئے ٹوٹی ہے نہ کہا۔ "ہم تم کو جیسی جانتے والے بڑے خرس سے بچھتے ہیں کہ ساری دنیا کو جیت جس کے اور اپنے مخالف میں پیش جانتے والوں پر بھی حاوی ہو جائیں گے۔ جس کی بھی خوش حالی میں مار ڈالتے ہیں وہ ہم کی نسی کا لے گا۔ اسے اور نہ ہی جانتے والے کے اس پر ہم جانتے ہیں۔"

فرماں نے کہا۔ "یہ شب، اگر کوئی کھائی میں ہے اور اس کی خیال خانی نہ کرے تو کوئی دن ہماری طرف نہیں آئے گا۔ ماسکوں سے زندگی گزارنے سے وہیں گے۔ آجہدہ کی زندگی اور موت کا مسئلہ چھٹے آئے گا۔ تب جھوڑے کو ہم خیال خانی کریں گے۔"

یہ عہد کرنے کے بعد وہ دونوں ایک عرصے تک گوشہ نشین رہے۔ اس کرنا کے بعد پر دو بارہ اور داستان میں شامل ہوئے۔ اس کے بعد کرنا نے فرماں سے پوچھا۔ "تو کب تک تمہارے خرس میں ایمان ہی کر سوں گی؟" وہ بولا۔ "م تم خود کو ایمان نہیں کھیں ہو؟ اسے اپنا گھر سمجھو۔" "واہ! میں کسی رشتے کے بغیر اسے اپنا گھر کیسے سمجھوں؟"

اس نے مسکرا کر کہا کہ وہ دیکھا جھپکا۔ "نوشہ ہو سکتا ہے۔ یہ نہیں اس طرح سمجھ رہا ہوں تم مجھے جانے کی ہو؟" اس نے پوچھا۔ "اور تم؟" "میرے دل میں تم کو تمہارے لیے جاہت ہے۔ ہم ایک دوسرے کے ناقص پادشہ بن کر رہتے ہیں زندگی گزارتے ہیں جیوں..." "نہیں کیا؟" "دو امام شرافت پر ہمیں مل کر بناوگا۔"

کئی کئی کوئی لکھی کی ہے۔ پہلی جوش کوئی کے وقت اس کوئی آگاہی نہیں لکھی تھی۔ اس نے طم جیوم کے حوالے سے پورے ۱۵۰ کے اندر فرادلی کا فرادلی کی موت کے سحر شرط ہے۔ دوسرے کی تو فرادلی کی موت بھی واضح ہو گئی۔ ایسا ہو گیا تھا اور جو ہو چکا تھا وہ دج ہوتے ہوئے بھی لکھی رہا تھا۔

ایمان علی نے فرماں سے سوچ رہا تھا۔ "عالی کے پاس اس لئے ہے کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ اگر وہ زندہ ہے تو ہم کہاں کم ہو گئے ہیں؟ کسی سے رابطہ نہیں کر رہے ہیں؟ کیا اس آگاہی کے مطابق میں یہ سمجھوں کہ اس کو نے بے باک اپنا نام اسی پر رکھا ہے؟ ان کے بعد وہ مجھے عالی کو اور ان کے تمام بچوں کو بھی بے ہاتھ لگا؟"

وہ آگاہی بڑی ہی تکلیف دہ تھی۔ پھر بھی اسے اچھی طرح سمجھنا تھا۔ اس کے نیچے ہی پیلوٹوں پر ٹھونکنے جیانی ہاتھ لگائی تھیں اور وہی کڑے ہو گئے۔ یہ وہ انسان تھا جسے ہم نے فرادلی اور اس کی موت کا ہاتھ لگا دیا ہے اس بات کی اسے اب کوئی سب کو فرادلی کی موت کا ہاتھ لگا دیا ہے ایمان علی کے ذہن میں سب سے اہم سوال یہ ہے۔ آج تک کہکمال کے باپ کہاں ہیں؟ مجھے سے والی آگاہی آج تک کسی لٹھا نہیں ہوئی۔ یہ کون لٹھیں ہو گی۔ وہ زندہ ہیں مگر کہاں ہیں؟ ان کے لئے انھیں بے جا سمجھ رہا تھا ہے یا قدرتی حالات نے ان کی یادداشت جھین لی ہے اور وہ سب گمراہ تھیں؟

دو جتنا سوچ رہا تھا اتنی اچھڑ رہا تھا۔
☆☆☆
کرنا فرماں اور تو نے ہے اس داستان میں اب ہم اپنی ادا کرنے والے ہیں۔ اس لیے ان کا ذکر لازمی ہو گیا ہے۔ کہ وہ کئی دنوں سے فرماں کی جو بی بی میں ایمان کے طور پر کئی فرادلی اپنے کام کے سلسلے میں فرماں کو تلاش کرنے کی خاطر اور وہ اسے تلاش کر رہی تھی۔ اس کی جو بی بی میں کئی تھی۔

پہلے وہ جو بی بی میں اس کی ایمان بی بی جیروں کے دل کی ایمان بن گئی۔ فرماں خوب سوچ کر اسے اپنی شریک نہایت عالی پاتا تھا۔ ابتدا میں عالی کی آواز میں ہی ایمان اہم میں عالی ان سے پورے ہوئی جلی تھی۔ وہ آج سب کتری میں جلتا ہو گیا تھا کہ وہ بھی اتنے سے باپ کی بیٹی کا لٹھ لٹھ نہیں بن سکتا۔ عالی کے بعد اس کی زندگی میں ایک اہم ترین صورت آئی

وہ بولی۔ ”نان سنس، دنیا میں کتنے ہی ایسے ہیں جو

دوسرے مذہب میں شادی کرتے ہیں اور کامیاب ازدواجی زندگی گزارتے ہیں۔“

”میں نے ایسے نوے فیصد شادی کرنے والوں کا برا انجام بھی دیکھا ہے۔“

وہ بولی۔ ”تم مسلمان اتنے انتہا پسند کیوں ہوتے ہو؟ کسی کو بھی اپنے مذہب کی طرف کھینچ لینا چاہتے ہو۔ اپنے

ہی مذہب کی برتری قائم رکھنا چاہتے ہو۔ کیا تم میرا مذہب قبول نہیں کر سکتے؟“

”میں دیوانہ مجنوں نہیں ہوں کہ ایک عورت کی خاطر دین و دنیا کو چھوڑ کر کپڑے پھاڑ کر جنگل میں نکل جاؤں۔“

ٹوٹی بے نے کہا۔ ”تم دونوں مزید بحث نہ کرو۔ ورنہ ہمارے آپس کے تعلقات میں تلخیاں پیدا ہو جائیں گی۔ یہ

سطے سے کہ کر دونا اپنے مذہب سے اور تم اپنے مذہب سے بھر نہیں سکتے۔ لہذا تم ایک دوسرے کو قائل نہ کرو۔ اپنے اپنے مذہب کی طرف مائل نہ کرو۔“

فرمان نے کہا۔ ”سوری کرونا! تم میری مہمان ہو۔ میرے لیے محترم ہو۔ ہم ہمیشہ اچھے دوست بن کر رہیں گے۔“

”ٹھیک ہے، دوست بن کر تو رہ سکتی ہوں لیکن ہمیشہ مہمان بن کر نہیں رہ سکتی۔ سوچ رہی تھی پیرس چلی جاؤں گی۔

وہاں کچھ وقت گزاروں گی۔“

پھر اس نے ٹوٹی بے سے کہا۔ ”تم تو آج کل پیرس میں ہونا؟“

”ہاں مگر...“

”تم بچپاتی کیوں ہو؟ میں خواہ تم پر بوجھ نہیں ہوں گی۔“

وہ جلدی سے بولا۔ ”ارے، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو کچھ اور کہنا چاہ رہا تھا۔“

”کیا کہنا چاہتے تھے...؟“

”بہی کہ پیرس میں میری مستقل رہائش نہیں ہے۔ میں آئندہ فیصلہ کر کے یہاں سے جاؤں گا کہ کس ملک کے کس شہر میں رہنا چاہیے؟“

”یعنی تم یہاں سے سیدھے پیرس نہیں جاؤ گے؟“

”ضرور جاؤں گا۔ وہاں میرا بہت سا ضروری سامان بڑا ہے۔ تم وہاں جانا چاہتی ہو تو مجھے خوشی ہوگی۔ میں جب تک وہاں رہوں گا۔ تم میری مہمان بن کر رہ سکتی ہو۔“

وہ دوسرے ہی دن فرمان کو چھوڑ کر ٹوٹی بے کے ساتھ

”کیسی شرائط...؟“

”پہلی شرط تو یہ ہے کہ تم میری اور ٹوٹی بے کی طرح کوشہ گمانی میں رہو گی۔ خیال خوانی نہیں کرو گی۔“

”یہ تو بڑی اچھی شرط ہے۔ میں بھی دنیاوی جھیلوں سے دور رہنا چاہتی ہوں۔ جب کوئی ایسی مشکل آئے گی۔ جسے ٹالنے کے لیے خیال خوانی لازمی ہوگی تب میں ٹیلی فنیٹی کا سہارا لوں گی۔ ورنہ تمہاری طرح زندگی گزاروں گی۔“

”پاپا نے تمہیں بیٹی بنایا ہے۔ وہ کسی بھی معاملے میں تمہیں اپنے کام کے لیے بلا سکتے ہیں۔“

”ہم شادی کا فیصلہ کرتے ہی پاپا سے رجوع کریں گے۔ میں ان سے کہوں گی کہ فرمان اور ٹوٹی بے کی طرح میں بھی خیال خوانی سے باز آ رہی ہوں۔ ضرورت کے وقت دیکھا جائے گا۔ اب تم اپنی دوسری شرط بتاؤ؟“

”تم پہلے پاپا کو یہ بتاؤ کہ ہم ایک دوسرے سے متاثر ہیں اور جیون ساسکی بننا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد ہی میں دوسری شرط بیان کروں گا۔“

اس وقت فرہاد زندگی کے آخری دن گزار رہا تھا۔ کرونا نے اس سے رابطہ کیا پھر اپنی اور فرمان کی شادی کا معاملہ پیش کیا۔ فرہاد نے کہا۔ ”شادی اپنے ہی مذہب میں بہتر ہونی ہے۔ پیار اور جذبات میں بہہ کر غیر مذہب میں شادی کرنے کا انجام بعد میں بہت برا ہوتا ہے۔ میاں بیوی میں علیحدگی ہو جاتی ہے۔ بچے نہ ماں کے رہتے ہیں نہ باپ کے۔ تخریب تر ہو کر رہ جاتے ہیں۔“

تم اور ٹوٹی بے یہودی ہو۔ تم دونوں کا رشتہ ہو سکتا ہے۔ اس طرح ایک اچھی لائف گزار سکتی ہے اگر فرمان تمہارے لیے ضروری ہے تو تمہیں اس کا مذہب اپنانا چاہیے۔“

ان دنوں ٹوٹی بے فرمان سے ملنے اس کی حویلی میں آیا ہوا تھا۔ اس نے بھی فرہاد کی باتیں سنی تھیں۔ اس نے کہا۔

”کرونا! پاپا ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ تم دونوں کو جذباتی انداز میں قدم نہیں اٹھانا چاہیے۔“

فرمان نے کہا۔ ”میں جذباتی نہیں ہوں۔ میں نے کرونا کے سامنے کہا تھا کہ شادی کرنے کی دو شرائط ہیں۔ میں نے دوسری شرط بیان نہیں کی تھی۔ دراصل میں چاہتا تھا کہ کرونا پاپا کی زبان سے سن لے۔“

وہ بولی۔ ”تو تم بھی یہی چاہتے ہو کہ میں تم سے شادی کرنے کے لیے اسلام قبول کر لوں؟“

”بے شک، میں یہی چاہوں گا۔ اسی طرح ہماری زندگی اچھی گزار سکے گی۔“

بھول جلی آئی۔ اس نے ٹوٹی ہے سے پوچھا۔ ”کیا میری کوئی پرستش ہوئی ہے؟“
 ”کیسی نہیں کر رہی ہو؟ تم تو صدھ سین اور پرکشش ہو۔ متا بہت ساری سچی حصہ لے سکتی ہو پھر یہ کہ کئی سچی جانتی ہو۔ ایک شاعر اور نائف گراڈری ہو۔“
 ”تم گھڑکی مجھے شادی کے لیے پہ پڑھ کیوں نہیں کرتا؟“
 ”تم اس بات کی منتظر کی ہو کہ کوئی تمھیں پہ پڑھ کرے؟ تم یہ خیال خرابی کے ذریعے بنے تار بھرا دوست مند جوانوں کی خیالات پڑھ سکتی ہو۔ جو تمھارے سراج کے مطابق ہو اسے اپنی طرف مائل کر کے اس سے شادی کر سکتی ہو۔“
 ”تم سچی سین لڑکی کے خیالات پڑھ کر شادی کیوں نہیں کرتے؟“
 ”کردن کا ضرور اردوں کا مگر خوب سوچ سمجھ کر۔“
 ”کہو نے اس کی بات سے اعزاز دیا گیا کہ وہ اس کی طرف مائل نہیں ہے۔ بھول اس کے وہ سین ہے پرکشش ہے اس کے باوجود وہ اس سے تکرار ہوتا۔ آخر اس میں ایسا بھی کیا فرمائی ہے۔“
 ”سوچ کر وہ بھول جاتی۔ اسے اپنی تو بہن کا احساس کرنے لگا۔ بہت عرصہ پہلے وہ بھول کی مجھ سے کچھ اپنی خود فرضی اور مکاری کے باعث اس کی نظروں سے گرنے کی فکر رکھتی تھی ایک فخر کی ٹھنکی جھلک والے کے ہتھے پڑھ گئی تھی۔ وہاں سے فخر کی کمانی ہوئی اٹھا بیٹھی پھر ایشیا کے کسی نرمل گھس سمجھتی رہی۔“
 ”بھول سے بعد قسمت میرا ہونے تو فریاد نے اسے بٹی جانا اور اس سے کام لینے کا اپنی اپنی ہونے خاٹنے کا سوچ بھی اس کے ساتھ نہ وہی راستے تھے۔ ایک تو یہ کہ کئی سچی کے ذریعے کوئی ایسا کام کر کے اس کی دادا دہا جانے یا کوئی خود بخود قابل اور بہت فن شہرت رکھنے والا مرد اس سے شادی کر کے اسے اپنی دست دے سکتی اور اس معاملے میں وہ سبھی کے لیے اسے مراد سے نہ لگاتے تو آتے تھے۔ بھول لگانے نہیں آتے تھے۔“
 ”موت بہت جگہ برداشت کر سکتی ہے لیکن یہ سبھی برداشت نہیں کرتی کہ اسے حسن و شباب کے معاملے میں کتنے سمجھا جائے۔ اس نے اچھے کر سوسا کو کوئی اسے نہیں مانتا نہ دانتے وہ دیر اور خود کو نوانے کی۔“
 ”بھول میں ٹوٹی ہے کے ساتھ تھی۔ اس نے کہا۔“

”کہو نہ میرا ذاتی لہجہ ہے۔ میں دو چار دن کے بعد یہاں سے چلا جاؤں گا۔ تم یہاں نہیں رہ سکتی ہو۔ جب میں چاہتا ہوں اسے لے کر کے چل جانا۔“
 ”دو دو چار دن میں اسے چھوڑ کر جانے کی بات ایسے کہ رہا تھا۔ مجھے اس سینہ کے زخموں کی اپنی اہمیت ہی نہ ہو اس نے سوچ کر اس کے کمانے کی ایک ڈش میں اصفالی کزوری کی دو لاک ڈلی۔ کوئی چینی نہ ہو تو جھین گھن پڑتی ہے۔ وہ بھی کچھ کر دیتی۔“
 ”اس نے ٹوٹی سے کہا یوں یہ ذرے کوڑھ کر دیا تھا۔ جب قہرہ میں رہان کے سونے کو ذرات تھا کہ وہ خیال خرابی کے ذریعے یا ٹیگ فون کے ذریعے اپنے دوست سے رابطہ نہ کرے۔“
 ”ٹوٹی نے بے کزوری محسوس کرتے ہی گھبرا کر کہو کہو دیکھا مگر بھرتائی سے پوچھا۔ ”کہو نہ!۔۔۔ میں کزوری کیوں محسوس کر رہا ہوں؟“
 ”مخ فون کا تو آئے کیا ہے۔“
 ”دھکرائی ہوئی اس کے پاس اس کے بھروسے کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے۔ ”مخ فون دوست کمانی کی زندگی گزار رہے تھے۔ ٹیگ فون چاہتے والوں سے دور رہنا چاہتے تھے۔ سچی بھی تمھارے ساتھ کئی کوئی بھی کچھ نہی دونوں نے بڑے دوستی اور اعتماد میں مشغول کر دیا۔ اس نے ذہب کی آڑ سے کر لیا کیا کرتے تھے وہ چار دو میں مائل سے چاہنے کے ساتھ کہہ کر یا کئی طرح سے مگر ہادی کھٹے سے تکرار سے ہو۔ کیا میں اسے یہاں بھولوں کو تم کوئی گھس میری قدر نہیں کرتی۔“
 ”وہ آہستہ آہستہ ہوا ڈانگ دم سے گل کر بیڑہ دم میں آ گیا۔ بیڈے کے سر پہ بیٹھے ہوئے۔ ”تم مجھے گلہ کھیندو ہو۔ کیا تمھاری بہت عزت کرتا ہوں۔ یہ ضروری تو نہیں کہ عزت اور قدر کرنے کے لیے شادی کی جائے؟“
 ”وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے وہاں چلی آئی تھی۔ اس نے کہا۔ ”کیا ضروری ہے اور کیا ضروری نہیں ہے۔ اب یہ سبھی خود بخود کیوں کی۔ چہرہ تمھارا کبھی جاسکو گے بلکہ تمھو فخر میں ہو گے۔“
 ”اور گاؤڑا تمھیں ڈھکن کی زبان سے بھول رہی ہو۔“
 ”کیوں بھول رہی ہو کہ فرادٹی بیڑہ جیستی نے نہیں مڑھ کر دی ہے۔ اپنی بیٹی بنایا ہے اگر انہیں یہ بات معلوم ہوئی تو تم ہو گے؟“
 ”جب پاپا اس دنیا میں رہیں گے تب ہی انہیں معلوم ہوگا۔ اب تو وہ جا رہے ہیں۔ اور وہ وہاں کے لیے جا رہے ہیں۔“

”وہ اس کے اندر پہنچ گئی۔ وہ بے چارہ اس کی مڑھ کے مٹا دینے بیڈے چاروں خانے جت لیتا گیا۔ وہ ہم ۴۴۴ میں بندر۔ ہم نے سچی نہیں کر دی ہو۔ ہم دونوں بیوہ کی ہیں۔ میں بیٹھ نہیں اپنا لائف پائزہ بنا کر لوگوں کی۔ ہم دونوں تلخ سچی کی دنیا میں بہت درد دکھانے کے باوجود ہے۔ ایک ہم درد ہیں۔ اس کے بعد میں نے تمھیں اور طرح اور کان میں گومانیں رہنے والوں اور تلخ سچی کمانے والوں کے اندر بھنگیا تھا۔ ان تینوں کے دماغوں کو اپنے مخصوص آواز اور دب دھکے کے ذریعے لاک کیا گیا ہے۔ وہ مخصوص آواز اور دب دھکے میں دونوں جاتے ہیں۔ ان تینوں کے اندر سچی ہیں۔ انہیں سچی ٹریپ کر کے اپنا تباہی دہا کر دیتے ہیں۔ اس طرح ہمارے پاس تلخ سچی جمانے والوں کی نگاہ ہم کی جانتے گی۔ پھر اس میں مزید تلخ سچی جمانے والوں کا اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔“
 ”پاپا نے مجھے فرمان کی تلاش میں اس کے پاس بھیجا تھا۔ وہاں سے تمھارے پاس تلخ سچی گلے۔ بے چارے پاپا اس دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں۔ میرے لیے کامیالی کے دوران سے کھول کر جا رہے ہیں۔“
 ”ٹوٹی نے بیڈے چاروں خانے جت لیتا ہوا تھا۔ اس کی ہمیں بڑے سچے۔ وہ کبری تینوں ڈوب گیا تھا کہ رات سے پہلے سے شہر ہوا تھا۔ پاپا جانا چاہتا تھا۔ سچی اچھی اسے نہیں تھی۔ نکلا۔ اب وہ تلخ سچی کی بیڑی اچھی سے نکال رہی تھی اسے اپنا تباہی دہا کر دیتا۔“



پورس اور کبریا کا ٹیگ لٹھیا لٹھیا تھے۔ ایک ہفتے بعد وہاں کے مشہور اور میں ریلنگ روٹل کے نامی گرامی پہلوان ایک دوسرے کے مٹانے پر آئے تھے۔ وہیں ہمیں مارا گیا جیسا کہ جگہ جگہ تلخ سچی پہلوان کہلانے والا تھا۔
 ان دونوں نے وہاں ایک بنگلہ کرایا ہے۔ پورس نے کہا۔ ”کبریا! زور معلوم تو کر دو کہ وہ تلخ سچی پہلوان کہاں ہے؟“
 ”کبریا نے کہا۔ ”ہاں، اورنا میں بیٹھے سے پہلے سے“



دیکھنا چاہیے کہ وہ ہے کیا سچ.....“
 اس نے بے چارے کے ساتھ کہا۔ ”ہائے بے چارے! میں کبریا بھول رہا ہوں۔“
 وہ خوش ہو کر بولا۔ ”ہاں بھائی بھولے میں تمھاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟“
 ”بے چارے سے کم سے کم گھٹ کر کے وقت خادموں کی طرح خدمت والی بات نہ کیا کرو تمھارے بھائی ہو۔ ہم میں سے ہوا اور بیٹھ ہمارے انہوں کی طرح رہا کرو گے۔“
 ”مخ سچی بھائی! میں آپ کے نام کی خادم کی طرح نہیں۔ ایک چھوٹے بھائی کی طرح گھٹ کر کیا کروں گا۔“
 ”تم بھی تمھیں کیا کر رہے ہو؟“
 ”تمھارے غمخ کو کچھ دانی ہیں۔ میں اب ان کے پاس جاتے والا ہوں۔ وہ پاپا کے خلاف سازش کرنے والے ایک شخص سے ملنے والی ہیں۔“
 ”تمک نے تمھیں اس کے پاس جاؤ۔ اس سے پہلے مجھے برہین ماسٹر کے لیے جانے کی ضرورت ہے۔“
 ”وہ دوسرے ہی لمحے میں اسے وہاں بھیجا کر چلا گیا۔ جان راج اپنے ایک عیاشانہ ہنگلے کے بیڑہ میں تھا۔ اس وقت وہ کرا مفرقت کھانا کھا رہا تھا۔ شرب کے ساتھ ساتھ شاپ کا کاشا سے ہوش کے ہونے تھا۔
 ریکارڈ بیڈیٹر سے موسیقی کی آواز ابھر رہی تھی۔ ایک جینڈ اس میں ہی بڑھ کر یہی اس اور اپنا ایک ایک کپاس اتاری جا رہے تھے۔ سچی چاہتی تھی۔ ”میں شہلہ ہوں۔ تمھیں اپنی جوتانی سے ملنا چاہتی ہیں۔ سچی گلے میں۔ تم پھر وہی کی تو پہلوان ہو کر بھی اظہار جاتوں گے۔“
 ”کبریا! میں جینڈ کے اندر پہنچ گیا۔ وہ بولی۔ ”کے کے ہے! تم میرے بے سچی پہلوان کی ہو گے۔“
 مجھ کو اپنے طور پر لے گئی۔ ”تم بہت خوب اور جوان ہو۔ دیکھو! تمام جینڈا تم پر فرماتی ہیں۔ میں بھی مڑھتی ہوں۔“
 ”وہ بھی سننے ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ مجھے سے کہہ رہا تھا۔ ”تم نے کسے کے کسے کہا؟“
 ”وہ دوسرے کسے کے کہنے کی بھری بولی۔ ”کیسی جگہ تم سے ہو؟ میں تمھاری تقریریں کر رہی ہوں اور تم اسے کچھ بھی نہیں دے رہے ہو۔ کیا ہو گیا ہے تمھیں؟“
 ”وہ پہلوان ہو کر اپنا سر کھماتے ہوئے بولا۔ ”مجھی اپنا لگا تھا جیسے تم مجھے کھانے گائی وہی ہے۔“

”مائی ڈیئر! ابھی تم نے بیٹا ہی چیک کیا ہے اور ابھی سے ہلکے کئے ہو؟“
وہ ہنسنے لگی۔ ”کیرا نے دماغی طور پر حاضر ہو کر ہوس سے کہا۔ ”وہ ماسٹر کا بھرا ہوا بچہ ہے۔ ایک جینٹلمن کے سامنے رخصت کر رہی ہے۔ ابھی اس نے ایک پیگ چیک کیا ہے۔ دوسرا پیٹنے والا ہے۔“
ہوس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ”آؤ اس کے پاس چلنے ہیں۔“

وہ دونوں اس کے پیٹنے کی طرف جانے لگے۔ کیرا نے ہوس کو اس کا فون نمبر بتا دیا۔ وہ برقیج کر کے فون کو کان سے لگا کر پیلے کا ہاتھ مارا کر کے لگا۔ محض وہی سے ہوس کی جھلملائی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ اس لیے جھلملائی تھا کہ پیش و پشت کے لمحات میں کسی کی بھی مداخلت و برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے ناکواری سے پوچھا۔ ”کون ہوتی؟“
ہوس نے کہا۔ ”ابھی لپٹا ہوا۔“
وہ ہلکی سے سہل کر بولا۔ ”اورد ڈیڈ! آپ ہیں۔۔۔ اب تم اس وقت آپ نے فون کیوں کیا ہے؟“
”کیا فون کرنے کا کوئی وقت مقرر ہے؟ نالائق! آکاڈے میں اتارنے کے لیے صرف آٹھ دن۔ دو گھنٹے میں تم اس وقت فون کی کر رہے ہو؟“
”ہیں، میں وہاں لٹک کر ہا ہوں۔ پاڈی ہانے کے لیے۔۔۔“

”کیا شرب پی کر پاڈی ہا رہا ہے تو تمہارے حند سے تو شرب کی آواز ہے۔“
”نوروا ہی حند پر دو مال رکھے ہوئے ہوا۔۔۔ تم جیسو، میں تھو۔۔۔“
”بیٹو، وہ کلکا سا ایک تھا ہر محل آ کر فون کے ذریعے ہوس کے فون پر آئیے ہو سو گھنٹے سے۔ پھر یہ کہ وہ آواز اس کے ڈیڈ کی ہے۔ اس نے اس سے ایل آئی کی ہر خبر پڑھے۔ وہ اس کے ڈیڈ کا فون نمبر نہیں تھا۔“
”اور کیرا نے ہوس کے اندر آ کر بتایا کہ وہی ایل آئی کی ہر خبر پڑھ چکا ہے۔“
ہوس نے سوچ کے ڈیڈ پر کہا۔ ”تم ابھی اس حینڈ کو بولنے پر مجبور کرو۔ تاکہ وہ اپنے ہاپ سے ہلک کر کوئی جھوٹ بول سکے۔“
”اور اس نے سی ایل آئی کی ہر خبر پڑھنے کے بعد ہوس سے کہا۔ ”کون ہوتی؟ مجھے انو تار ہے۔ ہو۔۔۔ میں اس وقت بہت مصروف ہوں۔ درندہ تم سے نہٹ لیتا۔ آج وہ میرے سر پر

فون نہ کرنا۔“
”وہ فون نہ کرنا چاہتا تھا میں کیرا کی مرضی کے مطابق ایمان دے کر سکا۔ ہوس نے کہا۔ ”الو کے پیٹنے! اپنے ہاپ کو ہاپ ماننے سے لاکر کرے۔ ہو۔ کیا میں تمہاری ماں کو بلاؤں؟ اوہی کا فون دے کر میں تمہارا ہاپ ہوں۔“
وہ دیکھ کر بولا۔ ”اے! تم کون ہو؟ کیوں مجھے فون پر پریشان کر رہے ہو؟“
ہوس نے کہا۔ ”مصلحت ہے۔ ہاپ سے تم کیرا سے ہاپ نے ایک جاسوس کی حیثیت سے ہماری خدمات حاصل کی ہیں۔ میں کیرا سے کہتا ہوں کہ رہتا ہوں اور تمہاری مصروفیت کے بارے میں معلوم کرنا رہتا ہوں۔ یہ اس کی طرح جانتا ہوں کہ اس وقت کیا لڑائی تمہارے بیڈروم میں ہے۔ میں ایک ایک ہل کی رپورٹ تمہارے ہاپ تک پہنچاتا رہتا ہوں۔“
وہ گڑبگڑا بولا۔ ”تمہیں انہیں اس کی بات نہیں ہے۔ میرے بیڈروم میں اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میں، میں تم سے ملتا جا رہا ہوں۔“

”مجھ سے کیرا کی کر دو گے؟ میں تمہارے ہاپ سے اپنی خدمت کا سوا صف وصول کر رہا ہوں۔“
”میرے ڈیڈ! تمہیں بتانا ہے۔ میں اس سے زیادہ تمہیں دوں گا مگر تم ہری کوئی رپورٹ ان کے پاس نہیں پہنچاؤ گے۔“
”تمہوں نے مجھے دس دن کے لیے ہاپ پر کیا ہے اور پچاس ہزار روپے ہیں تم کتنا دے سکتے گے؟“
”میں تمہیں ڈالرز زیادہ دوں گا۔ میرے عزم کے مطابق کام کرو گے تو اور بھی دوں گا۔“
”تھیک ہے۔ میں ابھی آ رہا ہوں لیکن ابھی انکھوں سے کسی بے خیال لڑائی کو تمہارے سر سے نہیں دیکھنا چاہتا۔“
اسی دن وقت کیرا نے اس کی لڑائی کو بولنے پر مجبور کیا۔ اس نے دوسری سے پوچھا۔ ”ہائے! اور ہلک آتی رہ سکتے سے ہاپ کر رہے ہو؟“
ہوس نے پوچھا۔ ”یہ لڑائی کی آواز ہے؟“
وہ چلنے سے بولا۔ ”کسی کی نہیں۔ سوائی دی آن ہے۔ میں اس سے آواز آ رہی ہے۔ میں نے ریکورڈ سے اسے بند کر دیا ہے۔“
”تھیک ہے، میں ابھی آؤں گے۔ میں نے سٹیج پر ہوں۔“

اس نے رابطہ قائم کر دیا۔ دوسری طرف وہ بھی فون بند کرنے سے بولے اس حینڈ سے بولا۔ ”جلدی جلدی کیڑے پھوڑا دوسرے لوہے والے بیڈروم میں جا کر چپ جاؤ۔ جیسا کہ میں ڈالرز ہوں۔“
”تھیک ہے، میں ابھی آؤں گے۔ میں نے سٹیج پر ہوں۔“
اس نے رابطہ قائم کر دیا۔ دوسری طرف وہ بھی فون بند کرنے سے بولے اس حینڈ سے بولا۔ ”جلدی جلدی کیڑے پھوڑا دوسرے لوہے والے بیڈروم میں جا کر چپ جاؤ۔ جیسا کہ میں ڈالرز ہوں۔“

”ڈیڈ! جاسوس آئے والا ہے۔ وہ تمہیں دیکھ کر اپنا ہلک اور بڑھا دے گا۔ مجھ سے زیادہ سے زیادہ وہم وصول کرے گا۔“
”وہ اپنے کیڑے اٹھا کر لوہے والے بیڈروم کی طرف چلی۔ ہوس اور کیرا آؤں گے مجھے کے اندر دوں گا۔“
”ہاں! اس نے ان دونوں سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ ”آپ مجھ سے دیکھ سکتے ہیں۔ کوئی لڑائی نہیں ہے۔ البتہ سنو! یہ لوہے والے بیڈروم میں کسی کی لڑائی نہیں ہے۔“
ہوس نے اس کے منہ پر ایک ٹھونسا جڑتے ہوئے کہا۔ ”میں چپتا ہے؟ جب تم سے ہاپ نے سٹج کیا تو یہ کیوں ڈالرز کر رہا۔“

وہ ایک دم سے گھبرا گیا۔ اس نے لپٹ کر حملہ کیا تو ڈالرز بڑھا ہوا اس کے منہ پر ایک ٹھونسا بڑا۔ وہ ہچکے کی طرف کیا تو سٹجے پر ایک ٹھونسا کپڑے پر وہ ایک سٹیڈیون ہوا کر پڑا۔ اس کے لوہے سے پھیل ڈونگا۔
”کیرا نے کہا۔ ”رہنمک میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہلک اور ڈونگا۔“
”ہاں! تمہیں بتانا ہے۔ ہاپ نے مجھے دس دن کے لیے ہاپ پر کیا ہے اور پچاس ہزار روپے ہیں تم کتنا دے سکتے گے؟“
”میں تمہیں ڈالرز زیادہ دوں گا۔ میرے عزم کے مطابق کام کرو گے تو اور بھی دوں گا۔“
”تھیک ہے، میں ابھی آؤں گے۔ میں نے سٹیج پر ہوں۔“

اس نے رابطہ قائم کر دیا۔ دوسری طرف وہ بھی فون بند کرنے سے بولے اس حینڈ سے بولا۔ ”جلدی جلدی کیڑے پھوڑا دوسرے لوہے والے بیڈروم میں جا کر چپ جاؤ۔ جیسا کہ میں ڈالرز ہوں۔“
”تھیک ہے، میں ابھی آؤں گے۔ میں نے سٹیج پر ہوں۔“
اس نے رابطہ قائم کر دیا۔ دوسری طرف وہ بھی فون بند کرنے سے بولے اس حینڈ سے بولا۔ ”جلدی جلدی کیڑے پھوڑا دوسرے لوہے والے بیڈروم میں جا کر چپ جاؤ۔ جیسا کہ میں ڈالرز ہوں۔“

جس پر پہلی بار دیکھی تھی کہ وہ ایک نئے جسم میں رہا ہے۔ اور وہ آقا تھا، جیسا کہ اس نے سوسٹر لیڈ میں ایک چالانڈا نوڈ ایک ڈسٹریکٹ کورسٹ کے گھاٹس اٹارو یا تھا اور ان کی موت کو ان کی ہی صورت تک بنا دیا تھا۔

اس کو بہت ہی ہلاکت کے بعد جوڑی جتی ہے۔ تہاں سب کے لیے عبرت حاصل کرنے کا وقت کرنا چاہتا تھا اس فائنل فشر کی اپنی جرات نہیں ہوئی تھی کہ اب اس کو فون دو بار دکھانے کے بعد کہہ سکتا۔

اس کی بیوی نے پوچھا۔ ”کیا بات ہے تم ہم کو پریشان ہو گئے ہو؟“

وہ جلدی سے بات بتاتا ہوا کہ۔ ”جیسا، اسکی کوئی غماز نہیں تھا۔ ایک ایسا کنجی ہے مجھے فون فری ہانا ہوگا۔“

اس کی بیوی نے اس کے ہاتھ سے فون چھین کر کان سے لگا دیا پھر پوچھا۔ ”بیوی تم کون ہو؟“

یہ ہاگ نے پھر لہرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ”اپنے شوہر سے کچھ آخری بات چیں اور اپنے بیچوں کو یاد کر لے۔ اس کے بعد وہ ایک بار چار کے ہانے کے قائل بن گیا ہے۔“

وہ ہم کو کہی۔ ”تم ہو کوئی؟“

اس کے شوہر نے اس کے ہاتھ سے فون چھین کر کہا۔ ”یہ وہی... وہی بڑھاپا آتا ہے... تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے، میں ابی اگلا اس میں جا رہا ہوں۔“

وہی کا کہنا کہ میرے فریب پر وہ بھی نہیں آسکتا تھا۔

پھر وہ فون کو کان سے لگا کر چلنے ہوئے ہوا۔ ”سن رہے ہو تم جھوٹے سے دو درازدات لگے۔ اس باہر سے سامنے آئے تو کہو گیساوت کے سامنے آؤ گے۔ ایک باہر کر زخم ہو گئے۔ دوسری بار زخمی نہیں لگی۔ سیدے بہتم میں جاؤ گے۔“

وہ فون بند کر کے بڑبڑاتا ہوا اپنا پھر اپنی کار میں بیٹھ کر وہاں سے جانے لگا۔ اس کے پیچھے سارے گاڑوں کو دو گاڑیاں تھیں۔ وہ فون سے ذریعے تمام کار کو پتا ہوا تھا کہ ہر پیلے اس نے فراہم کیا ہے۔ وہ اپنی یا کسی بھی وقت اس کی موت میں اس کے سامنے آئے والا ہے۔

وہ بڑے یقین سے کہہ رہا تھا۔ ”میں نے پہلے سے ہی سارے انتظامات کر کے لیے ہیں۔ میرا ہر کنجی سکرٹیٹی ہر وقت میرے ساتھ رہے گا۔ یہی وہ خیال غواٹی کے ذریعے آئے گا تو میرا کنجی ایگنشن کے ذریعے مجھے بے ہوش کر

دے گا پھر میرا لے کر جاکر کار اور گاڑی کڑھے سہا لیں گے۔ مجھے اس طرح گھرائی میں رکھیں گے کہ میری بے ہوشی طویل ہو جائے اور جو میرے لیے نقصان نہ ہو۔

ایک اپنی حاکم نے پوچھا۔ ”اگر وہ تمہارے کنجی کے درمیان میں ہی قتل ہوجائے گا کب ایک ہوگا؟“

”میرا کنجی ایک ہوگا کار پر ہے۔ میں نے بہت سوچا سمجھا کہ اپنے لیے مناسب انتظامات کیے ہیں۔ تم لوگوں کو کوئی کنجی کار چاہیے۔“

اس نے اگلا اس میں بیٹھ کر سب کو بتایا کہ فراہم کر اس کے دو روڈ کار تیار کرنا شروع کر رہا ہے۔

وہاں ایک دوسرا اجملے سے وارنٹی فراہم کے خلاف سازش میں شریک تھا۔ یہ سن کر اس کے بھی ہوش اڑ گئے تھے وہ پریشان ہو کر بولا۔ ”اس کا مطلب ہے کہ وہ تمہارے بعد میری طرف ہی آئے گا؟“

فائنل فشر نے کہا۔ ”میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ وہ میرے پاس جائے گا میں نے فون سے اس کے ذریعے سب ہی کو اطلاع دے دی ہے کہ آپ لوگ بھی اپنے اپنے گھر پر آخری مدد تک مت جا رہے۔“

وہ سب سے بول رہا تھا مگر اندر سے بہت گھبرا ہوا تھا۔ اس نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ”میں واپس رہنے بہت اہم سینٹ ہوں۔ یہاں زیادہ دیر بیٹھ نہیں سکوں گا اس لیے مندرت جا رہا ہوں۔“

وہ وہاں سے نکل کر اپنی کار میں بیٹھ کر وہی کی بیوی کو اس کے پاس آ گیا۔ بیٹھے کے چاندور طرف سے اڑا کر پورا فائنل فشر کے اندر میں سارے گاڑوں جو تھے۔ اس کی بیوی اور بیٹی اس کے لیے پوچھا ہو رہے تھے۔ وہ سب کو لے کر ہاتھ پیر کے ان سے ہوا۔ ”میں واپس گھر بہت تھا ہوا ہوں۔ اپنے کمرے میں جا کر آرام کروں گا۔“

وہ اپنے کنجی کے ساتھ بیٹھ رہا گیا۔

دو روزے کا اندازہ بن کر دیا گیا۔ میں اس بیٹھ رہا تھا کہ وہاں سے پہلے ہی جھوٹی۔

ہوئے تھا کہ ہاگ نے اس کی بیوی کے درمیان پر قتل ہو گیا تھا۔ اس نے اس کی مرضی کے مطابق بیٹھے کے پیچھے کھڑے ہوئے دو سارے گاڑوں کو اندر چلا کر انہیں باتوں میں لایا تھا۔ اس نے کہہ دی کہ وہ کھڑا ہے۔ وہ دونوں توڑی ہوئی سب اس کے پاس گیا کر رہے۔

میں آئی ہوں میں بیٹھے کے پیچھے جیسے دعا ہو اس کا فائنل فشر کے بیٹھ رہا تھا۔ ”تمہیں یہ بہت

تو میں ہاتھ مردم میں چلے آئی۔

یہ ہاگ نے مجھ سے کہا۔ ”اس کے کنجی نے ادر دو روزے کا اندازہ بن کر دیا ہے۔ اب میں اس کے اندر رہوں گا۔ اسے چیلنے چلانے کا موقع نہیں دوں گا۔ آپ پہلے اس کے کنجی سے سنتے ہیں۔“

وہ دیکھ کر اس کی کار چاہے ہاگ اس کے اندر نہیں بیٹھ سکتا تھا اس لیے اسے ڈی کرنا ضروری تھا لہذا میں نے ہاتھ مردم کار دوڑا اور گھول کر کرے میں آئے ہی اس کی گرن پر کرانے ایک ہاتھ رسید کیا۔ دو سامنے والی دیوار سے ٹکر کر بیٹھے آقا تو میں نے گوم کر ایک اور گنگ ماری اتنی ہی چلائی تھی کہ اب وہ سانس روکنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

میں نے ہاگ سے کہا۔ ”اس کے اندر چلے آؤ۔“

اس نے کنجی کے درمیان پر قتل ہو گیا میرا ہے ایک طرف لے جا کر کسی پر بٹھا دیا۔ وہ ایک کھانا کی طرح وہاں چب چاب بیٹھ گیا۔

فائنل فشر کے درمیان کو ڈھیل لائی تھی۔ وہ چلانا چاہتا تھا اس لیے میرا ایک اگلا تھا جس کے منہ پر چاؤ پھر دوسرا گھونسا کر پڑے تھے وہ چکر کر زمین پر بیٹھ گیا۔ میری گہری سانس لینے لگا۔

”جب کسی چٹنا جاوے گا تو تمہاری پائی ہو گی۔“

مجھ سے دیکھی آواز میں بولتا۔ ”کیا تم مجھ رہے ہو کہ تمہارے ساتھ جا رہا ہوں؟“

یہی بصری طرح سامنے ہوا تھا۔ ہاں کے انداز میں سر ہلا کر بولا۔ ”مجھے وہی پر دیکھنی تھی کہ...“

میں نے کہا۔ ”ہاں، آگے بولو۔“

”فراہم کی گئی تھی سے انتظام لینا چاہتی ہے لیکن تم فراہم نہیں ہو رہے۔“

”میں فراہم کیسے ہو سکتی ہوں...؟“

میں نے اس کی آواز میں لے لیں وہی ہوں۔ وہ بھی بولا کہ اس کی مرگے جسم میں آتا۔

وہ اذیتا۔ ”میں سر ہلا کر بولا۔ ”میں مجھ گیا... ہاں، میں مجھ گیا۔“

”میں نے تمہارا ہوتے ہوتے فراہم کی لاش کے چھترے کیوں اڑائے تھے؟“

”اگر وہ تو سر چلنا چاہتا تھا اپنی موت کے بعد تمہیں کوئی نقصان پہنچانے کے لیے وہاں تک تھا پھر تم نے اس کی لاش کو نقصان کیوں پہنچایا؟“

وہ دونوں ہاتھ جڑے ہوئے بولا۔ ”مجھ سے بہت

بڑی بھول ہوئی۔ مجھے صحافہ کر دو۔ آجندہ کسی ایسی نہیں کر دوں گا۔“

”کیا تمہارے آجندہ غلطی نہ کرنے سے فراہم کر دو؟“

”میں نہیں، واپس تو نہیں آئے گا مگر فراہم کر دوں گا۔“

صحافہ کر دو۔“

”مجھے لیے صحافہ کر دو؟“

”کیسی زندہ شخص کو قتل کیا جائے تو اسے صحافہ نہیں کیا جاتا۔ پھر کسی پر چڑھا دیا جاتا ہے۔ لیکن تم نے تو ایک مرگے کے ساتھ ہر وقت کر دی کی ہے۔ اسے ہم سے اڑا دیا ہے۔ تمہارا انجام بھی جو ایسا ہی ہونا چاہیے۔“

وہ نہیں جیسا کہ کہ چلانا چاہتا تھا۔ میں نے پھر اس کی پائی فخر فرمادی اور یہ ہاگ سے کہا۔ ”اب اس کے پاس آکر اسے قاصد وناغ بناؤ۔“

وہ فائنل فشر کے اندر بیٹھ گیا۔ میں نے کنجی کے پاس اس کا منہ میں اس کے ایک کنجی کو گھونسا اور اوپر سے ایک کنجی باندھ دی پھر ہاتھوں کو پیچھے لے جا کر باندھ دیا۔

ہاگ میری ہدایت کے مطابق اسے تاب دماغ بنا چکا تھا۔ اس فائنل فشر نے ہاگ کی مرضی کے مطابق ایک قاتل کیا۔ پھر اسے ہاگ ہاڈ میں بیوست کیا اور اسے دوڑنے سے چھڑا گیا۔ اس بارڈ سے اٹھنے لگا۔

دو وہاں سے چلنا ہوا اور ہاگ کے پاس آیا پھر اسے پوچھا ایک اگلی باز کر دیوار لگے۔

I AM LOOKING FOR MY BODY AND MY BRAIN....

(میں دھونڈ رہا ہوں اپنے جسم کو اپنے دماغ کو.....)

یہ ہاگ نے اس کے دماغ کو اڑا دیا پھر وہ واپس آئی بڑوں کی تکلیف سے کرانے لگا۔ ”میں نے کہا۔ ”اپنی تکلیف بھول جاؤ گے۔ ذرا دیر اور ہی طرف بیٹھو۔“

وہ دیوار پر گھسی ہوئی ٹھہر پڑتے ہی ایک دم سے گھبرا گیا۔ خوف سے چٹنا چاہتا تھا لیکن یہ ہاگ نے کئی کئی گھبراہٹ سے فون فری سے نہیں کر دیا۔ میں نے ایک ہاتھ اس کے منہ پر رسید کیا۔ وہ لڑکھاتا ہوا پیچھے ہٹ کر اس دیوار سے گھبرا گیا۔ یہ وقت یہ ہاگ نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ ایک دم سے اچھل کر فرش پر پڑا۔ تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگا۔ کئی بجائے چلانا چاہتا تھا لیکن یہ ہاگ اسے منگھونے کا موقع ہی نہیں دے رہا تھا۔

میں نے اس سے کہا۔ ”اب تم یہاں سے جاؤں

کی باتی کام کر رہا۔ اس نے قانون شکنی و انصاف کے اندر جھجک کر دیکھا تو وہ اور اس کے بیٹے موجودہ حالات سے بے بس ہوئے تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے ان کے سر پرست پر کیا زور دے گا؟ اس کا منظر یہ تھا کہ آگیا تھا۔ اس کی وادف نے بے باک کی مرضی کے مطابق پھر ان دو گارڈز کو اپنے پاس بلایا جو بھٹکے کے پیچھے بہا رہے تھے۔ وہ دروازے کا گارڈز اس کے پاس آئے تو قس قانون شکنی کے بیدار سے نکل کر بھٹکے کے پیچھے حصے سے باہر آگئی۔ کچھ دھم سے برہمی کا مرکز بن گئی۔ میں اس میں بیٹرک وہاں سے جا گئے۔

ڈرٹ سے ایک ہی جھٹکے کے بعد وہ فخر اٹھنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ وہ خودی دہریک پٹی پر بار پھر بے باک نے اسے ایک پر مجبور کیا۔ وہ فریض پر کھٹا ہوا اپنے سیکرٹری کے پاس آیا اور اس کے ہاتھوں کی دسی کو ملنے لگا۔ اس کا دوا دلی سے فارغ ہو کر سیکرٹری نے اپنے منہ پر بندھا ہوا کپڑا کھولا پھر اندر ٹوٹے ہوئے دوسرے کپڑے کو نکال کر کیا۔ گارڈز ہٹکا یہاں سے جا چکا ہے۔ میں ابھی فون پر اس کا راز دے رہا ہوں۔ وہ زیادہ دور نہیں ہو گی۔ اسے پکڑا جا سکتا ہے۔"

وہ فون کے پاس جانا چاہتا تھا۔ بے باک نے اسے اندر کی کے پاس پتھاپا دیا۔ اس نے اسے کھول کر اس کی درواز میں سے ایک دروازہ نکالا۔ قانون شکن نے پچھا۔ "یہ کیا کر رہے ہو؟"

وہ بولا۔ "میں ظلم دیکھ رہے ہیں۔ وہ بدلاتا تو نہیں کہاں جلی گیا ہے؟ مگر موت یہاں آگئی ہے۔ چلو۔ فون نکالو اور دوسرے اکابر سے میں سے رابطہ کرو۔"

وہ اندکلا میں سر ہلا کر بولا۔ "میرے جسم پر سیکرٹری جو۔ ایک بائیں نہ کرو۔"

اس نے اس کے منہ پر ایک شوکر مارے ہوئے کیا۔ "ابھی بھول گیا ہے تم کو کچھ بھولی کرتے تھے تو وہ بات چیت یہاں پہنچی کرتی تھی ابھی تمہارے ساتھ نہیں جی کیا جائے گا۔ لہذا ابھی جا رہا ہے نہ کرو۔"

وہ فریض پر چاروں ہاتھ پاؤں سے ریتکا ہوا فون کے پاس آیا پھر سیکرٹری اور اٹھا کر سہرا لے لگا۔ رابطہ ہونے پر بولا۔ "سامان سر پر کیا ہے۔ پٹی کی جڑ نہیں۔ میں نے ایک ایک ٹم پینے کے ساتھ ہی حقائق انکشاف کیے۔ مگر موت آگئی۔ وہ دیکھے اپنے ساتھ جارہے ہیں۔ اس کی آواز سنو۔"

اس کی بات غم ہوتے ہی تھک بیڑی نے نما میں غما میں اس کی آواز سے فارغ ہوا اس پر دو لوگوں چلا میں۔ سیکرٹری اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور وہ زندگی سے چھوٹ کر موت کے ہاتھوں میں جا گیا۔

کولیا بھٹکے کی آواز اس فون کے ڈرپٹے دوسری طرف سن گئی ابھی اور بھٹکے کے اندر باہر بھی سن گئی تھی۔ کسا گارڈز فوراً ہی دوڑنے سے روکے ہوئے بھٹکے کے اندر آگئے تھے۔ فخر کی وہی جلتی ہوئی ان گارڈز کے ساتھ اس کمرے کے دروازے پر آئے۔ وہ دروازہ اندر سے لاک تھا۔ اس کمرے کے اندر ایک دروازہ رہا تھا؟ کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس وقت اس سیکرٹری کے ہاتھ سے فریض پر لیا کر گیا تھا۔ اس کے اندر ڈرٹ لے گیا ہے جا رہے تھے۔ بے باک نے اپنے بیٹے کا سر نہیں دے رہا تھا۔ ڈرٹ لے کے دو جھٹکوں کے بعد ہی اس کا دم قتل کیا۔

سیکرٹری افسر نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہا۔ "اس میں سے کوئی چلنے کی آواز سنئی ہے۔ پلیر دروازہ کھولیں۔"

اندر کمری کا سٹوٹی تھی۔ بار بار دستک دینے اور دروازہ پینے کے باوجود کوئی جواب نہ ملا تو دروازے کو توڑ دیا گیا۔ وہاں دو لاٹھوں کو بھیتے ہی بات چیت ہمیشہ آگئی کہ فریض آتا تھا کام کر رہا تھا۔

یہ وقت زدہ کرنے والی خبر بندوبست کی کوئی کی طرح فریض اس جرمی بونے کے اور اس کی اکابر میں تک گفتگی کی سب کو تیا جا رہا تھا اس کے اندر اور باہر بہت سخت پھیرا تھا۔ اس کا بیڑہ بھٹکے کے اندر مارا گیا ہے۔ اس نے فریض کا راستہ روکنے کے لیے اپنے سیکرٹری کو فریض رکھا تھا کہ وہ ایسے وقت اسے لنگھنے لگا کر بے ہوش کرے لیکن شاید اسے اس موقع نہ مل سکا۔ وہ بھی فون کا فخر کے ساتھ مارا گیا۔

فریض کو لائی کے ٹکڑے سے کھوٹے کرنے والوں میں آخر وہ رکھے تھے۔ سرخان آٹھ میں سے نہیں جانتا تھا کہ اب کوئی کئی تعداد ہے۔ دو نوٹبر والا برین ماسٹر ہے۔ اس سب کے والوں میں یہ بات پورے بیٹین کے ساتھ چلی رہی تھی کہ فریض موت کی طرح اٹل ہو گیا ہے۔ جب کہتا ہے کہ گڑھ ہاتھ پھر ضرور آتا ہے۔

انہیں خاص طور پر بتایا گیا تھا کہ اس تیسرے کی موت بھی اس سے پہلے سر نے والوں کی طرح ہوئی تھی۔ یعنی اس کے بھی سر نے سے پہلے وہ پورے گڑھ دیا تھا کہ فریض پانچا ہم اور اپنا دام تو ضرور ہا ہے۔

باتی کو سامان کرنے والے جودہ تھے۔ ان کا سونکنا سوچ کر سوچ کر ہر دو بار ہاتھ تھا کہ کھلی نہ ابیر میں نہیں آ رہی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ "اب تک سوچ نہیں کیا۔ مجھ سے آئی ہے کہ میں سم سے جو بچا گا ماہر ہو گا شاید وہی فریض سے بچ سکے گا۔"

دوسرے نے کہا۔ "آپ ہم در سے میں سے کوئی بھی بچا گا ماہر نہیں ہے۔"

ماسٹر ان میں سن رہا تھا اور یہ سوچ کر مطمئن ہو رہا تھا کہ وہ بچا گا ماہر ہے۔ نئے بیٹین جانتا ہے۔ فریض اس کے اندر آ کر اسے نقصان نہیں پہنچا سکا۔ جب بھی گئے گا۔ وہ اپنی ذہانت، طاقت اور تجربہ پر ملامت سے ابے نہ ہوا کرے گا کہ ایک پریشان کن سوال یہ تھا کہ وہ کیسے آئے گا؟ جب بیٹین ہو کہ موت آئے گی اور اسے اپنی تدابیر طاقت اور صلاحیتوں سے ٹالا جا سکتا ہے تو ایسے وقت بھی سوال پریشان رہتا ہے اور خیر نگار رہتا ہے کہ وہ آئے والی موت کب آئے گی؟ یہ کہ تو معلوم ہوا ہے۔ وہ کس چند دروازے سے آئے والی ہے اور اس کی معلوم کیا ہے۔"

ماسٹر نے سوچا۔ "اب تک اس اتفاق ہوا جائے کہ فریض کی آتما جس ذرا کچھ لکچر کرتی ہے۔ اس کے پاس سے والی ہوئی ہے۔ اس کی فخر بھی ہو گیا ہے۔ اس کے کھٹیا پہلے سے ہی اس سر نے والے کے اندر جھجکا ہوا اور یہ بیٹینوں کہ فریض اس کے سر نے میں اس کو سر طرین پہنچا رہتا ہے۔"

اس نے اب تک کام اکابر میں سے یہ بات چیت جاری تھی کہ فریض کو لائی لگا کر دوسرے کی سازش میں وہ در پر وہ شریک رہا تھا۔ اس نے ہی فون کی لٹے اور ڈرٹے ان تمام اکابر میں سے وہ فون میں یہ بات فخری دسی کی کہ ایک آتما فنی کا سر نے والا فریض کی آتما کو اپنے ساتھ اکابر میں چکا ہے اور وہ آتما کسی نے ہم میں داخل ہونے والی ہے۔

اس نے جو کہا تھا وہی سامنے رہا تھا لیکن فریض اس کے جسم میں اس کے سب کچھ کیسے کر رہا ہے؟ یہ معلوم کر فریضی تھا اور یہ معلوم کر فریضی کے لیے ان اکابر میں سے ایک بڑی طرف کی ہے۔

لازی ہو گیا تھا۔ اس نے پہلے کسی شوکوہ برین ماسٹر کی حیثیت سے ٹکا نہیں کیا تھا لیکن اب مجبور ہو گیا تھا۔

وہ ان کے اندر آ کر انہیں مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ "فریض نے اپنی زندگی میں درد تک ایک تھا کہ ایک خفیہ تنظیم کا سربراہ ہے۔ ہمارا سب کا ہے اور وہ ہوں۔"

کوئی آسانی سے سامنے والا نہیں تھا کہ ایک برین ماسٹر جو بیٹین گم اور پھر اسرار میں کر رہا تھا۔ وہ اس وقت انہیں مخاطب کر رہا ہے۔ اس نے کہا۔ "کوئی بیٹین کرے یا نہ کرے۔ میں ہی ماسٹر ہوں۔ حق نے فریض کی لاش کو شایستگی کرنے کے لیے جو بیٹین بنائی تھی۔ میں نے اس میں سے ایک کو فریض کی آتما کیسے لے کر اکابر میں کو فون کے ڈرٹے تیا تھا کہ فریض کی آتما ایک آتما فنی جانے والے ہاتھ تک ہمارا ج کے قبضے میں آگئی ہے اور آج وہ در اس میں حاصل کرنے والی ہے۔ یہ حقیقت ہمارے سوا کسی اور کو معلوم نہیں کی گئی۔"

یہ بات کر کے وہ کھٹکے ہوئے گئے۔ ایک کو ایک کام شخص نے ہی فون کے ڈرٹے انہیں آتما فنی جانے والے کے بارے میں بہت کچھ بتایا تھا اور جو بتایا تھا وہ اب ان کے سامنے رہا تھا۔

ماسٹر نے کہا۔ "جب میری بات کا بیٹین ہو رہا ہے تو یہ بھی ان کو اس کا فخر تم صرف نہیں تو میں اور وہ دونوں میں ہوں۔"

"پھر تو تم نے ہی حقائق انکشاف کیے ہوں گے؟"

"ہاں۔ تم لوگوں کے مقابلے میں میرے پاس ایک بہت ہے۔ مگر کہہ دو گا۔ وہاں۔ وہ میرے اندر آ کر کچھ فریض نہیں کر سکتے گا۔ تم جھٹکے کے لیے اسے میرے دور رہا تو وہاں اور میں پورے بیٹین سے کھٹا ہوں کہ میرے مقابلے آتا ہے بہت مہیا کرے گا۔"

ایک نے کہا۔ "پھر تو تم دعا کرے گے کہ وہ پہلے تمہارے پاس آئے۔ اس کا کام تمام سکوار میں اس کے نجات دلا سکو۔"

"میں خود چاہتا ہوں کہ وہ پہلے میرے پاس آئے۔ خواہ وہ اس کے انتظار میں سے بیٹھی جا رہی ہے۔"

ایک نے کہا۔ "کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ ہم میں سے کسی کی موت میں نہ کرنا چاہتے تو اپنے وقت ہم اس کے اندر جھجکا ہوا اور اس کی حفاظت کرنے کی کوشش کرو؟"

"ہاں۔ میں تم سے کہ اندر اس کا سونکنا ہونے میرے پاس اندر جھجکا ہونے کو نہیں کہنے کو نہیں کرنا ہی کرنا ہوں۔ مجھے اطلاع دی جائے گی کہ آج بڑے کی ہادی ہے تو میں دروازی اس کے اندر آ کر اس کی حفاظت کروں گا۔"

ماسٹر نے سوچا تھا کہ ان آتما فنی میں سے دوسری کی ہیں۔ جس کی حفاظت ان کے اپنے نئے بیٹین جانے والے کر رہے۔ جو کئی گھنٹے کے ڈرٹے ان کے ہاتھوں کو فون کے جانے گا کہ فریض کی بھی صورت ان کے اندر نہ پہنچ سکے لیکن برین ماسٹر کے پاس ہر ایک پر عمل کرنے کا وقت نہیں

تھا۔ اس نے بیارادہ بدل دیا تھا۔

ارادہ اس لیے بدل دیا تھا کہ اگر وہ ان کے داموں کو لاک کر دو اور فریاد نہ کرتا تو وہ داموں نہیں گرفتار تھا کہ فریاد کے ارادوں کا کیا خطر تھا؟

بائیں کے لیے آسانی بھی تھی کہ ان سب کے دام کے دوڑنے سے وہ فریاد اور فریاد آسانی سے ان کے اندر آتا رہے۔ اس کی موت کے بعد اسے دیکھتے اور کہتے گا یہی ایک راستہ رہا تھا۔

ادب سے باتیں کرنے کے بعد دانی طور پر حاضر ہوا تو اس کے موافق فون نے اسے مخاطب کیا۔ اس نے جبر پڑھے۔ پتا چلا اس کا بیٹا اسکا لک کر ہوا۔

ایسے دو باسٹرو فریاد اس سے بات نہیں کرتا تھا۔ بلکہ اس کے چور خیالات پر نہ کہ معلوم کرتا کہ فون پر کیا کہا جاتا ہے؟ اس کے اندر حاصل بات کیا سمجھا ہے؟

اس نے فون پر آواز بنا کر کہا۔ "آپ کے مطلوبہ نمبر سے اس وقت جواب موصول نہیں ہو رہا ہے۔ برائے مہربانی کچھ دیر بعد دوبارہ ڈائل کریں۔"

اس نے فون کے دماغ میں کچھ کر تین دن لاپاکہ واقعی دوسری طرف توجہ نہ بنے۔ اس نے جھجھکا کہ فون کو ایک طرف چھینک دیا اس کے خیالات تیار ہے تھے کہ ٹھوڑی دیر پہلے اس کا بیٹا بھی تھا؟

پہلے تو باسٹرو پر ایک جینا میٹس ترک میں سو ڈوبا پہلے تو باسٹرو پر ایک معلوم ہوا کہ کیا ہے؟

ہوا تھا کیا ہے؟ اس کے ساتھ رنگ برنگ لاپاکہ ادارے ایسے وقت کسی نے فون پر اسے کہا کہ وہ ایک جاسوس ہے۔ اس کے باپ نے اسے بائیکاٹ کیا ہے۔ تاکہ وہ بیٹے کے ایک ایک چلن کی رپورٹ اس کے پاس پہنچتا رہے۔

دو دھوکے باز جھوٹ بول کر اس سے نئے آیا تھا۔ وہ کوئی جاسوس نہیں تھا بلکہ مخالف ریسٹروں کے گروپ کا ایک پہلوان تھا۔ اس کے ساتھ اس کا دوست بھی تھا۔ وہ دیکھتے تھے ان کی خوب پٹائی کی کسی اور اسے بے ہوش کر دیتا تھا۔

وہ اپنے بیٹے کے خیالات پر ہر ہا تھا۔ اسے فصد ارہا تھا کہ وہ پہلوانوں نے اس کی ڈورنگت عالی گی بھر پنا چلا کر انہوں سے صرف اس کی پٹائی نہیں کی تھی۔ بلکہ اس کی الماری کے باج لاکھ ڈاکڑ بھی چاکر لے گئے تھے۔

ماہ سے بیٹے کے ذہن میں جاسوس پیدا کیا گیا کہ وہ مخالف ریسٹروں کے گروپ سے معلوم کر جائے وہ دونوں پہلوان کون تھے؟

اس نے اس کے خیالات پر حکمران قافلہ یوں کے نام اور ان کے فون نمبر معلوم کیے پھر فون کے ذریعے باری باری ہر میم کے اخبار کے اندر پہنچنے کی اور ہر میم کے بارہا فونوں تک بھی کوشش کرنے کا ٹھکانے ہو کر اس کے سکا کراچ کس میم کے پہلوان نے نہیں سے باج لاکھ ڈاکڑا چوری کیے ہیں؟

اسے اصل معلومات اس لیے بھی نہ ملی کہ جیٹر پہلوان ہیگا کے ہاتھ رہے۔ وہ اپنے اندر پرانی سوچ کی بہرہ برداری کر کے ہی اس کا رد کیا بیٹے تھے۔ ان سے کسی طرح کی معلومات نہ مل سکی۔

جب اس نے فون پر بیٹے کو مخاطب کیا۔ اس نے باپ کی آواز سننے ہی کہا۔ "ادوہ ڈی ایش جی بھی فون کرتا ہوں۔ آپ کا نمبر ہی دیتا رہتا ہے پتہ نہ ہوتا ہے۔"

اس نے انجان میں کہہ پڑھا۔ "کیا تم نے مجھے ابھی فون کیا تھا؟"

"ہاں، ابھی میرے ساتھ جہت پڑی ہوئی ہے۔ دو ڈاکو اپنا ٹک ٹک یہاں صحن آئے تھے۔ انہوں نے مجھے بری طرح مارا ہے۔ دو دھوکے پیاس لاکھ ڈاکڑا چاکر لے گئے ہیں۔"

"جھپٹیں کیسے چھینیں آتی؟ کیا تم کوئی ناک سیڑھی ہو کر کوئی آیا اور نہیں جھینکر چلا گیا؟ کیا تم پہلوان نہیں ہو؟ کیا تم لڑائی نہیں جانتے تھے؟"

"ہاں، ڈاکو ایک سے آکر حملہ کر کے اور ان کے پاس ہتھیار رکھی ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں؟"

"جاسوس نے بھی اطلاع دی ہے کہ تمہارے بیٹے جیٹے ایک عورت کی بیٹی کی۔"

"ڈوہ ڈی ایش ایک ملازم ہے۔ میرے لیے کمانا پٹائی ہے۔"

"جھوٹ مت بولو وہ جاسوس بہت ہی چالاک ہے۔ اس نے تمہارے بیٹے کے میم میں گروپ کو دیکھا ہے وہاں ایک جوان حیدر ہے۔ وہ تمہارے سامنے سے لپٹا ہوا ہو کر صحن کر رہی ہے اور تم فریاد نہیں کر رہے۔ تمہیں باپ سے جھوٹ بولنے کو نہیں ہے۔"

"ڈوہ ڈی ایش نہ ہوں۔ آپ کو اپنے بیٹے کی بات پر مجرد سا کرنا چاہیے نہیں؟ آپ جاسوس کے جھوٹ پر مگسرا کر رہے ہیں۔ اس کو جان رہے ہیں اور مجھے جھوٹا کہہ رہے ہیں۔"

"تمہارا جھوٹ اس طرح بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایک ورلڈ کپ نہیں پہلوان ہو کر ڈاکوؤں سے مارا گئے بیکہ روٹہ کھینچتے چار ڈاکوؤں کو تمہارا گراتا ہے لیکن تم شراب و خباب میں اس قدر ڈوب گئے ہو کہ پہلوان کے قاتل نہیں رہے ہو۔ میں نے تمہیں پہلے بھی سمجھا ہے پہلوانی چھوڑ دو۔ وہ کتنی سے کبڑے ہوں ایک ہفتے بعد وہ اپنے قاتلے میں سے اپنا نام واپس لے لاور ورنہ داپس آ جاؤ۔"

"ڈوہ ڈی ایش نام دیکھ لو گا کہ تو میری بہت اسٹوٹ ہو گی۔ کیا آپ نے میرے لڑائی کرنا چاہتے ہیں؟"

"اور جب قاتلے میں کی پہلوانوں سے مارا جائے تب تمہاری اسٹوٹ نہیں ہوگی؟"

"جسٹ آپ نے وعدہ کیا ہے پیشگی شرح آپ اس عامل کی خدمات حاصل کریں گے۔ وہ دل کرتا رہے تو کبھی میری بار نہیں ہوگی۔ میں بڑے سے بڑے پہلوان کو روک چھوڑ کر بھارتے پھر چھوڑ دوں گا۔"

"زیادہ نہ بولو تم نہیں جانتے۔ وہ عامل بہت تیار ہے۔ کسی خوشی کا ہر شخص میں جلتا ہو گیا ہے۔ تمہیں کس صحت مند ہونا ہے؟ کیا تمہارے کسے کا تمہاری جہت ہے؟"

بھرتی اسی میں سے اس ریسٹلنگ سے باز آ جاؤ۔ وہ عامل تمہارے کام نہ آتا تو تم کسی کو تو دکھانے کے قائل نہیں ہو گے۔ اس سے پہلے صحن سے کام لو۔"

وہ باپ کی باتیں کر رہے ہیں اور ہاتھ اس نے کہا۔ "ڈوہ ڈی ایش کر رہے ہیں۔ آپ نے آج تک اپنے بیٹے کو کسی خوشی سے محروم نہیں کیا مگر میرے شوخی سے انہوں کو نہیں کر رہے ہیں۔ میرا دل توڑ رہے ہیں۔"

سر نہ چاہا ہے۔ تم اپنا اچھا کر رہے قاتل نہیں ہے جس سے بہت سزا چاہی ہے۔

ہو۔ باپ وقت آ گیا ہے کہ زندگی میں چیخ اڑنے والے سنگین مصائب کو بھجھو اور ان سے ٹھنڈا ٹھنڈا تمہارا باپ ہیش اس کا جڑ سے۔ وہ کتنی نہیں کی جوتھی کی طرح مسل کر رکھ دی گئے۔"

برین میساکرہ اولکونا جہت میں لاؤ لرتا۔ اس کے دل کی دھڑان تھا کہ جہاں ڈاکو اور کساری سے کام لیتا تھا قاتلوں سے اپنے اس طرح جہاں کی دنیا میں زبردست شریک دنگ تھے۔ اسے اپنے ساتھ جانا نہیں دیا۔ انڈروئل کے خطرناک ماحول میں رہنے کے قائل نہیں تھا۔

کیریا دقا فوٹا جان رنج کے اندر دتا جا رہا تھا خاصا اس سبھی واقعات

دقت بھی پہنچا تو باپ بیٹے کے درمیان ہونے والی تنگنگی نے لگا کر اس نے پرسوں کو تھما کہ وہ باپ بیٹے کے سہم کی باتیں کر رہے ہیں۔

بہت ہی خطرناک جہم سے اور وہ یہ حقیقت اپنی بیوی بچوں سے چھپاتا ہے۔ شاید اس لیے کہ جیٹا اس کا چاٹھن بننے کے قائل نہیں ہے۔

کیریا نے کہا۔ "ہم خوشخوارہ ریسٹلنگ کے مجھیلے میں کین ہیں بڑے۔ لیکن نہ نٹا لے سے پہلے ہی اس کے بیٹے کی ایک مرمت کریں کہ وہ کسی سے بھی مقابلہ کرنے کے قائل نہ رہے اور اس جاملے پھر ہو جائے۔"

ریسٹلنگ میں حصہ لے کر پیشور پہلوان بننے پر مجبور ہوا جس کے۔ بھرتی جہم کے چاٹھن رنج کی داغی کا ٹھٹک سکا دیا جائے۔"

"فیک ہے۔ آج رات اس سے ہر ایک مارنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد وہاں سے دم ہا کر بھاگے گا۔"

بھرتی کے ہونے لگا۔ جہاں کی دنیا میں اس کا سہم اس قدر بھلا ہوا تھا کہ وہ بیٹے پر پوری توجہ نہیں دے سکتا تھا۔ اس کے پاس وقت ہوتا تو وہ رات بھر بیٹے کو عملی کار ہر بات اور اسے ریسٹلنگ کی دنیا سے جگا کر اور اپنی دنیا میں دیکھنے لے پھر چھوڑ دیتا لیکن کار ہر اپنی دنیا میں کامیابی کے معنی حاصل کرنے کے لیے یہ لازمی تھا کہ وہ دو ٹوٹا فوٹا اپنے بیٹے کے ساتھ جہتا۔ اسے گائیڈ کرتا رہتا۔ اس کے لیے کامیابی کی راہیں کھولنا رہتا لیکن اتنے سارے کاموں کے لیے اس کے پاس وقت نہیں تھا۔

اس کے اطمینان کے لیے اتنی ہی کافی تھا کہ اس نے بے اعتناء دولت بیخ کر دی تھی۔ یہ جانتا تھا کہ اس کے سر نے اس کے بعد اس کی بیٹی کی کتنی جان نہیں رہیں گے اور اس کی آجیہ اولکون میں بھرتی کی زندگی گزار رہی ہے۔

ایسے ہی وقت فون کا بڑو لٹے گا کہ اس کی بیٹی اس کی داغی کا فون نمبر دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے آن کر کے فون کو کان سے لگا کر کہا۔ "اے بیٹے! ابھی آ ہو؟"

"میں بہت پریشان ہوں۔"

اس نے جہاں سے پوچھا۔ "تم اور پریشان؟ جھپٹیں کس بات کی پریشانی ہے؟ میں نے ایسے اختلافات کے ہیں کہ گروہ پریشانی کئی نہیں بھوکھی نہیں گزرتی کس بھرتی

سبھی واقعات

124 [88] 2007

نہیں بنے گا۔“

”وہ اپنے طور پر عقول بات کر رہا ہے۔ بہر حال تم فکر نہ کرو۔ میں اپنی اپنا کو سمجھاؤں گا۔“

اس نے بیوی کو لمبی دینے کے بعد فون کا رابطہ ختم کر دیا پھر سونے لگا کہ اب تک وہ بیوی بچوں سے دور رہتا آیا ہے۔ ان کی طرف توجہ زیادہ نہیں دیتا۔ موزیک بڑی ذہانت سے اور بڑی ذمے داری سے ان دونوں کی پرورش کر رہی تھی لیکن اب مسائل پیدا ہو رہے تھے۔ اپنے گھر کی طرف توجہ دینے کے لیے تھوڑا سادقت نکالنا لازمی ہو گیا تھا۔

وہ چپ چاپ اپنا کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ یہ معلوم کرنے لگا کہ وہ جان بوجھ کر اس کالے کی طرف مائل نہیں ہوئی ہے۔ قدرتی طور پر دل اس کی طرف کھینچا جا رہا ہے۔ وہ اس کے دل و دماغ میں اس طرح نقش ہو گیا ہے کہ اسے دیکھے بغیر اس کی تصویر بھی بنا لیتی ہے۔

اس نے فون کے ذریعے بیٹی کو مخاطب کیا۔ ”ہیلو اپنا! مائی ڈارلنگ! یہ میں کیساں رہا ہوں؟“

وہ سمجھ گئی پھر بھی انجان بننے ہوئے بولی۔ ”آپ کیساں رہے ہیں ڈیڈ...!“

”یہی کہ تم کسی کالے جوان کو پسند کرنے لگی ہو اور اس کے معاملے میں بہت سنجیدہ بھی ہو؟“

”یہ بات آپ کو می نے بتائی ہوگی؟ ویسے یہ سچ ہے۔ آئی لوہم ڈیڈ! میرا دل اس کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ میں اسے ڈیٹ دینا چاہتی ہوں۔ اس کے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتی ہوں۔“

”بیٹی! تم اپنے ڈیڈ کی ہر بات مان لیا کرتی ہو۔ یہ بات بھی مان لو۔ وہ ہمارے قابل نہیں ہے۔ ایک تو نیکرو ہے۔ دوسرے یہ کہ مسلم ہے۔ ہم معزز لوگوں کی ایک اونچی سوسائٹی میں زندگی گزار رہے ہیں۔ کیا تم اپنے ماں باپ کا سر جھکانا چاہتی ہو؟“

وہ بولی۔ ”ڈیڈ! میں اسی سوسائٹی میں ایسے کئی خاندان بنا سکتی ہوں، جن کی بیٹیوں اور بہنوں نے کالے جوانوں سے شادیاں کی ہیں اور یہیں ان کے ساتھ اچھی خوشحال زندگی گزار رہی ہیں۔“

”تو تم بچت کر رہی ہو؟ اپنے باپ کو مایوس کر رہی ہو؟ کوئی بات نہیں۔ میں پھر کسی وقت تم سے بات کروں گا۔“

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ ایسے وقت بے باک اپنا کے اندر موجود تھا۔ ان باپ بیٹی کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ بہت پہلے ہی اپنا کے خیالات پڑھ کر معلوم کر چکا تھا کہ وہ اس کی طرف

کیوں پریشان ہو؟“

وہ بولی۔ ”جب تک بچے چھوٹے تھے۔ زیادہ مسائل نہیں تھے لیکن ان کے جوان ہونے کے ساتھ اچانک ہی مسائل بھی جوان اور سنگین ہو گئے ہیں۔“

”پہیلیاں نہ بوجھاؤ۔ صاف صاف کہو۔“

”بیٹے کے بارے میں تو آپ جانتے ہی ہیں کہ اسے ریسٹنگ کی دنیا میں نہیں رہنا چاہیے لیکن وہ اپنا شوق پورا کرنے کے لیے جاتا ہے اور جیتنے کے باوجود زخمی ہو کر آتا ہے۔ ایسے وقت میری کیا حالت ہوتی ہے۔ یہ آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔“

”ہاں، میں سمجھتا ہوں۔ میں نے آج اسے اچھی طرح سمجھایا ہے کہ وہ آئندہ ریسٹنگ کے مقابلوں میں حصہ نہیں لے گا۔ میں پوری کوشش کروں گا، وہ دو چار روز میں لندن واپس آ جائے۔“

”یہ تو آپ نے بہت اچھی خبر سنائی ہے۔ میرا بیٹا میرے پاس آئے گا تو کیلجے کو ٹھنڈک پہنچتی رہے گی لیکن اب بیٹی کا مسئلہ ہے۔“

”میری لاڈلی بیٹی کا مسئلہ کیا ہو سکتا ہے؟“

”ہم ماں باپ اپنے بچوں کو جوان ہونے کے بعد بھی بچے سمجھتے رہتے ہیں۔ آپ کی لاڈلی ایک نو جوان کی محبت میں گرفتار ہو گئی ہے۔“

”یہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے؟ دنیا کی ہر لڑکی جوان ہو کر کسی نہ کسی کو اپنا آئیڈیل بناتی ہے۔ اس سے محبت کرتی ہے۔ قسمت ساتھ دے تو اس سے شادی بھی کر لیتی ہے۔ ہماری بیٹی کے ساتھ بھلا کیا مسئلہ ہو سکتا ہے؟“

”سب سے پہلا مسئلہ تو یہی ہے کہ وہ نو جوان نیکرو ہے۔“

”برین ماسٹرنے تعجب سے پوچھا۔ ”کیا وہ کالوں کی نسل سے ہے؟“

وہ ناگواری سے بولی۔ ”وہ کالا بھی ہے اور مسلمان بھی۔“

”اوہ گاڈ! یہ ہماری گوری نسل کی لڑکیوں کو کیا ہو گیا ہے؟ کالوں کو پسند کرنے لگی ہیں۔ ویسے وہ کلاصحت مند ذہین اور اچھی شخصیت کا مالک ہوتا تو میں بیٹی کی خاطر اسے داماد بنا لیتا لیکن ایک مسلمان کو بھی اپنا داماد نہیں بناؤں گا۔“

”آپ بیٹی کو کیسے روکیں گے؟ وہ اس کالے کی دیوانی ہو گئی ہے۔ وہ بھی یہ کہہ کر گیا ہے کہ خود ہماری بیٹی کی طرف نہیں آئے گا لیکن ہماری بیٹی اس کی طرف بڑھے گی تو وہ پیچھے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو م ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

ماں سے۔ اسے دل راجان سے چاہئے گی۔ اب اس کے اپنے کاپا ہے۔ دو دو بات کرتے سنا خوش سے مہل کیا۔

وہ دو جارمات اس کے اندر وہ کر دیاں سے جانا جاتا تھا ایسے ہی وقت اپنا جوائی لگی۔ جرائی سے سوچتے لگی۔

”اگلی سوئے کا وقت تو نہیں ہے مگر نئے نئے کیوں آ رہی ہے؟“

یہ ہاک اس کے لیے سوچ پر نہ کر چک گیا۔ چینی جس نے جھانپا، ”مزدور کی بات ہے۔ مجھے یہاں رکنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ وہ وقت سونا کیوں جانتی ہے؟“

وہ جوائی لینے کے بعد بیڑ پر آکر بیٹھی۔ اس کی سوچ کبہر رہی تھی کہ میں کونسا جانتی لیکن بے اختیار لگی۔ ذرا کی وہ بیٹھی وہ اس نے آنکھیں بند کر رکھی اور کبھی نیند میں ڈوب جاتی تھی تو وہی بعد اسے برین ماسٹر کی آواز سنائی دی۔ وہ کبہر تھا۔ ”تم مجھے آواز سے نہیں پہچان رہی ہو۔“

یہاں، میں، کسی شخص کو دیکھ رہی ہوں مگر اس کا چہرہ سنا نہ لگتی تھی وہ اسے کہتا۔

”اسی میں وہ حال ہوں۔ میرا چہرہ دیکھنا ضروری نہیں ہے۔ میں جو کہوں گا وہ باتیں سننے کے ذہن میں نقل کر رہی ہیں۔“

آچہرہ تھی میری معمول اور تاجدار کی ہنر میری مرضی کے مطابق زندگی گزار رہی۔

یہ ہاک کبھی تھا کہ اسے فرانس میں آگئی ہے اور کمر

میں وہ ہو کر اس کی باتیں ماننے والا ہے۔ ایسے ہی وقت اس نے بھی اپنا کے دماغ پر قبضہ جھانپا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق بولی۔

”میں کیوں تمہاری تاجدار ہوں گی؟ تم کیوں مجھ پر حملے کرتے ہو؟“

ماسٹر نے جرائی سے کہا۔ ”تعجب ہے اتنی جی میل کے دوران کوئی معمول نیٹے اور محرز وہ ہونے کے بعد پلٹ کر اپنے حال سے سوال نہیں کرتا اور تم مجھ سے سوال کر رہی ہو۔“

وہ ہے ہاک کی مرضی کے مطابق بولی۔ ”تم سے کس کی گویا کہ میں محرز وہ ہوں گی؟ پتا نہیں ہے کیا ان لوگوں کا خواب کبھی رہی ہوں؟“

نہ جانے تو ایسی سو رہی ہوں یا خواب کی حالت میں سب کچھ ہی ہوں اور اسے حال کو دیکھ رہی ہوں۔ مگر خواب ہے حال میرے سامنے سے کم ہوتا جا رہا ہے۔“

برین ماسٹر نے محسوس کیا کہ وہ اس کے خواب کی

اسکرین سے کم ہو رہا ہے اور ایسے ہاک کر رہا تھا۔

ماسٹر کی سوچ بھی کسی سکتا تھا کہ کوئی مخالف ٹیلی جینی جانتے والا اس کی بیٹی کے اندر موجود ہے۔ اس کے کمال تو اس کے اندر کہ رہا ہے۔ اسے یہ شبہ نہیں ہو سکتا تھا کہ اس کے اندر کہ وہ اپنے طور پر سوچ رہا تھا۔ ”میری بیٹی کا ذہن کچھ عجیب سا ہے۔“

یہ بھی آخری فرصت ہی نہیں تھی اس کے چور خیالات کو مگر اپنی تک پرستاس کے ذہن کو کھینچنے کی کوشش کرتا۔ یہ حال ہی بنا پڑتا ہے کہ کسی اپنا کا ذہن کچھ مجھ سے کہتا ہے۔ میں مگر کسی وقت اس کے ذہن کی اسٹاپی کروں گا۔“

یہ ہاک مونس نہیں جانتا تھا کہ ماسٹر اپنی جگہ کی سوچ رہا ہے؟ لیکن یہ کبھی تھا کہ اس کی اس کے اندر سے والا مگر کسی آنکھ سے دوسری باہر کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ وہ اپنی جگہ اپنی طور پر ہو کر سوچ سکتا ہے۔ مجھے اپنا کلاس کے ہاک سے تو کسی میل سے جانا ہوگا۔ اگر وہ کلاس جانا ہو جائے گا اور اس کے دماغ کو لگا کر دے گا تو میں اس کے اندر نہیں جا سکتا مگر یہ کہہ میرے خلاف اس کے دل کے دماغ میں غرور پیدا کرے گا اور میں ایسا ہونے نہیں دوں گا۔“

وہ تو وہی وہ ایک سوچتا رہا مگر ذہن میں یہ تو میری آنکھ کی ماسٹر کو دوسری طرف لٹھائیا جاتے تاکہ وہ دوسرے ہاک اپنی بیٹی کی طرف نہ آسکے۔ اتنی دیر میں وہ اپنا کاپا تاجدار بنا لے گا۔

اس نے اپنے ہواں ٹیٹون میں پھر وہی سوچا ڈالی جس کے ذریعے وہ ان تمام دشمنوں کو خنزروہ کرنا تھا۔ اس نے ماسٹر کے گھر پر یہ بیٹھ بھینکا کہ ماسٹر سے بیٹے کی پالی سننے کی... کیا... اس کے ہاؤس کے باؤچے لاکھ ڈالر پڑ جائے۔ جب تک میرا اسم نہیں ہے تو میں اس کے دماغ میں نہیں آسکتا۔ میرا اسم ہی اس کی شامت آتی رہے گی۔ جاؤ۔ اس کے پاس جاؤ۔ اس کی حفاظت کرو۔“

اپنا بیٹا ملنے ہی ماسٹر بیٹی کی گھر بعد میں کرنے والا تھا۔ پہلے بیٹے کی طرف دوڑ کر جانا والا تھا۔ ہبہا کہ وہ بیٹے کی طرف گھومنے ہو گیا تو وہ اپنے اطمینان کے ساتھ اپنا کاپا اندر چلا آیا تھا۔ وہ ابھی تک آنکھیں بند کیے بیڑ پر پڑی ہوئی تھی۔

اس نے تو جی میل کے ذریعے یہ محرز وہ کیا۔ اپنا تاجدار بنایا پھر اس کے ذہن میں یہ بات نہیں کی کہ جب بھی اس کا کاپا اس کے اندر کرے گا وہ نہ جانا ہے کہ تو وہ

اس کی اس کے گھر میں نہیں آئے گی۔ اس سے صاف صاف کہہ دے کہ وہ کسی کی سوچ کے اثر میں نہیں آتی ہے اور کہ وہ کیوں نہ کر اپنا کاپا اس کے اندر چلا آتا ہے؟ کیوں کہ وہ اپنے ذہن میں رہتا ہے؟

یہ ہاک نے اس کے ذہن کو لگا کر نہیں کیا۔ اگر ایسا کرتا تو اسے کبھی جانا کہہ دیتا مگر اس کی بیٹی کے دماغ پر قبضہ نہ ملتا ہے۔ وہ مگر فراہادی ہو سکتا ہے۔ وہ اس کی بیٹی اور بیٹی تک پہنچتا ہے۔

وہ دماغ کو ایک ڈراما سچو سے ہاک کے ساتھ تو کسی نیند سے لے کر چھوڑ دیا اور مطمئن ہو گیا کہ وہ اس کی اپنا اپنے ہاک سے گھر میں کر رہی اس سے نفرت نہیں کر سکتی۔

اس ماسٹر بیٹی کو پڑھ کر کبھی تو وہ اپنا خوف ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ مگر سوچ رہا تھا۔ ”کیا فراہادی سے بیٹے تک پہنچا گیا ہے؟“

اس سوال کا جواب تھا ”ہاں۔“ اس بیٹی میں واضح غرور لگھا تھا کہ اس کے بیٹے کی پالی ہوئی اور اس کے باؤچے لاکھ ڈالر پڑ جائے۔ اس سے صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ کاروبار کرنے ہی آئی تھی۔ اپنے آکر کاروبار کر دیاں اس کے گھر وہ یہ بات کر چکا ہے کہ اس کے بیٹے تک پہنچ گیا ہے۔

یہ دماغ ماسٹر سے انتقام لینے کے لیے اس تک شائق کتا اس کے ہاک کو اپنی نقصان پہنچا سکتا ہے۔

اسے بیٹے کی محبت سے ترزا دینا۔ اب اسے اپنی جان سے زیادہ اس کی جان کی فکر ہو گئی تھی۔ نوا رہی مجھ میں نہیں رہتا اور تاکہ وہ اسے اس طرح سخت دے اس نے خیال خوائی کے ذریعے بیٹے کی خدمت سے مطمئن اس کے خیالات سے بڑھتو کہ چلا کر ابھی تو وہی وہ چیلے اپنی ڈاکوؤں کا فون آ کر کہتا ہے۔ یہ ہاک نے کہا ہے کہ ان لاکھ ڈالر کے مالدار کو کہیں سوچا ہوا ہے۔ مزید باؤچے لاکھ ڈالر تک سے نکال کر کوئی ان معاملات تک نہیں آئے گا۔

ماسٹر یہ بھی طرح مجھے کہا تھا کہ وہ ڈاکوئیں ہیں۔ فراہادی کہہ لاکھ آ رہی ہیں۔ اس نے اپنے دماغ پر قبضہ جھانپا تو وہ ایک فکری بیٹے کی اپنا ضروری اس کے ہاک کے ہاک سے باہر آ گیا مگر وہاں سے حمایتی پورٹ کھنک گیا۔

ماسٹر اس کے ذہن میں یہ بات نہیں کر رہا تھا کہ اپنی پورٹ کے بیٹے کا دفتر پر جس صلاحیت کی بھی سیٹ ہے اسے وہ اس کے گھر لائے اور یہاں سے دوڑ چلا جائے۔ یہ بات بھی نہیں کر رہا تھا کہ اسے لائے اور نہ اس کے ذہن میں نہ جانا چاہیے۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ چنانچہ لائون جائے تو فراہادی کے ذریعے اس کی بیوی اور بیٹی تک بھی پہنچ جائے۔ اب وہ اندر میرے میں بیٹھنے لگا تھا فراہادی کو جہاں پہنچنے سے روک رہا تھا۔ وہاں بہت پہلے ہی ہبہا کھنک چکا تھا۔

کبھی تو وہی وہ بعد جان ریح کے اندر پہنچا تو پتا چلا وہ اپنی پورٹ تک پہنچا ہے اور نہ ہبہا پارک جانے کے لیے لگی فلائٹ میں بیٹھی مائل کر چکا ہے۔

اس نے پورس سے کہا۔ ”جان ریح یہاں سے فراہادی ہوا ہے۔ ابھی تو وہاں ہاؤس کا ہے۔ وہاں سے مگر کسی دوسرے ملک میں جانے کے لیے سوچے گا۔“

پورس نے پوچھا۔ ”وہ اپنا تک یہاں سے کیوں جا رہا ہے؟ کیا اس کا کاپا اپنا جاتا ہے؟“

”ہاں۔ اس کے خیالات میں اپنا تک تہی آتی ہے۔ اس سے اعزاز اور پتا ہے کہ اس کے ہاک نے بیٹے کی بیٹی سے ذریعے اسے یہاں سے فراہادی ہونے پر مجبور کیا ہے۔ اس کے ذہن میں بات بھی نہیں کی کہ وہ دماغ کے ہر تک اور چہرہ میں جانے لگا ہے اور نہ لائون نہیں کرے گا۔“

اس کے ہاک نے کہا ہے کہ خیال خوائی کرنے والے اس کے پیچھے بڑھکے ہیں؟“

”مگر یہاں ہی لگتا ہے۔ وہ وہیں جاتا کہ بیٹا لائون جانے اور خیال خوائی کرنے والے اس کے پیچھے پیچھے اس کی بیوی اور بیٹی تک بھی جاتے گا۔“

”مگر یہ تو ہم دیکھ چاہیں گے جو وہ نہیں جانتا۔ اس لیے اسے خیال خوائی کے ذریعے بھینکا کر لائون اس طرح پہنچاؤ کہ اس کے ہاک کو کبھی اور طرف سے خیال خوائی کا پتہ نہ ہو۔“

کہا نے کہا۔ ”میں بھی کروں گا۔ کیا اب نہیں یہاں سے چلنا چاہیے؟“

”ہاں، میں یہاں سے باہر صاحب کے لوار سے میں وہ لاؤں گا۔ تم سوچتے ہیں کہ مگر جاسم کے گھر نہیں پہنچتے۔ پہلے ہی تھوڑے اور حالات تو دوسری طرف بھینکا دیتے ہیں۔ میں بھی قدر سے مقرر چلوں گا لیکن قدر ہے اس کی اور سمت جانے کا اشارہ اور پھر میں ادھر ہی چلنا چاہوں گا۔“

وہ دونوں نئے سڑک کے لیے اپنا سامان بیک کرنے لگے۔ برین ماسٹر کو سکون غارت ہو گیا تھا۔ وہ بھی اس کے معاملے کی طرف دھیان دیا۔ جانا تھا تو پھر کچھ کہنے کے بارے میں سوچنے لگتا ہے۔ جیسا اس کی جان تھا اور جی ڈال کی دھڑکن کی۔ اپنی بیوی کو سویچا سے بھی اس کی قدر کر رہا تھا کہ

اس نے اس کے بعد کسی دوسری صورت میں بھی دلچسپی نہیں لی تھی۔ وہ جانتا تھا ملٹی پیسٹی کے ذریعے دنیا کی سب سے تیز ترین صورتوں کو فزپر کر کے عوامی شہرت کی دولت کمزور کر سکتا تھا لیکن وہ مونیٹنگ کے سوا کسی کام نہیں کرتا تھا۔

اب اس کے ذہن میں ایک سوال چچا ہاتھ رکھا کہ کسے وہ اپنے لیے کھڑا ہے۔ دوسرے دن اس نے کہا: "آئی ڈی ڈوکر وہ تو واقعی ہے۔" اس کے ذہن میں بھی اس کے بیٹے تک نہ پہنچے تھے۔ فی الوقت بھی کسی طریقہ پر توجہ نہیں دی۔ ہاتھ رکھا کہ جلد از جلد اس کے دماغ کو لالک کر دیا جائے۔

اس نے اپنی اپنی مصروفیات کو کھائی میں ڈال دیا۔ بیٹے کے اندر تک مصطلح کر کے لگا کر ہوا اس وقت وہ اس موجود ہے یا نہیں؟ کیا وہ اپنے آپ کے کاروں کے ذریعے اس کی عمر گرائی کر رہا ہے؟

مصطلح کو دیکھتا آسان نہیں تھا۔ بیٹے کے دماغ میں ناموشی چھائی آتی تھی۔ صرف اس کی اپنی سوچ اس کے اندر گھس کر لڑتی رہتی تھی۔ اس کی کسی بھی حرکت سے یہ جانتے نہیں چاہتا ہاتھ کر فر ہاڑے۔ اپنے طور پر ہسپتال میں آ کر رہا۔

پھر اپنی پورے پر اچھا خاصا مصطلح تھا۔ وہاں یہ مصطلح موم کیا جاسکتا تھا کہ کون لوگ اس کے کھانے کرتے ہیں؟ کھانے کی عمر گرائی کر رہے ہیں؟ یہ وقت بوقت اندازے سے کام لیتا رہتا ہے۔ فخر ہوں لیتا رہتا ہے کہ جو کرنا ہے۔ کر کر زور۔ پھر بند دیکھا جائے گا۔

کون کبھی تھا کہ ایک لوگ میٹھا کیے بغیر بیٹے کے دماغ کو لالک کر دیتا تھا۔ جان رہا تھا۔ اپنی پورٹ میں سکون سے نہیں بیٹھ رہا تھا۔ ادھر سے ادھر جا رہا تھا۔ اور اس وقت تک موم کو خرید کر ڈال دیا۔ اور مصطلح کر کے ہاتھ رکھا کہ کون لوگ اس کی عمر گرائی کر رہے ہیں؟

وہ اپنا کر ہاتھ رکھا اور جھپٹا کر سوچ رہا تھا۔ "میں خود اچھا کیوں اچھے سے آدھ رہا ہوں؟ قریب سے گزرنے والوں کو اور دور تک نظر آتے دلوں کو کیوں اتنی توجہ سے دیکھ رہا ہوں؟"

یہ بات وہ سمجھ نہیں سکتا تھا۔ کبھی دیر بعد وہ باپ کی مرض کے مطابق اپنی پورٹ سے باہر آ گیا۔ کئی میں بیٹھ کر وہاں سے بہت دور ایک ہوٹل کی طرف گیا۔ اسے ہوش جلد جلد اس کے دماغ کو لالک کر دیتا تھا تھا۔ ہوش ہوئی ہی اس کے ایک کرنا کرے پر لیا پھر اس کرے میں پہنچے ہی بیٹے پر لیتا گیا۔ اس نے فری اسے کھینک کر گھری خند سلا دیا پھر تو ختی عمل کر کے لگا۔ اس وقت گھبرا ہوا اور جس جہوں کے لیے تھیں اور اس کے کرنا کے بعد ایک ہوٹل میں

آگے تھے۔ وہاں کھانے کے دوران مختلف مشروبات پر منتظر کر رہے تھے۔ انہوں نے جان بچ کر سوچ کر کھڑے انداز کر دیا تھا کہ جب وہ ہتھ رکھا کہ بیٹے کو ہتھ رکھا خیال خوانی کے ذریعے اس کی فخر لے گا۔

یوں اپنے ایک کاسوں میں صرف ہوا تھا۔ یوں کہا جاسکے کہ تقدیر اس وقت ماسٹر پر مہربان تھی۔ وہاں کو مداخلت کرنے والی نہیں تھا۔ وہ اپنے بیٹے کا برین ڈاؤن کر رہا تھا۔ اس کے دماغ سے ہوش کی تمام چیزیں مٹا رہا تھا۔ وہ کون آیا ہے؟ یا سب کچھ اس کے ذہن سے مٹا رہا تھا۔ ایک نئے نام کے ساتھ ایک نئی شخصیت اس کے ذہن میں نقش کر رہا تھا۔ اس کا آواز اور بل دہلے بدل رہا تھا۔

وہ اتنی مہارت اور استحکام سے اس پر عمل کر رہا تھا کہ آچہ پید کر کے دلی دلی اسے اپنے بیٹے جانتا تھا۔ حق کی شخصیت سے بچان سکتی تھی اور وہ اپنی فکری کھیل سکتا تھا۔ اس نے عمل کرنے کے بعد اسے دیکھنے تک تو ختی خند سونے کا ایک نام پھر اس کے اندر مسلسل موجود رہا۔ وہ دیکھتا چاہتا تھا کہ اس کے جانے کے بعد فریادیاں اس کو لگیں آ کر لگا رہا تھا۔

دہائی کر گزرتی تھیں کہ؟ بیٹے کے اندر مسلسل ناموشی تھی۔ کوئی دوسرا ملٹی پیسٹی جاننے والا نہ تھا تو اس کے اندر بول رہا تھا۔ اور ہی اس کے عمل کا تو ذکر رہا تھا۔ اس اطمینان کے بعد اس نے مصطلح کیا کہ اس شہر میں سب جگہ سر جی کا باہر کون ہے۔ اور کون رہتا ہے؟

تو ذریعے ہی بند ہی ہے۔ ایک ہر سر جی کا ہاتھ رکھا کہ کیا اس نے اسے فرپ کر کے تو ختی عمل کیا پھر نہیں سمجھتے ہیں اس اس سر جی کے اس پتھنچا۔ یہ بتا گیا کہ اس کے بیٹے کو بہت ہی خوب ہوا جان رہا تھا۔

اس کے لیے کیا تھا کہ وہ اپنی بیوی اور بچوں کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت نکال کر انہیں ہر طرف سے محفوظ کرے گا۔ جب یہ یقین ہو جائے گا کہ فریادیاں اس کی فکری تک نہیں پہنچ سکتے گا۔ تب دوسرے معاملات میں دلچسپی لگا۔

☆ ☆ ☆

گردنے سے بڑی مہارت اور استحکام سے ٹوٹی ہے تو ختی عمل کیا تھا۔ وہ تو ختی خند سے بہتر ہوا تو ختی عمل کیا کہ اس سے پار کھینچے پہلے اصحابی کر دہی میں جلا ہو گیا تھا۔ گردنے سے اس کے خلاف سازش کی کسی اور اس پر تو ختی عمل کیا تھا۔ یہ سب کچھ وہ اندر چکا تھا۔ آندہ کی یہ بات اسے اور آئے اس کی فخر لے نہیں۔

ایک تو اس نے بڑی دلچسپی سے عمل کیا تھا۔ دوسرے کدو اور دوسرے تیرے روز اس پر عمل دہرا نے والی تھی۔ تاکہ اس کے عمل کا استحکام ہمیشہ قائم رہے اور وہ اس کے اثر کے ذریعے سب باہر نہ جاسکے۔

جب وہ خند سے بہتر ہوا تو واقعی سب کچھ بھول چکا تھا۔ گردنے سے اسے اصحابی توانائی کے لیے دے لاکھائی تھی۔ پھر لپکا پھیرا بڑے چارے پر چھا۔ "اب کیسے ہو؟" وہ حیرانی سے بولا۔ "مجھے کیا ہوا تھا؟ میں تو باقی ٹھیک ہوں۔"

"ٹھیک ہوتے وقت کیوں سو رہے تھے؟" "ہاں، یہ سوچنے کی بات ہے۔ شاید میں تھک گیا تھا یا یہ دقت اس لیے خند آئی کہ کبھی کسی عادت کے خلاف کبھی آئی صحت اور جاگتا ہے۔"

وہ خوشی سے ہنس رہا تھا۔ "تم درست کہہ رہے ہو۔ بائی وا۔" وہ اسے بارے میں شہرہا کر لیا تھا۔ "ہاں، وہ اسے بڑے چارے سے دیکھنے لگا۔ اس نے ٹوٹی کے ذہن میں یہ بات خند آئی کہ وہ دیکھتا ہے اور پھر اس کی مدد اس سے بہت کرے گا۔ اسے اپنی پہلی اور آخری شہرک حیات جانتے۔"

اس نے بڑے چارے سے اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔ "تم میری جان بچاؤ۔ میں کرنا تو نہیں سکتا۔ میں نہیں جانتا کہ یہاں سے لپکا پھیرا جانے میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا ہوں۔"

"وہ بولی۔" "میں بھی اس کی بات کہہ رہی ہوں۔ تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا ہوں۔ میں کبھی تم سے جہان کا کرکھو گے۔"

"میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

"تم تو خیر سے دل کی بات کہہ رہے ہو۔ میں بھی دلچسپی رکھتا ہوں۔ میں یہ سب اپنی بیوی کی حالت میں دیکھ چکا ہوں اور دوسرے ملتا جلتے والوں پر عوامی دہی ہے۔ میں نے اپنی سٹیل سے ہمیشہ بردست پلاننگ کی ہے۔"

گردنے سے اس کے گرد ناموشی سے بات کبھی نقش کی تھی کہ آچہ وہ خیال خوانی سے پرہیز نہیں کرے گا اور کئی کسی کی تھی نہیں تو اسے کہہ دے گا۔ "انہوں نے فرپ کر کے ہاتھ رکھا کہ تو ختی خند سے بہتر ہوا تو ختی عمل کیا تھا۔ وہ تو ختی عمل کیا کہ اس سے پار کھینچے پہلے اصحابی کر دہی میں جلا ہو گیا تھا۔ گردنے سے اس کے خلاف سازش کی کسی اور اس پر تو ختی عمل کیا تھا۔ یہ سب کچھ وہ اندر چکا تھا۔ آندہ کی یہ بات اسے اور آئے اس کی فخر لے نہیں۔

☆ ☆ ☆

حالات میں کہے گا۔ اس کی محبت میں ہمیشہ اس کا دیا نہ دین کر رہے گا۔

وہ بہت دیر تک کرنا کے ساتھ مستقل کے منسوبے بناتا رہا مہمدرات کے کھانے کے بعد وہ دونوں خیال خوانی کے ذریعے ان تین امر کی عملی بنی بنی جاننے والوں کے اندر پہنچے گئے۔

دونوں واقفین میں تھے۔ وہاں شام ہوئی تھی۔ ان کے خیالات سے پتا چلا کہ انہیں کھونے پھر نے کی آزادی ہے۔ لیکن ان میں سے ہر ایک کے ساتھ دو دو سا جاسوس رہتے ہیں۔ وہ ان گھرائی کرتے رہتے ہیں۔ جب بھی انہیں کوئی خطرہ پیش آتا ہے تو وہ فوراً خیال خوانی کے ذریعے ان جاسوسوں کو اطلاع کر دیتے ہیں۔

کرنا اور فونی سے نے ان تینوں کے اندر باری باری جا کر پھر سے عمل کیا۔ نئی ڈاڈا اور کچھ کے ذریعے ان کے دونوں کو لاک کر دیا تاکہ ماسٹر اور امرا کی عملی بنی بنی جاننے والے ان کے اندر نہ پہنچ سکیں۔

عمل کے بعد انہیں آدمے آوے سمئے کھنے کو بھی نیند سونے کا حکم دیا گیا تھا۔ مقررہ وقت پر وہ تینوں بیدار ہو گئے۔ ان کی مرضی کے مطابق باہر جانے کی تیار کرنے گئے۔ انہوں نے دستور کے مطابق اپنے اپنے دو جاسوسوں کو اطلاع دی کہ وہ باہر جانے والے ہیں۔ لہذا وہ ان کے ساتھ ہی رہیں۔

وہ تینوں اپنے پاس ہتھیار رکھتے تھے۔ تاکہ کسی بھی خطرہ کے وقت انہیں استعمال کر سکیں۔ انہوں نے اپنے لباس میں ریڈی میڈ میک اپ کا سامان چھپایا تھا۔ وہ پہری تیار کی کے ساتھ اپنے اپنے گاڑیوں میں آ کر بیٹھ گئے۔

کرنا اور فونی سے نے ان کے دونوں میں سے ہاتس تلاش کر دیں۔ جس کی انہیں پہلی بار اطلاع ہو گئی تھی۔ انہوں نے ہر ایک کا نام پتہ پتہ کرنا اور فونی سے نے ان کے دونوں کو اطلاع دیا کہ وہ باہر جانے والے ہیں۔ لہذا وہ ان کے ساتھ ہی رہیں۔

وہ تینوں اپنے اپنے گاڑیوں میں آ کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے دستور کے مطابق اپنے اپنے دو جاسوسوں کو اطلاع دی کہ وہ باہر جانے والے ہیں۔ لہذا وہ ان کے ساتھ ہی رہیں۔

وہ تینوں اپنے اپنے گاڑیوں میں آ کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے دستور کے مطابق اپنے اپنے دو جاسوسوں کو اطلاع دی کہ وہ باہر جانے والے ہیں۔ لہذا وہ ان کے ساتھ ہی رہیں۔

ہر ایک وہ زمانے ملتا ہے کہ گزر رہی تھی۔ اس نے فوراً ہی کرنا اور فونی سے کو آگے بیٹھے ہوئے ایک سبز جاسوس کو کوئی سے آڑا دیا۔ دوسرے نے چونک کر کارروائی دی۔ پلٹ کر پوچھا جانتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے؟

گھر سردی ہو گئی اسے ملت ڈری۔ ایک چمپے جیسے ہی اس کا ہم عمر کوئی اس بارہ دہائی سے فارغ ہونے ہی اس نے ڈرائیو تک سیٹ والے کو پہنچ کر کچھ سیٹ پر ڈالا پھر اسٹرینگ سپاہیوں کر رہا ہے وہاں جانے لگا۔ ڈرائیو پانچ کے بعد اس نے گاڑی کو کچھل جہازوں کے پیچھے روک دیا پھر دوڑنا ہوا سو کہہ گیا۔ وہاں سے گزرنے والی گاڑیوں سے لطف لینے کی کوشش کرتے لگے۔

اتفاق سے مردوں کو گھلا کر دانی والی ایک عورت کار ڈرائیو کرتی ہوئی اچھڑا رہی تھی۔ اس نے لطف مانگی تو اس نے فوراً ہی کارروائی دی۔ ای سیٹ کا کارڈ اڑھو کولتے ہوئے بولی۔ ”یہاں کوئی کسی کو لطف نہیں دیتا گھر میں نہیں دوں گی“

وہ اس کے برابر بیٹھے ہوئے بولا۔ ”شکر ہے آگے کہیں جیسی مل جائے گی تو میں اترا جاؤں گا۔“

دو کار آگے بڑھا تے ہوئے سسٹر کر بولی۔ ”تم جہاں جانا چاہو اسے کہیں نہیں چھوڑ دوں گی۔“

وہ اس نے دل میں کہا۔ ”تو تمہیں پہنچانا ہوگا۔“

پھر وہ اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ پتا چلا کہ وہاں جیسی خاص جگہ منتقل ہونے سے سسٹر مردوں کی بھوک ہے۔ جیسی جنون میں مبتلا رہتی ہے۔ اس نے پوچھا۔ ”اگر تمہیں تمہارے چلوں تو؟“

دو سسٹر کر بولی۔ ”تو میں تمہیں خوش آدے ہوں گی۔“

”لیکن میں تو ان کے کانٹوں کے ساتھ چھپ رہا ہوں۔ کیا تم میرا ساتھ دو گی؟“

وہ بڑے جذباتی انداز میں بولی۔ ”تم گھر میں بیجانے کی بات کر رہے ہو۔ میں تو جسے دل میں چھپا کر رکھوں گی۔“

وہ اپنے لباس میں سے ریڈی میڈ میک اپ کا سامان نکالے ہوئے بولا۔ ”میں اپنے چہرے پر جھونپلی کر رہا ہوں تو تم پر مجھ کو مامور نہیں نہیں تھا۔ وہ آچرہ سے اسی انداز میں تیار ہو رہا ہے۔ تمہارے ساتھ ساتھ وہاں جا کر رہا ہے۔ تمہارے ساتھ ساتھ وہاں جا کر رہا ہے۔ تمہارے ساتھ ساتھ وہاں جا کر رہا ہے۔“

وہ اپنے لباس میں سے ریڈی میڈ میک اپ کا سامان نکالے ہوئے بولا۔ ”میں اپنے چہرے پر جھونپلی کر رہا ہوں تو تم پر مجھ کو مامور نہیں نہیں تھا۔ وہ آچرہ سے اسی انداز میں تیار ہو رہا ہے۔ تمہارے ساتھ ساتھ وہاں جا کر رہا ہے۔ تمہارے ساتھ ساتھ وہاں جا کر رہا ہے۔“

وہ اپنے لباس میں سے ریڈی میڈ میک اپ کا سامان نکالے ہوئے بولا۔ ”میں اپنے چہرے پر جھونپلی کر رہا ہوں تو تم پر مجھ کو مامور نہیں نہیں تھا۔ وہ آچرہ سے اسی انداز میں تیار ہو رہا ہے۔ تمہارے ساتھ ساتھ وہاں جا کر رہا ہے۔ تمہارے ساتھ ساتھ وہاں جا کر رہا ہے۔“

کرنا والا تھا۔

وہ تینوں عملی بنی بنی جاننے والے جب بھی کہیں لگتے تھے تو کچھلی سیٹ پر بیٹھا کرتے تھے وہاں کی سیٹ پر بیٹھے والے کاٹھ پے سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ ان کی حفاظت کر رہے ہیں۔ دونوں آواز نہ نکالنے کی کوشش کرتے تھے۔

دوسرے عملی بنی بنی جاننے والے وہاں میں سے بھی یہی کیا۔ آگے بیٹھے والوں کو گولیوں سے آڑا اور پھر وہاں سے فرار ہو کر ایک ایک جھوپے کا بیٹھ گیا۔ جہاں پورے میاں پوری لٹی لٹی ہر کے آخری ایام گزار رہے تھے۔ اس نے ان کو فرار ہونے سے روک دیا۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں ہاتھ رکھ دی کہ وہ ان کا پناہ ہے۔ بہت عرصے کے بعد لندن سے یہاں آیا ہے۔ دوہ کی وہاں رہ کر میٹھان سے اپنا چہرہ تبدیل کرنے والا تھا۔

تیسرے عملی بنی بنی جاننے والے اسکوڑی نے بھی یہی کیا۔ تیسرے پہلے ہوئے دونوں کانٹوں کو گولہ مار دیں لیکن ان کی لاشوں کو چھپانے کے لیے اس کا کاروبار ہی دے سے دور نہ رہا جا سکا۔ اس سے پہلے ہی پوسٹ کی ایک سو بائیس ڈین دیاں لگتی تھی۔ ایسے وقت اسکوڑی فرار ہونا چاہتا تو وہ اسے گولی مار دیتے۔ کرنا نے اسکوڑی کی اس نے کہا۔ ”تمہیں حرام موت کھانی ہے۔ حالات سے سمجھتا کہ کرواؤ گھر تار ہی پتلی کر دو۔ ہم بعد میں کہیں نکال لیں گے۔“

فونی سے نے اسے گولہ مار دیا۔ ”تم خیال خوانی کے ذریعے اپنے گھر میں بیٹھی جانے والوں سے رابطہ کرنا۔ انہیں تازہ کر کر گھر میں پوسٹ کے لگتے آ کر پورے گاڑیوں کی طرح کا تعاقب نہیں کیجئے دیں گے۔ تم یہ بیان دو گے کہ تم نے نہیں اپنا تاجدار بنا لیا۔ تو تم اسے حال میں لکھنا چاہتے ہو۔“

کرنا نے کہا۔ ”میں نے تمہارے دماغ میں سے بات تلاش کی ہے کہ تمہاری مخصوص آواز اور بولنے کے کورسز تم جانتے ہو۔ تم بعد میں اسے بول دو گے کہ تمہارے رابطہ کر رہے تھے۔“

کرنا اور فونی سے نے تیسرے کو فنی اہل اس کے حالات کے مطابق چھوڑ دیا۔ پانی کے دو در توجہ نہ گئے۔ انہیں بتایا کہ ان کا تیسرا ماسٹر کرنا اور فونی سے کوئی دوک تلاش کرنے کے لیے صرف پوسٹ کے آگے ہی نہیں آتی تھی۔ انہوں نے گھر کو دور تک چھپیں گے۔ ایک ہی منٹ والے جھولتے مکان میں جھانک جھانک کر دیکھیں گے۔ لہذا وہ فوراً بازار جا کر ایک ایک کا سامان خریدیں اور ان کی مہمدرات سے چہرہ بدل کر کوئی لٹی لٹی نہ بن سکے۔

ان دونوں نے جب تک مکمل مہمدرات سے اپنے چہروں کو تبدیل نہیں کیا جب تک کرنا اور فونی سے ان کے ساتھ گئے۔ دوسرے پھر مطمئن ہو کر اپنی جگہ رہا لیکن وہ حاضر ہو گئے۔ کرنا نے کہا۔ ”میں نے بڑی کوشش کی مگر ایک عملی بنی بنی جاننے والا تھا کہ میں کیا کیا۔“

فونی سے نے کہا۔ ”بوتل کا نہیں، پہلے جا رہی تھی بہت بڑی کامیابی ہے کہ تم نے دو عملی بنی بنی جاننے والوں کو اپنا تاجدار بنا لیا ہے۔ ہماری تعداد بڑھ گئی ہے۔ دو سے چار ہو گئے ہیں۔ یہ کوئی معمولی کامیابی نہیں ہے۔“

انہوں نے یہ کہہ کر ہر دوسرے تیسرے سے ان دنوں پر عمل کرتے رہیں گے اور سچی سے ان کی گھرائی کرتے رہیں گے۔ اس طرح دنوں وہ ان کے ہاتھ سے کل نہیں گئے اور نڈیاں کے قانون کی گرفت میں آسکیں گے۔

فونی سے نے بھی سمجھ کر تھا کہ ان دونوں پر ہر دوسرے تیسرے سے عمل کرتا ہے۔ یہ نہیں جانتا تھا کہ کرنا اور فونی سے عمل کرتی رہی گی۔

☆☆☆☆

ایمان علی کی وجہ سے وہ آگاہی کی تھی جب سے وہ بری طرح لکھا ہوا تھا۔ پہلے تو یہ بات سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ تجویز کیوں ہے؟ کیا وہ جیسا نظر آیا تھا دینا ہی لگا ہوں کے سامنے آئے گا؟

آگاہی کو بری تھی کہ وہ ضرور آئے گا اور جب آئے گا تو اس کو گنڈھیں پر پہنچا ہوگا۔ ایسے وقت فراہموت کی دلیز ہوگا۔ وہ دوسری بات بھی اچھا ہے۔ والی کی جگہ جڑواں پورے ہے۔ وہ آگاہی کے دوران زندہ کیے دکھائی دے گا۔ اگر آگاہی درست ہیں تو اس کا مطلب یہی تھا کہ فرزند غم ہے۔ اگر چہ ایمان علی کے لیے یہ خوشی کی بات تھی لیکن پھر ایک فراہموت کی آگاہی ہی تھی۔ سلیب پر چڑھانے جانے کا مطلب یہی تھا کہ ماسٹر نالا ہی ہے۔

ایک اور ایجنس نے یہی کہہ دیا کہ اس کی سلیب میں کیا بتاتے گا؟ وہ دوسری بج کر دیکھتا رہا اور ہالیو اس کا انتظار کرتی رہی۔ سوچتی رہی۔ ”چنانچہ ایمان علی تمام مہمدرات کیا کرتا رہا ہے؟ کسی قسم کی پڑھائی کر رہا ہے؟ کیا اس نے ہمارے مستقل عمل کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں؟“

وہ وہ ایک بے سوکرا عمل۔ سفارشی وغیرہ سے فارغ ہوا تو ظہر کی لٹی کا وقت ہو گیا۔ ہالیو بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ چنانچہ میں ملتا جا رہی تھی۔ لہذا وہ سب کمانے کے لیے بیٹھ گئے۔ اس کی بے چینی بڑی ہی جاری

تھی۔ وہ بار بار اس کے چہرے کو تک رہی تھی۔ وہ کچھ الجھا

ہو ساد کھائی دے رہا تھا۔ اس سے نظریں بھی چرا رہا تھا۔ کئی

بار اس کے جی میں آیا کہ خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر

پہنچ کر معلوم تو کرے کہ ذہ آخر اتنا چپ چپ سا کیوں ہے؟

لیکن وہ بہت پہلے وعدہ کر چکی تھی کہ اس کی مرضی کے

خلاف کبھی اس کے اندر نہیں آئے گی۔ ایسے میں وہ پرانی

سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک سکتا تھا پھر یہ کہ

کھاتے وقت سب کے درمیان بیٹھ کر خیال خوانی کرنا

مناسب نہیں تھا۔ ایسے میں کھل کر بات نہیں ہو سکتی تھی۔

وہ پیٹ بھر کر نہ کھا سکی۔ کھانا چھوڑ کر اٹھ گئی۔ ایمان علی

کی والدہ نے پوچھا۔ ”کیا بات ہے بیٹی! کیا کھانا اچھا نہیں

لگا؟“

”نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ کھانا تو بہت مزیدار ہے۔

بس میرا پیٹ بھر گیا ہے۔“

ایمان اس کی بے چینی کو سمجھ رہا تھا۔ اس کے جانے کے

بعد وہ بھی کھانا چھوڑ کر اٹھتے ہوئے بولا۔ ”اُم! آپ سب

کھائیں۔ میں ذرا دیکھتا ہوں۔ عالی کچھ پریشان لگ رہی

ہے۔“

وہ وہاں سے چلتا ہوا اس کے بیڈروم میں آ گیا۔ عالی کا

دل کہہ رہا تھا کہ وہ ضرور اس کے پیچھے آئے گا اور آ ہی گیا۔

اس نے پوچھا۔ ”کیا بات ہے؟ تم کھانا چھوڑ کر چلی

آئیں؟“

عالی نے اسے دیکھا پھر نظریں جھکا کر کہا۔ ”مجھ سے کیا

پوچھ رہے ہو؟ تم سمجھ سکتے ہو، میں گل سے پوچھ رہی ہوں کہ

میرے نیوچ کے بارے میں کچھ بتاؤ۔ میں یہاں سے کبھی جا

سکوں گی یا نہیں؟ سفر کرنا چاہوں گی تو کب تک روکاؤ نہیں

پیش آتی رہیں گی؟ لیکن تم میری باتوں کا کیا جواب دو گے؟

تمہارے منہ پر تو بارہ بج رہے ہیں۔ ضرور کوئی پریشانی کی

بات ہے اور وہ مجھ سے چھپانا چاہتے ہو۔“

وہ اس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ ”ایسی

کوئی بات نہیں ہے۔ بھلا میں تم سے کیا چھپاؤں گا؟“

”جج کبھی کیا تم پریشان نہیں ہو؟“

”ہاں، پریشان تو ہوں۔ مگر کچھ چھپانا نہیں چاہتا۔ بس

یہ سوچ رہا ہوں کہ کیسے بتاؤں؟“

”عجب ہے اور کیسے بتاؤ گے؟ زبان سے بول کر بتاؤ۔

ابھی اُردو زبان بول رہے ہو۔ اگر بولنا چاہو تو انگریزی میں

بولو۔ ویسے میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ جب زیادہ پریشانی

کیا معاملہ ہے؟ کیا ہونے والا ہے؟“

ٹیبلٹی بیٹھتی کے فسوس نکار فرہاد علی تیمور کی اس مقبول

عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیے

A-PDF Image To PDF Demo. Purchase from www.A-PDF.com to remove the watermark



دونا

میں نے سونے اور لہنگے کیوں اور کھیت کر کے اس بے تاج بادشاہ کو سحر کر کے پکڑ لیا ہے۔
 ذرا سی تھوڑی سی دولت کی میں کھلی ٹککتے کا ڈانٹ نہ نہیں جیتتا اور جیتا نہیں۔
 دو کھیت میں میری حالت، جیسا کہ ایک لیتا اور جیسی اس کا ٹھیک ترس میں ہے۔
 میری خوشی کے پڑے ہوئے ہیں۔ اپنی اور ملک و قوم کے دشمنوں کے سر جو مال ہے۔
 میں نے ان کے ہاتھوں سے خاک و خون میں نہلا دیے ہیں۔
 سنا تم جیرونیوں کے برس برس کے ساتھ ساتھ۔
 آؤ دنیایاں کا سب سے زیادہ پرہیزگارے والا عربی تریں



ایمان آئی ہو یا نہ ہو ماشی سے عالی کو دیکھ کر آیا۔ وہ بری طرح سے الجھی ہوئی تھی۔۔۔ پتھینے اچھے سے بات کی تھی کہ جو باپ مر چکا تھا، اس کی زندگی کے دندنے لے آ جا رہا ہے۔۔۔ لیکن علی نے اسے اکھاڑ دیا۔ ہاتھ میں تھکنے تھکی۔۔۔ صرف اتنا کہا تھا کہ اپنے علم کی روشنی میں چکھو اور دیکھا۔ عالی ہارے۔۔۔ جیسے اس کے پاس ہوسٹ کار نامی میں نہیں ہوتے ہیں بلکہ ان سب کی لاشیں کے اندر جسے میں نہیں بلکہ رہے ہیں۔۔۔

کیا۔۔۔ چھاپاؤں؟
تو میں چنگی کر کے یوں بول رہے ہو؟ میں وہاں نہ تو نہیں ہوں۔۔۔ جب میں چدر چھپا ہوتا ہے تو زبان انک ایک کر کے لٹکتی ہے۔۔۔
وہ اس سے نظریں چماتے لگا۔ سنے گا۔ کیا کروں؟
کیا میں اسے آگے کے بارے میں بتا دوں؟
وہ اس سے نظریں چر کر دور ہو گیا۔ ایک طرف دیکھ رہا تھا۔ عالی اس کے سامنے کر بولی۔۔۔ مجھے سے نظریں کیوں ہٹا رہے ہو؟ میری تم کہہ کر بولو کہ مجھے سے کوئی نہیں چھپا رہے ہو؟
وہ ایک کبکری سا لے کر بولا۔۔۔ عالی، مجھی قدرتی طور پر کوئی بات نہیں ہوتی ہے کہ اسے سب سے ہی چھپا پنا ہے۔ میرے ساتھ کسی ایک لاشی ہاتھ ہے جو آج تک میں نے اپنی پرکھ کر اسے دالی مانا کوئی نہیں بتائی ہے۔۔۔ اس کی ہوش میں ہوں کہ کہیں تازوں یا نہ تازوں؟
”گرو دیات تانے سے نہیں کوئی قصان بنتا ہے یا تمہارے علم میں کسی بھی طرح کی کمی آتی ہے تو مجھے بھی نہ بتاؤ۔“

”مگر میرا دل نہیں مانتا۔ سوچتا ہوں نہیں تادوں۔ ہم آج رہے ہیں اس سماج کی حیثیت سے زندگی گزار رہے ہیں۔ عاری کوئی بات ایک دوسرے سے چھپی نہیں رہتی ہے۔“
”یہ تو میرے لیے فخر کی بات ہے کہ تم مجھے دل و جان سے چاہتے ہو۔۔۔ وہاں تو مجھے سے اپنی کوئی بات چھپانا نہیں چاہیے۔“
وہ ذرا دیر کے لیے جب رہا بھر بولا۔۔۔ ”تو پھر سناؤ میں صرف علم نجوم کے ذریعے نہیں کوئی کرتا ہوں۔ مجھے رات جبروت کی رات قدرتی طور سے آگے پھی ہے۔“
عالی نے اسے بولی دیکھ کر اسے دیکھا مگر اس کے شانے پر ہاتھ رکھے ہوئے۔۔۔ ”کیا صرف جبروت کی رات کو ہی مانتی ہے؟“

”جیسی، جیسے ایک برس میں دو یا تین بارے وقت آگے آتی اور صرف جبروت کی رات کو ہی مانتی ہے۔ میں ہند کر رہے ہیں اور کئی باتوں اور کوئی مداخلت کرنے والا نہیں ہوتا تو میں جو سطوات نامہ علم نجوم کے ذریعے حاصل کرتا ہوں تو کیا کسی کے مطابق آگے بڑھ رہی ہے۔“
وہ ذرا وقت سے بولا۔۔۔ ”جینا ہار میں سے کیا تھا کہ تمہارے پاس ایک موت ہوئی۔ اس وقت میں اسے نہیں ٹی ٹی تھی۔ میں نے صرف اپنے علم نجوم کی بنیاد پر یہ کہا تھا کہ اس کی رات مجھے واضح طور سے آگے آئی اور یہ معلوم ہوا کہ تمہارے

پاپا زندہ ہیں۔۔۔
عالی نے کہا۔۔۔ ”میں سچوہہ پڑھ سکتی ہوں۔ اس وقت تم کسی الجھی ہوئی سوچ میں سم ہو۔ کیا مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو؟“
وہ جلدی سے بولا۔۔۔ ”نہیں۔۔۔ نہیں تو۔ میں بھلا تم سے

اس نے عالی کا ہاتھ تھام کر کہا۔۔۔ ”میں نے جنہیں بریانی میں جتنا کر دیا ہے۔۔۔“
اس نے کہا۔۔۔ ”جیسی، تم نے تو ایک بہت بڑی خوشخبری سنانی ہے۔ تمہاری پیش گوئی، کسی نطفہ لگنے ہوئی۔۔۔ جینا ہار تم نے کہا تھا کہ پاپا کی موت واضح ہوئی اگر یہ پیش گوئی کھلے ہے اور پاپا زندہ ہیں تو پھر وہ کہاں کہاں ہیں؟ وہاں کہاں نہیں گئی ہیں۔ ہم سے رابطہ کیوں نہیں کر رہے ہیں؟“

اس نے ایمان کو سونپ کر بولی نظروں سے دیکھ کر کہا۔۔۔ ”کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ تم علم کے خزانے سے بھر نہیں ہوئی۔“
پاپا تم ایک بار بھر سے پاپا کا زائچہ دیکھو اور اپنی پوری ملکامی تیز لگا دو۔ یہ وہ معلوم کر دو گے۔“
وہ اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔ عالی نے کہا۔۔۔ ”دہ زمرہ ہیں یا نہیں؟ میں معلوم ہونا چاہیے کہ کچھ کیا ہے؟“
”ٹھیک ہے، میں معلوم کرتا ہوں۔ تم ابھی جا کر آرام کرو۔“

”میں جینا رات سے بے چین ہوں۔ تم قہار رات ایک کر کے میں بندہ کر جہاد کرتے رہے اور اسے علم کے مطابق املائی کرتے رہے۔ میں توقع کر رہی تھی کہ تم کوئی اہم بات تاؤ گے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ تم نے بہت ہی اہم بات بتائی ہے۔ لیکن ایسے بتانے کے بارے میں گرو دیکھا ہے اور اب کہہ رہے ہو کہ میں جا کر آرام کرو۔“
وہ عالی کو تال رہا تھا، یہ نہیں بتانا چاہتا تھا کہ اسے آگے اپنی تلقی رہتی ہے اور اس کی آگے کے مطابق یہ بات صدق ہے کہ اس کے پاپا زندہ ہیں۔۔۔

”میں سچوہہ پڑھ سکتی ہوں۔ اس وقت تم کسی الجھی ہوئی سوچ میں سم ہو۔ کیا مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو؟“
وہ جلدی سے بولا۔۔۔ ”نہیں۔۔۔ نہیں تو۔ میں بھلا تم سے

وہ ایک دم سے ٹپ کر بولی۔۔۔ ”پاپا، مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ رات آگے کی شروعات ہوئی اور کہاں تک سطوات کی رہیں؟“
اس نے عالی کو دیکھا۔۔۔ گھر فرخ پر نظر میں جاتے ہوئے کہا۔۔۔ ”میں نے ایک عجیب و غریب انسان کو دیکھا ہے۔ اسے گھر پر نظر آئے، وہ بالکل انسان ہی جیسا تھا۔۔۔ لیکن اس کا سن گرو کی طرح آواز دے گا۔ کلکلا ہو گا۔ تو تم نے نہیں اس کا سن سچھلے ہوئے تھے اور اس کی بڑی بڑی آنکھوں سے شہید کی اور انجمنی بات تکلف فرمائی۔“

عالی نے جبران اور دیکھی سے سن رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا۔۔۔ ”تم نے اس کو ایک بہت ہی دلچسپ اور دلکش انسان سے دیکھا، اس کے چادوں طرف ہی بڑی مشتیں تھیں۔۔۔ مشتیں، منگھلی اور میڈیکل اور نہ نیکل اور نہ جانے کن کن شیوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ اس تجربے نے ایک بڑے سے بائزکی طرف دو کر کہیں جھپکا تھی تو بائز ان ہو گیا۔ جانتی ہو پھر میں نے دیکھ کر کیا کہا؟“

اس نے بڑی سے پتھینا سے پوچھا۔۔۔ ”کیا دیکھا؟“
”اس بڑے سے بائز میں پہلے تم نظر آئیں پھر تمہارے ساتھ سوسر ایا، اوتھے، کہہ رہا ہوں اور پوسر س ہی نظر آئے۔ تم سب کی حالت بہت ہی بدتر تھی۔ تم پاس بیٹے ہوئے ہال بھر سے ہوئے گرو سے ہوتے ہوئے سب ایک صحرا میں چل رہے تھے۔ چلتے وقت تم لوگوں کے پاؤں ریت میں ٹوٹ رہے تھے۔ تم سے چاہتا ہوں ہار تھا۔ ایک دوسرے کو کھار دینے لگے۔ وہ لوگ آگے سے بڑھ رہے تھے۔ آگے بڑھ کر سارے ایک بہت اونچی سی سطح پر ریت میں کوئی ہوئی تھی اور۔۔۔ اس سطح پر تمہارے پاپا کو حرا چھپا گیا تھا۔“

عالی کا بچھیر دھک سے رہ گیا۔ اس نے پتھان ہو کر ایمان کو دیکھا۔۔۔ وہ بول رہا تھا۔۔۔ ”طرح طرح کی سطح پر چڑھا گیا تھا۔ ان کے دلوں کا پھیل چیلے ہوئے تھے۔ اس میں بڑی بڑی بیلی ٹیٹھوں کوئی تھی۔۔۔ پھر بھی ایک بڑی سی سطح کو ڈری گئی تھی۔ اس کا بدن ابوسے بچھک رہا تھا۔“
عالی بہت ہی تڑپ اور دلچسپ جان کی تھی اس نے باپ کا یہ حال سن کر اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ ایمان نے کہا۔۔۔ ”پاپا، تمہارے گھر پر نظر آئے، وہ بالکل انسان ہی جیسا تھا۔۔۔ لیکن اس کا سن گرو کی طرح آواز دے گا۔ کلکلا ہو گا۔ تو تم نے نہیں اس کا سن سچھلے ہوئے تھے اور اس کی بڑی بڑی آنکھوں سے شہید کی اور انجمنی بات تکلف فرمائی۔“

”میں نے جبران اور دیکھی سے سن رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا۔۔۔ ”تم نے اس کو ایک بہت ہی دلچسپ اور دلکش انسان سے دیکھا، اس کے چادوں طرف ہی بڑی مشتیں تھیں۔۔۔“
عالی نے کہا۔۔۔ ”پاپا، تمہارے گھر پر نظر آئے، وہ بالکل انسان ہی جیسا تھا۔۔۔ لیکن اس کا سن گرو کی طرح آواز دے گا۔ کلکلا ہو گا۔ تو تم نے نہیں اس کا سن سچھلے ہوئے تھے اور اس کی بڑی بڑی آنکھوں سے شہید کی اور انجمنی بات تکلف فرمائی۔“

وہ اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر بڑے چار سے لگا۔۔۔ ”میں نے جوت نہیں کہا ہے۔ جب تمہارے اس مطلب سے بالکل قریب سے نظر آئے تو میں نے مہمان طور سے اپنی آنکھیں کھولنے اور اس کا لیتے ہوئے دیکھا۔ اس آگے سے تھین ہو چکا ہے کہ وہ کہیں زندہ ضرور ہیں۔“
عالی نے ایمان سے اسے ایک گری سانس لے کر پوچھا۔
”وہ زمرہ ہیں تو تم نے انہیں انکی اگت میں کیوں دیکھا؟ آگے کیا کہا جاتی ہے؟“

”یہ کہہ کر وہ جہاں گئی ہیں۔ بہت مشکل حالات سے گزر رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پاپا زندہ جب بھی وہیں نہیں ہے تو کسی سطح پر نظر آئیں گے۔“
”یہ تو پھر تم نے ایسا حفرہ کیوں دیکھا؟ اس کا مطلب کیا ہے؟“
”مطلب ایک علامت ہے، ایک اشارہ ہے۔ مطلب کا مطلب یہ موت تک لے جانے والے بدترین مصائب۔۔۔ پاپا زندہ ہیں بدترین حالات سے گزر رہے ہیں یا آجیہ ان پر مشکلات ڈالنے والے ہیں۔“

”اتنا تو یقین ہو گیا ہے کہ وہ جہاں بھی ہیں زندہ و سلامت ہیں۔ تم نے علم کے ذریعے معلوم کر سکتے ہو کہ وہ کہاں ہیں؟ ان کو ان کا پناہ لے کر آگے ہی معلوم کر سکتے ہو کہ وہ ان حالات سے گزر رہے ہیں؟“
”ٹھیک ہے، میں ابھی پاپا کے سلسلے میں بھر سے سطوات حاصل کروں گا۔“
”کروں گا نہیں، ابھی کر دو۔ میرے اندر کھلی ہی پٹی ہوئی ہے۔“

”پاپا، اپنے آپ کو سناؤ۔ یوں اضطراب میں جھلا نہیں رہتا ہے۔ میں بڑی اہوت سے جانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس کی نکت سے نہیں کھین لیتا۔ تمہاری رات تک ان کے بارے میں کچھ نہ پتا سکوں گا۔ لیکن ابھی اس آگے کے دوسرے پہلو پر غور کرنا چاہیے۔“
”وہ دوسرا پہلو کیا ہے؟“

”یہ کہہ کر وہ پاپا زندہ ہیں سے بہت بڑی خوشی کی بات ہے۔ کیا تم نے بات اپنی ماور قہار مزید وا کر سکتے چاہو؟“
”یہ شک ہے۔ یہ چونکا دینے والی بات ابھی ضرور سنانا چاہیے۔“
”میرا خیال ہے یہ حساب نہیں ہوگا۔“
اس نے غیب سے پوچھا۔۔۔ ”کیوں؟“

اس کے بارے میں ضرور سوچ کر نہایت کچھ معلوم کرنا۔ اس حد اس کے حلقوں کوئی ایسی کمی لگے گی تو شاید مجھ پر مزید سلطوت حاصل ہو سکی گی۔
 وہ عالی کے شانے کو سمجھتے ہوئے بولا۔ "میں جا رہا ہوں۔ رات کے کمانے سے پہلے ہی تم سے ملوں گا۔ انشاء اللہ تمہاری پریشانی تم کو ہوا نہیں گی۔"
 وہ اس کے بیچروم سے نکل کر اپنے بیچروم کی طرف چلا گیا۔



میں سوچتا ہوں۔ فرہاد کی عہد موجودگی میں اس داستان کو چارہ کیسے کنفرانس اور کردار بھی ہوں۔
 ہم اس وقت کو مجیب موزے پر آگے ہیں۔ اس موزے پر عالی اور ایمان علی کو یہ معلوم ہو رہا تھا کہ فرہاد زندہ ہے اور کچھ نامعلوم وجوہات کی بنا پر ہم سے رابطہ نہیں کر رہا ہے۔ عالی اور ایمان مجھ سے یہ بات بھجوا رہے تھے اور میں بھی اپنے بچوں سے یہی بات بھجوا رہی تھی کہ فرہاد زندہ ہے۔ میں نے سوچ کر کہا تھا کہ جب اسے خلاص کر لیں تو وہ اس کے سردار کو روک کر اپنے بچوں کو ہتھیار دے گا۔ لیکن اسی وقت تک مجھے کسی فرہاد کے متعلق کچھ نہیں تھا۔ وہ دونوں اسے طور سے اس کے بارے میں سلطوت حاصل کرنے سے تھے۔
 بے باک نمون نے آکر مجھے مخاطب کیا۔ "السلام علیکم مٹا..."
 میں نے جواب دیا۔ "وعلیکم السلام، کیا ہو رہا ہے؟"
 لندن ایسٹ بیرون میں ہمارا ایک بنگلا تھا۔ بے باک نے بتایا کہ وہ اس بنگلے میں خفیہ ہو گیا ہے اور چھوٹی جہازیں رہنے کے لیے اس بنگلے کے ایک تہ خانے اور اس کے چوروز دانے کے متعلق بہت کچھ بتایا تھا۔ اس نے وہاں کے سردار کو مجھ تک بھجوا دیا تھا۔ مجھ سے کہہ رہا تھا۔ "مٹا یا پانے اس بنگلے میں وہی بیچروم اور کارکنری ہے کہ چوروز دانہ بنوایا ہے۔ کوئی اس بنگلے کے اندر نہیں گریں۔ فرہاد کی سرکشا کرنا ہے۔ نہ تو ہوگا۔ اور چوروز دانے سے تک تو کسی کوئی بھی نہیں سکتا۔ آکر آپ مجھے بتائیں تو میں بھی بھگتا ہی رہ جاتا۔ کسی

"جس طرح علم نجوم کے ذریعے تمام چیزیں کوئی درست نہیں ہوتی، اسی طرح ایک ضروری ہے کہ آگے کے ذریعے بھی نئے والی بات کی باطن ہی درست ہو۔ پھر مٹا مجھ سے یہ توقع کریں کہ میں نے علم کے ذریعے پایا کس سرخ گانڈ اور یہ بتاؤں کہ وہ کہاں ہیں؟ اور کن حالات سے زور ہے ہیں؟"
 "اسی لیے تو ہمیں ہوں کہ جلد سے جلد سلطوت حاصل کرو۔"
 "میں نے کہا نا، آج رات تک میں جو کچھ معلوم کر سکوں گا۔ اس کے مطابق یہ فیصلہ کریں گے کہ مٹا اور اپنے دوسرے رشتے داروں کو پایا کے بارے میں کیا بتانا چاہیے؟ اور کیا چھپانا چاہیے؟"
 "اس کی موت کی تصدیق ہوئی تھی تب میں نے کسی باخیزل خونی کی پر واز کر کے ان کے گھر پہنچا۔ کچھ لوگوں نے معلوم ہو کر ان کا دماغ مردہ ہو چکا ہے۔ اب اگر وہ تکمیل زدہ ہیں تو مجھے ان کے اندر جھکی جانی چاہیے۔ میں اس کی کوشش کرتی ہوں۔"
 اس نے فرہاد کی پر واز اور دل دیکھ کر اچھی طرح گرفت میں لیا پھر خونی کی پر واز کی... کچھ حاصل نہ ہوا سوچ کر لہریں بھگتے لگیں۔ وہ ابوی سے سر ہلاتے ہوئے بولی۔ "نہ پیلے ان کا دماغ لعل باغ، شاہ لہر ہے۔ معلوم ہوئے وہ اپنی اصل آواز اور دل دیکھ کر بھول گئے ہیں۔ کہ ان پر عمل کیا جائے اور ان کی پر واز اور دل دیکھ کر بھول جائے۔"
 ایمان نے کہا۔ "میں ابھی دوڑ جا کر کھینے تک تمہاری میں ایڈیٹی کر دوں گا پھر انشاء اللہ کچھ اہم سلطوت حاصل ہوتے ہی تمہاری یہ سبھی دوسرے سکوں گا۔"
 "تم نے ایک تجربے کا بھی ذکر کیا ہے۔ کیا وہ ہمارا وہ دشمن ہے؟"
 "ہاں، یہ تو میں کہا ہی بھول گیا، جہاں میں نے تمہارے پایا کو صلیب پر دیکھا تھا۔ اس صلیب کے نیچے تمہاری متاثر ہوئی تھی۔ ان کے بال سر سے ہونے اور کسی اور شخص کو چھنا ہوا تھا۔ ماتم کر رہی تھیں۔ جہاں وہ دیکھی ہوئی تھی وہاں اس صلیب کے بالکل اوپر ہی صے پر وہ جو بیٹھا ہوا سرکار تھا۔"
 عالی نے کہا۔ "اس کا یوں صلیب کی باندی پر بیٹھا اور فاتحانہ انداز میں سرکنا جا کر رہتا ہے کہ وہ ابراہیم بن دشمن ہے۔ کہ اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کون ہے؟ کہاں، ہاتھ؟ اور اسے؟ کہاں کی ہے؟"
 "اس کا نام اور تاریخ پیدائش مجھے معلوم ہوئی تو میں

اس دروازے سے نکل بیٹھے۔ "مٹا یا پانے اس کے بارے میں کچھ معلوم کرنا۔ اس حد اس کے حلقوں کوئی ایسی کمی لگے گی تو شاید مجھ پر مزید سلطوت حاصل ہو سکی گی۔"
 "میں اب کا سر شرو ہوئے والا ہے۔ میں کچھ ماسٹر کو کھال بنا کر دوں گا۔ جا بھری اس کی کو بیڑی کو مٹے والی ہے۔"
 میں نے کہا۔ "وہ آج کل اپنے بیٹے کے لیے بہت پریشان ہے۔"
 "ہاں، ہمیں اور کبیرا اس کے بیٹے کی چالی کرنے فلڈ لینا ہے۔ تمہارے اور اس کی چالی کی کمی۔ اس کے بعد ہی خارجہ رچا گیا تک مجھ کو مخاطب ہو گیا ہے۔"
 "میں نے نہیں آ رہا ہے کہ کوئی اس کے بیٹے سے دشمنی کر رہا ہے؟ مٹا اس کی سلاحتی اس میں کسی کو داہے لکھیں اور پوچھ کر دے۔ وہ ایک ہی بیٹا ہے اور جان سے زیادہ عزیز ہے۔ اب وہ دروازہ داری سے اسے نکلنا چاہتا ہے۔"
 "وہ اسے کب تک یہیں چھپا کر رکھے گا؟ کبھی تو اس کی بیٹی کو بیٹا اور اس کی بیٹی ہمارے ساتھ لائیں گی۔ میں اس کے ذریعے اسے بڑی درد تک دوڑاتا رہوں گا۔"
 "اس کی بیٹی ایسا تم سے محبت کرنے لگی ہے؟"
 وہ ذرا ہنستے ہوئے بولا۔ "جی... ہاں۔"
 میں نے سرکار کی پچھا۔ "اور کون؟"
 "میں... وہ... تمنا وہ مجھے بہت اچھی لگی ہے۔"
 "ہوں" اس کے بارے میں کچھ بتاؤ؟"
 "وہ میرے لیے ایسے والدین سے انبساط پر تیار ہے۔ وہ اسے سمجھا رہے ہیں کہ مجھ جیسے پیام یا فہم سے محبت تو کیا تو کسی نہیں کر سکتی۔"
 "پھر تو اس پرانی بیٹی کے اندر ضرور گیا ہوگا اور کے چور خیالات پڑنے ہوں گے؟"
 "ہاں، وہ اس کے اندر گھبراہٹ اور پانا تھا کہ اس پر تو میری عملی طور سے اس کے ذہن میں میرے لیے نفرت پیدا کر دے۔ میں اس کے اس کے نام کا کام بنانا ہے۔"
 "تم کب تک اسے ناکام بناتے رہو گے؟ پھر کسی وقت تمہاری فہر موجودگی میں اس کے دماغ کو کھال کر دے گا۔"
 اس سے پہلے بھی بے باک نے اس کی بیٹی ابراہیم پر تو میری عمل کیا تھا اور اس کے ذہن میں یہ بات نہیں لگی کہ کوئی بھی خیال خونی کرنے والا اس کے اندر آکر عمل کرنا چاہتا ہے تو وہ یہی تاثر دے کر وہ کسی کی بھی خیال خونی کے ذریعے ہمیں خبر دے نہیں ہوگی اور اس کا باپ جس ابراہیم پر عمل کرے گا تو وہ عمل

سکس واجٹ

سکس واجٹ

عاشق ہوگا۔ ایک آدمہ کہنے میں وہ اس کے گل سے گل جانے کی۔

یہ ہاک نے مجھے بے باطن بنا لیا۔ مجھے لگا کہ۔ یہ تم نے اچھا کیا، اس کی بیوی مویج پر بھی ایسا ہی عمل کرو۔ اس طرح دونوں ان کے ہتھیار سے قابو ہو کر آس کر گئی۔

”میں آج رات کسی وقت بھی مویج پر عمل کروں گا۔ ویسے اسکو یہ شخص ہے کہ کوئی تو بھی نہیں کرنے والا اس کی بیوی اور اس کے بچے پر ہوا ہے۔ اچانک کے بارے میں اس کا اور اس کی بیوی کا خیال ہے کہ کوئی مل گیا کیوں ان کا عمل کالوں پر عمل کرتی ہیں۔ ان سے محبت کرنی چاہی اور ان سے شادی کر لی ہیں۔ اسی طرح اب بھی ایک سیاہ قام سے متاثر ہوئی ہے۔“

باضحہ ہمارے بچے پڑ جائے گا۔ اپنی بیٹی کے ذریعے تمہارا پانچواں مظلوم کا گناہ۔

”آپ درست کہہ رہی ہیں۔ وہ ابھی تک کہہ رہا ہے۔ اس نے بیٹی سے کہا ہے کہ وہ اپنے خوب ہے ہاک مومن سے فون پر بات کرے اور اس سے کہیں لے۔ وہ پہلے دور سے چھپ کر گھسے دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ جیسے دیکھا نہیں جانتا بلکہ اپنی بیٹی کے اندر وہ کر تھماتا اور آواز سننا چاہتا ہے۔ اس کے بعد وہ ہم پر ٹھنڈی تھی گناہ تھماتا رہا۔“

”میں ہی، بے میرے لیے ایک شرط ملے ہوگی۔ یا تو مجھے اس کی مویج کی اور ان کو کھوں کرتے ہی سانس روک دینی ہوگی اور ظاہر کرنا ہوگا کہ یہ گناہ باہر ہوں یا باہر ہے کہ ہمارا کوئی بھی غلط نہیں جانتے۔ اور اللہ پر عمل کر کے میرے داغ کو لگا کر دے۔ خاص طور سے میرے بیٹے کی خیالات کے خاتمے کو لاک کر دے تاکہ وہ میری اہمیت بھی معلوم نہ کر سکے۔“

میں نے کہا۔ ”تم ہماری جگہ کے ایک مجبور ہو۔ میرے بیٹے ہوں۔ تاج بیٹی کی اس قدر تعزیر کی ہے کہ سب کے ہاتھوں پر ایسا درمائی عمل کیا ہے کہ کوئی بھی غلط نہیں جانتے اور ہمارے اندر اس کا پرہیز ہے لیکن ہماری اہمیت مظلوم نہیں کر پاتا جس ہم وقت میں روپ میں ہوتے ہیں اسی روپ کے بارے میں دشمن غلط نہیں جانتے ہاتھوں کو معلومات حاصل ہیں۔ اس سے زیادہ وہ مظلوم مظلوم نہیں کر پاتے۔ انتہا تعزیر بھی درمائی جانی گیا ہے۔ اس کی اپنی حضرت سے بات کرتی ہوں۔ ابھی تم جاؤ اور اپنے معاملات میں مہرور ہو۔“

پھر میں نے فون پر بابا صاحب کے ادارے کے انبارج خالد بنی حکم سے رابطہ کیا۔ اس نے کہا۔ ”ابھی حضرت کی خدمت میں میرا سلام عرض کریں۔ انھیں بے بیٹام دین کر جب وہ عبادت سے فارغ ہوں تو مجھے تہنہ کو یاد کریں۔“

میں نے فون بند کر دیا۔ تعزیر دور کے بعد ہی میں نے اپنے اندر اپنی حضرت کی آواز سنی۔ ”بولو بیٹی! کیا بات ہے؟“

میں نے بے ہاک کے بارے میں ان سے بات کی اس کے حالات بتائے۔ انہوں نے کہا۔ ”بے ہاک مومن سے شک ایک صاحب مومن ہے اور وہ ہم ہیں۔ بے ہاک میں پر درمائی عمل کروں گا۔ کوئی غلط نہیں جانتے والا اس وقت تک اس کی اہمیت کو سمجھیں گے کہ جب تک وہ دروغ نہیں جانتے گا۔“

”ابھی حضرت.... آپ کا بہت بہت شکر ہے۔“

وہ وہ اس کے لئے درمائی عمل کے لیے بے لای بیٹی ہاک ہے ہاک ایک مستعد رہتا ہے۔ سبز پر لیت جانتی ہیں اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ ان کے لئے ہاک میں ہاک کیا کیا تھا تو ہمیں کچھ چاہی نہیں جانتا تھا کہ ایک ہاک ہو گیا ہے ہاک کو بھی یہ معلوم ہونے والا نہیں تھا۔ بعد میں اسے پتہ چلا کہ اس کا نام باہر میں مویج ہے ہو گیا ہے۔

بے ہاک خیال خونی کے ذریعے مویج کے اندر قرار اس کی مویج پڑھ کر معلوم کرنا ہاک کے بیٹے میں ہاک صاحب رابطہ ہو رہے ہیں؟ اس کے خیالات کو سمجھنا تاکہ کیسے وہ اندر نہیں جانتی کہ اس میں خیالات خونی کے ذریعے ہاک کے اندر کب آجاتا ہے اور کب چلا جاتا ہے؟ اس نے بھی اپنی بیوی اور بچوں پر اپنی بیٹی خونی کی صلاحیت کو نہیں سمجھی کی۔

بے ہاک کو یہ اندازہ ہو گیا کہ ماسٹر ملٹین سے کیسے مویج کو کسی نے فریب کیا تھا اور نہ ہی کوئی اسے کسی قسم کوئی نقصان پہنچا رہا تھا۔ اس وقت وہ بہت دور تک اس کے اندر آجاتا پڑا تھا۔ بے یقین ہو گیا کہ باہر ہاں نہیں ہے اور اس نے اسے گری خونی ماسٹر کی صلاحیت کی یاد دہانی دینی سمجھو اور تباہ ہار بنا لیا۔ بیٹی نے سب سے بھرا ہونے کے بعد اسے بھی یہ معلوم نہ ہوا کہ اس پر عمل کیا گیا ہے اور وہ کسی تباہ ہار میں ہے۔

اس نے اس کے ذہن میں بے بات بھی توڑی کی کہ وہ بیڑا ہوگی تو حسد ویرمہ سے فارغ ہو کر ہائل فریش ہونے کے بعد نہ خانے میں جانے کی اور وہاں سے میرے

ہمارا کذا ذکر وہ در پارہ سے بڑے بیگ میں مگر کراہی کار کی گئی کہ کئی بھر وہاں سے ایسٹ یورن کی طرف لڑائی ہو جائے گی۔

اس نے دھمکنے کے بعد کہا کیا۔ اپنی بیٹی ایتنا ہے۔ ”کیا میرے ساتھ آؤنگ کے لیے چلو گی؟“

اپنے لیے ہاک کی عرض کے مطابق اٹھا لیا۔ ”سوری ایٹھ میں بیٹنگ میں بیڑی ہوں۔ اس میں اچھا خاصا وقت لگے گا۔ آئیگی ہی جیٹا جا رہا۔“

وہ اپنی کار میں بیٹھ کر کہا۔ ”اے وقت ہاک ان دونوں کے اندر آتا جا پارہ۔ یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتا رہا کہ بے یقین ماسٹر ایک ہی قسم کا کام ہے یا کسی اور سے ان کے پاس آ رہا ہے یا نہیں؟ وہ ساتھ ساتھ ہاک کی گمراہی کا وقت۔

مویج ایک لاک ڈرائیج کے بعد ایسٹ یورن کے اس علاقے میں پہنچ گئی۔ اس نے بیٹھے کے احاطے میں آ کر کار چوکی کی بے ہاک دیکھا کھڑا ہوا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر بھی گھبرائی۔ سمجھتی رہی کہ وہ کون ہے؟ جگہ بیٹھی ہے۔ ہاتھوں سے اس کی تصویر بناتی اور وہ اس کی تصویر بھی لے چکی تھی۔

وہ دونوں ڈکی کے پاس بیٹھے چارے سے محول کر رہاں سے مجھے ہونے بیگ اٹھا کر بیٹھے کے اندر پہنچے گئے۔ وہ دن کے بعد سے بڑے بھرے ہوئے بیگ تھے۔ انہیں ایک بیڑی موزم سے لگے کے ذریعے مویج کے ساتھ ایک ٹریکر لایا۔

ہونے والی برد ان لاؤ، انہما را کب بہت شکر ہے۔ اب تم کہاں سے جا سکتی ہو۔“

وہ خاموشی سے پلٹ کر وہاں سے چلتی ہوئی باہر اپنی پھر اپنی کار میں بیٹھ کر وہاں کے راستے پر چل پڑا۔ بے ہاک اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کر رہا تھا۔ وہ اپنی ناکب داغ تھی۔ اس وقت وہ سمجھتی رہی کہ اس کے حال میں ہے؟ کہاں ہے؟ اور کیا کر رہی ہے؟

جب وہ اپنے بیٹھے کے بیڑی میں پہنچ کر وہاں آرام سے لیٹ گیا تو اس کی آنکھیں بند ہو گئیں جب بے ہاک کے ساتھ ایک عامل کی حیثیت سے حکم دیا کہ وہ اپنی کار پر حاضر ہوجائے۔

میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور گئی۔ ”میں کہاں ہوں؟“

اسے یاد آ کر وہ بیگ کے بعد بیڑی پر آگئی تو اس کی اور باطن چاہے اس کی آنکھ مل رہی ہے۔ بے یقین ماسٹر اپنے بیٹے جانتا رہتا ہے۔ بے ہاک بہت فرمنا تھا۔ بیوی اور بیٹی کی

کا بیٹا بھی سامنے آجائے گا۔ ایک بچہ ہم پاس کی ساری اقساط اور خوش دھرمی کی دھڑکی دھا گیا۔
 ”ابھی بات ہے، میرے بچے عثمان کے لیے اتنا ہی بہت ہے کہ اس کی بیوی آج میرے قاتلوں میں ہیں۔“
 ”فریاد کے جن ذخموں کو حضرت ناک سزا میں دینی ہیں۔ ان میں اسرا لیکل آری ایک ایک اٹھی اٹھی ہے۔“
 ”میں ابھی اس کے پاس جا رہا ہوں۔ وہاں جو صلوم ہوگا اور اس کے خلاف جو جرم کرنا ہوگا۔ وہیں ابھی آپ کو آکر تازوں کا پھر آپ کے حضور سے مطالبات اسے اس کے بڑے بیچانچہ تک پہنچاؤں گا۔“

میں نے کہا۔ ”یہ بلا تکلیف جانی حالت تاتی ہے کہ نکلنا بیچھی کے ذریعے اس کا علاج کیا جائے تو وہ پوری طرح نازل ہو جائے گی۔“
 ”میں اب، میں آپ سے یہ بھی کہتا ہوں۔ اس کے باپ سے ہماری بڑے پتر دہشی سے لیکن ہم اس کے بچوں کو نقصان نہیں پہنچا رہے۔ میں کوئی گروں کا نکلنے کوئی کے زبردستی بلا تکلیف علاج ہو جائے۔“
 ”یہ سب، تمہیں نہیں کرنا چاہیے۔ دیکھیں میں کس کی لہرن آری ہوں۔ وہیں جو کچھ میرے تمہارے ساتھ رہوں گی۔“

اس وقت بھی ایک دیوار کے سامنے کھڑی ہوئی کبھی کبھی ”مجھے یہ سوچ کر غصہ آ رہا ہے کہ کب تک ایسی زندگی گزارنی رہوں گی؟“ اس کا زور دقت ہو رہا ہے۔ اس کی بھی کبھی وہ زور دقت کھول کر میرے لیے کھانا لائے گا تو میں یہ کالج کا گھمان اس کے سر پر دے گا۔ اس میں بہت پہلے ایک لازم کوئل کر چکی ہوں۔ اب یہاں اسے والے گا زور کبھی ختم کر دوں گی۔“
 ”یہ پاک ہے اس کے اندر کہا۔ ”تمہیں بلا تکلیف اتم ایسا ہو کر دیکھ کر دے گی۔“

۲۰۱۰ء اور جب یہ بہت کرتی رہو گی۔ کبھی کسی پر عمل نہیں کرو گی، ہمیشہ اپنی پوٹنی رہو گی تو سب ہی یہ چشم کریں گے تم کے خطر تک پہنچ جائیں دی ہو بلکہ توڑی ہی بھی لپیڈوں نہیں ہوں۔“
 اس وقت دروازے پر دستک سائی دی۔ اس نے ایک دم سے گھور کر دروازے کی طرف دیکھا۔ بے باک نہ کہا۔ ”بھگوا! اپنے آپ کو تو ہمیں رکھو اور نازل ہو کر دروازہ کھولو۔“
 لیکن وہ دھننے سے پاؤں پٹختی ہوئی دروازے کے پاس پہنچی، اسے کھول کر دیکھا تو ایک سا گاڑا ایک لام کے ساتھ آیا تھا۔ اس کے لیے رات کا کھانا ایک ٹرائل میں لایا گیا تھا۔ اس نے بڑی شرافت سے انھیں اندر لے کر راستہ دیا۔ ایک طرف بہت کھانے کے گھدکان کی طرف دیکھنے کی ایک کار داغ خدمت سے کھانے کے گھدکان کا ڈھکرا ہی گھدکان کا پیچھے سے اس گاڑو پر تلکر سے اور بے باک کھدیا تھا کہ میں ایک فرشتہ ہوں۔ تمہاری مدد کے لیے آیا ہوں۔ تمہیں ایک باؤل لڑکی بتاؤں جو تمہیں نہیں کر سکتی جیسا کہ تم جانتی ہو۔ وہاں آ کر عرض کر دی ہی کہ اس کے اندر کا فصد بھگم ہو رہا ہے۔ اس کے باوجود اس نے اس گھدکان کو اٹھا کر اسے دوڑوں یا ہوں سے بکڑ لیا۔ اس وقت وہ سب گاڑو کھانے کے ساتھ ابٹن جا رہا تھا۔ وہ اس کے ہاتھوں میں گھدکان دیکھتے ہوئے بولا۔ ”سبس ایوٹ جا جائے گا، بہت ہی ناک ہے۔ اسے اس کی خدمت میں رکھو گی۔“

وہ ایک دم سے چونک کر ادر ادر دیکھنے لگی۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے قریب اس کے اندر کوئی کیا ہو اور اسے غائب کر رہا ہو۔ وہ زور بے بڑائی۔ ”یہ اسی کی بول رہی ہے؟“
 ”یہ پاک ہے کہا۔ ”میں ایک فرشتہ ہوں۔ تمہاری مدد کے لیے آیا ہوں اور تم آقا تو بیچتی ہی ہو کر فرشتے نظر نہیں آتے۔“

وہ دیوار کو گھور کر بولی۔ ”میں ایسے فرشتے کا کیا کردار جو مجھے نظر نہیں آئے گا میرے ساتھ وقت نہیں گزارے گا؟“
 ”میری کار کا فائدہ ہے کہ جلد ہی تمہیں دل و جان سے جاننے لگیں ایک لائف باؤنڈ تمہاری زندگی میں آئے گی۔“
 ”وہ کون سی بات ہے جہاں سے؟“
 ”یہاں ایسے نہیں ہوگا۔ اگر تمہی ایک بات مانو گی تو تم کو کبھی کسی کا ہاتھ نہیں لگے گا۔“
 ”تم کون سی بات سنا رہا ہے؟“
 ”تمہاری سب سے بڑی نوری ہے کہ تم غصے کو برداشت نہیں کر سکتے اور اس انجان کو کچھ جانتی ہو کہ کسی کو مارنے پہنچے کے بعد ہی تمہارا فصد خندا ہوتا ہے۔“
 ”ہاں، ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کی وہ زور میرے لیے رات کا کھانا لے کر آئے گا۔ میں اس کے ساتھ جی سلوک کروں گی۔“

”ایسا نہیں کر دو گی۔“
 ”وہاں سوچ کر بولی۔ ”میں اس کے تم کو کبھی کسی کا ہاتھ نہیں لگے گا۔“
 ”تمہیں فرشتے کی بات مانو۔ تم مجھ سے دوستی کر کے تم ماری دیا ہے۔ تمہاں میں سزا ہو سکتی۔“
 ”تم مجھ سے کیا سزا مانا چاہتے ہو؟“
 ”تمہیں فرشتہ کہنا چھوڑو۔ یہ بات کہ تمہیں کبھی نہیں

کرتی ہے۔ اس کے لیے بہت پریشان رہتا تھا۔ ایک بار اس نے اپنے نازک کوئی ماری ہو کر کے ایک ملازم کو کوئی ماری ہو گی۔ چونکہ بڑے بڑے ڈاکٹر نے یہ جان لیا تھا کہ وہ ایک ذہنی سرٹیز ہے اس لیے اسے سزا سے موت قتل ہو گئی۔ اسے حیات سے محرم دیا تھا کہ اسے پاگل خانے میں رکھا جائے گی، اسے اعلیٰ سے رہا نہیں گھن دیا جائے۔“
 کرتی نے ڈاکٹر کی حمایت اور اپنے ذرا متبادل سے اور اپنے باہر حیات حاصل کر کے اور اسے اپنے بیٹے کے چار دیواری میں قیدی بنا کر گئے۔ وہاں ساگا گاڑو ہوں گے اور وہ بھی باہر نہیں نکلا سکتی۔“
 اس بیٹے کے اعلیٰ میں ایک وسیع تھریض اینٹیں میں اسے قیدی بنا کر رکھا جاتا تھا۔ بے باک کرتی کے زور سے اس کے بیٹے نے اپنی اپنی ذہنی بلا تکلیف کے اندر لگے۔ اس کے خیالات بڑھنے لگا پھر اس نے میرے پاس آ کر ان کے حالات بیان کیے۔

”تمہیں سب سے بڑی نوری ہے کہ تم غصے کو برداشت نہیں کر سکتے اور اس انجان کو کچھ جانتی ہو کہ کسی کو مارنے پہنچے کے بعد ہی تمہارا فصد خندا ہوتا ہے۔“
 ”ہاں، ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کی وہ زور میرے لیے رات کا کھانا لے کر آئے گا۔ میں اس کے ساتھ جی سلوک کروں گی۔“

”ایسا نہیں کر دو گی۔“
 ”وہاں سوچ کر بولی۔ ”میں اس کے تم کو کبھی کسی کا ہاتھ نہیں لگے گا۔“
 ”تمہیں فرشتے کی بات مانو۔ تم مجھ سے دوستی کر کے تم ماری دیا ہے۔ تمہاں میں سزا ہو سکتی۔“
 ”تم مجھ سے کیا سزا مانا چاہتے ہو؟“
 ”تمہیں فرشتہ کہنا چھوڑو۔ یہ بات کہ تمہیں کبھی نہیں

کرتی ہے۔ اس کے لیے بہت پریشان رہتا تھا۔ ایک بار اس نے اپنے نازک کوئی ماری ہو کر کے ایک ملازم کو کوئی ماری ہو گی۔ چونکہ بڑے بڑے ڈاکٹر نے یہ جان لیا تھا کہ وہ ایک ذہنی سرٹیز ہے اس لیے اسے سزا سے موت قتل ہو گئی۔ اسے حیات سے محرم دیا تھا کہ اسے پاگل خانے میں رکھا جائے گی، اسے اعلیٰ سے رہا نہیں گھن دیا جائے۔“
 کرتی نے ڈاکٹر کی حمایت اور اپنے ذرا متبادل سے اور اپنے باہر حیات حاصل کر کے اور اسے اپنے بیٹے کے چار دیواری میں قیدی بنا کر گئے۔ وہاں ساگا گاڑو ہوں گے اور وہ بھی باہر نہیں نکلا سکتی۔“
 اس بیٹے کے اعلیٰ میں ایک وسیع تھریض اینٹیں میں اسے قیدی بنا کر رکھا جاتا تھا۔ بے باک کرتی کے زور سے اس کے بیٹے نے اپنی اپنی ذہنی بلا تکلیف کے اندر لگے۔ اس کے خیالات بڑھنے لگا پھر اس نے میرے پاس آ کر ان کے حالات بیان کیے۔

”تمہیں سب سے بڑی نوری ہے کہ تم غصے کو برداشت نہیں کر سکتے اور اس انجان کو کچھ جانتی ہو کہ کسی کو مارنے پہنچے کے بعد ہی تمہارا فصد خندا ہوتا ہے۔“
 ”ہاں، ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کی وہ زور میرے لیے رات کا کھانا لے کر آئے گا۔ میں اس کے ساتھ جی سلوک کروں گی۔“

”تمہیں سب سے بڑی نوری ہے کہ تم غصے کو برداشت نہیں کر سکتے اور اس انجان کو کچھ جانتی ہو کہ کسی کو مارنے پہنچے کے بعد ہی تمہارا فصد خندا ہوتا ہے۔“
 ”ہاں، ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کی وہ زور میرے لیے رات کا کھانا لے کر آئے گا۔ میں اس کے ساتھ جی سلوک کروں گی۔“

”ایسا نہیں کر دو گی۔“
 ”وہاں سوچ کر بولی۔ ”میں اس کے تم کو کبھی کسی کا ہاتھ نہیں لگے گا۔“
 ”تمہیں فرشتے کی بات مانو۔ تم مجھ سے دوستی کر کے تم ماری دیا ہے۔ تمہاں میں سزا ہو سکتی۔“
 ”تم مجھ سے کیا سزا مانا چاہتے ہو؟“
 ”تمہیں فرشتہ کہنا چھوڑو۔ یہ بات کہ تمہیں کبھی نہیں

کرتی ہے۔ اس کے لیے بہت پریشان رہتا تھا۔ ایک بار اس نے اپنے نازک کوئی ماری ہو کر کے ایک ملازم کو کوئی ماری ہو گی۔ چونکہ بڑے بڑے ڈاکٹر نے یہ جان لیا تھا کہ وہ ایک ذہنی سرٹیز ہے اس لیے اسے سزا سے موت قتل ہو گئی۔ اسے حیات سے محرم دیا تھا کہ اسے پاگل خانے میں رکھا جائے گی، اسے اعلیٰ سے رہا نہیں گھن دیا جائے۔“
 کرتی نے ڈاکٹر کی حمایت اور اپنے ذرا متبادل سے اور اپنے باہر حیات حاصل کر کے اور اسے اپنے بیٹے کے چار دیواری میں قیدی بنا کر گئے۔ وہاں ساگا گاڑو ہوں گے اور وہ بھی باہر نہیں نکلا سکتی۔“
 اس بیٹے کے اعلیٰ میں ایک وسیع تھریض اینٹیں میں اسے قیدی بنا کر رکھا جاتا تھا۔ بے باک کرتی کے زور سے اس کے بیٹے نے اپنی اپنی ذہنی بلا تکلیف کے اندر لگے۔ اس کے خیالات بڑھنے لگا پھر اس نے میرے پاس آ کر ان کے حالات بیان کیے۔

”تمہیں سب سے بڑی نوری ہے کہ تم غصے کو برداشت نہیں کر سکتے اور اس انجان کو کچھ جانتی ہو کہ کسی کو مارنے پہنچے کے بعد ہی تمہارا فصد خندا ہوتا ہے۔“
 ”ہاں، ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کی وہ زور میرے لیے رات کا کھانا لے کر آئے گا۔ میں اس کے ساتھ جی سلوک کروں گی۔“

”تمہیں سب سے بڑی نوری ہے کہ تم غصے کو برداشت نہیں کر سکتے اور اس انجان کو کچھ جانتی ہو کہ کسی کو مارنے پہنچے کے بعد ہی تمہارا فصد خندا ہوتا ہے۔“
 ”ہاں، ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کی وہ زور میرے لیے رات کا کھانا لے کر آئے گا۔ میں اس کے ساتھ جی سلوک کروں گی۔“

”ایسا نہیں کر دو گی۔“
 ”وہاں سوچ کر بولی۔ ”میں اس کے تم کو کبھی کسی کا ہاتھ نہیں لگے گا۔“
 ”تمہیں فرشتے کی بات مانو۔ تم مجھ سے دوستی کر کے تم ماری دیا ہے۔ تمہاں میں سزا ہو سکتی۔“
 ”تم مجھ سے کیا سزا مانا چاہتے ہو؟“
 ”تمہیں فرشتہ کہنا چھوڑو۔ یہ بات کہ تمہیں کبھی نہیں

کرتی ہے۔ اس کے لیے بہت پریشان رہتا تھا۔ ایک بار اس نے اپنے نازک کوئی ماری ہو کر کے ایک ملازم کو کوئی ماری ہو گی۔ چونکہ بڑے بڑے ڈاکٹر نے یہ جان لیا تھا کہ وہ ایک ذہنی سرٹیز ہے اس لیے اسے سزا سے موت قتل ہو گئی۔ اسے حیات سے محرم دیا تھا کہ اسے پاگل خانے میں رکھا جائے گی، اسے اعلیٰ سے رہا نہیں گھن دیا جائے۔“
 کرتی نے ڈاکٹر کی حمایت اور اپنے ذرا متبادل سے اور اپنے باہر حیات حاصل کر کے اور اسے اپنے بیٹے کے چار دیواری میں قیدی بنا کر گئے۔ وہاں ساگا گاڑو ہوں گے اور وہ بھی باہر نہیں نکلا سکتی۔“
 اس بیٹے کے اعلیٰ میں ایک وسیع تھریض اینٹیں میں اسے قیدی بنا کر رکھا جاتا تھا۔ بے باک کرتی کے زور سے اس کے بیٹے نے اپنی اپنی ذہنی بلا تکلیف کے اندر لگے۔ اس کے خیالات بڑھنے لگا پھر اس نے میرے پاس آ کر ان کے حالات بیان کیے۔

”تمہیں سب سے بڑی نوری ہے کہ تم غصے کو برداشت نہیں کر سکتے اور اس انجان کو کچھ جانتی ہو کہ کسی کو مارنے پہنچے کے بعد ہی تمہارا فصد خندا ہوتا ہے۔“
 ”ہاں، ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کی وہ زور میرے لیے رات کا کھانا لے کر آئے گا۔ میں اس کے ساتھ جی سلوک کروں گی۔“

”فرشتہ بن کر آنے والے...! اس وقت تم بھی خیال خوانی کے ذریعے میرے اندر بول رہے ہو۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟“

بے باک نے مسکرا کر کہا۔ ”تم واقعی ذہین ہو۔ خوب سمجھ رہی ہو۔ صرف تمہاری اس دماغی کمزوری نے تمہیں ایسٹریٹ بنا دیا ہے۔ میں تمہارے پاس آتا جاتا رہوں گا۔ تمہاری ایک ہی دماغی کمزوری ہے اسے ختم کرتا رہوں گا۔ انشا اللہ تم جلد ہی ایک نارمل اور خوشحال زندگی گزارنے لگو گی۔“

”تم کون ہو اور تمہیں مجھ سے اتنی دلچسپی کیوں ہے؟ کیا وہی خوب اور اداس اسٹارٹ جوان ہو جو مجھے نمایاں مقام دے گا؟ اور سب سے برتر رکھے گا؟“

”نہیں، تمہیں بچوں کی طرح اپنے پیار کے گلخانے میں سجانے والا وہ کوئی اور ہوگا۔ میں صرف تمہارا معالج ہوں۔“

”میرے معالج میرے سیمیا کیوں بن رہے ہو؟ مجھ سے کیا ہمدردی ہے؟“

”مجھ سے یہ نہ پوچھو کہ میں کون ہوں؟ نہ میں تم سے کبھی ملوں گا، اور نہ کسی نظر آؤں گا۔ ایک سیمیا بن کر تمہارے اندر آیا ہوں۔ تمہارا علاج ہوتا رہے گا۔ میں اے وقت واپس جاؤں گا جب تم نارمل ہو جاؤ گی اور تمہاری زندگی میں وہ پیار کرنے والا آجائے گا۔“

”تم مجھ سے کیوں چھپ رہے ہو؟ اتنا تو سمجھ گئی ہوں کہ تم ایک مسلمان ہو۔“

بے باک نے حیرانی سے پوچھا۔ ”یہ تم نے کیسے سمجھ لیا؟“

”ابھی تھوڑی دیر پہلے تم نے باتوں کے دوران انشا اللہ کہا تھا، اور ایسا کوئی مسلمان ہی کہتا ہے۔“

”واقعی تم ذہین ہو۔“

”اور چونکہ تم مسلمان ہو اس لیے تمہارا تعلق فرہاد کی فیملی سے اور بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔“

”پھر تو تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ اس ادارے میں درجنوں ٹیلی پیٹھی جاننے والے ہیں؟“

”میں زیادہ کچھ نہیں جانتی۔ ڈیڑی سے سنتی رہتی ہوں۔ وہ فرہاد کی زندگی اور اس کی موت کے بعد بھی پریشان رہتے ہیں۔“

”تمہیں ان کی پریشانیوں کی وجوہات بھی معلوم ہوں گی؟“

”ایک ہی وجہ ہے اور وہ ہے دشمنی۔ ایک بار جب میں

سے برتر سب سے نمایاں رہنے کے لیے تمہارے پاس کوئی غیر معمولی صلاحیت نہیں ہے۔ اس لیے تم غصے کے ذریعے اپنے آپ کو منوانا چاہتی ہو۔“

”ہاں، شاید یہی بات ہے۔ بہر حال میں کسی بھی طرح خود کو منوانا تو رہی ہوں۔ سب ہی میرے لیے فکر مند رہتے ہیں۔ مجھے اہمیت دیتے ہیں۔ اور دن رات میری حفاظت کرتے رہتے ہیں۔“

”وہ تمہاری نہیں اپنی حفاظت کی فکر میں رہتے ہیں۔ اسی لیے تمہیں قیدی بنا کر رکھتے ہیں۔ میں بتاؤں، کس طرح ایک لڑکی دوسروں سے برتر اور نمایاں ہوتی ہے؟“

اس نے پوچھا۔ ”کس طرح ہوتی ہے؟“

”کسی لڑکی کی زندگی میں کوئی چاہنے والا آتا ہے، وہ اسے محبت دیتا ہے اور اسے اتنے پیار سے اپنے دل میں بٹھاتا ہے کہ ساری دنیا بڑے رشک و حسد سے اسے دیکھتی ہے۔“

وہ بڑی حسرت سے سن رہی تھی اور خلا میں تک رہی تھی۔ بے باک اس کی بدلتی ہوئی ذہنی کیفیات کو سمجھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ ”تمہاری زندگی میں بھی ایسا ہی ایک جیون ساتھی آئے گا۔ تمہاری سوسائٹی میں تمہیں سب سے زیادہ دولت مند اور تمہیں سب سے زیادہ چاہی جانے والی لڑکی بنا کر رکھے گا تو سب ہی تمہیں دیکھ کر رشک کریں گے۔“

”کیا سچ کہہ رہے ہو؟ میری زندگی میں بھی کوئی ایسا چاہنے والا آئے گا؟“

”ضرور آئے گا۔ مجھ پر بھروسہ کرو اور وعدہ کرو آجیہہ غصے کو قابو میں رکھو گی۔ اپنے اندر جبر و تعصب کے احساسات کو کچلتی رہو گی اور یقین کے ساتھ یہ سوچتی رہو گی کہ تم نارمل رہ کر ایک ایسے خوب اور اداس اسٹارٹ جیون ساتھی کو حاصل کرو گی جو تمہیں سب سے برتر اور نمایاں رکھے گا۔“

”ٹھیک ہے، میں تمہاری بات مانوں گی اور اپنے اندر غصے کو کچلتی رہوں گی۔“

”شاباش! اب وہاں آرام سے بیٹھ کر کھانا شروع کرو۔“

وہ کھانا شروع کرتے ہوئے بولی۔ ”مشر فرشتہ! میں خطرناک حد تک ایسٹریٹ ضرور ہو جاتی ہوں لیکن نادان اور کند ذہن نہیں ہوں۔ میں نے ٹیلی پیٹھی کے بارے میں بہت کچھ پڑھا ہے۔ فرہاد اور اس کی فیملی کے بارے میں بہت کچھ سنتی رہتی ہوں۔“

”بے شک تم تعلیم یافتہ اور ذہین ہو۔ یہاں تمہائی میں کتا میں پڑھتی رہتی ہو۔“

سپنس ڈائجسٹ

78 143

اپریل 2007

پوری طرح سے ناراض تھی تو میں نے ڈیڑھی سے تھا کہا "آپ ایسے شخص سے کیوں دوستی مول لیتے ہیں جو خود کو ایک مدت سے ناقابل شکست ثابت کرتا رہا ہے؟"

"یہی کہ مسلمان اور یہودی مذہبی کے دو کٹاواڑے ہیں۔"

"پھر مجھ سے ڈیڑھی سے کیا جواب دیا؟"

"تھماڑے ڈیڑھی کا تعلق ہے۔ روہانسان انسان کا دوست بن کر رہ سکتا ہے۔ اگر فرہاد سے ایسے دوستی رہی مگر کہ وہ مسلمان ہے تو پھر اپنا تو کڑی یہودی بھی ہوا، اہل اسرائیلی تو اوروں کی بھر پور عداوت کرتی، اٹل بھی کئی کے ذریعے اور فرہاد اور پادشا صاحب کے ادارے سے دو تھیں مول میں۔ وہ کئی بھی کے ذریعے ہمیشہ سے دن اور رات ہی تو م کو کھٹھ دیتی رہی تھی۔ اس کے باوجود تمہارے ڈیڑھی اور دوسرے اکابرین نے اس کے خلاف سازشیں کیوں کیں؟ اسے اپنا ہی ملک چھوڑ کر جانے پر کیوں مجبور کر دیا؟"

"یہ سیاست اور یہ سازشیں نہ میری تھیں۔ تمہاری ہی اور نہ میں سمجھتا ہوں۔ یہ دیکھ کر ایمینان ہور ہا ہے کہ اہل امتیازیت زدہ سے اور تم ایک مسلمان ہو کر کھینچو ایک یہودی لڑکی کا علاج کرتے آئے ہو۔"

"یہ علاج کیا ہے؟ تمہیں کون سے علاج دیئے ہو؟"

"کچھ سے تعاون کرتے ہو۔ اس دماغی کمزوری کو ختم کر دینا پھر تمہیں کوئی قیدی بنا کر رکھیں اور کچھ تم کھانے کے بعد آرام کر۔ میں پھر کسی وقت آؤں گا۔"

"میرے سوسے سے پہلے ضرور آؤں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے جو خیال رہا ہے اور تمہیں ہور ہا ہے کہ میں ناراض ہوں گا۔"

"ایک شرط پر ہی آؤں گا۔ میرے آئے کچھ تم اپنے دماغ میں رہے یا نہیں۔ درجائی رہو گی کہ اب تمہیں کبھی نصرت نہیں کرنا ہے۔ تمہاری عقلیں کو تمہارے اندر کے خلیات ختم ہونے رہیں۔ جب کوئی شی سوچ نہیں ہوگی تو تمہیں حسد بھی نہیں آئے گا۔ چھاپا میں جانا پھر آؤں گا۔"

"یہ پاک اس کے اندر سے نکل آیا۔ اس نے سوچا تھا کہ ڈیڑھی لاکر دے دے اس کے باپ کی خیر خواہی حرام کر دے لیکن اب وہ بھی کو باپ کے خلاف استعمال کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اسے اس معاملے سے باخبر الگ کر دیا کہ علاج کرنا چاہتا تھا۔"

دو کرنل کے درمیان شی آ گیا۔ اس وقت وہ اپنے بچے کے ساتھ ڈاکٹر کھنچ کر فرہاد دیکھانے کے دوران میں بائیں کمرے سے نکلے۔ ڈیڑھی کہا تھا۔ "کل آپ کا بھڑوڑے سے ہم جرمال ہو رہی ہم صدمہ ہرے بھڑوڑے سے معاملے میں تمام اسرائیلی کام اور آرمی کے اہل افسران آپ کو کوش کرنے آتے ہیں۔ میں نہیں لیا نہیں ہو سکے گا۔ آئی کے جوان آپ کو سخت گھرائی میں رکھتے ہیں۔ یہ نہیں چاہے کہ فرہاد کی آتما کسی کو بھی لاکر کرنا رہتا ہے۔ اس کے پاس کئی آئے۔"

"کرنل نے کہا۔" آپ سے پہلے بیٹے نے فرہاد کے لیے ہیں۔ ان کے چاروں طرف میں ایسے ہی سخت حفاظتی انتظامات کیے گئے تھے لیکن تیرے کیا لگاؤ؟ وہ کھت تو موت کی طرح اٹل ہے۔ جب کہ دیتا ہے تو کسی نہ کسی طرح اپنے فٹار کورٹ کے ساتھ لانا رہتا ہے۔"

"یہ شک، ہم یہ دیکھتی ہیں کہ کھنچا حفاظتی انتظامات کیے گئے ہیں۔ ہماری یہودی ہے کہ ہم کچھ ہا کہ نہیں ہیں اور ہر چہ ہر ہرادے رہے ہیں۔ انہیں یہ عبادت کی تھی ہے کہ وہ کئی کے بن کر ہیں اور کسی سے کوئی بات نہ کریں۔ اپنی احتیاط سے باوجود کسی نہ کسی کے درمیان میں آئے۔"

"ایسے ہی وقت آرمی کا ایک سبجو اور کھنچوں وہاں آئے انہوں نے کہا۔" سر! ہم دونوں کچھ کے ہمارے ہیں۔ میں آپ کا بھڑوڑے سے اور اب سے دو گئے ہمارے ہرے ہرے ہی آپ کی پیدائش کا فن شروع ہو جائے گا، اس کے ساتھ ساتھ تک رہیں گے۔ ہمارے جاننے کے بعد دو اور کچھ کے باہر یہاں کچھ جائیں گے۔ ان کی کوشش نہیں ہوگی کہ وہ یہاں کے کسی کو کھنچ کر آتے ہیں۔"

"ڈیڑھی نے پوچھا جانے والوں کا ٹھہرے لاکر کرتے ہوئے کہا۔" آپ کے آئے سے ہماری امت باغی ہے۔"

"یقین ہور ہا ہے کہ فرہاد کا سیاب نہیں ہو سکے گا۔ آپ بھی ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہو جائیں۔"

"میرے کہا۔" ہم کھانے میں آتے ہیں۔ صرف کافی نہیں ہے۔"

"ان کے لیے کافی کا آرڈر دیا گیا۔ ایسے وقت فون کا زار سنائی دیا۔ کرنل نے نمبر پڑتے ہوئے کہا۔ "انگلی سے ڈیڑھی کا فون سے لگے۔"

"یہی وہی کلمات کا کھانا کھا چکی ہو؟"

"وہ تو میں کھا چکی ہوں۔ یہ تا تم کب تک یہاں ایک قیدی یہی کر رہو گی؟ میں آپ کو کھینچ دلائی ہوں کہ

آپ ناراض ہوتی جا رہی ہوں۔"

"میری جان! میری بیٹی! میں نے یقین نہیں کیا کہ ہا ہر آئے کے بعد تم اپنا دل نہیں ہوگی؟"

"اب میں آپ کے کھانوں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ میرے پاس ابھی ایک کھنچ چھانے والا آیا تھا۔"

"اس نے چونک کر سبجو اور کھنچوں کو کھانے میں اس کی بات کو دہراتے ہوئے کہا۔" کیا کوئی کھنچ چھانے والا تمہارے اندر آیا تھا؟ وہ کھانے کا کیا کرنا تھا؟"

"آپ پریشان نہ ہوں۔ وہ میرا علاج کرنے آیا ہے اور میرے میرے پاس آتا رہے گا۔ وہ بہت اچھا ہے۔ اس کے آئے کے بعد میں محسوس کر رہی ہوں کہ بہت حد تک ناراض ہو چکی ہوں۔"

"کرنل نے ہنسنے کہا۔" وہ علاج کسے نہیں۔ دشمنی کرنے آیا ہے۔ کیا تم جانتی ہو وہ کون ہے؟ کیا تم نے اس کا نام پوچھا ہے؟ اس کی ہسٹری معلوم کی ہے؟"

"ایک سبجو کی ہسٹری یا نام معلوم کرنا ضروری نہیں ہے۔ وہ مددگار بدل کے علاج کرنے آیا ہے۔ میرے لیے لکھنا کافی ہے۔ سب سے وہ آیا ہے۔ میں خود کو مجبور کر رہی ہوں۔"

"ادھر کرنل جو کچھ فرہاد کا تھا اس سے سبجو اور ایمینان اعزاز دیکھ کر کئی کھنچ چھانے کا کھیل شروع ہو چکا ہے۔ فرہاد کی آتما اس کی بیٹی کے ذریعے ہاں تک پہنچا تھا۔ کرنل نے ہنسنے کہا۔" تم میری صرف ایک بات کا جواب دو۔ کیا تم نے یہ معلوم نہیں کیا کہ وہ کون ہے؟"

"مجھے اس کا نام تو معلوم نہیں ہے لیکن آپ کو یہ کہنا ضرور ہے کہ وہ مسلمان ہے اور جب وہ مسلمان ہو جائے تو فرہاد جانے والا ہے تو یقیناً اس کا تعلق فرہاد کی بیٹی سے ہور ہا صاحب کے ادارے سے ہوگا۔"

"ادھر ڈاکٹر ناراض ہو کر پہلے ہی کیا مضمینیں پھا کر رہی تھیں کہ اب ایک دشمن کو دور سے اور سبجو بھاری ہو؟"

"وہ ہے کہ میری کے مطابق نہیں ہے۔ آپ پریشان کیوں ہیں؟ اگر وہ آپ کا دشمن ہے تو میرے ذریعے آپ تک پہنچے گا۔ آپ نے تو مجھے قیدی بنا کر رکھا ہے۔ نہ میں یہاں سے باہر نکلوں گی نہ وہ میرے ذریعے آپ کو نقصان پہنچا سکے گا۔"

"وہ تمہارے ذریعے فون پر میری آواز سن کر میرے دماغ میں آسکتا ہے۔"

"ڈیڑھی کسی امتیاز نہ تھیں کر رہے ہیں؟ مجھے باغی کہتے ہیں اور خود عقل سے خالی ہور رہے ہیں۔ وہ تو نہ جانے کب دوسرے کسی دماغوں کے ذریعے آپ کی آواز سننا آ گیا ہوگا؟ وہ ہر ملک پہنچنے کے لیے مجھے کسی جہاز میں بنائے گا۔ وہ ہر علاج کرنے آئے گا۔ میرے اور میں اس کی عزت کرنی ہوں۔"

"وہ مجھے سے ہوا۔" عزت کرنی ہو تو کرنی رہو۔ مجھے فون کرنے کی ضرورت تھی؟"

"آپ کو کھنچ پر متانا یا اپنی جہی کی میں ہر ہر حد تک ناراض ہوری ہوں۔ اگر وہ میرے پاس آتا رہتا رہا تو مدد ملی مجھے اس قید خانے سے نجات مل جائے گی۔ میں سوچ رہی تھی کہ میرا علاج ہور ہا ہے میں ناراض ہوری ہوں تو آپ نہ کر خوش ہوں گے۔ لیکن انہیں نہیں۔"

"اس نے فون بند کر دیا کرنل نے اسے فون کو دیکھ بھرا کہ اسے آف کرتے ہوئے پریشانی سے ہوا۔ "میری بیٹی کے پاس جو خیال فون کی کرنے والا ہے۔ وہ مسلمان ہے۔ میں یقیناً سے تمہا میں ہور ہور ہوا۔"

"میرے کہا۔" یہ کھک۔ اور کون ہو سکتا ہے؟ وہ کم بخت سمجھا کر آپ کی بیٹی کے پاس آیا ہے۔ آپ گھرنہ کریں۔ ہم سب محتاط رہیں گے۔ آپ کے پاس اس وقت کوئی خطرہ نہیں ہے؟"

"کرنل نے کہا۔" میں نے اور میرے بیٹے اس پہلے سے نام چھپا کر کھنچ کر دیے ہیں۔ ہمارے کسی کمرے میں ایک چھوٹا سا جوتے کھنچ ہے۔"

"یہاں ہونا چاہیے۔ وہ آپ کے اندر جس کمرے کی بھی چھپا کر کے ذریعہ آپ کو خود ہی اور مجبور نہیں کر سکتے۔"

"کرنل تو مزید دیکھ کر خاموش رہا پھر ہوا۔ "ایک بات ضرور ہے۔ وہ بھی کھنچ میرے دماغ میں نہیں آسکتا۔ اس کے بیٹے نے کہا۔" اور میرے دماغ میں بھی نہیں آیا ہے۔ میں نے اپنے اندر کسی اس کی آواز نہیں سنی۔ جبکہ آسانی سے آسکتا ہے۔"

"کرنل نے کہا۔" میرا کیا اس مسئلے میں اسے کوئی مشکل پیش آ رہی ہوگی؟"

"میرے کہا۔" ہاں، میں اس کی آتما کسی کے جسم میں داخل ہوتی ہے جس کے اندر کسی بی سے دو دماغی طور پر فرہاد کی طرح بھی جائیں؟ اگر نہیں ہے تو پھر یقیناً اسے آپ کے اندر پہنچے ہیں دشواری پیش آ رہی ہوگی۔"

"کرنل کے بیٹے نے کہا۔" ہم تو دماغ کا رسہ ہیں اسی ی وہ بھی ہمارے اندر آسکتے۔"

وہ باتوں میں مصروف تھے۔ ایسے ہی وقت کر کے لے
 فون کا الارم بولنے لگا۔ ڈینی سکرانے ہوئے بولا۔ "ٹھیک
 ہارہ چکے ہیں۔ میں نے یہ الارم لگا رکھا تھا کہ ڈینی کی
 پیدائش کا دن شروع ہوتے ہی ہمیں خبر ہوجائے۔ چلی ہرحمہ
 ڈسٹو پڑی ٹی۔"

سجبر اور کینٹن بھی اسے پچاسویں سالگرہ کی مبارکباد
 دیتے لگے۔ اس کے بیٹے نے کہا۔ "مبارکباد ہی نہیں دی
 جائے گی۔ میں نے ڈینی کے پیڑروم میں ہرحمہ ڈے کلک
 رکھا ہے۔ یہ ابھی کلک نہیں کیے گا۔ ہم کولمبا میں کے اور
 ہم سے مبارکباد وصول کریں گے۔"

دوبہ وہاں سے اٹھنے لگے۔ وہ بولا۔ "جسٹ اے
 منٹ۔ پہلے میں ڈینی کے کمرے میں جاتا ہوں۔ سو مہینیاں
 روشن کر کے بعد آپ سب کو اندر بلاؤ گا۔"

کینٹن نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "آپ
 اپنے ڈینی سے کتنی محبت کرتے ہیں؟ ہم آپ کی بیٹی کو کوشش
 ہوتی کرمان کا سایہ ہمیشہ آپ کے سر پر ہے۔"

دوہاں سے پیڑروم کی طرف چلا گیا۔ وہ چہرہ دینے
 کر باہیں کرنے لگے۔ چہرہ منٹ کے بعد کرگل نے ذرا
 پریشان ہو کر کہا۔ "ابھی تک دائیں بھی نہیں آیا؟"

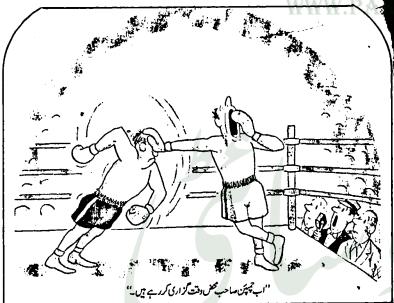
وہ اندر کھڑا ہوا۔ وہ دونوں بھی توشیہ میں جھلا ہو
 گئے۔ اس کے ساتھ چلتے ہوئے کمرے سے دو دروازے پر
 آئے تو اسی وقت دروازہ کھل گیا۔ وہ بولا۔ "سواری ڈینی اسی خرابے
 میں جا رہا تھا۔ اس لیے وہ یہ ہوئی۔ اندر آ جائیں۔"

انہوں نے اندر آ کر دیکھا۔ ایک طرف بڑا سا بڑھ
 ڈے کلک رکھا ہوا تھا اور بیڈ پر کینٹن ہی پوٹے ہوئے
 خرابے رکھے ہوئے تھے۔ دوبہ سکرانے لگے۔ سبجمر نے
 پوچھا۔ "تم نے پتی ہرحمہ ڈے نہیں کیا؟"

اس نے ہاتھ ابرو دھسے۔ "کیسے؟"

ان کے ایک دیوار کی سمت اشارہ کیا۔ سب نے ادھر
 دیکھا تو ایک دم سے چونک گئے۔ وہاں بڑے بڑے حروف
 میں لکھا ہوا تھا۔ "میں اپنے جسم اور دماغ کو تلاش کرتا ہوا
 یہاں تک چلا آیا ہوں۔"

کرگل کے دماغ کو ایک زبردست جھٹکا پہنچا۔ وہ
 لڑکا کر اور دم بچھے چلا گیا۔ کرنے ہی والا تھا کہ سبجمر نے
 اسے سنبھال لیا۔ "وہ بڑے بڑے کے ہندو بڑے ہیرانی
 سے کہا۔ یہ ایسا ہی کس نے لکھا ہے؟ میں تو یہاں پتی ہرحمہ
 ڈسٹو پڑی ٹی لکھا تھا؟"



دوبہ پریشان ہو کر ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔
 کینٹن نے پوچھا۔ "کیا آپ نے اسی دیوار پر اسی جگہ لکھا
 تھا؟"

"ہاں!.... میں نے مارکر سے اسی دیوار پر لکھ اسی
 جگہ لکھا تھا۔ جو لکھا تھا وہ نہیں ہے۔ جنہیں لکھا تھا وہ دکھائی
 دے رہا ہے۔" کینٹن نے کہا۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

سبجمر نے کہا۔ "میں جتنی کے ڈیرے ہو سکتا ہے۔ اس
 نے ضرور تمہارے دماغ پر قبضہ جھایا تھا اور تم غائب دماغ رہ
 کر رہی لگتے پیلے کے جڑوہ جانتا تھا۔"

اس نے اپنے ہاتھوں کو دونوں خمیوں میں جکڑتے
 ہوئے کہا۔ "مجھے پتا کیوں نہیں چلا؟ وہ میرے دماغ میں آیا
 اور چلا گیا۔ مجھے کھوتو معلوم ہونا چاہئے تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا
 ہوں؟ میں ڈینی کی کسی مہر جانتا ہوں۔"

کرگل نے سبجمر کے پیچھے جھپٹتے ہوئے کہا۔ "میرے
 بچے کو چونک کر دے۔ اسے الگ لگا کر بنا اس کے لباس میں کوئی
 اختیار چھپا رکھا ہے۔ اس کی مرضی کے مطابق مجھے ہلاک
 کر سکتا ہے۔"

کینٹن نے اس کی جاہر خاشاکی لی لیکن کوئی اختیار برآمد
 نہیں ہوا۔ ڈینی نے اناکھ ہی قہقہہ لگایا۔ دوبہ اسے
 سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ "دوہولا۔" میری خاشاکی کیا ہے
 ہو؟ ڈینی کے ہنسنے کے لیے دیکھو۔"

سبجمر نے لپک کر اس کی خاشاکی کو اٹھا لیا وہاں ایک رول پاپر
 رکھا ہوا تھا۔ سبجمر نے حیرانی سے پوچھا۔ "ڈینی! یہ اختیار تم
 نے یہاں رکھا ہے؟"

دوہولا۔ "ابھی کوئی سوال نہ کر۔ المداری کرگل
 دیکھو۔"

سبجمر نے ذرا ہی المداری کو کھولا۔ ڈینی نے کہا۔ "اب
 دروازہ کھولو۔"

کرگل کی طرح سہا ہوا تھا۔ جتنی پہلی آنکھوں سے کبھی
 بیٹے کو اور کسی سبجمر کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے دروازہ کھولا تو وہاں
 ایک کمرہ اور ہسپتال دکھا تھا۔ یہ ہاک مومن کی مرضی کے
 مطابق ڈینی نے کہا۔ "اس کمرہ کو کھلیا ہوں۔ یہ خالی کر دیا گیا
 تھا لیکن جہاں جہاں دیکھو۔ وہاں کوئی نہ کوئی اختیار ضرور
 ہے گا۔ اور پھر اندر دھرنے کی ضرورت کیا ہے؟ ذرا
 سبجمر ڈینی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں
 ہڈی آسانی سے مجھے مار سکتا تھا مگر اس نے اب تک مجھے
 ہلاک نہیں کیا ہے؟"

"وہ یہ ثابت کر رہا ہے کہ آپ کی زندگی اس کی ایک
 سسٹم کا حصہ ہے۔"

"اب جینٹل صاحب وقت کر دی کر رہے ہیں۔"

جینٹل صاحب ہے۔ وہ کہہ بھی وقت آپ کو سل سکتا ہے لیکن ایسا
 نہیں کر رہا ہے۔ صرف دہشت میں جھکا رہا ہے۔"

کرگل نے تاند میں سر ہلا کر کہا۔ "اے وہ مجھے مار ڈالو
 تو میں ذرا ہی مرنا چاہتا ہوں۔ دیکھو زخمور کو کھائی آؤ جینٹل صاحب
 رہا ہے۔ دھیرے دھیرے مارتا جاتا ہے۔"

وہ ہاک سے کھلی پار ڈینی کے ڈیرے کہا۔ "ٹھیک
 سمجھ کر رہو۔ مجھے۔ اگر میں ایک طرف تمہاری جان کا
 دشمن ہوں تو دوسری طرف تمہاری جینی کا ماساج اور محافظ بھی
 ہوں۔ وہ نہیں جانتی کہ جن لوگوں نے میری لاش
 جھینڈے آڈا دیے تھے، ان سے انتقام لے رہا ہوں لہذا
 آپ کو اس سے یہ بات نہیں چاہئے۔ وہ ضرور لوہی مجھے
 اپنا سمجھا سکتی ہے۔ اسے یہی کہتا ہے۔ اگر تم چند لمحوں
 تک یا چند دنوں تک ماسیج لیتے رہا جاتا ہے تو وہ اپنی جینی کو
 رہائی دے دے۔ اور لہذا میں سیرے کی اس کی سے داری ہرحمہ پر
 ہے۔ وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ بس... اس سے زیادہ
 کونہیں گمان گا۔ اب جا رہا ہوں۔"

وہ ہاک سے کرگل کی جینی کے پاس آ گیا۔ وہ اسی
 کا اختیار کر رہی تھی۔ اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
 "ہائے ڈیٹائلک۔ میں اپنے دوسرے کے مطابق آ گیا
 ہوں۔"

دو خوش ہو کر بولی۔ "آئی لو یو آئی اٹھیں۔۔۔"

"ہاں، مجھے فرشتہ ہو۔ دوست ہو کر ہوئے فریڈ نے سمجھو۔ تمہیں اپنی بیوی تو میں سے کسی جوان کو پسند کرنا ہے۔ اسے لقب بنا کر دینا ہے۔"

وہ سرسرا کر بولی۔ "اسی لیے تم نہیں آئی لو کر رہی ہوں نہ بہت بوجھ ہے۔ بہت اچھا مشورہ دے رہے ہو۔"

"تو تم میرے ہاؤس کیا تم نے کسی کو پسند کیا ہے؟ کسی کو اپنا آئیڈیل بنالیا ہے؟"

"ہاں اور وہ ایک گروڈ چنی ہاؤس کا لوگنا بنا ہے۔ اس کے ساتھ میری ڈیڑھ ستر جاتے گی لیکن وہ بہت مفرد ہے۔ مجھے چاہتا تو ہے مگر مجھے خود بخود نہیں کرنا۔ کئی ملاقات نہیں کرتا۔ میں نے ایک آڈھ ہاؤس توں کیا ہے اور ملاقات کی ہے۔ اس طرح میری آگوشیا کچھ نہیں رہی۔ پھر مجھے ہمدردی آنے لگی تو میں نے اسے اپنے دل و دماغ سے کوچ کر بیٹھ دیا۔"

"تمہیں نہیں سمجھا ہا ہے آئیڈھ نہیں کر دی۔ خود پراپو رکھو گی۔"

"ہاں، میں وعدہ کرتی ہوں۔ اب فرض نہیں کر دیں گی۔ تم بہت جلد ہو۔ میں تمہاری ہر بات سناچی رہوں گی۔"

"تو کیونکہ بلا ٹیڈ میں پر کتا مگر رسا کر ہوں؟ میں نے بڑے اتحاد سے تمہاری کھلی کو کہا ہے کہ آئیڈھ تمہارا نہیں رہو گی۔ تمہیں ہا کر دیا جائے۔ میں نے یہ وعدہ داری لی ہے کہ تم بھی کسی کو نقصان نہیں پہنچاؤ گی۔"

وہ خوش ہو کر بولی۔ "تم مجھ سے ہر باتا اندر کرتے ہو اور تم نے میری طرف سے اتنی بڑی ذمہ داری قبول کی ہے۔ خدا کی قسم اسے میری فرسٹ جٹا ہے کہ دن رات اپنے دماغ سے مجھے کوچ کر رہیں گی۔ میں اس کو تمہاری تمام ہر بات پر عمل کرتی رہوں۔ میں نے تمہیں ڈیڈ اور دنیا والوں کے سامنے شرمندہ نہیں ہونے سے دونوں کی۔"

"شکر ہے ڈیڈانک! اب مجھے اپنے اس چاہنے والے کا نام پتا اور کئی توں سہرا تاکہ۔ لگتا ہے اس سے توں پر رابطہ کر دو۔ میں تمہارے ذمے اس کی آڈاؤن کر کے تمہارا نظام بدلواؤ گا۔"

وہ خوش ہو کر ذرا ہی فون پر اس سے رابطہ کرنے لگی۔ اس کا نام ڈیڈانبل موس تھا۔ ہے ہا ہا اس کی آڈاؤن سننے ہی اس کے اندر چیخ کر خیالات پڑنے لگے۔ پتا چلا وہ ڈیڈانک بہت چاہتا ہے لیکن ذرا مفرد ہے۔ محبت کے معاملے میں کسی شخص سے ڈیڈانبل

بہل نہیں کرنا۔ یہی چاہتا ہے کہ بیٹھ ڈیڈانک کی طرف سے ہل سا ہو کر۔۔۔

دو دن پر شکایت کرنے لگی۔ "کیا دنیا والوں کی طرف تم نے بھی مجھ اپنا دل بھرنالیا ہے؟ کیا ایسی ہے تم نے کسی فون پر بھی میری تحریر نہیں پڑھی؟"

وہ بولا۔ "ہاں، ہوا مگر ایک ہفتے سے تم اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتیں۔ تم نے اپنے ملازم کو کیا ہے تم پر مقدمہ چلا رہے لیکن تمہیں پاگل سمجھ کر معاف کر دیا گیا۔ عداوت نے تمہیں پاگل بنانے کیجیے گا۔ تمہارا تین ماہرے ڈیڈ نے اپنے وسیع ذراؤں اور اختیارات سے کام لے کر تمہیں پاگل بنانے نہیں چاہتے۔ لیکن تمہیں ہی قیدی بنا کر رکھا ہے اور وہیں ملاج کر رہے ہیں۔"

"کیا بھی میری ہاؤں سے تمہیں اعزاز نہیں ہو رہا کہ میرا علاج ہو چکا ہے؟ تم ناہل نہیں ہو۔"

دیا نابل نے ہا ہا کر مڑی کے مطابق کہا۔ "ہاں، اسے مر سے بھرنالیا اور اس کو فرختی ہو رہی ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے میری ڈیڈانک مجھے داہن سے والی ہے۔"

وہ فرختی ہو کر بولی۔ "تمہیں ایک ہی شرط ہے تمہیں بیٹھ کے لیے مل سکتی ہوں اور وہ شرط یہ ہے کہ تم مجھے ضرورت دلاؤ ڈیڈانک! میری ڈیڈا کو بھی میری گزوری ہے۔ اب ہمدردی رشتہ کر گزوری کی کوڑھ پھونٹی پڑی ہے۔ میں سے تم کو توقع کرتی ہوں کہ آئیڈھ تم کو بھی ایسا نہیں کر دو گے جو مجھے مشتعل کر دے۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں۔ آئیڈھ حالات کے مطابق تمہارے مزاج کو بھرتے ہوئے تم سے ہاں کروں گا اور تمہاری ہاتھیں ہاتھوں میں لگاؤں گا۔"

وہ دن رتی ہی اور خوش ہو رہی تھی۔ ہے ہا ہا دنیا والوں کے دماغ میں تم کو بیٹھ گیا تھا۔ اسے وہاں طور پر ڈیڈانک کی طرف ہل کرنا پتا ہوا تھا۔ اسے سوچ گیا تھا کہ آئیڈھ بھی ڈیڈی کے اندر آکر رہے۔ پوری طرح اس کا دیوانہ بنانے سے اس نے ڈیڈانک کے اندر آ کر کہا۔ "تو خوش ہو؟"

وہ سوچ کے ڈیڈی بولی۔ "میں تمہارا ہتھیار بھی کر ہی ادا کر دوں گا۔"

پار ہا ہوں مگر کسی وقت آؤں گا۔۔۔ وہ کھل سے اتفاقا لینے گیا تھا۔ اسے تو وہ جب چاہتا ہے جیگی میں مسلہ بنا لیکن اس نے ہنسی کا ماحول طور پر بتوی کر دیا تھا۔ اس کی بیٹی سے دوڑ کر رہا تھا۔ وہ ایک ہی دن میں

پوری طرح ناہل نہیں ہو سکتی تھی۔ رشتہ تو اس کے دماغ سے لٹکے ہوئے تھا۔ وہاں اس کی گزوری دور کرنے میں ہمدردی سے لگا ہوا تھا۔ ہے ہا ہا نے یہ لے کر لیا تھا کہ آڈاؤن تو اس کے پاس ہے اس کا ہا ہا ہے اور اس کا علاج ہونا ہے۔

ہر برین ماسٹر نے انکو نے بیٹے کے مسئلے میں بہت زیادہ مصروف ہو گیا تھا لیکن ان مصروفیات کے دوران ہی بات کر رہی تھی کہ آئیڈھ اس کی ایک بڑے اسرار پر بن ماسٹر حیثیت سے اپنی دھاک بھانے لگا۔ ہے ہا ہا نے وہ دنوں سے گزور دیں پڑتا ہے۔ اس کے لیے لازمی تھا کہ زیادہ سے زیادہ ٹیڈی جی جانے والی اپنا تاجدار بنا جا رہا تھا۔

اس مقدمے کے لیے دو ماہ کو بہت پیٹھے گیا اپنا تاجدار بنا گیا تھا۔ اس کے بعد وہ تین امر کی ٹیڈی جی جانے والے جے جو کما میں پڑے ہوئے تھے۔ امر کی ٹیڈی جی جانے والوں نے ان بیٹوں کے دماغوں کو لاگ کر کے مختلف پناہ گاہوں میں پہنچا دیا تھا۔

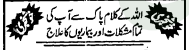
اپنے پڑے برین ماسٹر نے اپنی بیٹی جانے والوں کو خوش بھی میں ملتا تھا اور ان کا نام رینے والوں کے دماغوں کو لاگ کرنے کے باوجود ان کے اندر آسانی سے آتا ہوا تھا۔ اسے بیٹوں کا آئیڈھ وہ ان بیٹوں کو پیش پا کر دیا۔ سے نکال لانے گا اور اپنی کئی خدیہ پناہ گاہ میں پہنچا دے گا۔

لیکن اپنا جٹا اتنا اہم ہو گیا تھا کہ وہ دوسری تمام مصروفیات کو کھڑا اندر کر رہا تھا۔ کسی بھی کی دوسرے معاملے کو چھوڑتا تھا تاکہ دوسرے حالات اور معاملات پر آئیڈھ اپنی گرفت مضبوط بنا سکے۔

یہی وقت اس نے سوچا۔ "مجھے ان تین کو ماسٹر رہنے والوں کی تحریر بھی چاہیے۔ اگرچہ میں انہیں لی لالہں وہاں سے فراہم نہیں کر سکا۔" یہی کئی خدیہ پناہ گاہ میں پہنچا سکوں گا۔ مگر ان کی تحریر بھی چاہیے۔

بیٹے کو کھنکھانے دینے کا میاب ہو رہا تھا دوسری طرف گری طرح کا کا میا ہو رہی تھی۔ وہ بیٹوں اس کے لیے بہت اہم رکھتے تھے۔ سوچا۔ "شاہد امر کی ٹیڈی جی جانتے والوں کو شہر ہو گیا تھا کہ میں یا دوسرے دن میں ان بیٹوں کے اندر بھی رہے ہیں اس لیے انہوں نے دوبارہ ان پر غریبی عمل کر کے سے سرے سے ان کے دماغوں کو لاگ کر دیا ہے۔"

ان مسائلوں کے جواب حاصل کرنے کے لیے وہ امر کی آگاہیوں کے دماغوں میں جانے لگا۔ آئیڈھ اسٹر کے خیالات سے تیار کر دین ان کو ماسٹر رہنے والوں کو ٹرپ کر چکا تھا۔ انہیں خدیہ پناہ گاہوں سے نکال کر کسی دوسری جگہ پہنچا دیا۔ ایسے ہی وقت اطلاع کی کہ وہ بیٹوں اپنی خدیہ پناہ گاہ سے اتر ہو گئے جب امر کی ٹیڈی جی جانے والوں نے ایک کو ماسٹر رہنے والے کے دماغ میں بیٹھ کر اسے اپنے قاب میں کر لیا۔ اپنی دو گرفت میں ڈال کر



☆ بخیر، ہر کسی کی بندش اور مہملیات کا توڑ ☆ آئیڈھ کو اپنی طرف ہانک کرنے کے لیے ☆ بیٹوں کو گد گدہ دہانگے سے بچو کی تاکہ آئیڈھ کی ٹیڈی جی سے بچاؤ ہے ☆ بیٹوں کو اس کے حصول کے لیے ☆ شہر چھوڑ دینا ہو تو زہرا بھڑک کر بھی ملتی ہوگی

آج ہی رابطہ کریں
صوفی علی مراد
021-2355488
0333-2327650



میں نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ ”تم جس روپ میں رو گے، دشمن تمہارے چہر خیالات پر چڑھ کر اس روپ کو بھیجیں گے۔ تمہاری اصلیت تک میں کچھ نہیں چاہیں گے۔ جب تک خود نہیں چاہوں گے۔“

اس نے ہجرے گال کو چوم کر کہا۔ ”اے اودی لویو متلا! آپ نے اور اعلیٰ حضرت نے مجھے ایک بہت بڑے اونچے سے نہایت دلانی ہے۔ آج وہ جس میں بھی دشمن ٹھکن پٹسی جاسے تو اس کے سامنے ہو گا مگر ہر پٹسی کروں گا۔ انہیں اپنے اندر آنے کی مکلی اجازت دوں گا۔“

ایسے ہی وقت ایلانے مجھے مخاطب کیا۔ ”السلام علیکم متلا!“

میں نے کہا۔ ”وعلیکم السلام۔ کبھی سوچتی ہے؟“

”آپ کی دعا میں اور اعلیٰ حضرت کی فکر فرمائیاں ہیں۔ میں یہاں باہا صاحب کے ادارے میں بہت خوش ہوں۔ ایسا لگتا ہے کہ دنیا میں سانس سہی ہوئی۔“

”خدا تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔ ابھی کبھی یاد کیا ہے؟“

”میں نے ایسی کتنی سوچ سوچا کہ میں کون سا ادارہ ہوں۔ والدین کے بارے میں معلومات حاصل کی یا نہیں۔ میرا برقی ٹیلی پیجی جانے والے ان تئوں پر عمل کر رہے تھے اور ان کے داغوں کو ٹھاک کر رہے تھے میں لوگ نہ ان کے اندر موجود تھیں۔ ہمیں یہ معلوم ہو گیا تھا کہ آواز اور

کھلاؤں۔ اس لیے آپ اعتراض نہ کریں۔ جہاں تک مصروفیات کا تعلق ہے تو میں اسرائیلی آڈیوں کے اس سفر سے بڑی حد تک فٹ جاؤں گا۔ اسے جتنی آڈیوں میں چکارا کر رہا ہوں اور اس کی جتنی کاوا می ملاج بھی کر رہا ہوں۔“

وہ دوا لنگھ اور اس کے باپ کرف کے بارے میں بہت کچھ بتانے لگا۔ میں نے تمام باتیں سننے کے بعد خوش ہو کر کہا۔ ”میرا بیٹا بے باک مومن دینی مومن ہے۔ دشمن کے بچوں سے دشمنی نہیں کرتا بلکہ ان کے ساتھ چہرہ پر رکھتا ہے۔“

میں نے اس کی چٹائی کو چومے ہوئے پوچھا۔ ”اب اپنی اجازت کے بارے میں تاخیر فرماؤ اس کی کیا کہنا ہے؟“

”مجھے یہ زیادہ دیر مری دینی ہوئی ہے۔ دن رات ہجرے ہی بارے میں سوچتی رہتی ہے۔“

میں نے اسے پیار سے گھومتے ہوئے کہا۔ میرے سامنے زیادہ باتیں نہ بناؤ اور جو ٹم تو یلو۔ تم خیال خروانی کے ذریعے اس کے اندر جاسے تو اور اسے اپنی طرف مائل کرتے رہو۔ جو وہ دیکھتا تو میری طرف سے تم پر عاشق ہو گئی ہے۔“

اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”میں متلا پہلے تو میں نے یہی کیا تھا۔ اس کے داغ میں جا کر اسے اپنی طرف مائل کرتا رہتا تھا تب اسے ایسا چوکھیں کرتا ہوں۔ ہالی گاڈ اول کی کھراؤں سے مجھے بے چارے بن گیا۔“

”تم نے کہا تھا کہ اس سفر تمہارے بارے میں کوئی شوجن لگا رہا ہے۔“

میں نے اسے پیار سے گھومتے ہوئے کہا۔ میرے سامنے زیادہ باتیں نہ بناؤ اور جو ٹم تو یلو۔ تم خیال خروانی کے ذریعے اس کے اندر جاسے تو اور اسے اپنی طرف مائل کرتے رہو۔ جو وہ دیکھتا تو میری طرف سے تم پر عاشق ہو گئی ہے۔“

اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”میں متلا پہلے تو میں نے یہی کیا تھا۔ اس کے داغ میں جا کر اسے اپنی طرف مائل کرتا رہتا تھا تب اسے ایسا چوکھیں کرتا ہوں۔ ہالی گاڈ اول کی کھراؤں سے مجھے بے چارے بن گیا۔“

”تم نے کہا تھا کہ اس سفر تمہارے بارے میں کوئی شوجن لگا رہا ہے۔“

میں نے اسے پیار سے گھومتے ہوئے کہا۔ میرے سامنے زیادہ باتیں نہ بناؤ اور جو ٹم تو یلو۔ تم خیال خروانی کے ذریعے اس کے اندر جاسے تو اور اسے اپنی طرف مائل کرتے رہو۔ جو وہ دیکھتا تو میری طرف سے تم پر عاشق ہو گئی ہے۔“

میں نے اس کے شانے کو چھینتے ہوئے کہا۔ ابھی کوئی بات نہیں ہوئی۔ ابھی یقین سے ایک تک تم رو دھانی مل چکا ہے۔ تمہارا اور بھی وہی طرف سے جو یہ نہیں ہے۔ اس نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا۔ ”کیا ایوانی...؟ کیا باسز یا کوئی بھی دین کے برخلاف پڑھ کر میری اصلیت نہیں معلوم کر کے گا؟“

میں نے اس کے شانے کو چھینتے ہوئے کہا۔ ابھی کوئی بات نہیں ہوئی۔ ابھی یقین سے ایک تک تم رو دھانی مل چکا ہے۔ تمہارا اور بھی وہی طرف سے جو یہ نہیں ہے۔ اس نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا۔ ”کیا ایوانی...؟ کیا باسز یا کوئی بھی دین کے برخلاف پڑھ کر میری اصلیت نہیں معلوم کر کے گا؟“

اب تک یہ ہے جنہیں چل رہا ہے کہ بد دوٹو کہاں رو پش ہوئے ہیں؟ انہیں پورے سر کا پیشہ میں حاشا کیا جا رہا ہے۔

برین باسز سوچنے لگا۔ ”میرا خیال لنگھ لنگھ۔ ان تئوں کو کوئی اور ہی دشمن پک کرنا چاہتا تھا۔ جن میں سے ایک اس کے ہاتھ سے ٹھکن گیا۔ پانی دو کو بڑی کامیابی سے حاصل کر چکا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیسے کیا ہے؟“

اس کی عقل سے اُدھ بھئی ہوتے ہوئے فریاد کے تلی پیجی جانتے والے ہی ایسا کر سکتے ہیں یا پھر فریاد کی آواز ڈھلیم کھیل رہی ہے۔ ایک طرف مجھے ہنسنے کے معاملے میں اٹھارہ بچے دوسری طرف میری فریاد تو حالت کو گھٹت میں بدل رہی ہے۔“

وہ بڑے یقین سے سوچ رہا تھا کہ فریاد کی آواز کیا ہوتے جسم میں کچھ کران دو کو مائیں دینے اور کو اپنا تاجدار بنا چکی ہے۔ اسے بہت بری طرح گھٹت دے رہی ہے۔ جو افراد اس کی لاش کو ناقابل شناخت بنانے کی سازش میں ملوث ہے انہیں وہ ایک نیک بھی نہیں پکارا ہے۔ ہالی گاڈ اول خیال تھا کہ یا تو وہ اس تک پہنچ گئی ہیں یا اسے نہ اندہ چھوڑ کر لاش دے کر دوسری طرف سے نقصان پہنچا رہا ہے۔ وہ خیال خروانی کے ذریعے بارے میں داغ میں آپ چوکے

وہ اس کا جسم اور تاجدار تو اس لیے اپنے اندر اس کی کس جگہ کی ہوں کر گھسن نہیں کر رہا تھا۔ اس کے خیالات کے بارے میں۔ ”پتا نہیں برین باسز کہاں ہو گیا ہے؟ مجھے یہ رابطہ نہیں کر رہا ہے۔ نہ ہی کوئی کام لے رہا ہے۔ میں اسے یہ خوشخبری بتانا چاہتا ہوں کہ مالا کا پتہ نامعلوم ہو گیا ہے۔“

وہ حیدر آباد میں ہے۔“

میں نے اسے سزا دے کر کہا کہ وہ فریاد کے تمام بچوں کے چنے لگنا سے معلوم کرے۔ فریاد کی موت کے بعد وہ سب اڑبا سے جا چکے تھے۔ اس لیے کوئی سزا نہیں آ رہا تھا۔ برین باسز کو یہ پتی یا معلوم ہوئی کہ حالی اپنے باپ کی آخری وصیات اور کتنے ایسا صاحب کے ادارے میں بھی گئی۔ جگہ جگہ وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔

اس نے اپنے بارے میں سوال پوچھا کہ حالی کا اڈیا میں کیوں رہی ہے؟ اس ادارے میں کیوں نہیں گئی؟

”بارے کی سوچ نے کہا۔“ پتا نہیں ابھی کیا بات ہو گئی کہ سٹیجی باپ کے آخری وصی وار کے لیے وہاں بھی گئی ہے؟ میں نے ایک ایسی ہی کیفیت سے باہا صاحب کے ادارے میں کوئی نہ تھا اور کہا تھا کہ میں ان کے بچوں سے باری باری نوٹوں پر تیز کرنا چاہتا ہوں جب مجھ سے کہا گیا تھا کہ وہ سب ابھی

لب و لہجے کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کیا جا رہا ہے؟“

”میں یہ باتیں جانتی ہوں۔ آگے بولو؟“

”آگے کیا بولوں؟ میں نے خیال خوانی کے ذریعے ان کے اندر پہنچنا چاہتا تو کسی ایک کے بھی اندر نہ پہنچ سکی۔“

”اس کا مطلب ہے کہ امریکی ٹیلی پیٹھی جاننے والوں نے ان پر دوبارہ عمل کیا ہے۔ نئی آواز اور لب و لہجے کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کر دیا ہے؟“

”ایسی کوئی بات نہیں مہنا! میں نے امریکی اکابرین کے خیالات پڑھے ہیں۔ ایک انفر کے خیالات سے معلوم ہوا کہ وہ بھی اپنے ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کے لیے پریشان ہیں۔ وہ تینوں کسی کی گرفت میں آکر اپنی خفیہ پناہ گاہ سے فرار ہو رہے تھے۔ ان میں سے دو تو ہاتھ نہ آسکے مگر تیسرا ان کے ہاتھ آ گیا ہے۔“

”پھر تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ماسٹر ہی باقی دو ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو اپنے شکنجے میں لے چکا ہے۔“

اپانے کہا۔ ”شاید یہ بات بھی نہیں ہے۔ وہ تیسرا ٹیلی پیٹھی جاننے والا جو فرار ہونے میں ناکام رہا تھا اور امریکی ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ اس کے اندر کوئی عورت آئی تھی۔ اس نے عمل کر کے اس کے دماغ کو نئے سرے سے لاک کر دیا تھا پھر اسے اس پناہ گاہ سے فرار ہونے پر مجبور کیا تھا۔“

میں نے کہا۔ ”تعجب ہے، وہ عورت کون ہو سکتی ہے جس نے ان پر عمل کیا تھا؟ ایک کو حاصل کرنے میں ناکام رہی لیکن دو کو حاصل کر چکی ہے؟“

”میں عالی، انوشے اور تاشہ ٹیلی پیٹھی جانتی ہیں۔ ہم میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا۔ اب ایک کرونا ہے۔“

”ہماری ثنا (لومی کرسٹل) بھی ہے لیکن وہ چالیس دنوں تک نہ خیال خوانی کرے گی اور نہ ہی کسی معاملے میں دلچسپی لے گی لہذا اٹھانے بھی ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔ لامحالہ کرونا پر ہی شبہ کیا جا سکتا ہے۔ کیا تم نے اس سلسلے میں اس سے بات کی ہے؟“

”نہیں، میں چاہتی ہوں، آپ کی موجودگی میں اس سے بات ہو۔ میں اسے کہہ دیتی ہوں کہ آپ نے یاد کیا ہے۔“

”یہاں آئے گی تو پھر ہم اس سے بات کریں گے۔“

”ہاں، یہی مناسب رہے گا۔ اسے میرے پاس بھیج دو۔“

الپا اس وقت خیال خوانی کے ذریعے کرونا کے پاس پہنچی

تو اس نے فوراً ہی سانس روک لی۔ اس نے دوسری بار پہنچ کر کہا۔ ”میں الپا ہوں۔ مہنا نے تمہیں یاد کیا ہے۔ ابھی ان کے پاس جاؤ۔“

الپا واپس میرے پاس پہنچ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی کرونا نے آکر کہا۔ ”مارٹنک مہنا! میں کرونا بول رہی ہوں۔“

”تم مارٹنک کہہ رہی ہو۔ اس کا مطلب ہے جس ملک میں ہو وہاں ابھی صبح ہوئی ہے؟“

”آپ تو کسی بھی ایک لفظ سے بات کرنے والے کرونا تک پہنچان لیتی ہیں۔ بے شک میں اس وقت کینیڈا میں ہوں۔“

”تم تو قاہرہ میں فرمان کے پاس تھیں؟“

”میں وہاں سے ٹوٹی بے کے پاس آگئی تھی۔ ابھی آکر آپ کو یہ خوشخبری سنانے ہی والی تھی کہ میں اور ٹوٹی بے ایک دوسرے کے لائف پارٹنر بن چکے ہیں۔“

”یہ تو واقعی بہت خوشی کی بات ہے۔ تم اب تک جگہ جگہ بھٹکتی رہی ہو۔ کوئی تمہیں سمجھنے اور جاننے والا نہیں ملا تھا۔ اب ٹوٹی بے مل گیا ہے۔ اس کی قدر کر رہی رہنا۔ کیا ہنی مومن مہنا نے کینیڈا گئی ہو؟“

وہ ایک ذرا الجھ کر بولی۔ ”جی، جی ہاں۔ ٹوٹی کی خواہش تھی کہ ہم نیا گرانفال کے قریب ہنی مومن منائیں۔“

”چلو اچھی بات ہے۔ یہ بتاؤ، ان دنوں امریکی ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو کہاں چھپا کر رکھا ہے؟“

”جی... اس نے چونکنے کی ایکٹنگ کی۔ پھر پوچھا۔ ”یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟“

”کرونا! ابھی تم نے کہا تھا کہ میں ایک لفظ سے بات کرنے والے کرونا تک پہنچان لیتی ہوں۔ تم میرے سوال پر چونکی نہیں ہو۔ بلکہ چونکنے اور حیران ہونے کی ایکٹنگ کر رہی ہو۔“

”اؤنو مہنا...! میرے لیے یہ سچ مچ چونکنے کی بات ہے کہ آپ ان دو ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو مجھ سے منسوب کر رہی ہیں اور یہ سمجھ رہی ہیں کہ میں نے انہیں ٹریپ کر لیا ہے اور چپ چاپ کسی پناہ گاہ تک پہنچا دیا ہے؟“

”اچھا تو تم نے ایسا نہیں کیا ہے؟“

وہ پریشانی ظاہر کرتے ہوئے بولی۔ ”میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آپ اس سلسلے میں مجھ پر شک کیوں کر رہی ہیں؟ میں تو ٹوٹی بے کے ساتھ اس طرح مگن ہوں کہ ان تینوں کی طرف دھیان بھی نہیں جا رہا ہے۔ ابھی آپ کی

زبان سے یہ بات نہ رہی ہوں۔"
 "تو بخیر اور نہ! فرما لے تمہیں بنی بنا تھا۔ کیا اس کی
 آنکھیں بند نہ ہوتے ہیں تمہارے ہمدردی کرو گی۔"
 "میری فرقی تو میرے ہی نام کے آپ کے ہجرت پر کیوں
 ٹھک کر رہی ہیں؟ کیا میرے خلاف آپ کے پاس کوئی ثبوت
 ہے؟"
 "اب ان ٹیلی فنی جانے والوں کے اندر پہنچنا چاہتی
 تھی لیکن نہ پہنچ سکی۔ چنانچہ ان کے ہاتھوں کو وہ ہارو تھوٹی
 عمل کے ذریعے لاکھ لاکھ کیا گیا ہے۔"
 "تو پھر امریکی ٹیلی فنی جانے والوں نے ایسا کیا ہو
 گا۔"
 "وہ خود پریشان ہیں اور ہم پر شک کر رہے ہیں۔"
 "وہ ہم پر کیوں شک کریں گے؟ کیا یہ ہمیں ماضی نہیں
 فریب نہیں کر سکتا؟ انہیں انخوار کر کے کسی خفیہ پناہ گاہ تک پہنچا
 نہیں سکتا؟"
 "نہیں! ماضی بے بسی نہیں کیا ہے۔"
 "آپ کیسے یقین سے کہہ سکتی ہیں؟"
 "میں اس قسم سے ٹیلی فنی جانے والے کو بھول رہی
 ہو چکا ہے۔ لیکن ٹیلی فنی جانے والوں کی گرفت میں آ گیا ہے۔
 اس دوران دنیا کے اس پر ایک صورت سے ٹیلی فنی تھا اور وہی
 آواز اور دب دہانے کر دینے اس کے دماغ کو لاکھ لاکھ تھا۔
 "ابا! تاہم صورت گون ہو سکتی ہے۔"
 "مباری دنیا میں کئی ہی ٹیلی فنی جانے
 والیاں ہیں۔"
 "مباری دنیا میں نہیں۔ صرف ہماری ٹیلی فنی ابار
 صاحب کے اولاد سے ہیں۔ چونکہ فرما دینے میں بنی بنا
 تھا اس لیے ہم نہیں اپنی ٹیلی فنی میں شامل کرتے ہیں۔"
 "وہ ذرا سوچ کر بولی۔ "جب امریکی ٹیلی فنی جانے
 والے ان میں گونہ رہنے والوں پر عمل کرے تو اس کی
 آواز اور دب دہانے کے ذریعے ان کے ہاتھوں کو لاکھ لاکھ
 رہے تھے تو اس صورت سے ساتھ لیا گیا تھی۔ آپ صرف
 میرا احساس کر رہی ہیں۔ کیا اپنا اپنی نہیں کرتی؟"
 "وہ ایسا نہیں کرے گی۔ ہم سے زیادہ اس کی نیت
 کو اپنی صورت چاہتے ہیں۔ انہوں نے اسی لیے ابار
 اور سے مراد ہے کہ اہانت دہی ہے کہ اب اس کے اندر
 جھوٹ اور دہانہ بازی نہیں ہے۔"
 "میں نہیں جھوٹی اور دہانہ بازی ہوں؟"
 "تم کیوں یوں فریادی ہے کہ میرے پاس بیجو۔ میں بیعتی
 سہاں اور بیعت

ہوں کہ وہ مجھ سے کیسے جھوٹ ہوا ہے؟"
 "وہ نا کواری سے بولی۔ "صاف کیجئے۔ جب میں معمولی
 اور غریب ہوں تو میرے ہمدردی اپنی ایسا ہو گا۔ آپ اس سے
 بات کرنے کی قدرت نہ کریں۔"
 "میں نے اپنی اہانت پر اٹھیں؟ جیسا کہ حضرت فرما دی
 جیسی سے ٹیلی فنی، وہ اس نہیں آئی۔ جاؤ اور اپنے نام سے وقت
 کا انتظار کرو۔"
 "وہ حقاقت سے بولی۔ "اب نہیں میرے نہ وقت کی
 بات کر رہی ہیں جبکہ خود پر وقت آچکا ہے۔ آپ فرما لے
 بغیر ہی کیا؟ مجھ سے امریکی ٹیلی فنی کو سلوٹ ہو گا کہ شکر کے لے
 کے بعد ہندوستانی کی گرفت میں چلی ہے۔ آپ کے لیے کئی مشورہ
 بنی ہے کہ آخری مرحلے میں پناہ صاحب کے ادارے میں بیٹھ کر
 کہیں کسی کو ملے اللہ شکر کریں۔"
 "جانی ہو سانس روک کر مگادوں؟"
 "وہ اندر کھڑے کھڑے چلی گئی۔ ہے ہاک ہے کہا۔ "آپ
 درست کہا ہے۔ لیکن کوئی کلمات رائیں نہیں آتی۔ وہ آپ
 کے سامنے برابر کھڑی ہے۔ میں آپ کا چاہا ہوں۔ اسے
 دینے کا حق رکھتا ہوں۔ کیا آپ مجھے یہ حق دینے کی؟"
 "ہے ہاک! تم بہت سے محاذوں میں مجھے ہونے ہو
 خواہ وہ جہاد میں نہ آئے۔ تم کو ہر کی طرف کی توجہ دو
 گے۔ بعد میں دیکھا جائے۔ پناہ صاحب کے ادارے میں بیٹھ کر
 "بے شک، بعد میں دیکھا جائے گا لیکن جب بھی مجھے
 متوجع ہے گا کہ میں اس کی زبان بند کر دوں گا۔ وہ ذمہ وار
 کی گرفت ہونے کے قابل نہیں ہو گی۔"
 "میں زیادہ نہ بولو۔ جو کہا ہے وہ کرو۔ ابھی اس کی
 طرف کوئی توجہ دو۔"
 "پناہ نے پوچھا۔ "تم کیا میں جاؤں؟"
 "اب اس جاؤ، جب ضرورت ہو گی تو تمہیں ہمیں بلاؤں
 گی۔"
 "وہ خدا حافظ کہہ کر چلی گئی۔ کچھ کلمات ہو رہا تھا۔
 نے بے ہاک سے کہا۔ "اب کمانے بیٹے اور اور اور کر
 بات کر گروہ کا ایک ذرا بھی تو نہ کرنا۔"
 "وہ ہماری جدت پر عمل کرنے لگا۔ کمانے کے دوران
 میں اور اور اور کی توجہ نہ رہا لیکن میں تمہاری کسی گرفت
 سے مجھ سے بددیشی کی گئی اور یہ بات اس سے برداشت نہیں
 ہو رہی تھی۔ وہ ہجر میرے سامنے یوں چپ تھا جیسے گرد،
 بھول گیا ہو۔"
 "چلے کے بعد ہے ہاک کے فون کا پورے دنایا دیا۔ اس

خبر پر وہ کہہ گا۔ "ابھی کمانے کا کردہ ہے۔"
 "میں نے کہا۔ "ہوسکتا ہے، ماضی اس کے اندر موجود ہو
 اور اس کے ذریعے تمہاری آواز سننا چاہتا ہوں۔ میں اپنے بیٹے
 اور میں جا رہی ہوں۔ میرے بارے میں تمہارے اندر بھی
 خیالات نہیں گئے کہ تمہاری سہمی ماں ہوں اور یہاں
 تمہارے ساتھ ہی راتی ہوں۔ تم نے اپنا اور اس کی ماں کو تیار
 ہے کہ میرے جہازات کے تاجر ہو۔ جب پناہ صاحب سے
 خیالات ہرے کے تو اسے میں باہم جا تمہیں کسی تم اپنے
 بارے میں جو چہا، جاچے ہو وہ اس کے سامنے کسی نہیں
 آئے گا۔"
 "میں اپنے بیٹے میں چلی گئی۔ اس نے فون کو آن
 کر کے کہا کہ پوچھا۔ "بیٹا! ابا!"
 "اس نے فوراً ہی شکایت کی۔ "تم کمان کو؟ ایسا نون بند
 کیوں رکھے ہو؟ میں نے گی ہارم سے رابرکنا چاہا کہ ماں
 ہو رہی۔"
 "میری ابا! میرا ماں سہنے خراب ہو گیا تھا۔ میں
 نے کل شام کو سوچا کہ خیر فریادوں میں کمان سے نکل سکا۔ کمان
 میری متنا آگئیں۔ اس لیے ان کے ساتھ وقت گزارنا رہا۔
 ابھی پناہ سینڈ فرم سے رابرکنا چاہتا تھا یہی وقت
 تم نے کہا کیا ہے۔"
 "ابھی ہی وقت اس نے پرانی سوچ کی تہوں کو اپنے
 اندر محسوس کیا۔ چونکہ وہ میرے جہازات کا تاجر تھا۔ کوئی پوچھا
 کا یہ نہیں تھا۔ اس لیے اس نے سانس نہیں روکی۔ آنے
 والے کو خیالات پر مہنت کی جھوٹ سے دی۔
 "میں تو پوچھا۔ "بیٹا! مجھ سے کہل رہے ہیں؟"
 "ابھی ہی وقت تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس طرح کے
 کسی ایک نہ ہو سکتا۔ یعنی ہم شادی کر لیں لیکن شاہد میرا یہ
 خواب بھی پورا نہیں ہو سکتا گا۔"
 "خواب نہیں ہے۔ حقیقت ہے۔ اس لیے تمہیر کے
 بارے میں سنو، چونکہ ایک دوسرے کے ضروریوں کے۔"
 "لیکن، تم کو ایک ایسا مقام اور ہم دونوں کو ہی مل سے
 ہو گی۔"
 "اس سے کوئی فرقی نہیں پڑتا۔ جب ہم رہیں ہیں تو
 دنیا کیوں اعزاز نہیں کرے گی؟"
 "دنیا کو پھوڑو تمہارے ماں باپ ہی ہمیں ملے نہیں
 دیں گے۔"
 "تو پھر ٹھیک ہے، میں وہی دوست اور انتظار کروں گی۔
 ابھی میں اس کا حق ہوں۔ وہی دوسرے کے بعد کاتالی خود سے اپنے
 سہنے اور بیعت

جاؤں گی تو اپنی مرضی سے شادی کا فیصلہ کروں گی۔ میرے کسی
 ذیلی کے قانون کے سامنے سے بس ہو جا سکتا ہے۔ ہمارے
 درمیانی کوئی کاٹ نہیں ہے۔"
 "میں نے یوں اپنا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تمہاری
 جیسی حسین لڑکی مجھ سے اس طرح دلہانہ بیعت کرے گی۔
 میں ساری تمہاری قدر کروں گا۔"
 "صرف زبان سے ہی قدر کرتے رہو گے یا ملنا
 پاؤ گے؟"
 "تم چاہا کہو، ابھی چلا آؤں گا۔"
 "تم میری بات نہیں سکتے تھے؟"
 "میں اس سے ذلیہ کے کھنے کی ڈرا تے ہے۔ یہ تو یاد پارک
 میں کہاں ہو گی؟"
 "میں ٹھیک دو گھنٹے کے بعد ذرا بیچل جا کر دن کے گھٹ
 پر ٹوں گی۔"
 "کل رات، میں یہاں سے نکل رہا ہوں۔ اوکے...
 کی تو۔"
 "ہے ہاک نے فون بند کیا۔ اس دوران میں اس نے
 محسوس کیا تھا کہ ماضی اس کے اندر سے جا چکا ہے۔ وہ
 میرے پاس آ کر لگا۔ "تم! ابا! میں نے ملنے جا رہا ہوں۔
 اب شادیات تک داہنی ہو گی۔ کوئی بات ہوتی ہے فون کے
 ذریعے رابرکنا کرنا میں آپ کے پاس چلا جاؤں گا۔"
 "وہ مجھ سے اہانت لینے کے بعد بیٹھے سے ہا ہر کار
 میں بیٹھا تھا۔ اسے اسطرح کرنے سے چھوٹنے کو پورے دنایا
 دیا۔ اس نے گہرے ہاتھ خود کوئی یا نہیں تھا۔ اس نے فون آن
 کر کے کہا۔ "بیٹا! مجھ سے کہا۔ "بیٹا! کیا ہوں ہیں؟"
 "ماضی کی آواز سنائی دی۔ "میرا راج تم سے ہے۔ کیا
 اس کے بعد ہے تانا ہو گا کہ کمان میں ہوں؟"
 "خیر دار! میرے سامنے ہماری جی کوا چنی اپنا کمانہ
 کہنا۔"
 "کیا آپ اپنی جی کوا چنی جتنی کہتے ہیں؟"
 "بے شک، میں اسے اپنی اپنا ہوں۔"
 "اسی طرح میں جی کوا چنی اپنا کمانہ ہوں پھر آپ
 اعزاز کیوں کر ہیں؟"
 "تم کالے ہو، میری جی سے تمہارا رشتہ نہیں ہو
 سکتا گا پھر یہ کہ میری جی میں اور تم مسلم ہو تم تو قیامت
 تک رشتہ نہیں ہو سکتا گا۔"

ہو گیا ہو۔"
 "میں نے کہا۔ "ہوسکتا ہے، ماضی اس کے اندر موجود ہو
 اور اس کے ذریعے تمہاری آواز سننا چاہتا ہوں۔ میں اپنے بیٹے
 اور میں جا رہی ہوں۔ میرے بارے میں تمہارے اندر بھی
 خیالات نہیں گئے کہ تمہاری سہمی ماں ہوں اور یہاں
 تمہارے ساتھ ہی راتی ہوں۔ تم نے اپنا اور اس کی ماں کو تیار
 ہے کہ میرے جہازات کے تاجر ہو۔ جب پناہ صاحب سے
 خیالات ہرے کے تو اسے میں باہم جا تمہیں کسی تم اپنے
 بارے میں جو چہا، جاچے ہو وہ اس کے سامنے کسی نہیں
 آئے گا۔"
 "میں اپنے بیٹے میں چلی گئی۔ اس نے فون کو آن
 کر کے کہا کہ پوچھا۔ "بیٹا! ابا!"
 "اس نے فوراً ہی شکایت کی۔ "تم کمان کو؟ ایسا نون بند
 کیوں رکھے ہو؟ میں نے گی ہارم سے رابرکنا چاہا کہ ماں
 ہو رہی۔"
 "میری ابا! میرا ماں سہنے خراب ہو گیا تھا۔ میں
 نے کل شام کو سوچا کہ خیر فریادوں میں کمان سے نکل سکا۔ کمان
 میری متنا آگئیں۔ اس لیے ان کے ساتھ وقت گزارنا رہا۔
 ابھی پناہ سینڈ فرم سے رابرکنا چاہتا تھا یہی وقت
 تم نے کہا کیا ہے۔"
 "ابھی ہی وقت اس نے پرانی سوچ کی تہوں کو اپنے
 اندر محسوس کیا۔ چونکہ وہ میرے جہازات کا تاجر تھا۔ کوئی پوچھا
 کا یہ نہیں تھا۔ اس لیے اس نے سانس نہیں روکی۔ آنے
 والے کو خیالات پر مہنت کی جھوٹ سے دی۔
 "میں تو پوچھا۔ "بیٹا! مجھ سے کہل رہے ہیں؟"
 "ابھی ہی وقت تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس طرح کے
 کسی ایک نہ ہو سکتا۔ یعنی ہم شادی کر لیں لیکن شاہد میرا یہ
 خواب بھی پورا نہیں ہو سکتا گا۔"
 "خواب نہیں ہے۔ حقیقت ہے۔ اس لیے تمہیر کے
 بارے میں سنو، چونکہ ایک دوسرے کے ضروریوں کے۔"
 "لیکن، تم کو ایک ایسا مقام اور ہم دونوں کو ہی مل سے
 ہو گی۔"
 "اس سے کوئی فرقی نہیں پڑتا۔ جب ہم رہیں ہیں تو
 دنیا کیوں اعزاز نہیں کرے گی؟"
 "دنیا کو پھوڑو تمہارے ماں باپ ہی ہمیں ملے نہیں
 دیں گے۔"
 "تو پھر ٹھیک ہے، میں وہی دوست اور انتظار کروں گی۔
 ابھی میں اس کا حق ہوں۔ وہی دوسرے کے بعد کاتالی خود سے اپنے
 سہنے اور بیعت

”بزرگ آدمی روز رشتہ ہو جائے مجھ لیادہ ہی قیمت کا دن ہے۔“

”کیا تمہیں اپنی زندگی بڑبڑائیں ہے؟“

”جی ہاں اب مجھے دلگلی دے رہے ہیں۔ کیا آپ کوئی مار سکتے ہیں؟ یا کسی کے ذریعے لگ کر مارنا چاہتے ہیں؟“

”تم درست کہتے ہو۔ ایسا بے دقتی قسم نہیں کرو گے، کل کا سورج نہیں دیکھ سکو گے۔“

”میں ہر ایک کی اس سوچ نے سبھرا کیا کہ اس کی نئی جا رہا ہوں۔ وہ کمرے سے نکل چکی ہوئی۔ میں بھی یہاں سے نکل رہا ہوں۔ ہم دونوں ایک خوبصورت بے پارک میں ملنے والے ہیں اگر اسے ہی جی دار ہوتو وہاں پتلی کر لگھے کوئی مارو۔“

اس نے بے پارک اور اپنی بیٹی کا ہاتھیں کا سلطون کیا تھا کہ وہ ریجنٹ پارک میں ملنے والے ہیں لیکن اس نے اچھا نہیں کیا تو پوچھا۔ ”یہ تازہ گیری کئی سے کہاں ملے ہمارے ہاؤس اور وہاں آئی گاؤں؟“

”میں اٹھانا نہیں ہوں۔“

کے لیے عجیب بے پارک کو آنے کی دعوت دوں۔ بیٹی سے پوچھو گئے تو وہ کہیں نہیں بتائے گی اور کہے مجھ کو ہے؟“

”میں کبھی کبھار تازہ گیری دیکھ چھو ہو چکی ہے۔“

”مجھ سے ہمیری سائینس سمجھتے ہو۔ میں تمہاری بیٹی کی زبانوں کے درمیان جا رہا ہوں۔ آئی وہ بی بی بی بی۔“

بے پارک نے فون بند کر کے کار اسٹارٹ کی پھر وہاں سے گئے گا۔ پوچھتے پھر اس نے ہنسنے کو اپنے اندر عموں کی اسے لہائی کا ساملا تھا۔ وہ بہت سے مضمراتوں کے اندر اندر لنگر لگتی بیٹی کا چال چلنے کے دوران میں اسے حادثے سے دوچار کر سکتا تھا لیکن وہ اپنی جلدی اتنا بڑا قدم اٹھانا نہیں چاہتا تھا۔

اپنی دقت وہ چاہتا تھا کہ بے پارک اس کی بیٹی سے نہ ملے۔ وہ اس کے دماغ کو قید کر چکا تھا کہ ہاتھوں سے اسٹیرنگ کو ہلانے لگا۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ اس نے بے پارک کے دماغ پر قبضہ کر لیا۔

آخر بے پارک نے اسٹیرنگ کو اچھی طرح سے سنبھالا ہوتے ذریعہ کہا۔ ”یہ میرے دماغ میں ہے جو ہاؤس ہے؟ میں نے اسٹیرنگ کو اپنے کالوں میں رکھا ہے مگر یہ ہاؤس کیوں پیدا ہوا ہے کہ اسے فٹ پاتھ کی طرف موڑ دیا جائے؟ کیا میں بائیں ہوں؟“

وہ بڑے ہی مضمحل انداز سے اس کے ساتھ ذرا نئے تک کر رہا تھا

اور ماہر تجربہ ہور ہوا تھا کہ اس کا دماغ میں کتنی قدر توانا ہے کہ خیالی خدائی کی کہیں سے نکل کر نہیں رہی ہیں۔

آخراں سے ایک پلکا سا زلزلہ اس کے اندر پیدا کیا۔ اس نے فوراً اسے ایک جگہ کر لیا کہ اسے روک کر بائیں ایک ہاتھ سے سر کو قدام کر سونے لگا۔ ”یہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے؟“ اس کی دماغ میں بھٹو ہو چکا تھا۔ وہاں آیا کہ تھا کہ دماغ بھلا کر رہ گیا ہے۔ آخر کیا یوں ہو گیا کہ اس کی طرف سے اس کی اس سوچ نے سبھرا کیا کہ اس کی خیالی خدائی کی کہیں اپنا کام کر ہی۔ زلزلہ بھی پیدا ہوا تھا لیکن بے پارک کا ذہن غیر معمولی توت دکھانے سے اس پر خیالی خدائی کی کہیں ہی پوری مرزا نڈا نہیں ہو رہی ہیں۔

وہ پھر سے اس کے خیالات پر تکتے لگا۔ ایسا بارے پارک کی مرش کے مطابق اسے سلطون ہو کر اس کے حلقہ فیروزہ کے ایک ہمسامہ نہ لینے سے رہا ہے۔ اس لینے والے کالا چادو جانتے تھے۔ اس پر کبھی نہیں آیا ہوا تھا کہ اس کا جسم اور دماغ دونوں سے مختلف اور غیر معمولی توت ہوا ہو گیا تھا۔

ماہر اس کے خیالات پر متاثر ہوا اور بے پارک بڑی فریاضی سے اسے جاننا نہ پایا اس طرح وہ مڑتے پڑھاتے ریجنٹ پارک پہنچا پھر وہاں سے کارڈارائیج ہو گیا اور گاڑوں کے گتے کے ساتھ کھینچ لیا۔ وہاں اپنا وجود کی اسے دیکھنے ہی خوشی کا اعتبار کر لی تھی کی پتلی ہوئی آئی اور اس سے لپٹ گیا۔ ایسے ہی وقت اس کے ذہن کو جھٹکا سا لگا اور وہ بے پارک سے الگ ہوئی۔

وہ جرائے لے لیا۔ ”یہ میرے ساتھ کیا ہوا تھا؟“

بے پارک اپنی طرح سے بھلا ہوا تھا کہ باپ کے بچے کے ساتھ ساتھ لوٹ رہا ہے۔ وہ اپنی بیٹی کو اس کے پاس سے لٹنے نہیں دینا چاہتا اس نے اعلان بن کر بنا سے پوچھا۔ ”کیا تمہیں کیا ہوا تھا؟“

”جانتی نہیں، مجھے ایسا لگ بھیجے کسی نے اپنا ٹک ہی مجھے دھکا دیا کہ تم سے الگ کر دیا ہوں۔“

”عجیب بات ہے، میرے ساتھ بھی ایسا ہوا ہے اور یہ۔ میں کمرے سے چلا تو مجھے ایسا لگا ہوا تھا کہ اسٹیرنگ ہاتھ سے ہیکر رہا ہے پھر مجھے ایسا لگ بھیجے دماغ کو پلکا سا بھلا بھلا ہے۔“

”اوہ گاڈو! میں آگر واقعی اسٹیرنگ ہیکر جاتا۔ تمہارے دماغ کو کچھ ہوا تو کتنا بڑا املا ہو جاتا۔“

اس نے اس کے دونوں بازوؤں کو قدام کر لیا۔ ”میری

تھکر نہ کرو۔ میرے دوا لکھ لینے کے سر وار تھے۔ انہوں نے مجھ پر ایسا نہیں کیا ہے کہ میرا دماغ فولاد ہو رہا ہے کہ کوئی مادہ تو نے کے ذریعے مجھے ہلا نہیں سکتا۔“

وہ دونوں بے اختیار اخیال ہے کہ کس پر کوئی چادو تازہ کر رہا ہے؟“

دونوں چادو گاڑوں کے سامنے میں داخل ہو گئے۔ آگے گئیں جا کر بیٹھے کے لیے ایک طرف بیٹھے گئے۔ بے پارک نے اپنی حالت میں تو یہی سوچا جا سکتا ہے کہ ہم پر کالا عمل کیا جا رہا ہے۔“

”کون سے ہم سے دشمنی کر رہا ہوگا؟“

”کون سے؟ میں نہیں ہوں۔ میں اس کے ساتھ کیا ہوں۔“

ماہر بھی کئی ہی لمحہ کیا۔ اس نے بیٹھے سے اٹھ کر دفتر لپکا پڑا۔ بے پارک نے دونوں ہاتھوں سے کر قدام کر کہا۔ ”ابھی میرے اندر مجھ کو ہونے والا تھا۔ تانہ کچھ نہیں کوں چادو زلزل اور کینڈے سے اسے ملنے ہی سلطون ہو جائے گا کہ اس کا چادو مجھ پر کبھی اڑ نہیں کرے گا۔“

ماہر بھی اس کے خیالات پر متاثر ہوا اور بے پارک بڑی فریاضی سے اسے جاننا نہ پایا اس طرح وہ مڑتے پڑھاتے ریجنٹ پارک پہنچا پھر وہاں سے کارڈارائیج ہو گیا اور گاڑوں کے گتے کے ساتھ کھینچ لیا۔ وہاں اپنا وجود کی اسے دیکھنے ہی خوشی کا اعتبار کر لی تھی کی پتلی ہوئی آئی اور اس سے لپٹ گیا۔ ایسے ہی وقت اس کے ذہن کو جھٹکا سا لگا اور وہ بے پارک سے الگ ہوئی۔

وہ جرائے لے لیا۔ ”یہ میرے ساتھ کیا ہوا تھا؟“

بے پارک اپنی طرح سے بھلا ہوا تھا کہ باپ کے بچے کے ساتھ ساتھ لوٹ رہا ہے۔ وہ اپنی بیٹی کو اس کے پاس سے لٹنے نہیں دینا چاہتا اس نے اعلان بن کر بنا سے پوچھا۔ ”کیا تمہیں کیا ہوا تھا؟“

”جانتی نہیں، مجھے ایسا لگ بھیجے کسی نے اپنا ٹک ہی مجھے دھکا دیا کہ تم سے الگ کر دیا ہوں۔“

”عجیب بات ہے، میرے ساتھ بھی ایسا ہوا ہے اور یہ۔ میں کمرے سے چلا تو مجھے ایسا لگا ہوا تھا کہ اسٹیرنگ ہاتھ سے ہیکر رہا ہے پھر مجھے ایسا لگ بھیجے دماغ کو پلکا سا بھلا بھلا ہے۔“

”اوہ گاڈو! میں آگر واقعی اسٹیرنگ ہیکر جاتا۔ تمہارے دماغ کو کچھ ہوا تو کتنا بڑا املا ہو جاتا۔“

اس نے اس کے دونوں بازوؤں کو قدام کر لیا۔ ”میری

یوں تھا۔ مجھے جا بھرا مانا جاتا تھا اور میں انکار کر دیتی تھی۔ مجھ پر اس کی باتوں اور سوچ کی لہروں کو کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔“

”مجھ سے گاڈا اس معاملے میں ہم دونوں کا دماغ ایک جیسا ہے۔ کون پر عمل پتلی بیٹی کے ذریعے اڑا انداز ہوتا چاہتا ہے اور کام ہو رہا ہے۔ اب کوئی میرے دماغ کو کاٹنے جاوے کے ذریعے نقصان پہنچاتا چاہتا ہے اور وہ بھی ناکام ہو رہا ہے۔“

”میں نے بے پارک ابراہیم اخیال ہے کہ تمہارا دماغ میں کوئی کالا چادو کرنے والا نہیں بلکہ نئی بیٹی جانتے دلا ہی آتا ہے۔ وہی جو میرے اندر آتا ہے۔ ہم دونوں کا وہی ایک ذہن ہے۔“

”اس ذہن کو مار لو۔ ہم کسی کی بات لے بیٹھے ہیں؟ اس رومانگ طاقت میں صرف یہ وارد ہوتی کی باتیں ہوتی چاہئیں۔“

ماہر اپنی جگہ دو اپنی طور پر حاضر ہو گیا۔ جسے سے اٹھ کر بیٹھے لگے گا اس نے بیٹھے کو پتھروں سے چھایا تھا۔ اب بیٹی کا مسئلہ رکھا تھا۔ بے پارک کی رویائی ہوئی تھی اور اس نے ماں باپ کی بات نہیں مان رہی تھی۔ اس سے جبراً اپنی بات سنانے کا پہلا اور آسان راستہ تھا کہ وہ خود ہی کئی کے ذریعے اسے پڑائے گا۔ پھر وہ اس کی ہر بات کا نتیجہ لین لیا اور اس سے اندر کر کے اس کے ہر قدم کا پتہ لگتا تھا جس کوئی کر بیٹی کا دماغ کچھ غیر معمولی سا ہے اور وہ خیالی خدائی کی لہروں سے متاثر نہیں ہوتا ہے۔

اور یہ بھی پتہ اٹھاتا تھا کہ شاید کسی نے اپنا کے دماغ پر پہلے سے کیا ہے اور اس کے ذہن میں سے بات نکل کر وہی ہے کہ وہ آچرہ کسی کئی نئی بیٹی جانتے والے کی سوچ کی لہروں سے متاثر نہیں ہو سکتا۔

وہ بیٹھے بیٹھے ایک جگہ بیٹھا۔ بیٹی کے ہونے لگا کہ بے پارک کے ساتھ تو یہی ہوا ہے۔ اور اس خیالی خدائی کی لہروں اس پر اثر انداز نہیں ہو رہی ہیں اور اس کے خیالات کہتے ہیں کہ اس کے دماغ کو کاٹنے جاوے کے ذریعے بہت ہی طاقتور اور غیر معمولی بنا دیا گیا ہے۔

یہ پتہ اور پتہ اٹھاتا۔ ”کیا ایسا ممکن ہے کہ بے پارک کے ذریعے دماغ کو اس قدر طاقتور اور غیر معمولی بنا دیا جائے؟“

”کیسے... میں نہیں جانتا۔“

وہ انکار میں سر ہلاتے ہوئے سوچنے لگا۔ ”مگر ابراہیم

سکھن ڈاکٹر۔“

”ہمیں اس کے بندھی دو بار دیا ہوا کوئی میرے اندر

سکھن ڈاکٹر۔“

"بہت اچھا کر رہے ہو۔ بتا نہیں ہیں؟ یہ ہے ایک پاک آفت آجاتی ہے؟ ہمارے گھر بہت بڑی دکان تھی یہ پھر ایک سیاق عام شخص تمہاری بہن کو لڑ چکر رہا ہے۔"

"آپ بگڑ نہ کریں۔ لڑی اس سیاہ فام نوجوان سے منہ لیں گے۔ جب وہ مجھے کھینچا کر میری حفاظت کر رہے ہیں تو آپ کی اور ایسا ایسی گھنہ حفاظت کریں گے؟"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ جہاں وہاں بھگھرے اور پیچھے رہو۔"

"لڑی نے بتایا ہے کہ گھر میں دکانی ہوئی ہے۔ میں نے بے لگے کر لیا ہے کہ جب تک وہ کالا چاند نہ والا وجہ ڈانگرتھ میں نہیں آئے گا میں وقت تک اس کا ہاتھ کاٹے گا وہ نہیں نکلے گا اور نہ ہی ہون پر آپ سے بات کروں گا اگر آپ میری بھجری اور سلامتی چاہتی ہیں تو دشمن کے گرت میں آئے تک مجھے بھول جائیں۔"

"ہائے بے! تمہیں کیسے بھول جاؤں؟ پھر میری تمہاری سلامتی کی ضرورت ہے پھر کروں گی۔"

"وہ بیٹے کی آواز اور دل دیکھ میں تمہاری دیر اس سے باتیں کرتا باہر اس کا بسولے کر اس نے فون بند کیا۔ ایک گندہ سانس لی۔ ایک ناکو مسکین کا کہنا جہاں میں ہے۔ زندہ سلامت ہے اور باپ بڑی محبت سے اس پر توجہ دے رہا ہے۔"

"اگر چہ بیوی کی طرف سے اطمینان ہوا لیکن یہ فکرت اتنے گہری کہ بیٹے کی طرف سے بیوی اور بیٹی کی کسی حفاظت نہیں کرے گا تو فریاد کی آتما تان کے ڈر لیے بہت جلد باپ بیٹے کی بھی چنگ جائے گی۔"

"اس کی ذہانت کہہ رہی تھی کہ فریاد کی آتما ہے باپ کو منان لڑا کر لگا بنا کر اس کا گھر پر یاد رکھی ہے اور بہت جلد اس کی شہر تک بھی پہنچنے والی ہے۔ ان احوال تو یہی ایک راستہ ہے کہ بے باک کو کھینچ جلدی ہو سکے۔ اس کی حفاظت سے بہت دور کر دیا جائے اور لڑائی کرنے سے ایسا ہی مشکل بنے گا۔ صرف ایک سوٹی ہی ایسی ہے جو اس کا لے کر میری بیوی اور بیٹی سے دور رکھتی ہے۔"

"ذہن میں ایک سوال پیدا ہوا کہ اگر بے باک کو ہلاک کر دیا جائے تو فریاد کی آتما کے لیے کوئی طریق نہیں ہے۔ وہ تو اور ایسا سوچنا ہے کہ بے باک سے پھر بے باک جیسا ایک آکر کامرے تو فریاد کی آتما دوسرے کسی آکر کا بنا لے گی۔ بیٹے کی طرف سے بیوی اور بیٹی کو بھی تحفظ دینے میں

دانشداری تھی۔ یہ اس طرح نکل تھا کہ وہ اور ایسا سوچنا پھر عمل کرے۔ فریاد کی آتما نے جو لگے ہیں اس کا تو ذکر ہے اور ان کے دماغ کو لگا کر کہ بیٹے کی طرح نہیں بھی نہیں پہچانے۔"

"وہ بھرا بیٹی اور ایسا بے باک ہے اور پتہ نہیں۔ وہ پچھلے دو مہینوں سے اس کا رونا میں پیار بھرے۔ لیکن کات گرا کر رہے تھے۔ وہاں دو بچے اور دو رنگ اور کسی دوسرے رنگ کی بوائے تھے۔ کچھ جڑے پھول پڑے اور کچھ ہری ہری گھاس تھے۔ لپٹے ہوئے تھے۔ وہاں کسی پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں تھی۔ اس لیے جہاں اپنی جگہ سے منظر چن کر رہے تھے۔"

"ہاں میں نے پھر اپنی بیٹی کو بے باک سے الگ کر دیا۔ وہ پریشان ہو کر بولی۔ "اگر وہ اس کا کچھ میرے ساتھ ہی ہو جائے۔ تم مجھ سے گھٹے تم سے الگ ہو گئی۔ گھر نہیں۔ کسی نے ہمارے درمیان یہ قیامت قائم کیا ہے۔"

"ماستر نے اپنی آواز بدل کر کہا۔ "ہاں، میں نے ایسا کیا ہے۔"

"وہ ایک دم سے گھبرا کر بے باک سے لپٹ کر بولی۔ "وہ میرے اندر بول رہا ہے اس کی بول رہا ہے۔"

"ماستر نے پھر بیٹی کو اس سے الگ کر دیا اور کہا۔ "میلے میری بات توجہ سے سنو۔ میں تمہارا دل نہیں ہوں۔ میرا نقل ہے باک کے افریقہ قبیلے سے ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ہمارے پیچھے کا لوگ تمہاری جیسی سٹیڈ پھڑکی والوں سے دل لگا نہیں۔"

"ایسا اس کی بات ہے باک کے سامنے ڈھرانے لگی۔ ایسے ہی وقت ہے باک نے مسٹر کو اپنے اندر کھینچ لیا۔ اس نے اپنی بات سننے کو اور بولنے کو نہیں دیا۔ اس نے ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "میں نے اپنی آتما اور دل کے گھر کو بدل کر رکھا۔"

"دوست کہہ رہی ہے۔ میں نہیں چاہوں گا کہ تم اس کو میری چھڑی والی کو ہاتھ لگاؤ اس کو اس کی سلامتی چاہے ہو تو اس سے دور ہو جاؤ ورنہ میں اسے ہلاک کر دوں گا۔"

"دوبلا۔ "کرتے کرتے دوں گے۔" وہاں سے اتر کر سرد کے بیچے کو پھونکے آگ لپٹی تیشی کے ڈر لیے کیوں دشمنی کر رہے ہو؟"

"میں ایسا کیا کہ اندر بول رہا ہوں۔ وہاں آکر میری بات سنو۔"

"بے باک نے جراتی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "میں اس کے اندر آکر تمہاری بات کہنے میں ملتا ہوں؟"

"مجھ شبہ ہے کہ تم لپٹی تیشی چاہتے ہو یا پھر فریاد کی آتما نے تمہیں اس آکر کا بنا دیا۔"

تم کو اس کے ہونے میں کسی فریاد کو نہیں جانتا اور نہ ہی کسی آکر کا کہہ رہی۔"

"انے پے پچھا۔ "بے باک! تم چپ کیوں ہو؟ کیا وہ تمہارے اندر ہے؟"

"ماستر نے بیٹی کے اندر چنگ کر کہا۔ "ہاں، میں اسے کھانچ رہا ہوں یہ تمہاری طلب ہے باز چاہتے تھے تم سے ہمیشہ کے لیے لپٹیں اور پھرا جائے۔ ورنہ چاہتی ہو میں کیا کروں گا؟"

"تم ہمارا کیا بگاڑو گے؟"

"شاید تم نہیں جانتے کہ کہا ہاں چارچ برج میری قید میں ہے۔ جب تم گھر جاؤ گی تو میں تمہاری ماں کے اندر چنگ کر کے اتنی ذہانت بچپانوں کا پھر فون کے ذریعے تمہارے کھانے سے بات کروں گا جب تمہیں سلوٹم کھا دے گا۔ کبھی اتنی ذہن سے کر رہا ہے۔ اگر تم اس کا لے کر طلب سے باز نہیں آؤ گی تو میں تمہاری ماں اور کھانے کو تمہاری آٹھوں کے سامنے توڑ پھینچا کر مار ڈالوں گا۔"

"وہ دھمکے بغیر بول رہا تھا۔ "پہچان ہو کر بے باک کو اس کی ہاتھ مٹانے لگی۔ ایسے ہی وقت تیشی کھینچنے سے فریب آکر بے باک سے پچھا۔ "سوری، میں ڈسٹر بٹ نہیں چاہتا۔ آپ باک سے لپٹ کر لو۔"

"اس ایسی کی بات سننے ہی برین ماسٹر اس کے اندر چنگ کیا۔ اس کے خیالات پر مے تو پتا اس نے اپنے پاس کے اندر دیکھ کر بول اور پھر کھانے سے اس نے فوراً ہی فیصلہ کیا کہ بے باک کو کھینچنے کے لیے راستے سے ہٹا دیا جائے۔"

"اس ایسی نے فوراً ہی اس کے اندر سے فوراً بول کر اس کا نشانہ بننے کو بولے۔ "میں ایسی کم دونوں کی یہاں گولی مار کر موت کی فیڈ سلا سکا ہوں لیکن ایسا تمہیں نہیں ماروں گا۔ صرف اسے تم کروں گا۔"

"اتنی دیر میں بے باک اس کے اندر چنگ تھا۔ ماسٹر اس بات سے پتہ چلا تیشی کھینچ تھا کہ وہ لپٹی تیشی چاہتا ہے۔ اب کبھی کبھی کھنچا تھا کہ فریاد کی آتما نے اسے آکر مار دیا تھا۔ وہ اسے دھمکے میں رہا ہے۔ باک نے اس شخص کے کھنچ کر کھنچا تو ہاتھ سے پھرا اور کھنچ کر اس کے ہاتھوں میں چنگ کیا۔"

"بے باک نے ناگاری سے کہا۔ "اے او لپٹی تیشی چاہتے والے سنئے! کیا تو مجھے جانوں اور ناقص کہتا ہے؟ میں اس کی طرح کھنچ گیا ہوں تو مجھے جانے سے باز ڈالنا چاہتا ہے۔ لیکن تیری یہ ذرا تیشی پوری نہیں ہو گی۔"

"انے نے اس کے بازو کو تھام کر کہا۔ "بے باک! اسے کوئی سسٹن نہ چاہئے۔"

مارو۔ یہ بھی تمہیں مارنا چاہتا تھا۔"

"میں ایسا ہی ہے عیاد تو ایک ایسی ہے۔ اسے ہم سے کوئی نہیں جانتا۔ وہ لپٹی تیشی چاہنے والا ہے آکر کا بنا کر کھنچے مارنا چاہتا تھا۔ میں اس کا بے ہوش ہوں؟"

"اس نے قیام کو کہاں نکال کر اپنی جیب میں رکھی۔ پھر وہ بول اور ادا تیشی کو دیتے ہوئے کہا۔ سڑا یہاں سے فوراً چلے جاؤ ورنہ بے ہوش سے مارے جاؤ گے۔"

"وہ تو فوراً ہی وہاں سے لپٹ کر دوڑتا چلا گیا۔ انے کہا۔ "وہ تو چلا گیا۔ کمرہ لپٹی تیشی چاہنے والا تمہارے اندر ہی ہو گا۔"

"مجھے سے اندر تو نہیں ہے شاید تمہارے اندر ہے۔ تم اس شخص کو نہیں گھری ہو۔ وہ وہاں ناکالی پر کھڑا رہا اور گواہ آئندہ بھی مجھ پر ہتسے کر رہا ہے گا۔"

"بے باک! ہمارا عیاد کون کہاں سے پیدا ہوا ہے؟"

"ماستر نے اس کے اندر کہا۔ "اب اپنی اصلیت بتاؤ کہ تم کئی لپٹی تیشی چاہتے ہو تمہارا بھی عمل چکا ہے۔ اپنی موت کو سامنے دیکھ کر خیال خرابی کا مظاہرہ کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔"

"مجھ سے پہلے تو ہمارے اندر کا لپٹی تیشی کا مظاہرہ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ برین ماسٹر! اب آواز اور لپٹہ بدل کر مت بولو۔ میں تو خورشید سے بھی نہیں بچا کر چکا ہوں۔"

"تو پھر اپنی بچکانگی میں عمل کرو۔ کیا تم فریاد ہو؟ یا اس کے آکر کا؟"

"میں فریاد کی تھوڑا کایک اونٹی سا ظالم ہوں۔"

"اور خود کو فریاد کی اونٹی ظالم کہہ کر کہ تم سے انتقام لے رہے ہو؟"

"کیا میری بات تمہارے نہیں آتی؟ میں فریاد کی ایک اونٹی سا ظالم ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ میرے پاس کی دونوں ایک نئے میں ماسٹر کو ہتسے اور ہمارے اسے موت کے گھاٹ اتار رہا ہے اور جہاں تک کھینچے ہیں وہ شہزادی ہو رہی ہے۔ وہاں جیسے آکر لگا کر پھینچا رہا ہے اور تم دیکھ رہی ہے، میں اس طرح تمہاری شہر تک پہنچنے والا ہوں۔"

"انے کہا۔ "بے باک! تم غلامی سے دل سے ہو۔ ہاتھ چپ ہو۔ کیا اس لپٹی تیشی چاہنے والے سے بات کر رہے ہو؟"

"بے باک نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا۔

”ابن عمری جان! میں جس ملک جتنی جانتے والے دشمن سے بات کر رہا ہوں، دو کوئی اور نہیں ہے... وہ تہارہا باپ ہے۔ وہ ایک آدمی ہے، پیچھے ہٹنے سے ہونے لگا ہے۔ یہ کہہ کر ہوا؟ کیا تم نے اپنا چاہنے ہو کہ میرے ذہنی بل کی جتنی جانتے ہیں؟“

”ابن! یہی کہہ رہا ہوں اور ابھی تک ہے۔ تمہارے باپ نے اب تک تم سے تمہارے بھائی اور تمہاری ماں سے حقیقت نہیں پوچھی ہے۔ وہ دوپہری زندگی گزار رہا ہے۔ اندر دلدل کی نظر سے ہی ہر ماہر کے نام سے جانتی ہے اور تم لوگوں کے ساتھ وہی کٹانف کرارتے ہوئے خود کو ہر ماہر میں کہتا ہے۔“

وہ انکار میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔ ”نہیں، میں یہ بھی نہیں جانتی اس کی ذہنی اتنی بڑی حقیقت ہم سے کیوں چھپائی گئی؟“

”اب تہارہا باپ ہے۔ تمہیں دھوکا دینے کے لیے ایسا نہیں کر رہا ہے۔ بلکہ تم لوگوں کی صلاحتی کی خاطر تم سب کو دشمنوں سے دور اور محفوظ رکھنے کی خاطر وہ اصلیت چھپا رہا ہے۔ یہ فیصلی چاہتا کہ دشمن نکل جتنی جانتے والے تمہارے اندر آتی ہیں اور اس سے انتقام لینے کے بجائے تم کو نقصان پہنچائیں گے۔“

ماہر نے اس بار بچی کو مخاطب کر کے کہا۔ ”یہ صورت ہے کہہ رہا ہے۔ میں تہارہا باپ ہوں۔ یہ غلطہ دیکھ کر دشمن نکل جتنی جانتے والے تمہیں سے کسی کے بھی اندر آ کر میری کمزوریوں میں سے ہیں اور ابھی تک میں ہوں۔ تمہارے سامنے یہ پیشا ہوا ہے۔ یہ میرا دشمن ہے۔ یہ بھی نکل جتنی جانتا ہے۔ یہ تمہیں محبت کے حال میں پھینکا ہے۔ وہ جلدی سے تمہیں سر ہلاتے ہوئے بولی۔ ”نہیں، میرا بے باک ایسا نہیں ہے۔“

”ایسا ہی ہے۔ تمہاری آنکھوں پر محبت کی تہی بندھی ہوئی ہے۔ تم نہیں جانتے، میں اس نے تمہاری ماں کو مار کر ہٹا دیا ہے۔ ہمارے گھر سے تمہیں جہاز تارے جاتے ہیں۔ یہ تمہارے بھائی کو جان سے مار ڈالنا چاہتا ہے۔“

”بلکہ آپ میرے ذہنی بل میں آئیں اور اپنی باتیں کریں۔ خودخواہی ہے ہر ماہر میں نہ لگا ہوں۔“

”میں بھی نہیں کہہ رہا ہوں۔ بلکہ میری باتوں کا نتیجہ کر رہا ہے۔ میں نے تمہارے بھائی کی صلاحتی کے لیے اسے ایک خفیہ پناہ گاہ میں چھپا رکھا ہے۔ دن اور اس کی گھبراہٹ کرتا رہتا ہوں۔ اب اس گھر میں ہوں کہ تمہاری بچی کو کس طرح اس

کے چنگل سے نکال کر کس محفوظ جگہ چھپائیں تاکہ بے لار دوسرے دشمن نکل جتنی جانے والے تمہارے سامنے تک میں نہ لگاؤں۔“

وہ بچی کو حذر کرنے کے لیے ایسی باتیں کر رہا تھا اور اسے تباہی پاک کر مرنے کے مطابق سو رہی تھی۔ یہ فرزا ہے۔ باپ سے مگر دشمن ہے۔ یہ غلطہ کر رہا ہے کہ بے باک میرے بھائی کو نقصان پہنچاتا چاہتا ہے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے کہ بے باک ہمارے گھر میں دشمن کی ہے۔ میں نے سچین سے اب تک کسی اپنے گھر میں جہاں جیت میرے جہاز ہر ماہر میں کیے۔“

وہ ماری باتیں سننے کے بعد بولی۔ ”میں کیسے یقین کر دوں کہ میرے باپ ہو؟ تم سراسر جھوٹ بول رہے ہو۔ بے باک ہے ہمارے گھر سے ایک سبھی بھی نہیں چرایا ہے۔ یہ خود میرے جہاز ہر ماہر ہے اس کے پاس کسی چیز کی کمی ہے اور یہ خودخواہ میرے بھائی سے دشمنی کر رہے گا؟“

”ابنا! تم نہیں جانتے کہ ہمارے دو بیان کب سے دشمنی چل رہی ہے۔ میں نہیں ساری تفصیل بتاؤں گا تم کو چاہوں، میں یقین دلانا ہے کہ کوشش کروں گا کہ اس نے نکل جتنی کے ذور کے لیے تم پر عمل کیا ہے اور میں اپنا تباہی کر گیا ہے۔ یہ بھی جانتے ہے بے باک کی مرضی کے مطابق کیا بنایا ہے۔“

سراسر جھوٹ بول رہے ہو۔ تم ہی میرے دماغ میں آتے رہے اور مجھے اپنا تباہی کرنے کی کوششیں کرتے رہے ہیں۔ میں تمہارے یہ فرزا ڈسکی، کیونکہ میں غیر معمولی دماغ دوستی ہوں اور ابھی یہ دماغ غیر معمولی ہے۔ کس سے متاثر نہیں ہوں اور جو تمہارے بے باک میں گھر کے سامنے ہے وہ کس طرح نکلے اپنا تباہی کر سکتا ہے؟“

بے باک نے اسے اٹھادیا، وہ بچی کی باتوں کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ جھجھکتا ہوتے بولا۔ ”تم مجھ پر اعتماد کرو ذہن نہ کرو۔ گھر واپس آؤ۔ تمہیں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔“

”یہ تو میں دیکھی ہی رہی ہوں! اب تم ایک ایسی کے ذور سے اسے قتل کرنا چاہتے ہو لیکن تاکام ہو گئے۔ تم میری آنکھوں کے سامنے اس سے دشمنی کر رہے ہو۔ میرے باپ ہمارے باپ ہر ماہر کا بھائی جانتے ہو۔ اس سے پیار کہہ رہے تھے کہ سیاہ فام قبیلے سے تعلق رکھتے ہو۔ یہی گمراہ ہے ہو اور یہی گمراہ ہے۔ یہی گمراہ ہے ہمارے سامنے تاکہ لاسٹ دفعہ ہو جاؤ۔“

دو دفعے سے بولا۔ ”تمک ہے۔ تم گمراہ ڈھکی میں نہیں گھبرائیں گے۔ ہمارا گھر کھولیں گا۔“

انے نے بے باک سے کہا۔ ”وہ کہہ رہا ہے مجھے گھر میں زخمیوں سے ہمارا گھر کے گا۔“

”گھر نہ دے۔ میں وہ زخمیں کھول دوں گا کہ روں گا دوے۔“

یہ یقین کر لو کہ یہ تمہارا باپ ہے۔ تلخی نہیں جانتا ہے لیکن دوپہری زندگی گزار رہا ہے۔ اب میں گھبراہٹ میں تاربا ہوں تھے یہ پتھلی نہیں ہوں یہ چھپا رہا ہے۔

انے سے گورے دیکھے۔ ”وہ بولا۔“

”تمہاری مرضی کی ہے لیکن ہر جگہ کا نام اختیار کر کے از دو ذہنی زندگی گزار رہا ہے۔ لیکن اگر زور دلیں تو بہن ماسٹر کی حیثیت سے دوسری از دو ذہنی زندگی گزار رہا ہے۔ وہاں میں اس کی بچی اور دو بچے ہیں۔“

ماہر نے کہا۔ ”اے اب کیا کہہ رہے ہو؟“

”میں تمہاری بچی اور بچی کے سامنے سچائی لانا چاہتا ہوں۔ یہاں یہی چارج رقی کی طرح ایک جہاں بنا ہے۔ یہی ذہن اور بچہ بنا ہے، ادر وہ ہے۔ دو بچے تھے جہاں میں بچھا اور رہتا ہے۔ تمہارے باپ کو معلوم ہو گا کہ اس نے اپنے تمہارے بھائی چارج رقی کو کوئی ماری ہے۔ اسے اپنے راستے سے ہٹا دے۔“

میرے بھائی کو کوئی نہیں مر سکتا۔

بے باک نے کہا۔ ”ابنا! یہ بات میں یقین سے نہیں کہہ رہا ہوں لیکن کسی کوئی بات سے ضرور میں کی وجہ سے تمہارا بھائی کھیلے دو دونوں سے لاپتہ ہے۔ وہ تم سے اور تمہاری مرضی سے نون کے ذور بے باک میں رابطہ نہیں کر رہا ہے۔“

ماہر نے کہا۔ ”یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ یہ ابھی تھوڑی دیر ہے کہ یہ سفید جھوٹ ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس نے تمہارے بھائی کی آواز اور سب دیکھے ہیں لیکن یہ تمہاری مرضی کو کھو دیا ہے۔ آہ میرے بھائی کو کھانا سے کھانا ہے۔ اس سے ہوا کر یہ ہے سچا ہے تمہارے بھائی کو تمہاں اپنی مرضی سے نہیں کرے۔“

ماہر نے ہنسنے سے کہا۔ ”تمہیں اس بات کی ضرورت ہے چال چل رہے ہو۔ یہ چاہے ہو کہ میری بچی اور میری چارج سے نکلے کی خند کر اور میں اسے سب کے سامنے سے نکلے تاکہ تم اسے جان سے مار ڈالو۔“

بے باک نے انے کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ”میں اپنی جان سے زیادہ عزیز اپنی مرضی کہہ رہا ہوں۔ میں تمہارے سب سے زیادہ عزیز ہوں۔“

بچے چارج کا گڑھ ہیں۔ اور نہ آہرہ ہے کسی جانی نقصان پہنچائیں گا۔ اس کی مرضی ایک ہی بات ہے اور وہ ہے کہ گھر سے ہونے لگا۔ اس کی ماری ماں کے سامنے سے کوشش کر رہا اس طرح ایک بچہ بھی اپنے بھائی کا چہرہ دیکھنے کی۔ ایک بچی اور اپنی اس بات پر غور کریں کی تم سے ہو۔“

انے نے کہا۔ ”اب بہت فیصلی ہوئی اور تمہاری بات کر رہا ہے۔ اگر تم سے ہوتے ہو تک اس طرح اپنی سچائی کا ثبوت دے سکتے ہو۔ اب یہاں سے جاؤ۔ میں نے کہا نہ۔“

وہ چاؤ۔“

بچی اسے دیکھ ہونے کے لیے کہہ رہی تھی۔ وہ یہ اصلیت پر ادراشت نہ کر سکا۔ اس نے ہنسنے کی حذرت سے اس کے دماغ کو کھینچا۔ کھینچا۔ وہ کھینچ کر شدت سے گرنے لگا۔ بے باک نے اسے ذرا فیصلی لیا۔ دونوں بازوؤں میں سے اس کے اندر کھینچ کر اس کی طرف سے کھینچ لگا۔ اس کے دماغ کو آرام پہنچانے لگا۔

ایسے وقت وہ کہہ رہا تھا۔ ”دیکھو! باپ کھانا نہیں ہے اپنا جھوٹ اور فریب پہنچانے کے لیے نہیں سزا دے رہا ہے۔“

بے باک کی طرح سے بہن ماسٹر کو کر رہا تھا۔ وہ بچی کے سامنے اپنی صفائی نہیں نہیں کر سکتا تھا۔ اسے مارے وہاں سے چلا گیا۔ ہم کھانے کا گورہ کر رہے تھے۔ ہمیں چھوڑے گا اور اس کی مرضی اپنی بچی پر عمل کرے اس کے دماغ کو کھانے کر دے گا کہ فریاد کی آواز دو بارہ اسے فریب نہ دے سکتے۔

☆☆☆

میں نے اپنا کہا۔ ”میں اس دشمن سے انتقام لینے یہاں آئی ہوں جو فریب ہادی کو کھانا کھانے کا سارا میں شرمساز تھا۔“

اپنے نے کہا۔ ”میں اسے جانتی ہوں۔ اس کا نام آفر فرزا ہے۔ اسے اور میری بل میں کا ایک ایسی جگہ ہے۔ اسے ”تم اس کے اندر جا کر اس کے حالات اور اس کی موجودگی میں معلوم کر۔ یہ تاؤ کہ وہ کہاں ہے؟ میں اس کی گھر سے نکل رہی ہوں۔ وہ جہاں ہو گا وہاں بھی کھانے کر دیکھا اور پھر اپنی جانتی ہوں۔“

میں بانہر ڈھیل دیا تھا۔ اس کو سونے سے تاؤ کہ وہ سیاہی طور سے سلازت و دودت اور شرمساز کمانے میں کسی سے پیچھے نہیں ہے۔ بہت کا مایا جیاں حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن گھریلے

گی؟ کیا تمہارے سیاسی رعب اور دبے میں آجاؤں گی؟ مسٹر آرتھر! میں تو تمہاری ساری شہرت کو خاک میں ملا کر رکھ دوں گی۔“

”مجھے دھمکی نہ دو۔ تمہارے جیسی کتنی ہی خڑے کرنے والیوں کو کھلونا بنا کر توڑ چکا ہوں۔ بہتری اسی میں ہے کہ آئندہ مجھ سے بھی نہ ملنا۔“

”چلو، تم کہتے ہو تو نہیں ملوں گی۔ آج آخری بار میرے گھر آؤ۔ رات کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ۔“

وہ حقارت سے بولا۔ ”میں تم پر تھوک چکا ہوں۔ تمہاری طرف دو بارہ بھی رخ نہیں کروں گی۔“

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ ”میں جانتی تھی کہ تمہارا یہی جواب ہوگا اور میں آخری فیصلہ کرنے ہی یہاں آئی ہوں۔“

اس نے اپنے بیگ میں سے ایک ویڈیو کیسٹ نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”تم میرے ساتھ جیسا بھی وقت گزارتے رہے۔ اس کی پوری ہسٹری اس کے اندر موجود ہے۔ گھر لے جا کر دیکھو گے تو آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔“

اس نے غصے سے ویڈیو کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ ”اچھا تو تم مجھے بلیک میل کرنا چاہتی ہو؟“

”اگر بارہ گھنٹے کے اندر میرے مطالبات نہیں مانو گے تو یہ ویڈیو کیسٹ اور دوسرے اہم ثبوت پریس والوں کے پاس پہنچ جائیں گے۔ وہ جو تم نے شاہی خاندان سے رشتہ جوڑا ہے اور وہاں سے سیاسی شہرت حاصل کرتے رہے ہو یہ سب کچھ ایک ہل میں خاک ہو جائے گا۔“

وہ اس کے سامنے کیسٹ رکھ کر وہاں سے چلی گئی۔ اس نے گھر آ کر اپنے بیڈروم کے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ اس کیسٹ کو وی سی آر کے ذریعے ٹی وی اسکرین پر دیکھا تو پہلا منظر دیکھتے ہی اس کے ہوش اڑ گئے۔

وہ ایکس کہلانے والی بلیو فلم تھی اور اس کا کردار وہ کر دار تھا۔ کسی منظر میں مس بٹر فلانی کے ساتھ تھا، کسی دوسرے منظر میں چند حسیناؤں کے ساتھ دکھائی دے رہا تھا۔

بٹر فلانی نے اس کی ہجرت منانے کے لیے ایسی چند حسیناؤں کے انتظامات کیے تھے اور کہا تھا کہ یہ بات اس گھر کی چادری میں ہی رہے گی۔ کسی کو پتا نہیں چلے گا کہ وہ بٹر فلانی کے بیڈروم میں آ کر راجا اندر بن جاتا ہے۔

اس نے وی سی آر کو بند کر دیا۔ پریشانی سے سوچنے لگا۔

”بٹر فلانی نے مجھے بری طرح اپنے قبضے میں لیا ہے۔ اس کے بیان کے ساتھ یہ ویڈیو کیسٹ پریس والوں تک پہنچے گا تو

معاملات میں اسی قدر ناکام ہے۔ بارہ برس پہلے اس نے شادی کی تھی۔ اب تک تین بچے ہو چکے تھے۔ اس حساب سے اس کی بیوی آٹھ قدم بڑھتی جا رہی تھی۔

کسی بھی عیاش مرد کے لیے بیوی روز بروز پرانی ہوتی جاتی ہے۔ خواہ وہ بے چاری کتنی ہی محبت کرے۔ اس کے لیے آئندہ نسل پیدا کرنی رہے، اس کے گھر کو جنت بنانی رہے لیکن وہ باہر کے جنم میں رہ کر بہلنا چاہتا ہے۔ وہ پچھلے بارہ برسوں سے باہر والیوں کے ساتھ بہلتا رہا تھا۔ اب ایک حسینہ

نے اسے اپنی اداؤں سے اسیر بنا لیا تھا۔

وہ حسینہ مس بٹر فلانی کہلاتی تھی۔ ٹاپ کی ماڈل گرلز میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ آرتھر اس پر ہزار جان سے عاشق ہو گیا تھا۔ اس نے اس قدر دولت اس پر لٹائی کہ وہ مہنگی ماڈل

اس کی جھولی میں آگری۔ اس نے بڑی دلکش اور پرفریب اداؤں سے یقین دلایا کہ وہ بھی اس کی دیوانی ہوگی ہے۔ اس نے چند ماہ کے بعد ہی کہا۔ ”آرتھر! میں اپنے شاندار مستقبل

کی ضمانت چاہتی ہوں۔ لہذا مجھ سے شادی کر لو۔“

اس نے کہا۔ ”کسی باتیں کرتی ہو؟ میری بیوی ہے بچے ہیں۔ میں شادی کیسے کر سکتا ہوں؟“

”یہ تو کوئی مشکل نہیں ہے۔ اسے طلاق دے کر اس سے پچھا چھڑاؤ اور مجھے شریک حیات بنا لو۔“

”تم جانتی ہو کہ میری وائف کا تعلق یہاں کے شاہی خاندان سے ہے۔ سوسائٹی میں ہم سب سے اونچے درجے پر

ہیں۔ میں اسے طلاق دوں گا اور تمہاری جیسی ماڈل گرل کو بیوی بناؤں گا تو میری عزت دو کوڑی کی ہو کر رہ جائے گی۔“

وہ غصے سے بولی۔ ”تم اپنی بیوی کو اعلیٰ درجے کی خاتون کہہ رہے ہو اور اس کے مقابلے میں مجھے ایسے گراہے ہو جیسے میں انسان ہی نہیں ہوں۔ کیا میں جوان اور خوبصورت

نہیں ہوں؟ میری جوانی سے کھیلنے وقت تمہیں اپنی عزت اور اپنے اعلیٰ مرتبے کا خیال نہیں آیا تھا؟“

”دیکھو! میں چادریاری کے اندر تمہاری جوانی سے کھیلتا رہا ہوں۔ کوئی مجھے بدنام کرنے والا نہیں ہے پھر میرا

سیاسی رعب دبے ہے۔ کوئی مجھ پر انگلی اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر ایک شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والی خاتون کو طلاق دے کر تمہاری طرف آؤں گا تو بری طرح

بدنام ہو جاؤں گا۔ میرا سیاسی کیریئر بالکل ہی ختم ہو جائے گا۔“

”تم کیا سمجھتے ہو مجھے نظر سے گراؤ گے۔ مجھے کٹر میں پھینک کر جاؤ گے تو کیا میں تمہیں عزت سے رہنے دوں

سب سے پہلے میرا سیک کر بیڑم ہوگا۔ شاہی خاندان میں میری ابھرتی بند ہو جائے گی۔ قاتلوں پر میری تمام دولت اور چاندنی مالک میری بیٹی ہوگی۔ وہ اپنے بیٹوں کو لے کر جھ سے ہوا جائے گی۔ میں اس کے خلاف جھ کو کھ سکوں گا۔ ایک لوگ جو ہر شاہی خاندان اس کی پشت پر ہوگا۔ ایک طرف اس کی بیوی بہت مضبوط حیثیت رکھتی گی، دوسری طرف دانش نے بھی اپنی حیثیت مضبوط کر لی گی۔ وہ سیاسی دنیا پر قابض ہے۔ مکتا تھا کہ دانش کو گزند نہ مل سکتا ہے۔ اس وقت یہ لیست ہے علاوہ اور بھی مکتا ہے جس کے پاس ہوں گے۔ وہ اس سے ہر معاملہ میں جاکھتے ہیں۔ اس نے فون کے ذریعے ہر بڑھائی سے پہچا۔ تم نے یہ قسم کھوٹی ہے تماری کیا؟

میرے پیڑم میں خلیفہ کب سے ہیں۔ تم کو چاہئے کہ ہورس میں میرے ربا کرتے تھے، وہ نہیں جانتے کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا رہا تھا، اب تو جو بھی ہوا تھا وہ تمہارے سامنے ہے۔ یوں کیا پائے ہو؟

اس نے فرماتے ہوئے پہچا۔ اس قسم کی ماسٹر کاپی کہاں ہے؟

میرے چیک کے لا کر میں ماسٹر کاپی اور کئی طرف کے ثبوت ہیں۔

سب بات کے ثبوت ہیں؟

جب تم نے میں ہمک جانتے تھے اور اپنی بیوی اور شاہی خاندان کے خلاف بولتے تھے۔ یہ تمہاری تھے کہ تم کس سیاسی ایڈر کو کس طرح سازش کر کے اس کی کرسی سے چھڑک کر رہے ہو۔ فونس۔ اب تم کرنے والے ہو مقرر۔

وہ ہر بیان ہو کر بولا۔ تمہیں سے ملنا چاہتا ہوں۔ میرے فونس سے تم سے کبھی ہوں آج رات کر کے تمہارے کھانا کھاؤ۔ بہتر ہیں دیکھی پلاؤں کی اور سوچ بھی کراؤں گی۔

الیا بیوی خاموشی سے آخر کے خیالات پڑھی تھی۔ وہ ایک کلب میں تھا۔ اسے شیطان تھا کہ اس کی فیم جوڑی میں وہاں اس کا کام نہیں جائے گا۔ اس کے دفتر سے فٹ سے ہڑنگائی کو ان کو انوار کے ساتھ لیکر بیٹا کے پاس سے بہت زیادہ ناراض کرنے کے لئے بھجوا دیا گیا تھا۔ اس کا وہ کہہ لاکر گیا چالی اور ایک دنوں کا ایک اجازت نامہ لے کر اس کی اپنی اس ایک لاکر سے اس کی ضروری چیزیں نکال کر لے جاکھتی ہے۔

آخر کچھ نہیں تھا کہ اسے پار چر کرنے کے بعد اس کی ماں کو اپنے فابو میں رکھا جا سکتا ہے۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق چیک جاکر تمام مطلوبہ چیزیں لے آئے گی۔ اس کی ناکہ بندی جیک جاکر تمام مطلوبہ چیزیں لے آئے گی۔ اس کی ناکہ بندی جیک جاکر تمام مطلوبہ چیزیں لے آئے گی۔ اس کی ناکہ بندی جیک جاکر تمام مطلوبہ چیزیں لے آئے گی۔

وہ ہر بیان تھا، ابھی ہوئی تھی۔ اس نے پہچا۔ تم میری دوست ہو۔ کبھی تمہارے شہرہ دوئی کہ اس وقت کیا کرنا چاہئے؟

وہ ہر بیان تھا، ابھی ہوئی تھی۔ اس نے پہچا۔ تم میری دوست ہو۔ کبھی تمہارے شہرہ دوئی کہ اس وقت کیا کرنا چاہئے؟

وہ ہر بیان تھا، ابھی ہوئی تھی۔ اس نے پہچا۔ تم میری دوست ہو۔ کبھی تمہارے شہرہ دوئی کہ اس وقت کیا کرنا چاہئے؟

وہ ہر بیان تھا، ابھی ہوئی تھی۔ اس نے پہچا۔ تم میری دوست ہو۔ کبھی تمہارے شہرہ دوئی کہ اس وقت کیا کرنا چاہئے؟

کیا۔ اس نے چونک کر کھد کھا کر پھر چھا کر ہونے؟ میں نے کہا۔ دوست ہوں۔ اندر چلو چھو ہا میں کرنی ہے۔

وہ جھوٹے شکر کر رہی تھی، اندر آئی۔ میں نے کہا۔ تم آخر کچھ ضرورت طریقے سے بیک کھل کر رہی ہو۔ یہ سوجھتی ہو کہ وہ یہ نہیں سانی سے بھڑوڑے گا۔

وہ ہر بیان تھا، ابھی ہوئی تھی۔ اس نے پہچا۔ تم میری دوست ہو۔ کبھی تمہارے شہرہ دوئی کہ اس وقت کیا کرنا چاہئے؟

وہ ہر بیان تھا، ابھی ہوئی تھی۔ اس نے پہچا۔ تم میری دوست ہو۔ کبھی تمہارے شہرہ دوئی کہ اس وقت کیا کرنا چاہئے؟

وہ ہر بیان تھا، ابھی ہوئی تھی۔ اس نے پہچا۔ تم میری دوست ہو۔ کبھی تمہارے شہرہ دوئی کہ اس وقت کیا کرنا چاہئے؟

وہ ہر بیان تھا، ابھی ہوئی تھی۔ اس نے پہچا۔ تم میری دوست ہو۔ کبھی تمہارے شہرہ دوئی کہ اس وقت کیا کرنا چاہئے؟

میں نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ تمہارا خیال ہے ابھی تمہارے بخودی سے انوار کے آئینے کے ان کام بڑھ جائے گا۔ انہیں پہلے میرا سوجھ کر ہوا تو کھا گیا بھی اٹھا کر چھو ہا ہوا کہ روز تمہارا یہ بھٹکا ہوئے اور اسٹیل جس دنوں کی نظروں میں آجائے گا۔

وہ بڑی ڈھٹائی سے بولا۔ ہاں، تمہارے ساتھ بھی یہی کرنا ہوگا۔ میں نہیں جانتا، تمہیں میرے اس منصوبے کو علم کیسے ہوا؟ ہیرا مال اس کے ساتھ تم کی یہاں مرنے آئی ہو۔

اس کے دور ڈزیرے فٹ سے وہاں داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں رپو اور تھوڑا دوسرے کے ہاتھ میں ایک لائے کھل کا پینکا ہوا چاقو دکھائی دے سکتا تھا۔ ایک نے آخر سے کہا۔ ہاں، اہم نے اس صورت کی بات نہیں کی ہیں۔ آپ گھڑ کریں۔ ہم انہیں بھول کی طرح اٹھا کر لے جائیں گے ہر بڑھائی سے کانوں کی طرف پیچھے رہیں گے۔

بات تم ہوتے ہیں اس کے ذہن کو ایک ہٹکا سا لگا۔ ہاتھ سے رپو اور کھل گیا۔ وہ رپو اور تھوڑا سا مچھلتا ہوا میرے پاس آیا۔ میں نے اسے کچھ کرتے ہوئے کہا۔ بہت اچھے ڈانٹا لگا بول لیتے ہو۔ اب بولو۔

میرے ساتھ رپو اور تھوڑا دوسرے کے ہاتھ پر گولی چلائی۔ اس کے ہاتھ سے چاقو گر گیا، وہ لڑکھڑا ہوا بیٹھا گیا۔ میں نے کہا۔ فٹائی ادوہ چاقو ڈھاؤ۔ ہمارے کام آئے۔

دو خوش ہو کر ہوئی۔ "تم نے بہت اچھی بات کہی۔ مجھے مشورہ دو، اسے ذلیل کرنے اور ہمیشہ ذلت کی زندگی گزارنے پر کسی طرح مجبور کر سکتی ہو؟" میں نے الٹا سے کہا۔ "ان دونوں کو کوئی اذیت میں مبتلا کر کے بے ہوش کر دو۔ میں یہاں گولی نہیں چلاتا چاہتی۔"

الٹا نے دوسرے ہی لمحے میں ان کے اندر زلزلے سے پیدا کیے۔ وہ دونوں کچھیں مار کر فرش پر گر کر پڑ گئے۔ جب ان کے اندر دوسری تیسری بار زلزلہ پیدا کیا گیا تو وہ بے ہوش ہو گئے۔

آخر فریڈ نے جرائی سے انھیں دیکھ رہا تھا۔ برٹھالی نے بھی جرائی سے پوچھا۔ "انہیں کیا ہو رہا ہے؟"

میں نے کہا۔ "بچاؤ کے لیے مجھے پھر مشورہ دیں۔"

مار سے شرم سے ہوش ہو گئے ہیں۔"

وہ بولی۔ "اوکھا ڈاکٹر کہتے ہیں کہ کسی قسم کی کوئی مادی دوا ہوگی۔ اسی لیے اس شخص کا رعبہ انور ہاتھ سے نکل کر تمہارے ہاتھ میں آ گیا تھا۔"

"مجھے بارے میں سچا چھوڑ دو۔ اپنے گناہ کا کاشر ادا کر دو تمہاری مدد کے لیے آئی ہوں۔ چھوڑنے کے لیے مشورہ ہے میرے یہاں سے جانے کے بعد کسی مجھے یاد نہ کرنا۔"

پھر میں نے کہا۔ "یہ سن کر خوش ہو رہے ہو گئے کہ کبھی جان سے نہیں مارا جائے گا۔ یہ سچ کہ تمہارے ساتھ ایسٹو لوگ کیا چاہتے؟"

وہ جا بڑی سے گڑ گڑا نے گی۔ "مجھے صاف کر دو۔ میں دوسرا کرنا ہوں برٹھالی کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گا۔ میں اس کے تمام مطالبات پورے کر دوں گا۔"

"میں برٹھالی کو پہلے نہیں چاہتی تھی۔ نہ آجیوہ جانا چاہوں گی۔ بس اسے تحفظ فراہم کرنے آئی تھی۔ ویسے میرا مقصد تو یہ تھا کہ، معلوم کرو کہ میں کون ہوں؟"

وہ مجھے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ میں نے برٹھالی سے کہا۔ "تمہارے بیک میں پتھریا ہوا ایک ٹھوکری؟"

میں نے فوراً ہی بیک میں سے ایک ہوا اسٹیک نکال کر دی۔ اس سے لکر سامنے والی دیوار کے پاس آئی اور وہاں بڑے بڑے حروف میں لکھی گی۔

I AM LOOKING FOR MY BODY
AND MY BRAIN.

یہ پڑھ کر آخر کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ وہ بول نکلا کہ کچھ ایسی کوئی موت ہے مگر تمہارا فرش پر پڑا ہے۔ میں نے

اس کے قریب پہنچ کر کہا۔ "تمہارے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ چکے ہیں۔ اپنے جیروں پر کھڑے کھڑے وہ لوگ آج کے بعد زندہ رہو گے تو یہ یاد رکھنا، فریڈ کی آتما تمہارے قریب سے گزر کر گئی ہے۔ دوسری بار تو دوسری سانس نہیں آسکے گی۔"

میں نے الٹا سے کہا۔ "اے سے ہوش کرو۔"

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ زلزلے سے جھٹکے گئے ہی وہ پینچنے لگا فرش پر تڑپنے لگا تو جیروں میں بعد ہی بے ہوش ہو گیا۔ وہاں سے جانے لگا۔ برٹھالی نے پوچھا۔ "کیا کام جا رہی ہو؟"

"ہاں، یہ عیاش ہے۔ تم سوچو، اے کیسا سزا سنی چاہے؟ تمہارے ہاتھ میں کلنا چاہو ہے۔ اے جان سے نہ مارو بلکہ اس طرح اس کا ہاتھ نادر کر دو کہ عیاشی کے قاتل نہ رہے۔ اس طرح اس کو کھڑے کر دو۔ آج سے کتنے کے اندر ہواں کے قریب چلی پھیں انجین میں ایک کال موصول ہوئی۔ ان سے کہا گیا کہ سڑا خراب ہے پراچہ بنے چنگے میں موت سے لڑ رہے ہیں ان کی مدد ضروری ہے فوراً وہاں پہنچنا چاہیے؟"

پہلیں والوں کے ساتھ چھوڑ چلا سی لیزر کی دھلی دھلی گئے آخری حالت دیکھ کر سب نے کہا۔ "اس کے ساتھ بڑی بے رحمی اور سادگی سے پیش آ گیا ہے۔"

پھر سب نے دیا پر ہنسی ہوئی فریڈ کا چہرہ تیز اور دات کھینچ آئی۔ سیاہی لیزر میں سے ایک نے کہا کہ اس میں اس فریڈ کی آتما ہے۔ وہ سن کر جان کھلی کی ہے لیکن اس نے بھی بڑا غم کیا ہے۔ اے تیسری مخلوق بنا کر چھوڑ دیا ہے۔"

☆ ☆ ☆

ایک دن میں ایک بار ڈیلاٹک کے آئی جا جاتا تھا۔ اس کی ذہنی حالت کا مطالعہ کرنا تھا۔ وہ اس کی عقیدت مند ہوا گیا تھی۔ پہلے اس کا کلب وہاں نہیں ہی ضرورت تھی۔ مجھ سے ملنے سے پہلے نہیں کرتا تھا۔ کبھی اس سے بات نہیں کیا تھا۔ یہاں بار ہاؤنڈز کرنے لگا تھا۔ باہر کسی اس سے لگا تھا ہونے لگی تھی۔

وہ خوشی رہا کرتی تھی۔ فیسر کب جوتی جا رہی تھی اور لو رفتہ لو رفتہ وہاں ہی جا رہی تھی۔

یہ ایک فریڈ کے سلسلے میں کرل سے انتقام لینے کا قیام راعی اس انتقام لہا تھا کہ اسے دو شہت زدہ کرنے کے بعد زندہ چھوڑ دیا تھا۔ اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ کرل کا ہاتھ کون جب مشورہ ہوا تو اس کے پیڑوں کے پیڑوں کی ہوا گیا ہوا تھا۔ بس اپنا جسم اور اپنا داغ تلاش کرتا ہوا یہاں

تک پہنچ گیا ہوں۔"

یہ آخری حرکت تھی جسے پڑھ کر جھولنے والے ممالک کے اکثر این خوف سے فرما جاتے تھے۔ مجھ لینے کے فریڈ ہادی لست میں بن سازش کرنے والے شخصوں کے نام درج ہیں، وہ اس شخص میں کسی کے بعد زندہ نہیں رہتے ہیں۔ اس کرل کے بارے میں میری سوجنا جابا تھا کہ اسے ایک سر جانا چاہیے تھا۔ اس آتما نے اسے کھنڈ زندہ چھوڑ دیا ہے؟

یہ ہاک نے کرل کے بیٹے کو آکر لایا بنا کر کہا تھا کہ ڈیلاٹک کو قیدی بنا کر نہ رکھا جائے۔ اسے آزاد چھوڑ دیا جائے۔ وہ آج یہ دنیا نہیں رہ سکتی۔

اس کے حکم کی ذمہ داری لینی کی تھی اے ایسی کے بند کر کے سے آزادی مل گئی تھی۔ اب وہ سب انتظار کر رہے تھے کہ فریڈ کی آتما آجیوہ کرل کے ساتھ کیا سلوک کرنے والی ہے؟

دوسری بار یہ ہاک نے کرل کے اندر آ کر کہا۔ "تم ایک ہی شرط پورہ کر دو سکتے ہو۔"

اس نے جلدی سے کہا۔ "میں تمہاری ہر شرط ماننے کو تیار ہوں۔ حکم دو میں اسکی اس پر عمل کروں گا۔"

"کیا یہ میرا سڑکی چلی کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟"

اس نے انکار میں سر ہلایا۔ "وہ خود کوئی امر اسے بتائے رکھا ہے۔ تمام ممالک کے ایسی شخص والے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے فریقوں کو بھیج کر رہے ہیں۔"

"وہیں صرف یہ معلوم کرنا ہوگا کہ اس کا بیٹا جان بچ رہا کیا ہے؟ اس نے میرے خوف سے بیٹے کو کئی خفیہ پناہ میں چھپا دیا ہے۔ اگر تم ایک پتھے کے اندر سے خوف ناک لوگ۔ اس کا پاس لکھنا ہے تا دو تو اپنی طبی حرکت زندہ رہو گے ورنہ ایک پتھے کا پتھا ہے موت لانا ہے۔"

"میں زندہ رہنے کے لیے اسی لمحے سے اس کی تلاش شروع کروں گا۔ تمہاری انتقام کے لیے اپنا اثنا دوں گا کوئی ایسی بات تا جو جس کے سہارے میں کسی مددگار اس کے قریب پہنچ سکوں۔"

"میں ماسڑکی بیوی اور بیٹی کا پتھا لگانا سکتا ہوں۔"

وہ ایک دم سے سیدھا ہوا کر بیٹھ گیا۔ جلدی سے بولا۔ "ہیسی... میں... اتنا ہی کا ہے۔ یہ مجھ سے پتھا لگا اور انوں نے خبر کیا تاؤ۔ میں ماسڑ کو کوئی پردوں سے باہر آنے پر مجبور کر دوں گا۔"

سب سے پہلے ہاک نے کہا۔ "ایک اور رعایت دیتا ہوں اور یہ کہ جتنے بھی دشمن فرسٹ میں ہیں وہ بھی اس کے بیٹے کو ڈھکھڑائیں گے تو میں سب ہی کو صاف کر دوں گا۔ ان میں سے کسی کی جان نہیں لیں گا۔"

"مجھ تو تمکو اسڑا کھیٹا ہی نہیں، ماسڑکی وہاں سے قابو میں آجائے گا۔ تمام ممالک کے تمام لوگ ابھی تک وہاں سے اس کی تلاش ہو کر جب اسے تلاش کریں گے تو وہ کسی پاتال یا سمندر کی تہ میں بھی جا کر چھپ سکتے گا۔"

"میں اس کی بیوی اور بیٹی کا پتھا لگانا ہوں لیکن اس سے پہلے یہ بات نہیں کر سکتا کہ تمام لوگ ابھی سے کہہ کر اس کی بیٹی کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچے۔ کوئی اس کی شہریت ہی نہ کرے۔ اسے قیدی بنا کر نہ رکھے۔ وہ آسانی سے کھینچ لی جاتی جا رہی ہے۔"

"میں اس کی بیوی کو بھی جسمانی اذیت نہ پہنچائی جائے۔ جبکہ اسے قیدی بنایا جائے لیکن کم از کم کوئی اذیت نہ پہنچائی جائے۔ اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے کہ باہر تڑپ کر اس امرایت کے پردوں سے باہر نکلے۔ بے شک خود کو گرفتاری کے لیے چیلن نہ کرے لیکن آجیوہ امرایتی کر نہ رہے۔ اپنے بیٹے کو بھی دنیا والوں کے سامنے پیش کر دے۔"

کرل نے اسی ذہنی حالت میں اپنے تمام اکابر میں سے رابطہ کیا۔ انہیں یہ کئی مجلس فریڈ کا اگر فریڈ کا ایک مطالبہ لیا گیا چاہئے تو وہ ان تمام شخصوں کو صاف کر دے گا جس کا اس کا نام نہ لیا جائے۔ شاخت بنانے کی سازش میں شریک تھے۔ باہر سے اپنے بیٹے کو نہیں چھپا کر رکھا ہے، اسے اس پناہ گاہ سے باہر نکالنا ہے۔ اس سلسلے میں فریڈ کی آتما نے ماسڑکی بیوی اور بیٹی کا پتھا لکھا اور انوں کو بتا دیا ہے۔ اس سے ہم سب کو بھی مدد ملے گی۔

یہ خبر دوسرے ممالک کے اکابر میں بھی پہنچائی گئی۔ وہاں جوں جوں اپنی موت کے انتظار میں سمبے ہوئے تھے وہ ایمپٹیاں کی گہری سانسیں لینے لگے۔ یہ عزم کرنے لگے کہ ہر حال میں ماسڑ کو تلاش کریں گے اور اس کے بیٹے کو بھی سحر عام پر لے آئیں گے۔

وہ سب یہ فریڈ کی انتہی کارروائی سے متحمس رہتا جا رہے تھے۔ اپنے اپنے ٹیک کی پہلی حالت سے لندن پہنچ گئے۔ وہاں ایک اجلاس میں یہ ٹیکے کیا کیا کہیں سطر پتھرا کر کے ماسڑ کو کھینچنے پر مجبور کیا جائے گا اور اس آتما کی ان

کے بیٹے کی جان نہیں لیں گا۔"

مجھ تو تمکو اسڑا کھیٹا ہی نہیں، ماسڑکی وہاں سے قابو میں آجائے گا۔ تمام ممالک کے تمام لوگ ابھی تک وہاں سے اس کی تلاش ہو کر جب اسے تلاش کریں گے تو وہ کسی پاتال یا سمندر کی تہ میں بھی جا کر چھپ سکتے گا۔"

"میں اس کی بیوی اور بیٹی کا پتھا لگانا ہوں لیکن اس سے پہلے یہ بات نہیں کر سکتا کہ تمام لوگ ابھی سے کہہ کر اس کی بیٹی کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچے۔ کوئی اس کی شہریت ہی نہ کرے۔ اسے قیدی بنا کر نہ رکھے۔ وہ آسانی سے کھینچ لی جاتی جا رہی ہے۔"

"میں اس کی بیوی کو بھی جسمانی اذیت نہ پہنچائی جائے۔ جبکہ اسے قیدی بنایا جائے لیکن کم از کم کوئی اذیت نہ پہنچائی جائے۔ اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے کہ باہر تڑپ کر اس امرایت کے پردوں سے باہر نکلے۔ بے شک خود کو گرفتاری کے لیے چیلن نہ کرے لیکن آجیوہ امرایتی کر نہ رہے۔ اپنے بیٹے کو بھی دنیا والوں کے سامنے پیش کر دے۔"

کرل نے اسی ذہنی حالت میں اپنے تمام اکابر میں سے رابطہ کیا۔ انہیں یہ کئی مجلس فریڈ کا اگر فریڈ کا ایک مطالبہ لیا گیا چاہئے تو وہ ان تمام شخصوں کو صاف کر دے گا جس کا اس کا نام نہ لیا جائے۔ شاخت بنانے کی سازش میں شریک تھے۔ باہر سے اپنے بیٹے کو نہیں چھپا کر رکھا ہے، اسے اس پناہ گاہ سے باہر نکالنا ہے۔ اس سلسلے میں فریڈ کی آتما نے ماسڑکی بیوی اور بیٹی کا پتھا لکھا اور انوں کو بتا دیا ہے۔ اس سے ہم سب کو بھی مدد ملے گی۔

یہ خبر دوسرے ممالک کے اکابر میں بھی پہنچائی گئی۔ وہاں جوں جوں اپنی موت کے انتظار میں سمبے ہوئے تھے وہ ایمپٹیاں کی گہری سانسیں لینے لگے۔ یہ عزم کرنے لگے کہ ہر حال میں ماسڑ کو تلاش کریں گے اور اس کے بیٹے کو بھی سحر عام پر لے آئیں گے۔

وہ سب یہ فریڈ کی انتہی کارروائی سے متحمس رہتا جا رہے تھے۔ اپنے اپنے ٹیک کی پہلی حالت سے لندن پہنچ گئے۔ وہاں ایک اجلاس میں یہ ٹیکے کیا کیا کہیں سطر پتھرا کر کے ماسڑ کو کھینچنے پر مجبور کیا جائے گا اور اس آتما کی ان

ہدایات پہنچتی ہے گلے کیا جائے گا کہ باسڑی بچی کو طرح طرح کا
گوئی نقصان نہ پہنچے۔ اسے ہر طرح کی آزادی دی جائے۔
اس کی ماں کے ساتھ قریب قریب جیسا سلوک کیا جائے لیکن اسے
بھی حساسی نقصان نہ پہنچایا جائے۔

تمام طریقہ کار طے کرنے کے بعد وہاں کی آدمی نے
موسیٰ کے بیٹے کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ایک افسر نے
اندازاً کر اس سے کہا۔ ”تم اس بیٹے سے باہر نہیں جاؤ گی۔“
انہی نے اس سے کہا۔ ”ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیا کیوں کیا جا
رہا ہے؟ تم چاروں کیوں محاصرہ کیا گیا ہے؟ کیا ہمارے
خلاف کوئی وارنٹ جاری ہوا ہے؟“

افسر نے کہا۔ ”یہ اتنا ہم اور خفیہ معاملہ ہے کہ ہم مکمل کر
کافی بنا کر روادی نہیں کریں گے۔ یہ بات تمہارا باپ برین
ماسٹر اس طرح جانتا ہے۔“
موسیٰ نے کہا۔ ”اس کے باپ اور میرے شوہر کا نام
برین ماسٹر ہیں اور وہ حق میں ہے۔“

”وہ ان تمام سے ایک خطرناک زندگی گزار رہا ہے لیکن
بھی یہاں اسے پورے طور کو لوگوں کے ساتھ نہیں رہتا۔“
موسیٰ نے کہا۔ ”اس لیے نہیں چاہتا کہ وہ سوڈی عرب
کی آکل ریٹائزنگ سے ہیڈا چھینا رہتا ہے۔ یہاں چھٹی لے کر
یہاں آتے ہیں۔“

یہ باک سے ان اکابرین کو پہلے ہی تادیب تھا کہ یہ
سب جوت ہے۔ وہ سوڈی عرب میں خلافت نہیں کرتا
ہے۔ آئی اے اے نے کہا۔ ”تمہارا ہر جرم سب سے جوت ہوتا
ہے۔ ہمارے اعلیٰ جنس والوں نے سلطومات حاصل کی ہیں۔
سوڈی عرب کے کل ریٹائزنگ کے بیٹھے سے ہی ان کو کافی
تعلق نہیں ہے۔ اس نے بھی اس ملک میں قدم نہیں رکھا
ہے۔“

موسیٰ نے کہا۔ ”یہ اپنا ایک ہی میرے شوہر پر کیے
اہرامات لگاتے جا رہے ہیں؟ میں ان اہرامات کو تسلیم نہیں
کروں گی۔“

آدمی اور افسر نے کہا۔ ”آپ اپنے شوہر سے ابھی رابطہ
کر رہی ہیں اس سے بات کر لیں۔“
وہ اپنے ایک اہلیت سلوم تھی۔ یہ باک نے تادیب تھا
کراس کا باپ دوہری زندگی گزار رہا ہے مگر برین ماسٹر نے
بھی اس کے دو بار میں آکر تھیں کی اس سے اس نے حقیقت
ایک تک اپنی اس کو نہیں جانتی تھی۔ یہ سن کر اسے کچھ ہنچا کر
اس کا شوہر دوہری زندگی گزار رہا ہے۔ وہاں بھی رہتا ہے
وہاں اس کی ایک بیوی اور دو بچے بھی ہیں۔ وہ ایک خبر شاکر

ماں کو دکھ پہنچایا نہیں جا سکتی تھی۔
موسیٰ نے نوں پر سرج بٹھے۔ اس سے رابطہ کرنا چاہتا
آواز سنائی دی کہ کوئی رابطہ نہیں ہو سکتا آپ نمودی دہر
بہدفون کریں۔

ماسٹر جب اپنے بیٹے چاروں طرف سے ساتھ صرف رہتا
تھا تو دوسرے تمام ہندوؤں کو بند رکھتا تھا۔ وہ بیٹے کی طرف سے
بہت مطمئن تھا۔ اس کا حراز بول رہا تھا۔ طور پر یہ بھی
بدل گئے۔ اسے یقین نہیں تھا کہ کوئی دشمن نہیں تھا
جانے والا اس کے دماغ تک بھی نہیں پٹھنے پٹھے گا۔ مذہبی
اس کی اہلیت کو بچانے لگا۔

اس نے وہاں سے مطمئن ہو کر باہر آڈوی میں سے
رابطہ کیا تھا۔ وہوں نے بتایا کہ وہ حیدر آباد کو تعلق رکھتے
ہیں۔ آڈوی میں سے کہا۔ ”فزاہ کے تمام بچوں نے اپنی
آواز اور لب و لہجہ بدل لیا ہے۔ اب میں عالی کو کیسے بچان
سکوں گا؟“

”ابھی تو مشکل نظر آ رہا ہے۔ ذرا صبر د
حقل سے ماہرین کی لڑکیوں کی آوازوں کو سمجھتا رہے گا۔ عالی
جب بھی بات کرے گا تو اپنی بیٹی یا بیٹی کے بارے میں
بولے گی۔ باتوں کے دوران میں اس کی صورت سلطومات
کی آواز سننے میں کوئی دشواری نہیں پیش آئے گی۔“

آڈوی میں سے کہا۔ ”فیگ ہے، میں ابھی رہا
کر رہے ہیں ایک ایسی لڑکی کی آواز سننا ہوں گا۔“
باہر سے کہا۔ ”اور میں ایک ایسی لڑکی کے دماغ میں
جانا ہوں گا۔ ان میں سے جو کسی بچہ کی ماہر ہوگی۔ وہ عالی
ہوگی اور وہی ہمارا حراز ہوگی۔“

اُدھر عالی نے ایمان تھی سے کہا کہ وہ پھر ایک باہر م
نمبر کے ذریعے اس کے باپ کے بارے میں سچ سلطومات
حاصل کرے اور یہ جاننے کی کوشش کرے کہ آئی کئی کہاں
درست ہے اور وہ جہاں ہو سکتا ہے؟

ایمان تھی نے ساری سلطومات حاصل کرنے کے لیے پھر
ایک باہر اپنے کرے بیٹے سلطومات جتنی بھی وقت گزارا
رہا۔ اور عالی بڑی بے ہوشی سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ
تقریباً تین گھنٹے کے بعد کرے سے باہر نکلا۔ عالی نے کہا۔
”سزگی تھوڑی کر رہی ہیں یہاں سے جلد ہی کوچ کرتا ہے۔“
دو بولے۔ ”تم نے کہا تھا۔ مجھ پر سزگی کرنے کی پابندی
ہے۔“
”یہ جگہ، میں نے کہا تھا لیکن وقت اور حالات بدل
چکے ہیں۔ میرا فہم ہے کہ تم کو اس آج بھی یہاں سے نکلنا پ
ہوگا۔“

کہا ہے۔ سزگی ہی بات کہہ دوں۔ یہاں ہمارے لیے خطرہ
ہو گیا ہوگا۔“
”کون سا؟“ اس نے بھی جہر ہو جاتی ہوئی۔ پہلے تم اپنی ہی
سے سزگی کرنے کی اجازت لے لو۔“
وہ پلٹ کر جانے کی ہرکرت کر رہی۔ ”لیکن ہم یہاں
کے کہاں جا سکتے ہیں؟ کیا میرے ساتھ باہا صاحب کے
ساتھ چلوں گے؟“

”ہولانا۔“ خدا نے چاہتا تو پھر بھی اس ادارے میں
جانے کا امتیاز حاصل کر دوں گا۔ لی الحال ہم یہاں سے
لگاؤ تھا فریج جا سکتے ہیں۔“
اس نے فحش سے کہا۔ ”مذاکوہ فریج؟ یہ اپنا ایک
جانا ہے یا کیوں سوچ رہی ہے؟“
”وہ قریب آکر ہولانا۔“ ہمیں یاد ہے، میں نے کہا تھا
”میں بھی تجھے بد وقت کا قائل ہانی ہے؟“
اس نے اشدت میں سر ہلایا۔ ”ابھی آگاہی
ہے۔ میں نے خود کو کھارے ساتھ فریج کے ایک شہر میں سٹی
میں دکھا ہے۔“

”کیا اتنی ہی آگاہی یاد کرونی ایسی بات ہے جو تمہیں
ہاں سے باہر ہے؟“
ایمان تھی نے گہری سمجھی سے اسے دیکھ کر کہا۔ ”میں
انے اور دوران دیکھا ہے۔ ہم کسی باہر اسٹاپ کر رہے وہاں
طرح طرح کے سٹورین رہ گئے ہوتے۔“
”میں بھی جہر پر میں نے اس کو جو کسی تصویر دیکھی ہے۔“
”میں سمجھتی ہوں وہاں جا کر اس کو جو بے سلسلے میں
خردی سلطومات حاصل کر سکتی ہیں۔“

اس نے اشدت میں سر ہلایا۔ وہ پلٹ کر جاتے ہوئے
کہا۔ ”میں ابھی جا رہی ہوں۔“
برین ماسٹر کے حراز سے گورٹ میں تھے۔ سمجھتیں
میں اور طرف سے گھبر رہی تھی۔ کا ماسٹر قدرت دینی جا رہی
تھی۔ پہلی ناگامی تو تھی تھی کہ میں امر کی تلی بیٹی سے
اے اسے اس کے ہاتھوں سے نکل گئے۔ دوسری بیٹی سے
یہ تو شوشاک نہا کی تھی کہ فریڈا کی آتما اس کی بیوی اور
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی

تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی

تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی

تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی
تھی کہ فریڈا کی تھی۔ اس کے ایک بیٹا ساما آکر کار نے اس کی

رہا ہے۔ یہاں آنے والے نادان نہیں ہیں۔ یہ ایسے ہی رہا رہا
محاصرہ کرنے نہیں آئے ہیں۔ وہ گاڈاریج میں سے رابطہ
کیوں نہیں ہو رہا ہے؟“

اس نے موہا بل اٹھا کر نرسنگ کیے۔ اس بار رابطہ ہو گیا۔
شوہر کی آواز سنتے ہی سینے سے دل پھٹ پڑا۔ آنکھوں سے
آنسو پھوٹ پڑے۔ وہ تڑپ کر بولی۔ ”ریج میں...! تم کہاں
ہو؟ کیوں اپنا خون بند کر دیتے ہو؟“

آگے کچھ کہنے سے پہلے اسے اور زیادہ رونا آ گیا۔
برین ماسٹر نے حیرانی سے سوچا۔ ”ایسی کیا بات ہو گئی ہے؟
کیوں رو رہی ہے؟“

اس نے فوراً ہی اس کے خیالات پڑھے۔ مختصر سے
خیالات نے بتا دیا کہ بہت بڑی مصیبت آئی ہوئی ہے۔ آرمی
کے ایک اعلیٰ افسر نے اس کے گھر میں ڈیرا جمایا ہے۔ اس
کے بچکے کو چاروں طرف سے آرمی والوں نے گھیر لیا ہے اور
موزیکا کو یہ بات بتادی گئی ہے کہ اس کا شوہر دوہری زندگی
مگر اور رہا ہے۔

ایسے وقت اینا نے کہا۔ ”ممی...! میرا بھائی، آپ کا دل
جگر چارج ریح میں لانا پتا ہے۔ ڈیڑی آپ کو دھوکا دے رہے
ہیں۔ اس کی آواز اور لب و لہجہ میں آپ سے باتیں کرتے
ہیں۔ آپ سے جھوٹ بولتے ہیں کہ بیٹا تمہیں زندہ سلامت
ہے۔“

برین ماسٹر نے بیٹی کے دماغ میں آکر غصے سے کہا۔
”یہ کیا بکواس کر رہی ہو؟ وہ کالا کلونا بوائے فرینڈ جو سمجھا
ہے وہی بولنے لگتی ہو۔ اپنے باپ کے خلاف زہر اگلتے ہو۔
شرم آنی چاہیے تمہیں۔“

بے باک نے کہا۔ ”آہستہ برین ماسٹر...! ذہن
آہستہ... میں بھی یہاں موجود ہوں۔ پہلے اس آرمی افسر سے
باتیں کرو۔ اس کے بعد جو ہونے والا ہے، اس کی تم توقع بھی
نہیں کر سکتے۔“

برین ماسٹر اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ اس کے ستارے
گردش میں ہیں۔ مصیبت پر مصیبتیں چلی آرہی ہیں۔
باک نے کہا۔ ”تمہارے لیے یہ خوش خبری ہے کہ فرہاد کی
تمہیں جان سے نہیں مارے گی... مگر تمہارا جینا حرام کر لیا
رہے گی....“

... تمہارے اعمال کی فصل پک چکی ہے۔ چلو کاٹنا شروع
کرو...“

اعلیٰ افسر نے کہا۔ ”کوئی بات نہیں۔ ہم اس کا ساری
زندگی یہاں بیٹھ کر انتظار کریں گے۔“

موزیکا نے پوچھا۔ ”کیا واقعی آپ نے سعودی عرب
میں انکوائری کی ہے؟ کیا میرے شوہر وہاں ملازمت نہیں
کرتے ہیں؟“

”میں کئی بار کہہ چکا ہوں ہم نے پوری طرح انکوائری
کی ہے۔ آپ کی باتوں سے پتا چلتا ہے کہ آپ شوہر کی
وفادار اور گھر گھر ہستی والی عورت ہیں۔ دنیا کی جالوں کو نہیں
سمجھتی ہیں۔ اپنے شوہر کی مکاریوں کو بھی نہیں سمجھ پارہی
ہیں۔ وہ آپ سے جھوٹ بولتا اور فراڈ کرتا آرہا ہے۔“

وہ غصے سے بولی۔ ”بس، آگے کچھ نہ بولیں۔ میں ان
کے خلاف کچھ نہیں سنوں گی۔“

تب اینا نے کہا۔ ”ممی! آپ کو ان کی باتیں سننی چاہیں
اور یقین کر لینا چاہیے، یہ بات میں بھی اچھی طرح جانتی ہوں
کہ ڈیڑی دوہری زندگی گزار رہے ہیں۔ یہاں ریح میں کی
حیثیت سے کبھی بھی ہمارے پاس آتے ہیں ورنہ ہم سے دور
رہ کر وہ ایک انڈر ورلڈ کے ٹیک ہاس کی حیثیت سے کہیں
مجرمانہ زندگی گزار رہے ہیں۔“

ماں نے کہا۔ ”یہ تم کیا بک رہی ہو؟ تمہیں باپ کے
خلاف ایسی بات کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔“

”اچھی آپ کو غصہ آ رہا ہے لیکن سچ سامنے آئے گا تو
آپ کو بھی ماننا پڑے گا۔ آپ میری بات کا یقین کریں یا نہ
کریں، ڈیڑی میں پیتھی جانتے ہیں۔ وہ میرے اندر آکر مجھ
سے بات کر چکے ہیں۔“

”مگر ایسا ہے تو اتنی اہم بات تم نے مجھ سے کیوں
چھپائی؟“

”میں چاہتی تھی، آپ کو سچ معلوم نہ ہو۔ ڈیڑی بے
شک ہمیں دھوکا دے رہے ہیں لیکن بڑے عیش و آرام سے
عزت کی زندگی گزارنے کی سہولتیں بھی فراہم کرتے رہتے
ہیں۔“

”اگر وہ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں اور ان کے متعلق مجھے سچ
معلوم ہو جاتا تو کیا قیامت آ جاتی؟“

”آپ ضد کر رہی تو میں بتا دیتی ہوں۔ یہ سن کر آپ کو
بے حد صدمہ پہنچے گا کہ آپ کی طرح ان کی ایک اور بیوی ہے
اور دونے بھی ہیں۔“

موزیکا کا چہرہ ایسے زرد ہو گیا، جیسے اس کا خون نچوڑ لیا
گیا ہو۔ اس کی آنکھیں بھینکنے لگیں۔ وہ بولی۔ ”میں بیٹی کی
زبان سے سن کر کیسے انکار کروں؟ اب مجھے یہ سب کچھ سچ لگ

نیلی پیتھی کے فسوس کلر فرہاد علی تیمور کی اس مقبول
عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیں

ہنگاموں
رنگین نیویں
اور تھیں کہ اس
بے تاج جہاد شاہ گہ
سحرانگیز کھالی جس نے
اپنے ہر پیر و زندگ میں کہیں
شکست کا ذائقہ نہیں چکھا ہو جب
اور جس کے ذہن میں چاہئے، جہانک لیتا
اور یہی اس کا ٹھنک ترین ہتھیار تھا، وہ فیلوں
پیر محیط و مہلسم ہوش و یاد چھ قارئین کا
دوسری نسل بھی بہت شوق سے پڑھ رہی ہے، اپنے
اور ملک و قوم کے دشمنوں کو خیال خوانی کے نرم و نازک
ہتھیار سے خاک و خون میں نہلا دینے والے فرہاد علی
تیمور کا لازوال اور بے مثال داستان سیرت جس میں وہ لہو
کے سارے رشتوں کے ساتھ حریفوں سے فرسوس پیکار ہے۔

سید اوردوز خان صاحب نے سارے ہر ماہ والے والا اول ترین سلسلہ



برین ماسٹر کے ہوش اڑے ہوئے تھے جو اس مجال نہیں ہو رہے تھے۔ وہ مریج میں نہیں سکا تھا کہ رڈی والے اچانک ہی اس کے اوپر صاف صاف کر کے سوچیا اور اوج کے سامنے اس کی دوہری کیفیت کو آکھ کر کہہ دیں گے۔ رڈی والوں نے زیادہ اپنا پتہ باپ کا ساہمہ کر رہی سی بلکاسے آڑے ہاتھوں لے کر ہی۔

اسی نے اپنی ماں کو بتایا تھا کہ اس باپ کی ملی جٹی جاتا ہے اور وہ جری زندگی گزار رہا ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں بڑ بڑ بھی اگلے دو باپ کے ایک اور شاہی کی ہے اس سے بھی دوہنے ہیں۔

سوچنا کو دینی دیکھ لگے رہے تھے۔ پہلے سوچا کہ دیکھا لگا۔ پھر منظم ہوا کہ سوچنے سے اس کے اپنے جینے جانے اور جیج کو ہلاک کر دینے سے اس نے دوہتر پاؤں جینے سے لاپتہ ہے۔ ان سارے الزامات پر اپنا نئے مزے تر کا لگایا کہ اس پر اپنے بیٹے کی گندھی یا اس کی موت کو چھپا رہا ہے۔ اس کی آواز اور بے دلچے میں سوچنا سے بات کر کے اسے دھوکا دیتا رہتا ہے اور وہ بھی نہیں ہے کہ اس کا بیٹا اس سے فون پر بات کر رہا ہے۔

برین ماسٹر کا موٹ اور فریبی اپنی بیوی پر اس طرح کھل پڑا تھا کہ وہ اپنی مغالئی میں جگمگاتے کے قابل نہیں رہ سکتا۔ وہ اسے ہانک سے کہا: "تمہارے اعمال کی فصل کب ملتی ہے؟" جواب دیا: "کونو..."

ادھر سوچنا نے جب یہ سنا کہ اس کا بیٹا اپنے سوچنے بھائی کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ہے تو وہ اچھا جاؤ بیٹھے بھانے لگی۔ وہ ڈائیز مار مار کر روئی گئی۔ فون اس کے کان سے لگا ہوا تھا۔ وہ سر کر رہی تھی کہ "کونسا ہو..."

ادھر ماسٹر کے کان سے بھی فون لگا تھا۔ وہ بولا: "سوچنا بچا ہوا جاؤ۔ اپنا بکواس کر دی ہے۔ ہمارا زمانہ وہ ہے۔ میں نہیں سمجھتا دلانا ہوں وہ ایک دن تمہارے پاس ضرور آئے گا..."

اس نے چیخ کر کہا: "مکس دن آگے؟ کیا قیامت کے دن آگے؟ اگر وہ زندہ ہے تو ابھی کیوں نہیں آسکتا؟ اسے میرے سامنے لاؤ..."

"بیلو سوچنا پہلے جینے ان آری والوں سے ٹھنڈے دو۔ وہ باپ کا ناکالا دشمن ہمارے سے۔ سہیشیں پیرا کر رہا ہے۔ مجھے آری والوں کو بھانے دو کہ وہ ہری زندگی نہیں گزار رہا ہوں۔ یہ شرم ہوگا، مجھے ایک دن مل جی نہیں کیا جائے گا۔ تب ہی میں نے ساتھ تمہارے پاس آسوں گا

نام سے....؟"

دو بولے: "میرا نام صرف رینج ہے۔ فریڈا ہلی تھور اور اس کے تمام نکل جیسی جاننے والے میرے جانی دشمن ہیں۔ میں ان سے چھپ کر رہتا ہوں۔ وہ پھیلنے میں نہ ہرے بیٹے کی جان گئے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ اس لیے اسے بھی ایک منگھ چھپانا پڑا۔ اب ہم باپ بیٹے روپوشی کی زندگی گزار رہے ہیں۔"

"یہ کیا کہتا ہے؟ تم جی کی بات نہیں سناؤ؟"

سوچنا نے اس کی بات سنے ہوئے جی کی طرف دیکھا۔ وہ بولی: "میں ابھی نہیں جاؤنی ڈی آپ سے کیا کر رہے ہیں۔ تمکاپ تو بھگتار ہیں۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ دشمن کے خوف سے بچنے کو یہاں نہیں لاسکتے تو آپ کو کئی طرح اور کئی پانچ ہتھیار ہیں۔ وہ آپ سے میرے ہمالی کو ایک باہر رکھوں سے دلچسپی لیں تو میں اطمینان ہو جائے گا کہ وہ زندہ سلامت ہے۔"

سوچنا نے کہا: "دیکھیں! ہماری بیٹی کب میری ماں ہے۔ اگر آپ نے دشمن کے خوف سے خارج کو کھینچ چھپا رکھا ہے، اسے یہاں کس طرح تو مجھے تو اس کے پاس پہنچانے ہیں؟"

"بھئی ماں کی ہر کسی کو ہر وہی ملی جیسی جاننے والے دشمن تمہارے اور اوج کے اندرون رات رہتے ہیں۔ تم جہاں بھی چھپ کر بیٹھے سے ہانک نہ کی۔ وہ وہاں بھی خیال خوالی کے ذریعے پہنچ جائیں گے۔"

"میں نہیں جانتی یہ ملی جیسی کیا ہوتی ہے؟" دشمنوں کا خوف سے فونوں کی طرح کی لے ہے؟ جب یہ آری افسردگی فوج کے ساتھ ہمارے کمر کا صاف کر کے ہیں تو کیا ہمارے بیٹے کی حفاظت نہیں کر سکتے؟"

آری افسردگی نے تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا: "میزم؟ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ہم فونوں کے محافظ ہیں۔ میں دوسرے کو ہوں آپ کے بیٹے کو گھر پر محفوظ دوں گا۔ اس پر بھی مگر آپ کی آجی نہیں آئے۔ آجی کے دوں گا۔ بیلو، آپ مجھے اپنے شوہر سے بات کرنے دیں۔"

ماسٹر نے کہا: "سوچنا! فون! اس افسردگی کے ہوتے ہوئے ہمیں اسے فونوں سے بات کر۔ جب تک یہ کسی کی طرف سے اطمینان نہیں ہوگا میں تمہارا اچھا نہیں چھوڑوں گی۔"

اس نے سوچنا کو فون آری کے افسردگی کی طرف بڑھایا۔ وہ اسے کان سے لگا کر بولا: "بیلو، مسٹر! میں تمہیں کام سے معاف کروں؟" فوج میں کے نام سے یا برین ماسٹر کے

نام سے....؟"

دو بولے: "میرا نام صرف رینج ہے۔ فریڈا ہلی تھور اور اس کے تمام نکل جیسی جاننے والے میرے جانی دشمن ہیں۔ میں ان سے چھپ کر رہتا ہوں۔ وہ پھیلنے میں نہ ہرے بیٹے کی جان گئے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ اس لیے اسے بھی ایک منگھ چھپانا پڑا۔ اب ہم باپ بیٹے روپوشی کی زندگی گزار رہے ہیں۔"

"یہ کیا کہتا ہے؟ تم جی کی بات نہیں سناؤ؟"

سوچنا نے اس کی بات سنے ہوئے جی کی طرف دیکھا۔ وہ بولی: "میں ابھی نہیں جاؤنی ڈی آپ سے کیا کر رہے ہیں۔ تمکاپ تو بھگتار ہیں۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ دشمن کے خوف سے بچنے کو یہاں نہیں لاسکتے تو آپ کو کئی طرح اور کئی پانچ ہتھیار ہیں۔ وہ آپ سے میرے ہمالی کو ایک باہر رکھوں سے دلچسپی لیں تو میں اطمینان ہو جائے گا کہ وہ زندہ سلامت ہے۔"

سوچنا نے کہا: "دیکھیں! ہماری بیٹی کب میری ماں ہے۔ اگر آپ نے دشمن کے خوف سے خارج کو کھینچ چھپا رکھا ہے، اسے یہاں کس طرح تو مجھے تو اس کے پاس پہنچانے ہیں؟"

"بھئی ماں کی ہر کسی کو ہر وہی ملی جیسی جاننے والے دشمن تمہارے اور اوج کے اندرون رات رہتے ہیں۔ تم جہاں بھی چھپ کر بیٹھے سے ہانک نہ کی۔ وہ وہاں بھی خیال خوالی کے ذریعے پہنچ جائیں گے۔"

"میں نہیں جانتی یہ ملی جیسی کیا ہوتی ہے؟" دشمنوں کا خوف سے فونوں کی طرح کی لے ہے؟ جب یہ آری افسردگی فوج کے ساتھ ہمارے کمر کا صاف کر کے ہیں تو کیا ہمارے بیٹے کی حفاظت نہیں کر سکتے؟"

آری افسردگی نے تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا: "میزم؟ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ہم فونوں کے محافظ ہیں۔ میں دوسرے کو ہوں آپ کے بیٹے کو گھر پر محفوظ دوں گا۔ اس پر بھی مگر آپ کی آجی نہیں آئے۔ آجی کے دوں گا۔ بیلو، آپ مجھے اپنے شوہر سے بات کرنے دیں۔"

ماسٹر نے کہا: "سوچنا! فون! اس افسردگی کے ہوتے ہوئے ہمیں اسے فونوں سے بات کر۔ جب تک یہ کسی کی طرف سے اطمینان نہیں ہوگا میں تمہارا اچھا نہیں چھوڑوں گی۔"

اس نے سوچنا کو فون آری کے افسردگی کی طرف بڑھایا۔ وہ اسے کان سے لگا کر بولا: "بیلو، مسٹر! میں تمہیں کام سے معاف کروں؟" فوج میں کے نام سے یا برین ماسٹر کے

ڈالا ہے؟ اب آپ اسے ہمارے سامنے پیش نہیں کر سکتیں گے۔ اسی لیے پوری جماعت ہلنے کے باوجود آری امریکی بات سے انکار کر رہے ہیں۔ آپ اپنا جھوٹا اندر فرماؤ ہم سے کہ کب تک چپا نہیں گئے؟

آری امر فرمے کہا۔ "میں فون کو کب تک کان سے لگائے رکھوں؟ یہاں تو ایک مانت موجود ہے جو کہ بڑے گناہگار نہیں ہے۔ کوئی گناہ ہوا ہے لیکن آپ اس کے اندر رو کر ہم سے بات کر سکتے ہیں۔"

"ملیک ہے آپ بھلا اس کی آواز سنائیں۔"

آری امر فرمے اسے بولنے کا حکم دیا۔ اس نے کہا۔

"آل رائٹ سر! میں حاضر ہوں۔"

اس نے اس کے اندر فریخ کر کہا۔ "ملیک ہے مجھے یہاں جگہ مل گئی ہے۔ میں اس کی زبان سے بول رہا ہوں گا۔"

امر فرمے وہ فون منویک کو واپس کرتے ہوئے کہا۔

"مسز راج مین اٹھے اس بات سے کوئی روکھی نہیں ہے کہ آپ کی دو بیویاں ہیں وہ بیٹے ہیں اور ان میں سے ایک مارا گیا ہے۔"

منویک نے کہا۔ "آپ کو روکھی نہیں ہے مگر میرا بیٹا ہماری زندگی سے۔ میں اسے جان ہی اپنے سامنے جانتی ہوں۔ بلکہ ابھی جانتی ہوں۔"

"مذہم آپ کو زرا مہر کریں۔ بیٹے کی بات تو سٹوری دیں گے بعد ہوں۔ پتہ چلے گا کہ کیا بات کہہ لیتے ہیں۔"

اس نے اپنے ماتحت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہاں تو مسز راج مین واجب آتے کیے ہیں کہ یہاں تھری ہیں۔ قانون کا احترام کرنے ہیں تو کوئی سے خلاف نہیں ہوتا ہے۔ جس دن سے خوفزدہ ہیں وہ آپ کی طرف دیکھیں ہوں خانہ سے۔ سگا سے بعد بھی اگر یہاں حاضر نہیں ہوں گے تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ آپ دوہری زندگی گزارتے ہیں آپ کی دوہری زندگی جرائم سے ہمہ پور ہے۔ آپ کے جین ماٹر بلاگتے ہیں۔ یہاں آتے ہی آپ کو یہ بھیج دیا جائے گا۔ اس لیے ان کی سیکورٹی کے باوجود یہاں آنا نہیں چاہتے۔"

ماٹر نے کہا۔ "آپ اپنے طور پر میرے بارے میں کچھ بھی سوچ سکتی ہیں لیکن میں مجرم نہیں ہوں۔ سیدھی سی بات ہے جو میرا جان دکن ہے اس کے مدعوں اور حضور پر یقین نہیں ہے۔ اس لیے سامنے نہیں آ رہا ہوں۔"

منویک نے کہا۔ "فرزاد تمہارا دشمن ہے۔ تم اس سے خوفزدہ ہو رہو میرے بیٹے کا دکن نہیں ہے۔ تم سے تو یہاں

سجھتے تھے ہو؟"

دو ہلا۔ "منویک اور ادراصل سے سوچو۔ وہ میرے بیٹے کے داغ و خچہ ہمارے ہماری کمزوری کا ہے۔ گارڈی دالے نہیں تھیں ہائیں گے کہ اس نے چپ چاپ ہمارے بیٹے کو مارا تھا اور اپنا بیان کیا ہے کہ اس کے ساتھ وہ کیا ہر ذرا کر کے یہ تمہیں طرح سمجھتی ہوں۔"

آری امر فرمے کہا۔ "مسز راج مین اب بات ابھی طرح سمجھ میں آگئی ہے تم صرف ہاتھ بٹا رہے ہو۔ خود اس لیے حاضر نہیں ہونا چاہئے کہ تمہاری زندگی جرائم سے ہماری ہوئی ہے۔ مسز راج مین تم نے یہ تمہارا ہی عمل کیا ہے۔"

مگر وہ منویک کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"مذہم آپ کی سچی بات درست ہے کہ آپ کا بیٹا مارا گیا ہے اور اسے سو تلے بھائی کے ہاتھوں ہی مارا گیا ہے۔ ایک باپ اپنے بیٹے کا جرم چھپانے کے لیے دوسرے بیٹے کے قتل کو چھپاتا ہے۔"

دوسرے نے پہلو ہاتھ ہونے بولا۔ "سیدھی سی بات ہے جب بیٹا مارا گیا ہے تو باپ سے ایک ایسا کے سامنے کیے نہیں کرے گا؟"

پہلے ہی منویک بیٹھ بیٹھ کر رونے لگی۔ ماٹر ایک ایسے حال میں کھنکھاتی تھا۔ جس کے کسی بھی تار کو تو ڈر کر نہیں سکتا تھا۔ اس کی آنکھیں بھی اس کی سچی گھبراہٹ میں آ کر تھکا کر رہے تھے۔ اسے ایک وقت اسے کیا کہا ہے؟

ایک مشکل ہی میں منویک کو کھڑا کر کے اسے اپنے پاس لایا۔

دوسری مشکل ہی میں منویک کو خود کو چھین کر نے کی صورت میں مراسرہ برین ماٹر سے جوت ہوت ہوا تھا۔

تیسری مشکل ہی میں کہ وہ بیٹے کو بھی کھڑا کر نہیں لاسکتا تھا۔ اگر لے آتا تو فرزاد کی آواز سے ایک باپ کی کمزوری تالیختی۔

چوتھی مشکل ہی میں کہ بیٹے کو کھڑا کر نہیں لائے گا اور اس سے سامنے لائے گا تو صرف طور پر ہی جھانکے گا کہ اس کے ایک بیٹے دوسرے بیٹے کو ہلاک کر دیا ہے۔

ماٹر راج مین کو اس کے ذریعے پریش چھوڑا تھا کہ جبکہ بہاؤ کی سچی بات تو تھا کہ اس کے سوتیلے بھائی سے ہلاک کیا ہے۔

کا جود سے ایک ہی نہیں جانتا تھا کہ اس کے سوتیلے بھائی کا جود سے ایک ہی نہیں؟ لیکن اس نے دمن کے خلاف جھوٹ بول کر اسے دلہن میں دھکیل دیا تھا جس سے وہ گل نہیں ہوا تھا۔

میتنا کلکا جاتا تھا، اتنا ہی دھنسا ہوا تھا۔

دو تمام دشمن جو فرزاد کی لاش کو ہار دینے کی سازش میں شریک تھے۔ وہ سب کی لاشوں پیچھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک ایسا بیٹے سے لیا تھا کہ برین ماٹر کے ہچکے چھکے یا عرصہ رو کر کے اس کی بیوی اور بیٹے کو کھڑی کر رکھا جائے اور ماٹر کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے بیٹے کو کھڑا کرے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، بے ہاک نے فرزاد کی آواز سن کر یہ اطلاع کی تھا کہ اگر ماٹر کے بیٹے کو کھڑا کر لیا جائے گا تو وہ اپنے تمام دشمنوں کو کھل دے گا۔ اس میں سے کسی کی جان نہیں لگے گا۔ کوئی انتقامی کارروائی نہیں کرے گا۔

ایسی خوشی کی بات تھی کہ سب ہی دشمن لندن پہنچ گئے تھے۔ اس سب کی سلاطی اسی میں تھی کہ کسی بھی طرح ماٹر کے ذریعے ماٹر راج کو کھڑا کر لیں۔ اس میں متحدہ لے گئے۔ انہوں نے ایک آری کے سر کو وہاں بھیجا تھا۔ اسے یہ کہہ کر کہ ماٹر کے سر کو وہاں لٹائی اور اس کے پاس آنے پر مجبور کر دے گا اگر مارا گیا کر نے پر رضامند ہو تو پھر آگے حضور کے چپا میں گے کہ صاحب کے سوتیلے کو قتل سے کٹائے کے لیے کیا طریقے اپنائے جا سکتے ہیں؟

آری امر فرمے فون کے ذریعے ان کا برین سے رابطہ کر کے وہاں کی صورت حال بتائی۔ ایسے وقت سے ہاک اپنی اچانک سے اندر سو جوتا تھا۔ بڑی خاموشی سے آری امر کی باتیں سن رہا تھا۔ مجرورہ اور ان کا برین کے درمیان پہنچا جو اس امر سے فون سے بہا ہوتے رہتے۔

ایک اپنی اٹھتے سے فون پر ہاک نے کہا۔ "میں کسی بھی طرح فرزاد کی آواز سے رابطہ کرنا ہوگا۔ اسے ساری صورت حال بتائی جائے گی پھر لے گیا جائے گا کہ ماٹر کے خلاف اسدہ کیا گیا ہے؟"

بے ہاک نے اس میں سے ایک کو آکر بنا کر کہا۔ "سر براہی کا نام بندہ یہاں موجود ہوں۔"

سر نے اسے اس ساقی کی طرف دیکھا جو خود کو فرزاد کا نام بندہ کہہ رہا تھا۔ بے ہاک نے کہا۔ "فرزاد پہنچتا جا رہا ہے۔ آتا ہے تو میں اور ماٹر بھی۔ انہوں نے اپنی باتیں کے مطابق ہر نام سے ایک کو سوسنے سے۔ میں ان کی ہدایت کے مطابق ماٹر کی بیوی اور بیٹی تک پہنچا ہوا ہوں اور اس وقت میں ان کے گھر میں موجود ہوں۔"

اس میں سے ایک نے کہا۔ "آگ رہا وہ اپنی فریڈی کے ہاں ہے۔"

فرزاد دشمن جو فرزاد کی لاش کو ہار دینے کی سازش میں شریک تھے۔ وہ سب کی لاشوں پیچھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک ایک ایسا بیٹے سے لیا تھا کہ برین ماٹر کے ہچکے چھکے یا عرصہ رو کر کے اس کی بیوی اور بیٹے کو کھڑی کر رکھا جائے اور ماٹر کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے بیٹے کو کھڑا کرے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، بے ہاک نے فرزاد کی آواز سن کر یہ اطلاع کی تھا کہ اگر ماٹر کے بیٹے کو کھڑا کر لیا جائے گا تو وہ اپنے تمام دشمنوں کو کھل دے گا۔ اس میں سے کسی کی جان نہیں لگے گا۔ کوئی انتقامی کارروائی نہیں کرے گا۔

ایسی خوشی کی بات تھی کہ سب ہی دشمن لندن پہنچ گئے تھے۔ اس سب کی سلاطی اسی میں تھی کہ کسی بھی طرح ماٹر کے ذریعے ماٹر راج کو کھڑا کر لیں۔ اس میں متحدہ لے گئے۔ انہوں نے ایک آری کے سر کو وہاں بھیجا تھا۔ اسے یہ کہہ کر کہ ماٹر کے سر کو وہاں لٹائی اور اس کے پاس آنے پر مجبور کر دے گا اگر مارا گیا کر نے پر رضامند ہو تو پھر آگے حضور کے چپا میں گے کہ صاحب کے سوتیلے کو قتل سے کٹائے کے لیے کیا طریقے اپنائے جا سکتے ہیں؟

آری امر فرمے فون کے ذریعے ان کا برین سے رابطہ کر کے وہاں کی صورت حال بتائی۔ ایسے وقت سے ہاک اپنی اچانک سے اندر سو جوتا تھا۔ بڑی خاموشی سے آری امر کی باتیں سن رہا تھا۔ مجرورہ اور ان کا برین کے درمیان پہنچا جو اس امر سے فون سے بہا ہوتے رہتے۔

ایک اپنی اٹھتے سے فون پر ہاک نے کہا۔ "میں کسی بھی طرح فرزاد کی آواز سے رابطہ کرنا ہوگا۔ اسے ساری صورت حال بتائی جائے گی پھر لے گیا جائے گا کہ ماٹر کے خلاف اسدہ کیا گیا ہے؟"

بے ہاک نے اس میں سے ایک کو آکر بنا کر کہا۔ "سر براہی کا نام بندہ یہاں موجود ہوں۔"

سر نے اسے اس ساقی کی طرف دیکھا جو خود کو فرزاد کا نام بندہ کہہ رہا تھا۔ بے ہاک نے کہا۔ "فرزاد پہنچتا جا رہا ہے۔ آتا ہے تو میں اور ماٹر بھی۔ انہوں نے اپنی باتیں کے مطابق ہر نام سے ایک کو سوسنے سے۔ میں ان کی ہدایت کے مطابق ماٹر کی بیوی اور بیٹی تک پہنچا ہوا ہوں اور اس وقت میں ان کے گھر میں موجود ہوں۔"

اس میں سے ایک نے کہا۔ "آگ رہا وہ اپنی فریڈی کے ہاں ہے۔"

پھر اسے دوسرے مہلت کی آواز سنائی گئی۔ بے ہاک نے کہا: "لیکھ ہے، آپ سہن بن کر ہیں۔ میں ہاں جا رہا ہوں۔"

دوسرے ہی لمحے اسے اس مہلت کے اندر پہنچ کر بولا۔ "میں فرہادی آتا ہوں۔ اس وقت اس مہلت کے ذریعے بول رہا ہوں۔"

موسیٰ اور انا اس مہلت کا درایے نکلیں گے، جیسے اس کے اندر فرہادی آتا تو کوئی لینا چاہتی ہوں۔ اس وقت یہ بین باطلے لے کر مہلت کے اندر موجود تھا۔ اس نے فرہادی کے آواز سننے ہی کہا۔ "یہ فرہادی ہیں۔ میں اس کی آواز اور بد لیکھا کوئی طرح پہچانتا ہوں۔"

بے ہاک نے کہا۔ "تم کو دے دو۔ جس شخص کے جسم میں میری آواز تھی۔ چند مہلت ہے۔ اسی شخص کی آواز اور بد لیکھا میں سنائی دے رہا ہے۔ بہتر ہے کام کی بات کرو۔"

"کام کی بات ہے۔ میرے کہت ہوئے چلنا اور ایک طرف تمام بڑے ہاتھ مالک کے اکابرین کو اپنا حاقی مہلتی ہو۔ دوسرے بھی تو کوئی لینا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف میری کوئی گرفت نہیں ملنا چاہیے۔ تم اس طرح جانے دو، میں اپنے بیٹے کو کبھی مہلتی لاؤں گا۔"

اسے یہ یقین ہاں کی مہلت اور میری کردی سے ملنے رہے۔ اس نے اپنے بھائی کو کہا۔ "موسیٰ! اس کا بیٹا مارا گیا ہے۔ اسی نے اسے اس سال کے سامنے بھی نہیں کھڑا ہوا۔"

"تو اس میں جھوٹ کیا ہے؟ اگر جھوٹ ہے تو میری آسانی سے بیٹے کو مال کے سامنے نہیں کر کے بیچ ثابت کرو۔"

"ہاں، اگر تم اس کے دو مارے بغیر قبضہ نہ کر سکتے اپنا نظام بنالو۔ ایک انہماں چالوں کو کچھ نہیں پائے گی۔ تم میرے ہی جیسے کو ظلم بنا کر مجھے اپنے سامنے مجھے بے مجبور کرتے ہو رو گے۔"

بے ہاک نے کہا۔ "موسیٰ! میں فرہادی کی تیور تم سے مخاطب ہوں۔ لیکن یہ بتا دو کہ بے ہاک منوں میرا طرفی برادر بن جائے۔ میرے بھائیوں کی طرح ہے۔ تمہاری بیٹی کو دل ہوا ہے۔ چاہتا ہے اگر تم ان دونوں کی شادی کے لیے راضی ہو جاؤ گی تو میں دوسرے کرتا ہوں۔ ان کو جلد از جلد تمہارے سامنے پہنچاؤں گا۔"

ماستر نے منہ سے کہا۔ "میںاں بات بھوہم اور میری جی تم پر رتنے کی بات نہیں کرے ہو؟"

"اگر یہ ریت ہو جائے گا تو میں اپنی وہ دلی ہوساں

میں۔۔۔۔۔" ماسٹر نے ایک گہری سانس لے کر ہونے کہا۔ "میں ماں کو ہوا اس وقت فرہادی نے مجھے اپنی دلہن میں کرا دیا ہے۔ کھل نہیں پا رہا ہوں۔ میں نے اب تک اپنی دوسری شخصیت کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ لیکن اپنی بیوی کی حمایت حاصل کرنے کے لیے اب صاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ ہاں۔۔۔۔۔"

موسیٰ اور دلہن نے قہقہے والا برہمن سواروں پر۔۔۔۔۔ بگمہ دے کے لیے موسیٰ کی سانس اور کئی ہونے گئی۔ اس نے تیرا دل اور بے یقینی سے اس آکھ کر دو کھیا وہ کہہ رہا تھا۔ "موسیٰ! میں نے تم دونوں کو اپنی سوانحی میں شہرت کی زندگی جینے کے لیے اور میں دو آرام پہنچانے کے لیے اپنی اولیت کو چھپانے لگا۔ وہاں دوسرے ہر ماہ زندگی گزارتا رہا۔۔۔۔۔"

سب بگمہ منے تمہارے اور تمہارے بچوں کے لیے کیا ہے۔ تم میری بھجوری کو بگمہ سکتی ہو۔ میں اغراض و ملاقاتی کھلت ہو گیا۔ ماسٹر ہوں۔ میں نے بیوی کو بگمہ سکتا ہے۔ اگر میری بگمہ ماسٹر کے لیے ہے۔ اسی نے سب کے لیے لوگ مجھے زندگی نہ دے دیں چھوڑ دیں گے۔ اسی نے سب کے لیے چھپ چھپ کر رہتا تھا۔ اب تم ہی کو کیا کچھ مہلتی ہے؟"

وہ بے اختیار اٹھا کر مہلتی لگا۔ اس نے کہا۔ "اب تم فرہادی اور ان آری والوں کی چال بازیوں کو کچھ نہیں ہو۔ میں ان کے قابو میں نہیں آتا تو یہ کسی طرح میرے بیٹے کو اپنے ہونے کو نہ چاہتے ہیں۔ اسے از بینیت دے کر مجھے کھینچنے چھوڑ کر بھجور کر دینا چاہتے ہیں۔ سب کو نہیں بیٹے کی خاطر ان کے سامنے حاضر ہواؤں۔ کیا تم ایسا چاہتی ہو؟"

وہ بھر اٹھا کر مہلتی لگا۔ اس نے کہا۔ "میں اسے ایسا نہیں چاہوں گی۔ اب ساری بات میری تمہیں شہ آری ہے۔ تم نے مجھے اور میرے بچوں کو کیش اور آرام پہنچانے کے لیے جہازم کراوات بنایا ہے۔ اگرچہ چھاپا نہیں کیا لیکن جو جو ہو چکا ہے اس میں بحث نہیں کروں گی۔ اتنا ہو چکا ہے۔ تمہیں گزار کر کرنے کے لیے وہ ہمارے بیٹے کو میرے پاس پہنچانے کی بات کر رہے ہیں۔"

بے ہاک نے کہا۔ "موسیٰ! تم مجھے غلط انداز میں سوچ رہی ہو۔ کیا تمہیں اپنے خدا سے ڈرنے والے نہیں ہیں؟ کیا میں اپنے بچوں کی جھولی تم کھاؤں گا؟ میں بھی لیجانا دکھا ہوں۔ میرا بھی خدا ہے۔ اسی کے سامنے میں نے وعدہ کیا ہے کہ تمہارے بیٹے کو کبھی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ اس کے باوجود تم اپنے خرم شوہر کی طرف اس لیے حمایت کر

رہی ہو گیس اس نے غلط راہ اختیار کر کے جہازم کی دنیما میں رکھ کر تم کو کیش اور آرام پہنچایا ہے؟"

موسیٰ نے ایک نظر میں جہازم سے گلے نہیں کر لیے ایک ٹھیکہ اٹھانے میں اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔۔۔۔۔ ہر وہاں اس نے اپنی شادی کی خاطر میں اسے کہہ دو، وہ نے دوسری شادی نہیں کی ہے۔ تمہاری اولاد نہیں ہے۔ کوئی بیٹا نہیں ہے؟ میرے بیٹے کو کبھی نہ کہا نہیں ہاں میں نے تمہاری دوسری اور بچوں کی حکم کار کھیا ہوں۔ اس نے دوسری شادی نہیں کی۔ اس نے میری کوئی دوسری اولاد ہے۔ تم نے میرا ایک بیٹا چھاپا ہے۔ تم نے میرا ایک بیٹا چھاپا ہے۔ جس کے لیے میری جان قربان کیا ہے۔"

وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "بس، اسی کے بعد اور کچھ نہیں چاہیے۔ تم نے میرا جنازہ ادا کر کے اس کو اپنی دوسری اولاد کی رہوں کی۔ میرا بیٹا جہاں بھی اس نے وہ تمہاری پناہ میں زندہ سلامت ہوگا۔"

ایسے کہا۔ "میں! یہ کیا آواز ہے؟ وہ ڈیڑھی نے ساری زندگی میں دکھا دیا ایک بھرانہ زندگی گزارنے رہے۔ اب کسی آپ سے جھوٹ بول رہے ہیں۔ انہوں نے دوسری شادی کی ہے۔ ان کا ایک اور بیٹا بھی ہے۔"

موسیٰ نے اسے اڑھتے ہوئے کہا۔ "موسیٰ! تم جہازم صورت شیطانی کی شکل میں رکھتے نہ بہاؤ تمہارے بھائی اور تمہارا بھائی چاند چھاپا ہیں انہیں دوش پر ہیں گے۔ تمہارا اب کسی اپنے بیٹے سے لٹنے کی ضد نہیں کروں گی۔ جب حالات سازگار ہوں گے جب ہی اپنے بیٹے سے ملوں گی۔ اسے پیچھے نہ لگاؤں گی۔"

بے ہاک نے اس کا ابرو تین کے پاس اگر تمام صورت حال بتائی اور آخر میں کہا۔ "موسیٰ نے اپنے شوہر کی حمایت کی ہے۔ وہ ہم سے کوئی طرح کا تعاون نہیں کرے گی۔ تمہارا میں اجازت دیتا ہوں اپنے طور پر جو بھی کاروائی کروں گی سکتے ہیں۔ کرتے رہیں۔ صرف اپنا کے معاملے میں متاثر رہیں۔ اس کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اسے حرام سے ملنے کر کے کسی طرح کی پابندی میں نہ رکھیں۔ اب تم موسیٰ کو تیری بتایا جا سکتا ہے۔ بس اس میں ہار ہوں۔"

بے ہاک نے کہا۔ "موسیٰ! تم بھرا کر اپنا کھیا وہ یہ بیان ہو کر سوسا ہے۔" موسیٰ نے ڈیڑھی کی حمایت کی ہے۔ اس کا مطلب ہے وہ دونوں آئندہ میرے اور بے ہاک کے درمیان پیار رہتے ہیں گے۔"

وہ آری طرفوں کے ذریعے دوسری طرف سے لٹے

ریگنے والا کیز انہیں ہوں۔ برین ماسٹر ہوں اور میری طاقت کیا ہے؟ یہ میں اب بتاؤں گا۔“

آرمی کے افسر نے کہا۔ ”اور ہم بھی تمہیں دکھائیں گے کہ ٹیلی پیٹھی کے ذریعے نارجر سیل میں پہنچ کر بھی تم کچھ نہیں کر سکو گے۔ اپنی بیوی کو وہاں سے نکال کر اپنے بیٹے کی طرح کسی خفیہ پناہ گاہ میں نہیں پہنچا سکو گے۔“

”میری بیوی کسی خفیہ پناہ گاہ میں نہیں جائے گی اور نہ ہی نارجر سیل میں جائے گی۔ وہ اسی پنگلے میں رہے گی۔ تم پانچ منٹ انتظار کرو۔ میں ابھی تمہارے اکابر برین سے بات کر کے آتا ہوں۔“

پھر وہ اکابر برین کے درمیان ایک عہدے دار کے اندر پہنچ کر بولا۔ ”میں برین ماسٹر تم سب سے مخاطب ہوں۔ تم لوگوں کو دارنگہ دینے آیا ہوں، میری بیوی کو گرفتار کرنا تو دور کی بات... کوئی اس کا ہاتھ بھی نہیں پکڑ سکتا۔ اگر کسی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو اس منٹ کے اندر تم میں سے کسی کی بھی بیوی ذبحی اذیت میں مبتلا ہو کر تڑپ تڑپ کر مر جائے گی۔ اس کے بعد بھی تمہارا وہ افسر باز نہ آیا تو کسی دوسرے عہدے دار کی بیوی اور بچے کی موت ہوگی۔ سب ہی تڑپ تڑپ کر جان دیں گے اور تم سب ان کی بے بسی کا تماشا دیکھتے رہو گے۔ تمہارے فرہادی کی آتما بھی مجھے ایسا کرنے سے روک نہیں سکے گی۔ جاؤ! اس کی آتما کو بلاؤ اور اس سے پوچھو کیا وہ تمہاری بیویوں کو اور بچوں کو بے موت مرنے سے روک سکے گا؟“

وہ تمام اکابر برین خوفزدہ ہو کر ایک دوسرے کا منہ پکتنے لگے۔ انکار میں سر ہلانے لگے۔ ایک نے کہا۔ ”ہمیں، برین ماسٹر! تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔“

”تم لوگوں نے میری بیوی کو کوئی گری پڑی عورت سمجھا ہے کہ جیسا چاہو گے، ویسا سلوک کر دو گے؟ میں تمہیں بتاؤں گا کہ تمہاری بیویاں اور تمام بچے مٹی میں ریگنے والے کیڑے ہیں۔ میں ان سب کو اپنے جوتوں تلے مسل کر رکھ دوں گا۔“

ایک اعلیٰ عہدے دار نے فوراً ہی فون کے ذریعے آرمی کے افسر سے کہا۔ ”ابھی کوئی کارروائی نہ کرو۔ موزیکا کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ ہمارے دوسرے احکام کا انتظار کرو۔“

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ ”بڑے ممالک کے تمام اونٹ پہاڑ کے نیچے آگئے ہیں۔ پہلے تم سب فرہاد کے نشانے پر تھے۔ اس کی آتما تم لوگوں سے انتقام لے رہی تھی۔ ایک ایک کو بڑے ہی ڈرامائی انداز سے ہلاک کر رہی تھی۔ یہ اچانک کیسی تبدیلی آگئی ہے؟“

وہ سب چپ تھے۔ اس نے کہا۔ ”بات سمجھ میں آ رہی

والے احکامات سن رہا تھا پھر فون بند کر کے بولا۔ ”مڈم موزیکا! تمہاری حماقت اور غلط فیصلے کی وجہ سے مسز فرہاد یہاں سے چائیکے ہیں۔ اب مجھے حکم ملا ہے کہ تمہیں حراست میں لے کر نارجر سیل پہنچا دیا جائے۔ میری طرح اور کوئی یوگا کے ماہرین یہاں پہنچ رہے ہیں۔ وہ تمہیں اپنی حراست میں رکھیں گے۔ برین ماسٹر خیال خوانی کے ذریعے بھی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔ تم پر جو تشدد کیا جائے گا اور جو اذیتیں دی جائیں گی، وہ ناقابل برداشت ہوں گی اور یہ ماسٹر تمہارے اندر رہ کر بھی تمہارے کسی کام نہیں آسکے گا۔“

ایسے وقت ایسا تن کر کھڑی ہوگئی۔ ”یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ میری مٹی کو کس جرم میں قید کیا جائے گا؟ کس قانون کے تحت انہیں نارجر چر کیا جائے گا؟ آپ انہیں یہاں سے نہیں لے جاسکتے۔“

ماسٹر نے کہا۔ ”تمہارے جیسی احمق اور نادان لڑکی کو اپنی ماں کی حمایت میں ایسی ایکٹنگ نہیں کرنی چاہیے۔ تمہاری وجہ سے وہ کالا کلونا ٹیلی پیٹھی جانے والا اس گھر کے اندر پہنچا۔ تمہاری ہی وجہ سے مجھ پر مہینتیں آئیں۔ میرے بیٹے پر مصیبت آئی اور اب موزیکا کو نارجر چر کیا جانے والا ہے۔“

ایسا تڑپ کر خلا میں پکتنے ہوئے پوچھا۔ ”بے باک! تم کہاں ہو؟ میرے پاس آؤ۔ دیکھو میری مٹی پر کیسی مصیبت آ رہی ہے؟“

بے باک نے کہا۔ ”میری جان! میں تمہارے پاس ہی ہوں۔ تم اسی طرح ماں کے لیے پریشانی ظاہر کرتی رہو۔ بلکہ ردنا شروع کر دو۔ یہ یقین رکھو کہ تمہارا بے باک تمہاری ماں پر کوئی ظلم ہونے نہیں دے گا۔“

وہ اس کی ہدایت پر عمل کرنے لگی۔ ماں کے لیے تڑپنے لگی۔ ماسٹر نے کہا۔ ”تمہارا بے باک بھی اس وقت تمہارے کسی کام نہیں آئے گا۔ وہ دراصل مجھے بے نقاب کرنے اور تمہارے بھائی کو منظر عام پر لانے کے لیے ایسی چالیں چل رہا تھا۔“

وہ روتے ہوئے بولی۔ ”آپ کیسے باپ ہیں؟ کیسے شوہر ہیں؟ اگر بے باک نے مجھے دھوکا دیا ہے تو آپ نے کیا کہا ہے؟ آپ بھی تو ٹیلی پیٹھی جانتے ہیں۔ کیا میری مٹی کو ان کے ظلم و ستم سے نہیں بچائیں گے؟ کیا انہیں نارجر سیل میں جانے دیں گے؟“

ماسٹر نے بڑے ہی عیوش لہجے میں کہا۔ ”کسی کا باپ بھی تمہاری ماں کو نارجر سیل میں نہیں پہنچا سکتا۔ میں مٹی میں

ہے۔ اس نے کہا ہو گا کہ اگر مجھے باہر سے بیٹے کو کھرا مام بڑا ہے۔ آگے تو وہ تم لوگوں کو سامنا کر دے گا۔ تم سب کی جان بچاؤ دے گا۔ اس طرح تمہیں کسی حرکت میں نہ سونچ لیا جائے گا۔ اسی لیے تم سب میرے پیچھے بڑھ چکے ہو؟“

محمد سے دار نے کہا۔ ”ہاں میں بات ہے۔ دیکھا کہ ہر انسان اپنی سلامتی اور برائی میں جاتا ہے لیکن ہوا تو اس کے لیے ہے۔ اُور میں نہیں اسلانی کہے کہ فریاد کا کام کریں کہ تو اصرار ہمارے یوں ہی سلامت نہیں رہیں گے۔ اگر ان کی سلامتی کے لیے تمہاری بات مانیں گے تو فریاد بجز سے ہمارا دشمن ہو جائے۔ پہلے ہی طرح ایک ایک کو باگ کر دیا کر دے گا۔“

مام بڑھنے ہوئے بولا۔ ”تم لوگ تو دھولی کہ سکتے ہیں مجھے۔ نہ کہہ کر دے نہ شکاوت کے۔ اب سوچو چٹکیاں کہ ہو گے کیا کر دے گا؟ ابھی تو اسے ہمارا وہاں کے کام دودر ہے تم جیکر کر دے گا سمجھ کی میری بیوی اور بیٹی کی طرف رخ نہ کرے“

ابھی محمد سے دار نے کہا۔ ”ہمیں آپ کا حکم تو ماننا ہی ہے۔ لیکن ایک درخواست ہے۔ ہمیں چھوٹے چٹکیاں کی صلحت دیں۔ ہم فریاد ہی آجاتا ہے بھی اس سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔“

”تم نے کیا مانا... آری اسرار اور انہوں کو میرے پیچھے سے باہر نکلنے کا درد۔ تو اس پر عمل کرو۔“

اپنے وقت ایک محمد سے دار نے سوچا کہ ہوا ہونے کے ذریعے اپنی واقف سے رابطہ کیا۔ یہ کہا تھا کہ سارنے اسے رابطہ کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ دوسری طرف سے خالق کی آواز سننے ہی مام سار کے اندر پہنچ گیا۔ وہ اپنے شوہر سے بولی۔ ”فارنگ! میں نے اپنا بیویا اور پوری طرح لوڈ کر لیا ہے۔ تم سب تمہارا انتظار کرو رہی ہو؟“

اس نے پریشان ہو کر پوچھا۔ ”تم کیا کہہ رہی ہو؟“

”تم سب کو رہی ہوں۔ جب تم یہاں آؤ گے تو تمہیں تمہیں کوئی ماموں کی۔ اگر تم اپنی حفاظت کر دے گے۔ آری والے مجھے حسرت میں سے لے کر یہ بیویا چھیننا چاہیں گے تو اس سے پہلے ہی میں خود کو کوئی ماموں کی۔ یہ ثابت کر دوں گی کہ برین مام سار کے حکم کی عمل نہ کرنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے؟“

اگر وہ محمد سے دار فون کان سے لگے بیٹھا تھا۔ اس نے جب تک اس کی آواز نہ سنی۔ جس کے ذریعے مام سار بول رہا تھا۔ وہ فوراً ہی اپنے سامنے محمد سے دار سے بولا۔

”مام سار کے حکم کی فوراً عمل کی جائے۔ دوسری طرف وہ کئی کئی بار پھر میرا انتظار کرے گی۔ جیسے ہی میں اس کے سامنے پہنچوں گا۔ وہ کبھی لوڈ نہ کرے گی۔“

سب ہی پریشان ہو کر ایک دوسرے کا ہاتھ کھینچے اور کہنے لگے کہ تم سب جلد سے جلد فریاد کی آواز سے بات کر لیں۔ چاہے ہمیں اس کا ساتھ دہے۔ دار نے فریاد کا پانا مام سار کا۔ اپنے دوست ایک اور محمد سے دار نے کہا۔ ”فریاد ہونے سے رابطہ کرنا ہوتا۔ اس کے ساتھ ہی کے بیٹے نے فون اٹھا کر کہا۔ ”یوٹیوٹی میں میں بول رہا ہوں۔“

محمد سے دار نے کہا۔ ”ابھی تم سب کو کہہ چکے ہے بات کر لیں۔“

اپنے ہی وقت اس بیٹے نے مام سار کی مرضی کے مطابق کہا۔ ”ان سے کیا بات کر لیں گے؟ میں ابھی فون بند کروں گا۔ ہی روز تا وہاں اسے کھینچ کر ہواں سے کھینچے جھانک لگ دوں گا۔ ذرا سوچیں کیا جھانک لگنے کے بعد اس زندہ ہو سکتی ہے؟“

”ہو؟“

”ابھی تو یہ صرف باتیں ہیں۔ اگر مام سار کے حکم کی تعمیل نہ کی گئی تو سب ابھی کا رہا ہے۔ جھانک لگ دوں گا۔“

اس نے فون ہی بیچ کر کہا۔ ”تمہیں بیٹے! تمہیں تمہیں تمہیں تمہیں جاؤ گے۔ جھانک نہیں لگے گا۔ تم ابھی مام سار کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں۔“

دہاں پہنچے ہوئے محمد سے دار نے دیکھ کر ہتھے۔ یہ ابھی کھڑے محمد سے دار سے محمد سے دار کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ تمام محمد سے داروں سے کہنے لگا۔ ”اس آری اسرار سے لڑاؤ! اس وقت اس کے پیچھے سے باہر بیٹے جائیں۔ مام سار وہاں نہیں۔ اپنے بیٹے کی بیوی کی زندگی ختم کر رہی ہیں۔ جب تم یہاں آؤ گے۔ وہ اپنی جان دینے والے ہیں۔ بیڑے، فارنگ ڈسک۔ ابھی محمد سے دار سے بول دے۔“

دوسرے ہی لمحے محمد سے دار ہی کہنے لگے۔ ”ہاں، فوراً مام سار کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ ہم کوئی خضرہ مول لیتا نہیں چاہتے۔“

ابھی ایک محمد سے دار نے فون کے ذریعے آری اسرار سے کہا۔ ”ابھی اسی وقت اس پیچھے سے نکل جاؤ۔ اپنے تمام باتوں کو بھی لے کر۔ وہاں سے مام سار وہاں آجودہاں سے جھانکے کا رخ نہ کرنا۔ مام سار کی بیوی اور بیٹی سے بات نہ کرنا۔ انہیں دیکھ کر دوسری دور سے کڑھانا۔“

اب فریاد اور حکم کی تعمیل کی گئی۔ آری اسرار نے اپنی جگہ سے اٹھ کر سونپنے سے کہا۔ ”میں آپ کے ساتھی جا رہا ہوں۔ یہاں سے جا رہے ہیں۔ آج وہ آپ کی طرف رخ نہیں بھیجیں کریں گے۔“

پھر اس نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ باہر آ کر تمام مسلہ گاڑ دے۔ کہا۔ ”میں یہاں سے جا رہا ہوں۔ وہاں سے آج وہ یہاں کو نہیں آئے گا۔“

دوبد وہاں سے چلے گئے۔ مام سار نے مام سار کے اندر آ کر کہا۔ ”دیکھا تمہارا شوہر کتنا رشتہ دار ہے؟ کتنا طاقتور ہے؟ تمہارے دل و جان کا مالک تمام بڑے مالک کی فوجیں کو کھینچ دے سکتا ہے۔ انہیں سب بچھڑ کر بھاگنے پر مجبور کر سکتا ہے اور تم دیکھ رہی ہو وہ وہاں سے بھاگ نہیں۔“

وہ خوش ہو کر بولی۔ ”مجھے آپ پر فخر ہے۔ اگر آپ بہت پیٹھی ہوتے تو اس وقت کے اس طرح دوسری زندگی گزار رہے ہیں تو میں اسی وقت ذرا سی باتوں کو بھی یاد کرتا ہوں۔“

اس نے کہا۔ ”ابھی تو یہی دیکھا تھا کہ اس وقت کے اس طرح صرف ہی میرے اپنے ہیں۔ آپ کچھ ذرا دیکھیں بھلا کہاں جا سکتی ہوں؟“

مام سار نے اپنی بیٹی کے پاس آ کر کہا۔ ”بیٹی! دیکھ لیا تم نے؟ اہم ہمارا ہے باگ سونگ فریاد کی ٹھوکرا کھجے ہے۔ اس نے مجھے کھینچے، دیکھ کر نہ اور قانون کے ہاتھوں سے مزے صحت روانے پر مجبور کرنا چاہتا تھا۔“

دہ بولی۔ ”سے باگ نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔ آپ اور دوسرے ملحق روکنے والے بہت بڑے مجرم ہیں۔ اس نے دنیا کی ہر برائی آپ کو سارے کر دیا ہے۔“

”میں جیسا بھی ہوں۔ میرے ساتھ جیسا بھی ہوگا۔ یہ میں دیکھ جائے گا لیکن اسراں پہلو پر غور کرو، اگر آپ کو ہاگ سونگ تھاری۔ ذریعے اس میں کھینچ دیا تو آپ کو تھاری اس پر صحت نہ تھی۔ اگر کھینچ دیا تو آپ کو تھاری اس پر معمولی ملاحظہ کے ذریعے تھاری ماں کو محفوظ دیا تو آپ اس وقت بارہن میں تھیں۔ اس پر تمام عالم ڈھانے چاہتے کیا اس وقت میں کھینچ لیا۔ اسراں نہ ہونا کرتے ہے باگ سے دوستی کر کے اس کو کھینچ کر کھینچا رہی ہو۔“

”آپ بھی اسی پہلو پر غور کرو کہ بھرنے زندگی گزارنے ہوئے سب کو کھینچنا چاہتا ہے۔ اگر آپ وقت بیکھوئے پر آجودہاں سے فریاد کی واقف دیکھو کہ باگ تھا کہ وہ ہم سے دشمنی قبول ہائے گی۔ یہ باگ ابھی کا بہن بولا ہے۔“

بھی محفوظ دینے والے تھے محمد سے دار نے کوئی بات آپ کو سزا نہیں دے پائی۔ لیکن آپ کو اپنی جان بچاؤ سے ہیں۔ میری ہی بات ہے۔ آپ کو کوشش کی راہ پر چلنے کی عادت ہو گئی ہے۔“

”کاش! ہم میری کوئی بیٹی نہ ہوتی تو سب تمہیں اپنی سزا دیتا کہ ہوش لگاتے آجاتے۔ میں کھینچتا ہوں، ایک تو تم نادان ہو۔ دوسرا یہ کہنے باگ نے تمہیں اپنا بیچ دار بنالیا ہے۔ اس وقت میں تم اس کی مرضی کے مطابق... ابھی کی زبان سے بول رہی ہو۔“

”یہ باگ نے کہا۔ ”ابنا اپنے باپ سے بحث نہ کرو۔ جو لوگ جرم کی راہ پر چلے ہیں۔ وہ اپنے راستے کو کھینچ ثابت کرنے کے لیے اٹلے سیدھے راستے کو کھینچتے ہیں۔ یہ بات صحیح طور پر کھینچ کر اس سے کہ ایک مجرم باپ کی راہ میں عدالت اپنی کو کھانا دے کر باہر ہے۔ کوئی بات نہیں۔ کچھ گراں کی بات مان لو اور دیکھو کہ آئے والے وقت کیا تمہارے کھانے والا ہے؟ اب میں جا رہا ہوں بھراؤں گا۔“

وہ ابا کے دماغ سے نکل کر میرے پاس آیا۔ پھر وہاں کے تمام حالات سنائے لگ۔ میں نے پوچھا۔ ”تم کس لیے بڑھ کر نکل رہے ہو؟“

”بھئی کھینچ کر نہ ہو؟“

میں باپ کی آواز میں کران تمام کران کو سرب کر چکا تھا۔ وہ سب میرے ساتھی ہیں گئے تھے۔ انہوں نے بیوی کا سامانی سے مام سار اس کی کھینچ کر مام سار سے ہی کھانا اور سب کچھ لگن۔“

”ہاں، کھینچ کر نہ ہو؟ آگے بولو۔“

”مجھے یہ سوچ کر شرم آ رہی ہے کہ میں اس مرحلے پر آنا سہرا ہوں۔ مام سار نے بیوی ہالائی سے بڑی مار لی ہے۔ آپ نے آپ کو برتاؤ ثابت کر دیا ہے۔ تمام اکابرین پر اس کا رعب دہرا۔ یہاں تمام ہوا ہے کہ میرے چاہنے کی رویت ان کے دلوں سے نکل گئی ہے۔“

”ابھی کوئی بات نہیں ہے۔ اب اگر برین نے فوری طور پر اپنے بیوی بچوں کو محفوظ دینے کے لیے مام سار کے آگے سر جھکا لیا ہے۔ روز نہ وہاں بھی اندر اپنی جان چھانے کے لیے فریاد سے ساتھی لگائے کے لیے یہ ضرور سوچ رہے ہوں گے کہ کس طرح مام سار اس کے بیٹے کو کھینچ کر لیا جائے؟“

پھر میں نے اسے صحت کی۔ ”میں کھینچ کر لیتا ہوں۔ کچھ ہوں! بھئی کھینچ کر لیتا ہوں! کاش! ہم میری کوئی بیٹی نہ ہوتی تو سب تمہیں اپنی سزا دیتا کہ ہوش لگاتے آجاتے۔ میں کھینچتا ہوں، ایک تو تم نادان ہو۔ دوسرا یہ کہنے باگ نے تمہیں اپنا بیچ دار بنالیا ہے۔ اس وقت میں تم اس کی مرضی کے مطابق... ابھی کی زبان سے بول رہی ہو۔“

ہو۔ اس کا نتیجہ بعد میں بہتر لگے گا۔ چاہے ابھی بے ساری باتیں
 ذہن سے نکالو۔ اپنے دماغ کو سکون پہنچاؤ۔ مجھ کو آرام
 کرو۔

وہ بہت ہی جذباتی اور جوشیلا جوان تھا۔ دُشمن کے پیچھے
 پڑنے کے بعد اسے اس کے بے انجام تک پہنچانے کے
 لیے بھارت میں تھا۔ جب وہ امریکا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر
 بیڑوم میں پہنچانے سے سختی سے کہا۔ "سایاں لاؤس آف
 کر کے لیٹ جاؤ۔ آج میں بند کروں گا۔ اگر بند آگے گھوموں گے پیچھے
 بھی خیال خرابی کرتے رہو گے تو میں بہت ہی سختی سے سزا
 آؤں گی۔"

اس نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ میرے سامنے ہی لاٹ
 آ کر کے بیڑ پکڑ لیا۔ جب اس نے آگ میں بھیس بند کرکے
 تو میں بھی وہاں سے چلی آئی۔

☆☆☆☆

مجھ کا کس میں پہلے جان کر بھی لوگوں کو شامیرزی (لوی
 کرشل) بھیگا کچھ عرصے تک اس داستان میں نہیں آئی۔
 کیونکہ وہ صحت کے چارہ دار اور دن بیا صاحب کے
 ادارے میں گزار رہی ہے۔ اس کے بعد ہی وہ اس ادارے
 سے باہر نکلے گی۔

ابھی بھی صحت گزار رہی ہے۔ اس صحت کے
 گزارنے میں کچھ پارٹس سے اس کا علاج پر چلنا جا گئے۔
 چونکہ میں بیوی کو اس ادارے میں ایک ساتھ رہنے کی
 اجازت نہیں دے سکتا ہے۔ اس لیے وہ دونوں ادارے سے باہر جا کر
 اپنے طور پر زندگی گزار رہا ہے۔

ابھی وہاں رہ کر گزرتی آج آج میں حفظ کر رہی تھی۔ پانچ
 دن کی ملازمت پڑنے لگی تھی۔ اس ادارے میں داخل ہونے
 کے بعد اس نے ایک ہی بار پانی پینے کی خواہش سے ملاقات کی
 تھی۔ اس کے بعد انوشے اس شے میں چلی گئی تھی جہاں
 روحانیت کے سلسلے میں درس دیا جاتا تھا اور عملی مشقیں کرانی
 جاتی تھیں۔

وہ کچھ تھیلے دن سے انتظار کرتی رہی کہ میں اس سے
 ملنے آئے گی۔ اس نے روحانیت کے نتیجے میں آکر پوچھا تو
 چلا کر آج آج وہاں نہیں ہے۔ اس نے تقریباً ایک ماہ کی
 چھٹی رہ گئی ہے۔
 وہ بیوی عمران ہوئی کہ میں نے ایک ماہ کی چھٹی کیوں لی
 ہے؟ اس کا ذکر اس سے کیوں نہیں کیا؟ اس سے ملاقات
 کیوں نہیں کی؟

وہ اس کے ہوش میں چھٹی گئی۔ وہاں کی ایک خاتون
 سہنس ڈانچٹ

انہار نے تاپا کر اوشے ہوش چھڑ کر جا چکی ہے۔ یہ
 اور بھی جبرانی کی بات تھی۔ اس نے پوچھا۔ "وہ کاش کی
 ہے؟"

خاتون نے لاطینی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "شاہ
 اوشے خود بھی کبھی جانی گئی ہے؟ اس کا ہانا ہے؟ اوہ؟ تم
 لاکھا کرنا کہ میں جیسا سامان بیک کر دیا جائے اور اس کے
 کر کے لاکھا کھا جائے۔"
 الیا کی جراتی بھتیجی جاتی تھی۔ وہ پارٹس کے پاس جا کر
 اس سے میں نے بارے میں نہیں پوچھی تھی۔ کیونکہ وہ کسی
 اسی ادارے میں تھا جس میں جتا شامیرزی نے تانید کی تھی کہ
 علاج پر چلنا ہے۔ پہلے اسے پارٹس سے پرہیز کرنا
 ہوگا۔ پرہیز کا مطلب یہی تھا کہ اس سے بات نہیں نہ
 کرے۔ وہ اس کے لیے ناخوش ہے۔

لہذا وہ سید کی اہلی حضرت کے حجرے کے سامنے بیٹھی
 گئی۔ باہر کمرے سے لوگوں کو اجازت طلب کی۔ انہوں نے کہا۔
 "پلیز آؤ۔"
 اس نے اندر آ کر سلام کیا پھر دو زانو ہو کر بیٹھی۔
 انہوں نے اس پر ایک نظر ڈالی پھر پوچھا۔ "میں نے کیلے
 پر بیٹا ہو؟"

اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ وہ کسی کی آواز میں بولی۔ "میں
 ہانا حضرت! میں نے ہوش میں معلوم کیا تو وہ ہانا نہیں
 ہے۔ کہاں کہاں سے ہے آپ ہی جانتے ہوں گے۔"
 "بے شک، تم جانتے ہیں۔ وہ اب اس ادارے میں
 نہیں ہے۔ باہر کے ایک اہم معاملے میں مصروف رہنے کے
 لیے گئی ہے۔"

"میری بیٹی دس برس کی ہونے والی ہے۔ میرے لیے
 بیٹا بھڑکی ہات سے کہ آپ اپنی بیٹی کو اہم معاملات میں
 شریک کرتے ہیں۔"
 "پہلے جان پڑنے دیکھا تھا۔ وہ جتنا کہ معاملے میں
 کس قدر کامیاب رہی تھی؟"

"میں ہاں امریکا کروں؟ ہاں ہوں۔ دل ڈوتا ہے۔
 جیسی بارہو ایک شیطان پکڑنے میں لگی تھی۔"
 "اس کے باوجود تمہاری اس بیٹی سے حوصلہ نہیں ہارا۔
 خنزروہ کو نہیں کہہ سکتا اس ادارے میں وہاں ہاں لایا
 جائے۔ اس نے ہمارے تعاون سے ہی کسی لیکن شیطان کو
 کاہل پالیا ہے۔ اسے اس کی شکست دینی ہے کہ وہ اب جہاں تک
 پاس نہیں بھی پھٹتا ہے۔"

"بے شک، میری بیٹی کی وجہ سے جہاں تک اس شیطان
 سہنس ڈانچٹ

سے نمائندگی تھی ہے جو اس پر مسلط ہا کرنا تھا۔"
 "آئیو بھی خود کو تمہاری بیٹی سے تادمہ چھٹا کرے
 گا۔"

اس نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔ "کیا میں معلوم کر سکتی
 ہوں، اس کے ہم پروردگار کیا ہے؟ میرا مطلب ہے آپ
 سے بھی کوئی سوال نہیں کرتا۔ مجھے بھی نہیں کرنا چاہیے۔ صرف
 یہ پوچھنا چاہتی ہوں، کیا اس بار بھی تم بہت خطرناک
 ہے؟ کوئی شیطان پکڑے؟"

"شیطان پکڑ اس کاغذ سے ہے کہ ہماری دنیا میں
 شیطانوں کی نہیں ہے۔ انہیں انسانوں کے روپ میں
 گھومتا پھرتا ہے۔"
 وہ ایک ڈیوٹا پڑ ہوئے۔ انہوں نے آگ میں بند کرکے۔
 اپنے نئے کھلی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ جب انہوں نے
 آگ میں گھومیں تو اس نے فوراً ہی نظریں جھکا لیں۔ وہ
 بولے۔ "ہماری اس دنیا میں جب وغریب انسان ہیں۔
 انہیں کچھ فرق ہے واقعات میں آتے رہتے ہیں۔ جولوگ
 آگ سے دیکھ لیتے ہیں۔ وہ دیکھتے کر لیتے ہیں روزانہ
 جو بے نام ہونا والوں کے لیے ناقابل یقین ہوتے ہیں۔"

وہ بیوی تو جہ سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔ یہ جس بڑا
 ہو رہا تھا کہ وہ آگ کے کینے والے ہیں انہوں نے کہا۔
 "معاذی اللہ! میں دنیا میں ایک تجربہ ہے۔ اگرچہ وہ انسان ہے
 لیکن اس کا دماغ کبھیڑ ہے۔ وہ جاہلوں میں بھی نہیں جانتا
 ہے۔ لیکن میں جانتی ہوں کہ اس سے بڑا خطرناک ہے۔
 اس کا اندازہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ اس کی بات سچ تھی
 کہ کبھیڑ ہے۔ جب وہ کسی موت کا قوت مقرر کرنا چاہتی
 ہوگی اس کی موت لازمی ہو جاتی ہے۔ یہ کہا گیا تھا
 کہ اس کا کبھیڑ دماغ اپنے نازک کی زندگی کا حساب
 لگا کر موت سے پہلے اس کی شرکوں تک پہنچا دیتا
 ہے۔"

الیا یہ سمجھ کر اچھری تھی کہ موت اپنی بیٹی کی ہو
 رہی تھی لیکن میں سمجھ رہی تھی کہ اس کا کیا ہے؟
 اس نے پوچھا تھا کہ اوشے کو تم کس کو سمجھ کر بھیجا گیا
 ہے؟ اس کے جواب میں وہ اتنی وضاحت سے بول رہی
 تھی۔

وہ سرفراہنے بولے۔ "تیس سے اہلی حضرت کو دیکھ رہی
 تھی۔ انہوں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے ہوئے
 کہا۔ "اسی تجربے نے فرہادی موت کا قوت مقرر کیا تھا۔"
 الیا نے کہا۔ "پھر تو وہ اس دنیا کا بہت ہی خطرناک

سہنس ڈانچٹ

انسان ہے۔"
 "بے شک، تمہاری بیٹی اسی تجربے سے چھٹنے لگی ہے۔"
 الیا نے کہا کہ ایک جھکا سا۔ وہ شہزادہ خیرانی سے
 بولی۔ "ہانا حضرت! اوہ تجربہ ہے آپ دنیا کا سب سے
 خطرناک انسان کہہ رہے ہیں۔ اس سے چھٹنے کے لیے آپ
 نے ایک دس برس کی بیٹی کو بھیجا ہے؟"

انہوں نے بیوی زنی سے پوچھا۔ "کیا تمہیں اعتراض
 ہے؟"

وہ جلدی سے انکار میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔ "نہیں،
 ہانا حضرت! آپ کا فیصلہ مجھے بھی ہوشیار آگ میری
 اندرونی کیفیت کو سمجھ رہے ہیں۔ میں اسی امتا سے مجبور ہو کر
 لکھا تھا کہ میری ہوں۔"

"اور میں ایک ماں کا احترام کر رہا ہوں۔ تمہیں سمجھتا
 ہوں کہ اوشے کو کھلی ایک بیٹی نہ سمجھو۔ اس نے دس برس کی
 عمر میں کلام کیا کا حفظ کیا ہے۔ بیوی کی قدرتی سے روحانی
 علوم سمجھ رہی ہے۔ وہ اپنی عمر معمولی ایسا ذات سے روحانی تعلیم
 میں بھی کچھ سیکھی ہے۔ اگر میں کہتا ہوں کہ اس کا دماغ
 کبھیڑ ہے تو یہ کچھ نہیں ہوں کہ اوشے کی ذہانت بھی اس کے
 دماغ کے ساتھ لگتی ہے۔"

الیا نے کچھ کہنے کے لیے مت کھولا۔ انہوں نے ہاتھ
 اٹھایا۔ یہ اشارہ تھا کہ آگے مجھ نہ کہنا جائے اور نہ مجھ
 پوچھا جائے۔ انہوں نے بیوی صحت سے کہا۔ "ہاؤ بیٹی!
 عبادت میں دل لگاؤ۔ تمہیں سکون لگے گا۔"
 وہ سر جھکا کر اچھری ہوئی کہ اوشے نے قہقہوں چلتی
 ہوئی جڑ سے پوچھا کہ اس کا سر بھرا ہوا تھا۔ اس کی دس
 برس کی بیٹی کو ایک ایسی خطرناک تجربے سے متاثر ہے کہ بھیجا گیا
 تھا۔ جس نے فرہادی بھیجے موت کا قوت مقرر کیا تھا اور
 وہ قوت مقرر کی گئی تھی کیا تھا۔

وہ اپنے دل کو کھلی کر دے گی۔ "اہلی حضرت! اوشے کے
 مستقبل کے بارے میں بہت ہانتے ہیں۔ کچھتے ہیں۔ انہیں
 نے سوچا کچھ کرے اسے ایسی خطرناک ہم پروردگار کیا ہے۔"
 ☆☆☆

فرہاد نے کردہ کو بیٹی بٹھایا تھا۔ اس نے بیوی
 فرہادی داری دکھائی کہ فرہادی کی ہاتھ بندھتی ہے اس کی
 نے کرگرت کی طرح رنگ بدل لیا تھا۔ ہمارے استاد کو دکھا
 دے کہ وہ اس کی بیٹی میں چھپتا ہے۔ دلوں کو پانچ تار
 بٹھایا تھا۔

مجھے یقین تھا کہ میں اس کا کام کروں گی تو وہ سرشنہ
 سہنس ڈانچٹ

”ہلوگ؟“ تاہل گھٹ کھلاتے ہیں۔ ان سے کہنا ہی دانشمندی ہے۔ ابھی اہل ہندارتا ہے۔ پیلے نام پر پھلوس اپنی پڑ پڑیں شہوہ کریں گے پھر بہاؤ ہاڑوں سے بھرا میں گے۔ اس سے پہلے نام سے سونیا کو بھی پہچان لیا ہے۔ دوسرے شخصوں میں پورے بابا صاحب کے ادارے کو اپنا دشمن ٹھہرایا ہے۔ یہ سونیا کو سمیٹتی بات لگتی ہے۔ آجہدہ ہمیں بہت سنی بی بی آرزو ماٹوں سے گزرنے پڑے گا۔“

”قویا تم یہ کہا جا چکے ہو کہ ہمارے اندر بی بی آرزو ماٹوں سے گزرنے کا حوصلہ ہے؟“

”جہت حوصلہ ہے لیکن دشمنوں کی تعداد بڑھاتی نہیں جا چاہے۔ یہ بائیس مضمونی کھن نہیں ہے۔ وہ بھی ایک ناک تامل گھٹ تسلیم کیا جا رہا ہے۔ اس کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے پہلے اس طرح سورج، برہم پیلو پر نوکر و بھروسہ کو بھی دیکھ کروں گا۔“

”کئی لوگوں بہت اچھے ہوئے دیکھو سونیا سے مخالفت مولی لینے کے بعد یہ بات دوسرے پہنچے ہوگی کہ ہم نے دو امریکی ملٹی میڈیا جیسے والوں کو اپنا تابع بنا دیا ہوا ہے۔ ہمارے اس خیال خونی کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ ہم مضمون پڑھیں گے ہیں۔“

”ہاں پیلو ضرور ہانوں کی“

”تم سنی کے دماغ میں پہنچ کر نہ تو خود بھی کوئی نہ ہی کسی کو اپنی آواز سناؤ گی۔ انہیں سے معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ گردنا ایسا کر رہی ہے۔ پیلے ہم پر ہمارے رہیں گے پھر ماسٹر برہادی ہو تو وہ خود دکھا کر کریں گے۔“

”ابھی بات ہے۔ سنی کی گردنی کی۔ سردانے آواز اور لب دلچسپ سے پہنچ کر سنی کی“

”اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ خاموش بیٹھی رہو۔ پھر سے اندر کر چپ چاپ دیکھی رہو۔ میں ان ممال میں ہی تو جی میں کر رہا ہوں۔“

وہ خیال خونی کی پرواز کرتا ہوا ہے کہ اندر پہنچ گیا۔ اس کے خلاف حوصلہ ہے تیار کر شام کا وقت ہے اور وہ ہے ہاک سے لٹنے کے لیے لیکن جانے والی ہے۔

”فونی نے اس کے دماغ کو گردت میں لے کر اس کے اندر سے اپنا کھڑکی اور صحن کا اسباب پکڑ لیا پھر یہ سونیا چھوڑ کر اس کے اندر کے در کے بیڑے پر بیٹھ گیا ہے۔ جب صحن دور ہو جائے گی تو پھر وہ اپنے محبوب سے ملنے جائے گی۔“

وہ بیڑے پر آرام سے لیٹ گئی۔ آٹھ گھنٹے کے بعد ہاک کو شعور میں پہنچنے لگی۔ فونی اس کے ذہن کو بھوک کر ہاتھ دہ نیند میں ڈوق لگی تھی کہ اس نے کئی طرح شروع کیا تو پھر پھا وہ چنانچہ سنے اسولوں کے مطابق سحر زدہ نہیں ہو رہی ہے۔ اس کے دل میں نہیں رہی ہے۔

گردنا فونی کے اندر تھی۔ یہ سب کچھ دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔ فونی نے پوچھا۔ ”کیا بات ہے تم کو اس میں کیوں نہیں آتی اور تمہارا ذہن میرے عمل سے متاثر کیوں نہیں ہو رہا ہے؟“

”بولی۔“ چھما بھی لگتی تھی۔ ڈیڑی ایہ آواز آواز اور لب دلچسپ بدل کر۔ عمل کرنے آئے ہیں۔ جیکر یہ سنی طرح سے ہم پر مراد اس کی غیر معمولی ہے۔ مجھ پر کئی جتنی جانے والا کائنات نہیں ہوتا۔“

فونی نے پوچھا۔ ”تو پھر میری عبادت کے مطابق کیا کرنا بیڑے کیوں آگئی ہو؟“

”میں خود ہی صحن میں کڑی کی ہوئی تھی؟“

وہی صحن کے بے ہاک سے لٹنے باہر نہیں جاتا۔ حالہ ہمارے خلاف ہیں۔ کوئی بھی دن نہیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔ میں نکلتی نہیں تھی۔ ایسے وقت میرے اندر خیال ہوا کہ مجھے آرام سے لیٹ جانا چاہیے۔ جب سنی تو سنے

کاہی چاہا۔ اس لیے سونیا۔ لیکن ڈیڑی آپ کب تک میرے اندر آتے رہیں گے اور مجھے اپنا تان دانا بننے کی کوشش کرتے رہیں گے؟ پیلے میرا چہچہا چھوڑ دیں۔“

بے ہاک سونیا ہر بات اس کے اندر آ کر تھی مل کر کرتا تھا۔ اس لیے وہ بھی اس قدر مستحکم ہو گیا تھا کہ اس کے دماغ کو کوئی دوسرا خیال نہیں جانے والا اور انداز میں ہو سکتا تھا۔ گردنا فونی دانی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئے۔

جبرانی سے سوچنے لگے۔ گردنا نے کہا۔ ”وہ اپنی اس کا دماغ غیر معمولی ہے۔ اس کی باتوں سے معلوم ہوا ہے کہ ماہر سنی جتنی پر عمل کرنا چاہتا ہے گردنا کام رہتا ہے۔“

”فونی نے کہا۔ ”اگر کوئی ملٹی میڈیا جانے والا اس پراز انداز میں ہو سکتا ہے تو اس کا مطلب ہے ہوا کہ کوئی اس کے دماغ کو لاسٹ کی نہیں کر سکے گا۔ ہم جب چاہیں گے اس کے باہر آسانی چاہیں گے اور اس کے خیالات پر چڑھیں گے۔“

”لمک ہے، اب ڈرا سونیا کے اندر چلو۔ شاید ہم اسے تاج دار بنا سکیں گے؟“

وہ اس کے اندر آئے تو وہاں مردانے آواز سن کر فورا ہی تکیا ہو گئے۔ انہوں نے ماسٹر سے کہا اور راست بات نہیں کہی۔ اس کی آواز اور لب دلچسپ کو پہچان نہیں رہے تھے لیکن شعوری درہجہ ہی چل گیا کہ وہ اپنی بیوی کو کھول اور تابع دار بنا رہا ہے۔ اس کے دماغ کو لاک کر بنا جاتا ہے۔

اس نے عمل کے دوران سونیا کے ذہن میں یہ بات نقش کی کہ وہ اپنے چہرہ اپنے بیٹے کے سلسلے میں اپنے شوہر پر شہ نہیں کرے گی۔ یہ یقین نہ رکھے گی کہ بیٹا جہاں بھی ہے۔ ذمہ داری ہے اور باپ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔

اس نے ایک عامل کی حیثیت سے بیوی کو کم دیا کہ وہ اپنے کسی بیٹے سے لٹے کی خواہش نہیں کرے گی۔ اسے صرف یاد کیا ہے۔ یہ سوچے گی کہ اس نے لٹے جانے کی تو ذہن اس کے پیچھے پڑ جائیں گے اور کو نقصان پہنچا نہیں سکتے۔

پھر اس نے اسے علم دیا کہ اس کے ذہن میں ایک پرائیوٹ صف میں کھڑے ہونے کے لیے وہ اپنی ہر کوشش کرے گی۔ اسے اپنے شوہر سے رابطہ کرے گی کہ اس پر کڑی نظر رکھے اور اپنے اپنے ذہن میں غلطی کی پھر اسے اس کے ذہن میں ناقص دیکھا۔

اس نے وہ فون نہر اور خصوص آواز اور لب دلچسپ اس کے ذہن میں نقش کیا پھر اسے وہ تکلف سونے کا حکم دیا۔

اس کے بعد وہاں خاموشی چھا گئی تھی۔ ماسٹر کی کا مطلب میں ہونا چاہیے کہ وہ سونیا کا بیٹا ہے۔ لیکن وہ سونیا کے اندر کوئی اس کا مطلب ہے ہوا کہ کوئی اس کے دماغ کو لاسٹ کی نہیں کر سکے گا۔ ہم جب چاہیں گے اس کے باہر آسانی چاہیں گے اور اس کے خیالات پر چڑھیں گے۔

”لمک ہے، اب ڈرا سونیا کے اندر چلو۔ شاید ہم اسے تاج دار بنا سکیں گے؟“

وہ اس کے اندر آئے تو وہاں مردانے آواز سن کر فورا ہی تکیا ہو گئے۔ انہوں نے ماسٹر سے کہا اور راست بات نہیں کہی۔ اس کی آواز اور لب دلچسپ کو پہچان نہیں رہے تھے لیکن شعوری درہجہ ہی چل گیا کہ وہ اپنی بیوی کو کھول اور تابع دار بنا رہا ہے۔ اس کے دماغ کو لاک کر بنا جاتا ہے۔

اس نے عمل کے دوران سونیا کے ذہن میں یہ بات نقش کی کہ وہ اپنے چہرہ اپنے بیٹے کے سلسلے میں اپنے شوہر پر شہ نہیں کرے گی۔ یہ یقین نہ رکھے گی کہ بیٹا جہاں بھی ہے۔ ذمہ داری ہے اور باپ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔

اس نے ایک عامل کی حیثیت سے بیوی کو کم دیا کہ وہ اپنے کسی بیٹے سے لٹے کی خواہش نہیں کرے گی۔ اسے صرف یاد کیا ہے۔ یہ سوچے گی کہ اس نے لٹے جانے کی تو ذہن اس کے پیچھے پڑ جائیں گے اور کو نقصان پہنچا نہیں سکتے۔

پھر اس نے اسے علم دیا کہ اس کے ذہن میں ایک پرائیوٹ صف میں کھڑے ہونے کے لیے وہ اپنی ہر کوشش کرے گی۔ اسے اپنے شوہر سے رابطہ کرے گی کہ اس پر کڑی نظر رکھے اور اپنے اپنے ذہن میں غلطی کی پھر اسے اس کے ذہن میں ناقص دیکھا۔

اس نے وہ فون نہر اور خصوص آواز اور لب دلچسپ اس کے ذہن میں نقش کیا پھر اسے وہ تکلف سونے کا حکم دیا۔

زیادہ تجربہ کار نہیں ہوگا۔ ہم اسے بھی ٹریپ کر کے اپنا تابعدار بنا سکتے ہیں۔“

”ہاں، ہم ایسے کسی موقع کی تاک میں رہیں گے۔ جب بھی وہ ہماری گرفت میں آئے گا۔ ہم اسے پنازوم کے ذریعے جکڑ لیں گے۔“

وہ دونوں باتیں کرتے رہے پھر دو گھنٹے کے بعد مونیکا کے اندر پہنچے تو وہ تنہی نیند سے بیدار ہو چکی تھی۔ ٹوٹی نے اس کی سوچ میں کہا۔ ”مجھے اپنے رچ مین سے رابطہ کرنا چاہیے۔“

ایسی سوچ پیدا ہوتے ہی اسے یاد آیا کہ ایک نیا نمبر اس کے ذہن میں نقش کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعے وہ رچ مین سے بات کر سکتی ہے۔

ٹوٹی بے اس نمبر کو آڑا مانا چاہتا تھا جو اسے اکابرین کے ذریعے معلوم ہوا تھا۔ اس نے مونیکا کے اندر سوچ پیدا کی۔ ”نئے فون نمبر کو میں پھر کسی وقت ٹرائی کروں گی۔ ابھی پرانے نمبر پر رابطہ کرنا چاہیے۔“

وہ اسی سوچ کے مطابق اپنے موبائل پر نمبر شیخ کرنے لگی۔ رابطہ ہونے پر فون کو کان سے لگایا تو دوسری طرف سے ریکارڈنگ سنائی دے رہی تھی کہ کنی الحال آپ کے مطلوبہ نمبر سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ کچھ دیر بعد دوبارہ ڈائل کریں۔

مونیکا رابطہ ختم کر کے ذہن میں نقش کیے ہوئے اس نئے نمبر کو شیخ کرنے لگی پھر فون کو کان سے لگا کر رابطے کا انتظار کرنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد ہی ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو مونیکا! نیند سے جاگ نہیں؟“

”ہاں، اب شاور لینے جا رہی تھی۔ ویسے میں نے پہلے والے نمبر پر رابطہ کرنا چاہتا لیکن بتا چلا تم نے وہ نمبر بند کیا ہوا ہے۔“

”اس نمبر کو بھول جاؤ۔ میں نے وہ سم پھینک دی ہے۔ یہ نہیں چاہتا کہ دشمن اس نمبر کے ذریعے مجھے پریشان کرتے رہیں۔ یہ نیا نمبر صرف تمہیں یاد رہنا چاہیے۔ بیٹی کو بھی راز دار نہ بتانا۔“

”یہ بات میرے ذہن میں ہے کہ اپنے اہم معاملات میں آئندہ بیٹی کو شریک نہیں کروں گی کیونکہ وہ دشمنوں کے ہاتھوں میں پھیل رہی ہے۔“

”شاباش! اس طرح سوچتی رہو۔ اب شاور لینے جاؤ۔ میں فون بند کر رہا ہوں۔“

ان کا رابطہ ختم ہو گیا۔ وہ الماری سے ایک لباس نکال کر واٹس روم کی طرف جانے لگی۔ کروٹا نے ٹوٹی سے کہا۔ ”برین

ماسٹر پہلے تو جھنجھلا رہا تھا۔ جب دونوں رائگ کال ہو اور اٹلا مجھے ہی الزام دے رہے ہو؟“

ادھر سے رابطہ ختم کر دیا گیا پھر اس کے بعد ہی کروٹا نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا اور آخ تھو کہہ کر سانس روک لی۔

ماسٹر پہلے تو جھنجھلا رہا تھا۔ جب دونوں رائگ کال

کرنے والوں نے اپنی سائنسوں کو دیکھ کر وہ تجھ کو بھی سونپنے کے لیے کہا۔ اب تو مردوں کی ہڈیاں اور پتھر میں اسی طرح کی نلی بنتی ہوئی جی جانتے ہیں؟ یا کوئی ہو سکتے ہیں؟

اس نے جواباً کہا۔ میں نے یہ جی نہیں صرف سوچنے کے ذہن میں نہیں کیا تھا۔ کسی اور کو اب تک نہیں بتایا ہے۔ مگر ان مردوں کو کیسے معلوم ہو گیا؟

وہ یہ بیان دیکھ کر بھی اس کے ایک ہی طرف آتی تھی کہ فرہاد کی آفتاب کی نیا گیمٹ ٹیبل فری ہے۔

فرہاد کے حوالے سے یہ سب باتیں سمجھ سکتی تھی کہ اس کا مکمل ہوا کام رہا ہے۔ جب وہ مل کر رہا تو فرہاد کی آفتاب بھی خاموشی سے وہاں موجود تھی۔ اس نے وہ مخصوص آواز اور بل واپس لیا ہے۔ اب اس کے ذریعے وہ جب جا گا تو سو نیا کے اندر لنگھ جائے گا۔

گو یاد ہوا اب تک وہ ہیں تھا۔ جہاں سے چلا تھا اور اپنی پیڑی کو کھنڈ فرام کر کے نئے نام کا تھا۔

اگر مردوں نے کوئی ہے سے کہا۔ ”اب وہ یہ بیان ہو کر اپنی پیڑی سے رابطہ کرے گا۔ میں اس کے اندر جا رہی ہوں۔“

”میں بھی آ رہی ہوں۔“

وہاں وہ اپنی وقت شمار لے رہی ہے۔ تمہارا جانا مناسب نہیں ہے۔“

وہ دونوں ایک گھڑی کی ہڈی میں ہلنے کے لئے کھڑے کرنا دیاں دیکھ کر سو نیا کے اندر لنگھتی ہی۔ اس نے ردت سے سوچا تھا۔

بائیں اپنی رادف کے اندر آ کر بول رہا تھا۔ ”سو نیا! میں راف میں ہوں۔“

وہ اپنے اندر سوچ کر کہہ کر پتھر میں بیان ہو رہی تھی مگر بولی۔ ”کیا ٹکس ہو دیکھ رہے ہو، میں اس انداز میں ہوں؟ شاور لے رہی ہوں۔ میرے اندر سے جاؤ۔“

”ارے! میں تمہارا شوہر ہوں۔ تم مجھے کیوں شرماس رہی ہو؟“

”مجھے اچھا نہیں لگ رہا ہے تم نے کہا تھا توں کے دوڑے بات کیا کر رہے۔“

”مجھے کیسے آیا ہوں کہ توں کے راپنے پر رخت بھیج رہا ہوں۔ میرے اور راستہ تمہارے اندر آ کر رابطہ کر رہا۔“

اس نے شاور بند کر کے ایک پلاسٹک سے تویے میں اپنے بدن کی چھانچا کر کہا۔ ”کیا کیا آفت آئی ہے توں کے سلسلہ کیوں نہیں دیکھو؟ میرے اندر آتے ہو تو یوں لگتا ہے

بھی کوئی اچھی آگیا ہے میں اندر سے باہر رہ رہ ہوئی ہوں۔“

”سو نیا! آج رہے ہیں خیر خالی کی کہہ دو کہ بدادش کرنا ہوگا۔ وہ ہمارا جانی دشمن کسی بھی وقت تمہارے اندر آسکتا ہے۔ بات کر سکتا ہے۔ شاید اس وقت بھی موجود ہو۔“

گردنے سے گھمراوتے ہوئے کہا۔ ”بیٹو، میں رادف نبر بول رہی ہوں۔“

سو نیا نے ایک دم سے جیج کر کہا۔ ”رہتا میں! یہ میرے اندر کسی عورت کی آواز لگی۔“

”ابڑی سو نیا! ابڑی بک میں بھی سن رہا ہوں اور مجھ رہا ہوں کہ فرہاد کی کوئی نلی بنتی جانتے والی ہو سکتی ہے۔“

اس نے کہا۔ ”بائیں رات میرے رادف نبر رہا ہے۔“

”میرا راف فرہاد کی نلی یا کسی نلی بنتی جانتے والیوں سے نہیں ہے۔“

”مجھے کہیں ان کو کچھ پتہ چل رہی ہو؟“

”کچھ کر دھوگا۔ میرے تو بگے۔“

سو نیا نے یہ بیان ہو کر کہا۔ ”یہ کیسے سوال جواب ہو رہے ہیں؟ میرے اندر کیوں مذاکر عورت ہے ہیں؟ قافہ کا ایک ایسا ہے جاؤ۔“

بائیں نے پوچھا۔ ”مجھے تم نے میرے پرائیویٹ نبر پر رابطہ کیا تھا۔ میں جانتا ہوں اسی نبر پر مجھ سے بات کرو۔ میری رادف بہت یہ بیان ہو رہی ہے۔ میں اسے کی تکلیف شد دیکھا نہیں جانتا۔“

”تو یہ بیان تو کج زبان ہوگا کیونکہ آج رہے میں اس کے اندر آتی ہوں۔“

”آرتم سے کوئی گھنٹہ ہوا تو دیکھی ہو مجھ کو جاؤں گی۔“

”تم مجھ سے دشمنی کیوں کر رہی؟ میں نے تمہارا کیا کیا کرنا ہے؟ چل جاؤ۔ میرے اندر سے چل جاؤ۔“

گردنے سے کہا۔ ”میرے سنے! آرام سے بات کرو ورنہ ایسا ٹولہ پیدار کر دوں گا کہ تمہارا گھر کا گھر۔“

بائیں نے کہا۔ ”بلیز سو نیا! حالات کچھ۔ ہم اس وقت بہت مشکل میں ہیں۔ میرے کام لو اور اندر سے بات کرو۔“

وہ درزنے لگی۔ بائیں نے گردنے سے کہا۔ ”مگر تمہارا راف فرہاد کی نلی سے نہیں ہے تو تمہاں کوں ہو؟ کیونکہ میری فرست میں بیٹنے بھی نلی بنتی جانتے والے ہیں۔ ان میں سے کوئی عورت ایسی نہیں ہے جسے فرہاد کی نلی سے باہر وہ کریش خوالی

”میں کہتا ہوں۔ کیا تم نے میرا نام ہے؟“

وہ اس کا نام نہ کر چک گیا۔ ”اوہ تو بہت ہی پرانی نلی بنتی جانتے والی ہو۔ میری سطومات کے مطابق تم فرہاد کی نلی میں شامل ہو گی؟“

”کیا کوئی نلی نہیں ہے۔ میں وقت اور حالات سے مجھ کو ہر کسی کی نلی میں نہیں فرہاد کی موت کے بعد ان سے مل سکتی ہوں۔“

”ابگ ہونے کی کوئی خاص وجہ ہے؟“

”نلی اور بنیادی وجہ تو یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور میں یہودی ہوں۔ ہم میں ایک نہیں ہو سکتے۔ دردی وجہ ہے کہ میں اسے نلی نہیں جانتے والوں کی ایک ٹیم ہے۔ مگر فرہاد کی نلی کے مطابق سڈا رانی نیا جاتی ہوں۔ اب فرہاد نہیں ہے تو سوچنا کہ تو بھی آؤ گی ہو گی۔ اس کے نلی بنتی جانتے والے فرہاد کے نبر تو اب مجھ سے تو اب تک نہیں کر سکتے۔ ہم ازم کر رہے تو اب تک سے نہیں ہے۔“

”تم نے اچھی کہا ہے کہ نلی بنتی جانتے والوں کی ٹیم بنانا جاتی ہو۔ کیا تم ایسا کر سکتی ہو یا نہیں خوب دیکھ رہی ہو؟“

”میرا نام کر دو۔“

”ابو نلی بنتی جانتے والوں کی ٹیم جو ہے۔“

”ابو ڈاڈا کیا کچھ کہہ رہی ہو؟“

”آج بھی تو اس صبری سہانی کا یقین ہو جائے گا ایک نلی بنتی جانتے والی میں ہوں، دوسرا میرا شوہر توئی ہے ہے۔ یہ بھی یہودی ہے۔“

”اور بائی کون ہیں؟“

”اپنی فصل سے سوچو، وہ دونوں ہو سکتے ہیں؟ میں نے امرنگ نلی بنتی جانتے والوں سے اور تم سے دونوں کو دیکھا ہے۔“

”ابو ڈاڈا! ان کو نام نہرے دونوں کو تم ہم سے چھن کر لے گی ہو؟“

”ہاں، ابھی فرہاد کی نلی سے بہت کچھ بیٹنے والی ہوں۔ اگر تم سے بھی کھتا نہ ہوا تو تم سوچنے میں بھی کچھ سے مجھ سے کیسے کیسے نقصان اٹھاتے رہو گے؟ یہی مثال تمہارے سامنے ہے کہ میں بڑے آرام سے تمہاری پیڑی کے کنارے میں بیٹھی ہوں۔“

”تم مجھ سے کیا پتا چلتی ہو؟“

”مجھے کرتی اپنی موجودہ گزار پر پیش کرنا بھی طرح کچھ لو۔ یہ اس کا میں کون فرمیں ہے کہ تم نے فرہاد کی آفتاب کے مقابلے میں کاہنای کی طرح ہے۔ وہ رات کا کہہ رہی ہیں۔ انجان کی سلاستی کے لیے فرہاد کے آڈ کار میں تھے۔ یہ نہیں گزرتی ہی نہیں کرتے اور جیسے کو مخرم فرمیں لانے کا سلائی کر رہے تھے۔ مجھے خوشی ہے کہ فرہاد تمہارے لئے کام ہو کر گیا ہے۔ لیکن اس کے اندر وہ اپنی طرح ناکام نہیں ہوا ہے۔ تمہاری نئی اس کے جیسے وہ اور اس کا بے باک سونم نا کی گزرتی ہے۔ اس کا تمہارے اہل آتما ہا تا رہتا ہے۔“

”ہاں، مگر فرہاد کی نلی نے اپنی پیڑی اور جوں کی قسم کیا کر کہا ہے، وہ میری نلی کو کسی نقصان نہیں پہنچائے گا۔“

”میں مانتی ہوں، وہ زبان کا وہی ہے۔ جملی کے ذریعے جہیز کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا مگر کوئی دوسرا راستہ ضرور نکالے گا۔ اب تمہاری بی بی کو کیا کہا جائے کہ میں اپنا ٹیم پیڑے کر کے لے لے یہاں لنگھتی ہوں۔“

”میرا بھروسہ یہ ہے کہ تم مجھ سے کیا پتا چلتی ہو؟“

”میرا بھروسہ یہ ہے کہ ابھی موجودہ گزار پر پیش کرنا کھو۔ اب تک تم نے فرہاد کے معاملے میں بری کامی حاصل کر کے تمام اکابر یہاں رہنا بھروسہ دہ رہے ہو۔ مگر دیکھ رہے ہیں کہ ابھی کیسے سے تمہارے سارے کام وہم کو پانی کر سکتی ہوں۔ تمام اکابر یہاں کو فرہاد سے معافی دلانے کے لیے سو نیا پر زور کر رہی ہوں۔ تمہارے بیٹے کو بھی مخرم عام پر آنے کے لیے مجھ کو کر سکتی ہوں۔“

”وہاں کوئی ٹولہ۔“

”مگر چہ کسی حد تک میری پوزیشن کر دو رہے لیکن اتنا بھی کر دینا نہیں ہوں کہ تمہارے سامنے سر جھکا دوں۔ میرا ایک ہی بیٹا اور ایک ہی بیٹی ہے۔ اس کے بعد میں باپ بننے کے قابل نہیں رہا ہوں۔ اس لیے ان دونوں سے میرا تعلق نہیں ہے۔ یہ بھی نہیں چاہوں کہ میں ان میں سے کسی ایک کو بھی نقصان پہنچے۔“

”بے شک، تم نے نصیحت آنے سے پہلے ہی اپنے بیٹے کو ردت سے محفوظ فرما کر کہا ہے۔ اسے کسی خفیہ ہاتھ کا وہ میں بھڑکاتا ہے۔ یہ بیٹا اس کی آواز اور دل و جہیز بول کر اس کی شخصیت میں تبدیلی کر دی ہو گی۔ اس بیٹے میں سے کوئی بھی نلی بنتی جانتے والا اس کے اندر نہیں لنگھ سکتا۔ شاید اسے خلاقی بھی دیکھ سکے۔“

”اس طرح تم کبھی نہیں ہو کہ میں نے خود کو اور اپنے بیٹے کو ہر طرح محفوظ کر لیا ہے۔ ہم باپ بننے کو بھی نہیں نقصان پہنچا سکتے۔“

”میں سوچتا ہوں۔“

”میں سوچتا ہوں۔“

کہیں سے بھر ساری دنیا کو پتا چل جائے گا کہ اس کی بیوی اور بیٹی کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے؟ اسٹارکس قدر مجبور ہو گیا ہے۔ ہمارے خلاف کوئی کارروائی کرنے کے قابل نہیں رہا ہے۔

دو تاج سہرا میں لاکر بولا۔ "ہوں، اس طرح میں اس پر برتری حاصل ہو سکے گی۔ وہ فریاد اور پین کی نظروں میں کتر ہو گا۔"

"ہاں، ابھی اس کی بیوی کو دائمی تکلیف میں مبتلا کرتی ہوں۔"

نیلے جینوں کی دنیا میں عجیب فریب نماٹھے ہوتے رہتے ہیں۔ اس وقت کی ناقصا ہو رہا تھا۔ گردنے سے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا تھا لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ دونوں حیران ہو گئے۔ دوسری بار زلزلہ پیدا کرنا چاہتا ہے بھی ناکامی ہوئی۔

دو سرخ نعلی دیکھے تو اس کا دماغ خود بخود لاک ہو جاتا ہے۔

گردنا اور ٹونی نے نہیں جانتے تھے کہ آواز اور لب دلچے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا گیا ہے۔ وہ دونوں باہر طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر اٹھے۔ گردنا نے کہا۔ "تم بہت کمزور لاکوٹا ہے باک کا لے لینے کی طرف راستہ کارن رہا ہے۔ ہمیں بائیں کے متالے میں کرزور بنا رہا ہے۔"

"ہاں، اب ایک مونیہ رہ گئی ہے۔ ہم اس کے ذریعے بائیں طرف چلا سکتے ہیں۔ بہر حال ہمیں نہیں ہونا چاہیے۔ ہم ایک سطل سے کوئی کارڈوڈو سٹو استعمال کریں گے۔ اس کے ذریعے ہمیں کئی اوصالی کمزوری کی دوا لاک میں لگے۔ جب وہ دائمی طور پر کرزور ہو جائے تو ہم دوبارہ اس کے دماغ کو لاک نہیں ہونے دیں گے۔"

"ہمیں یہی کرنا ہوگا۔ چلو اب ہم مونیہ کے پاس چلتے ہیں۔"

"دوہاں ہانے سے پہلے یہ سوچ لو کہ بائیں اس کے دماغ پر قبضہ جاسکتا ہے۔ ہمیں عارضی طور پر ناکام ماننا ہے۔"

"کوئی ضروری نہیں کہ اس وقت وہ اپنی بیوی کے اندر موجود ہو۔"

"پہلے ہمیں بات گوارا بھی طرح سمجھو۔ اگر ابھی موجود نہیں ہوگا تو ہم سب سے پہلے مونیہ کے دماغ پر قبضہ جگا کر اس کی بیٹی کے دماغ کو کرزور کر لیں گے۔ مونیہ کو کرزور ڈالنے میں جگا کر کے بائیں طرف چلا سکتے ہیں۔"

"وہ ہاتھ لگ کر ہوئی۔ یہ تم بہت اچھا مشورہ دے رہے ہو۔"

"ہاں، ابھی اس کی بیوی کو پتا چل جائے گا کہ اس کی بیوی اور بیٹی کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے؟ اسٹارکس قدر مجبور ہو گیا ہے۔ ہمارے خلاف کوئی کارروائی کرنے کے قابل نہیں رہا ہے۔"

دو تاج سہرا میں لاکر بولا۔ "ہوں، اس طرح میں اس پر برتری حاصل ہو سکے گی۔ وہ فریاد اور پین کی نظروں میں کتر ہو گا۔"

"ہاں، ابھی اس کی بیوی کو دائمی تکلیف میں مبتلا کرتی ہوں۔"

نیلے جینوں کی دنیا میں عجیب فریب نماٹھے ہوتے رہتے ہیں۔ اس وقت کی ناقصا ہو رہا تھا۔ گردنے سے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا تھا لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ دونوں حیران ہو گئے۔ دوسری بار زلزلہ پیدا کرنا چاہتا ہے بھی ناکامی ہوئی۔

انہا نے پریشان ہو کر پوچھا۔ "دیکھو کیا ہو رہا ہے؟ ایسا لگ رہا ہے جیسے سر پر کوئی بو ہو رہا ہو۔ دماغ کو لگا جاسکتا تھے والا ہے۔ گردنا کھنگلی رہا۔"

"ٹونی بے پناہ ہے۔" ہوں، اب ہمیں بات کرنا ہے۔"

گردنا نے کہا۔ "کیا تمہیں شکر ہے؟"

"یہی کہ ہے باک میں بھیجا ہوا ہے۔ اس نے اس کے دماغ پر پوری قوت سے قبضہ جگا رکھا ہے۔"

"ہاں، ابھی بات ہے۔ اپنی تمہو کو پچانے کے لیے عاشق آپ بچا ہے۔"

"بے باک ہے کہا۔" تم اپنے عاشق کے ساتھ یہاں سے مدد چاہو اور تاجر ہوگا۔"

گردنا نے پوچھا۔ "تم کب تک یہاں قبضہ جانا سے رکو گے؟ ہم کب وقت بھی آ کر اس کے دماغ میں اپنے جھنڈے گاڑ دیں گے۔"

"اس نے جتنے ہونے کہا۔" آج وہ جہیں جگہ میں لے گیا۔ تمہاری خیال خوانی کی لہریں دھکے لگا کر یہاں سے نکل جائیں گی۔"

"تم جتنی خوشی مل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کر دو گے؟"

"اس کی ضرورت نہیں ہوگی۔ میں پہلے ہی مل کر چکا ہوں۔ لانا اسٹارکس کو۔"

"یہ کہہ کر اس نے اپنا کونٹھ لیا۔ "ابا! ہمیں کیا جان! میرے حکم کے مطابق تصور کی لاک سے سرخ نعلی کو سمجھو۔"

دوسرے ہی سے اس نے ایک سرخ نعلی کو دیکھا پھر بے باک کے سطل کے ساتھ اس کا دماغ لاک ہو گیا۔ صرف گردنا اور ٹونی ہی کی ہی تھیں۔ بے باک کی بھی سوچ کی لہریں اس کے دماغ سے باہر نکل گئیں۔

بے باک نے اس کے دماغ کو ڈھکڑھک سے لاک کیا تھا۔ ایک تو مخصوص آواز اور لب دلچاس کے ذہن میں نعلی کی تھا۔ دوسری بے باک کی نئی کہ جگہ کی حالات میں جب

دوہاں ہانے سے پہلے یہ سوچ لو کہ بائیں اس کے دماغ پر قبضہ جاسکتا ہے۔ ہمیں عارضی طور پر ناکام ماننا ہے۔"

"کوئی ضروری نہیں کہ اس وقت وہ اپنی بیوی کے اندر موجود ہو۔"

"پہلے ہمیں بات گوارا بھی طرح سمجھو۔ اگر ابھی موجود نہیں ہوگا تو ہم سب سے پہلے مونیہ کے دماغ پر قبضہ جگا کر اس کی بیٹی کے دماغ کو کرزور کر لیں گے۔ مونیہ کو کرزور ڈالنے میں جگا کر کے بائیں طرف چلا سکتے ہیں۔"

"وہ ہاتھ لگ کر ہوئی۔ یہ تم بہت اچھا مشورہ دے رہے ہو۔"

دوہاں ہانے سے پہلے یہ سوچ لو کہ بائیں اس کے دماغ پر قبضہ جاسکتا ہے۔ ہمیں عارضی طور پر ناکام ماننا ہے۔"

"کوئی ضروری نہیں کہ اس وقت وہ اپنی بیوی کے اندر موجود ہو۔"

"پہلے ہمیں بات گوارا بھی طرح سمجھو۔ اگر ابھی موجود نہیں ہوگا تو ہم سب سے پہلے مونیہ کے دماغ پر قبضہ جگا کر اس کی بیٹی کے دماغ کو کرزور کر لیں گے۔ مونیہ کو کرزور ڈالنے میں جگا کر کے بائیں طرف چلا سکتے ہیں۔"

"وہ ہاتھ لگ کر ہوئی۔ یہ تم بہت اچھا مشورہ دے رہے ہو۔"

دوہاں ہانے سے پہلے یہ سوچ لو کہ بائیں اس کے دماغ پر قبضہ جاسکتا ہے۔ ہمیں عارضی طور پر ناکام ماننا ہے۔"

"کوئی ضروری نہیں کہ اس وقت وہ اپنی بیوی کے اندر موجود ہو۔"

"پہلے ہمیں بات گوارا بھی طرح سمجھو۔ اگر ابھی موجود نہیں ہوگا تو ہم سب سے پہلے مونیہ کے دماغ پر قبضہ جگا کر اس کی بیٹی کے دماغ کو کرزور کر لیں گے۔ مونیہ کو کرزور ڈالنے میں جگا کر کے بائیں طرف چلا سکتے ہیں۔"

"وہ ہاتھ لگ کر ہوئی۔ یہ تم بہت اچھا مشورہ دے رہے ہو۔"

دوہاں ہانے سے پہلے یہ سوچ لو کہ بائیں اس کے دماغ پر قبضہ جاسکتا ہے۔ ہمیں عارضی طور پر ناکام ماننا ہے۔"

"کوئی ضروری نہیں کہ اس وقت وہ اپنی بیوی کے اندر موجود ہو۔"

"پہلے ہمیں بات گوارا بھی طرح سمجھو۔ اگر ابھی موجود نہیں ہوگا تو ہم سب سے پہلے مونیہ کے دماغ پر قبضہ جگا کر اس کی بیٹی کے دماغ کو کرزور کر لیں گے۔ مونیہ کو کرزور ڈالنے میں جگا کر کے بائیں طرف چلا سکتے ہیں۔"

"وہ ہاتھ لگ کر ہوئی۔ یہ تم بہت اچھا مشورہ دے رہے ہو۔"

دوہاں ہانے سے پہلے یہ سوچ لو کہ بائیں اس کے دماغ پر قبضہ جاسکتا ہے۔ ہمیں عارضی طور پر ناکام ماننا ہے۔"

"کوئی ضروری نہیں کہ اس وقت وہ اپنی بیوی کے اندر موجود ہو۔"

"پہلے ہمیں بات گوارا بھی طرح سمجھو۔ اگر ابھی موجود نہیں ہوگا تو ہم سب سے پہلے مونیہ کے دماغ پر قبضہ جگا کر اس کی بیٹی کے دماغ کو کرزور کر لیں گے۔ مونیہ کو کرزور ڈالنے میں جگا کر کے بائیں طرف چلا سکتے ہیں۔"

"وہ ہاتھ لگ کر ہوئی۔ یہ تم بہت اچھا مشورہ دے رہے ہو۔"

دوہاں ہانے سے پہلے یہ سوچ لو کہ بائیں اس کے دماغ پر قبضہ جاسکتا ہے۔ ہمیں عارضی طور پر ناکام ماننا ہے۔"

"کوئی ضروری نہیں کہ اس وقت وہ اپنی بیوی کے اندر موجود ہو۔"

"پہلے ہمیں بات گوارا بھی طرح سمجھو۔ اگر ابھی موجود نہیں ہوگا تو ہم سب سے پہلے مونیہ کے دماغ پر قبضہ جگا کر اس کی بیٹی کے دماغ کو کرزور کر لیں گے۔ مونیہ کو کرزور ڈالنے میں جگا کر کے بائیں طرف چلا سکتے ہیں۔"

"وہ ہاتھ لگ کر ہوئی۔ یہ تم بہت اچھا مشورہ دے رہے ہو۔"

دوہاں ہانے سے پہلے یہ سوچ لو کہ بائیں اس کے دماغ پر قبضہ جاسکتا ہے۔ ہمیں عارضی طور پر ناکام ماننا ہے۔"

"کوئی ضروری نہیں کہ اس وقت وہ اپنی بیوی کے اندر موجود ہو۔"

"پہلے ہمیں بات گوارا بھی طرح سمجھو۔ اگر ابھی موجود نہیں ہوگا تو ہم سب سے پہلے مونیہ کے دماغ پر قبضہ جگا کر اس کی بیٹی کے دماغ کو کرزور کر لیں گے۔ مونیہ کو کرزور ڈالنے میں جگا کر کے بائیں طرف چلا سکتے ہیں۔"

"وہ ہاتھ لگ کر ہوئی۔ یہ تم بہت اچھا مشورہ دے رہے ہو۔"

فوتی نے کہا۔ "مسٹر بے باک تم ہمارے راستے کی دیواریں اٹھا چکے ہو۔"

"تمہارے لیے نہ سنبھالا اپنے لیے تو اچھا کر جاہوں" مسٹر نے سوچنے سے کہا۔ "اے میرے ساتھیوں! وہ سراسر ایک نہیں کیا ہے؟ میں تب تک تمہاری رکھوالی کروں؟"

مسٹر نے کہا۔ "میں یہاں موجود ہوں۔ تم ذرا تیز سے بات کیا کرو۔"

بے باک نے کہا۔ "میں پوچھ رہی ہوں یہ جگہ کس قسم کی ہے۔ دنیا کے کسی بھی ملک میں جا کر معلوم کرو۔ یہی ہے ہمارا کسرا اور ان کو ساتھیوں کہتے ہیں۔"

اس نے نو گادری سے کہا۔ "اچھا کون سا نکرہ۔ جاؤ یہاں سے۔ میں اس سے نمٹ لوں گا۔"

پھر اس نے گڑبڑ سے کہا۔ "تم کچھ زیادہ ہی جھکی رہی ہو۔ یہ بات بھی طرح جتنی ہو کر حالات نے اب تک مجھے اپنی جیسی پر عمل کرنا سکھایا ہے۔ میں نے اس کے دماغ کو لاک نہیں کیا ہے۔ اس لیے تم اس کو زوری سے قائم رکھنا چاہتی ہو؟"

"ابھی کسی اور سی ہور ہے تو کوئی بات نہیں۔ آج نہیں تو کل قائم ہو گا۔ تم کوئی نہیں دوسری کا کپڑا پہنی ہو گی۔ دماغ کو لاک نہیں کیا ہے۔ اس لیے زیادہ تر لوگ جاننے والے ہیں اور جلد باری باری اس کے اندر موجود ہیں گے۔"

فوتی نے کہا۔ "اور اگر تم نے کسی بھی طرح اس کے دماغ کو لاک کر رکھی لیا تو تمہارے لیے زیادہ فائدہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ لوگ اس بات کا تصور نہیں اور ہم یہاں سے زیادہ دور نکلیں ہیں۔ ابھی طرح سوچنے پر وہ کوئی اور کار کھینچے ہیں؟"

بے باک، ہماری مشکلات اور پریشانیوں بڑھ رہی ہیں لیکن میں بھی حوصلہ ہارنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ میرے لیے یہ بات اطمینان بخش ہے کہ اپنے بیٹے کے ساتھ پوری طرح محفوظ ہوں۔ میری بیٹی کو لڑکا ہونے کا کچھ فرقہ نہیں کر رہا ہے۔ مجھ پر حذر کرنے کے لیے صرف ایک سوچنا ہے۔ تمہارے سامنے ہے، میری پوری کوشش ہو گی کہ تم کس سے کوئی بھی میری پوری مدد نہ کرنا چاہتے ہو۔"

کوئی جواب نہ ملا۔ یہ بات مجھ سے آگے کی کہ وہ دونوں وہاں سے جا چکے ہیں۔ مسٹر نے ذرا ہی خیال خواتی کے ذریعے باہر کو طلب کیا پھر اسے حکم دیا کہ میری رانک سے اندر موجود رکھے اور دونوں اسے نقصان پہنچانا نہ دے۔ میں یہاں ہوں۔ جب بھی وہ اندر کا رخ کریں تو تم سوچنا کی حفاظت کرو گے اور مجھے بلاؤ گے۔"

دو دہائیوں پر حاضر ہو کر دروازہ روٹی کے متعلق حصے سے سوچنے لگا۔ "انگریز بیٹھے رہتا تھا کہ وہ دونوں کی دقت بھی متوقع ہے اس کے اندر لڑائی کو رول کر لیا کر سکتے تھے۔ اسے وہی مریض ہونا سکتے تھے۔ اس کے بعد وہ بے باک یا جتنے بھی ملٹی جتنی جانتے والے سوچنے کے دماغ پر فائدہ جانا چاہتے تو کام چرتے کیونکہ وہ اپنی مریض میں جکی ہوئی ذہن کو لاک کر زور دے گا کہ کوئی اور اسے خود کی بات سے متاثر ہوئی اور دوسری طرف ذہن اسے متاثر کرتے رہے۔"

ایسے ہی دقت آؤ ڈی میں نے فون پر رابطہ کیا۔ اس مگرین پر اس کے کمر پر بڑے ڈاکٹر کی دم سے چونک کر سوچنے لگا کہ وہ کوا! اس میں کون کون کیوں بھول رہا ہوں؟ وہ چیخا اور دن سے واپس آنے کے بعد لوٹن پہنچا ہوا ہے اور فون کی باتوں سے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ وہ دونوں بھی لندن میں ہیں۔"

وہ آؤ ڈی میں نے اندر جا کر بولا۔ "تم نے تمہارا اچھا کیا، اور لندن چلے آئے۔ میں تمہارا بھرا بھرا دوست اور ایک مرد کی آواز بول رہا ہوں۔ اسے ذہن نہیں کرو، یہ یاد رکھیں کہ میں لندن میں نہیں کسی بھی سٹائیڈی میں۔"

"مجھے دونوں کی آواز میں سنا میں۔"

مسٹر نے چلنے والی آواز اور بول دیکھی کہ نقل کی۔ اس کے اندر اس طرف سے بولنے لگا۔ آؤ ڈی میں نے کہا۔ "میں اس کا کافی ہے۔ یہ آواز اور بول، لہجہ میرے اندر نقل ہو چکا ہے۔"

پھر اس نے گویا کہ تو آواز اور بول دیکھی کہ نقل کی۔ دو چار بار اس کی طرف بولا پھر گردن کا بول لہجہ میری اس کے ذہن میں نقل ہو گیا۔

اس نے یہ چھما۔ "اس وقت تم ہو کہاں؟"

بھی آواز سنانی نہ دے تو باج کو میٹر دور جا کر پھر اچھے باج کو میٹر دور تک کی آواز میں سنو اور اس باج کو میٹر دور تک کا فاصلہ طے کرتے رہتے چھوٹے ہونے سے پہلے ہی ان کی آواز میں ضرور سنو گے۔"

وہ اس کے حکم کی تعمیل کرنے لگا، باہر باج خیال خواتی کے ذریعے سوچنے کے اندر جو تھا۔ وہ بے چینی محسوس کرتے ہوئے بولی۔ "کیا تم میرے اندر موجود ہو؟"

اس نے کہا۔ "میں نہیں لیکن اب میں تم سے۔"

"کیا تمہیں ہے تم میرے خیالات بڑھ رہے ہو گے اور تم انہیں میرے اندر کی کسی بھی بات میں معلوم کر رہے ہو گے؟"

"میں تم کو کما کر کہتا ہوں کہ آپ کے خیالات نہیں بڑھ سکتے ہوں۔ میں اس کا کلام ہوں، انہوں نے تمہیں کتنے سے سب کچھ کہا ہے۔ میں ان کے حکم کو مان لی نہیں سکتا۔ آپ میری طرف سے مطمئن رہیں۔"

بے باک کی آواز سنانی دی۔ "ساتھ ساتھ! اپروں غیروں کو اپنے اندر بلانے کی کیا ضرورت ہے میں جو تمہارا ہونے والا داماد ہوں، دونوں بات یہاں گھمائی کروں گا تو انعام نہیں تمہاری بیٹی نہیں کی۔"

"کو اس سے مت کرو۔ میں کسی بھی کالے کو اپنا داماد نہیں بناؤں گی۔ تم جسے تو کہہ رہے ہو وہی نہیں سکتا۔"

"یوں نہیں ہو سکتا؟"

"اس لیے کہ تم فرماؤ کہ من بولے بیٹے ہو۔ وہ میرے شوہر کا جانی دشمن ہے۔ میرے بیٹے کو بھی نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔"

"میرا درد ساتھیوں! میرے پاپا نے تو تمہارے بیٹے کا مقابلہ کر رہے ہیں، منہ شائے نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس کے برعکس تم قسب کی حفاظت کر رہے ہیں اور میرے ذریعے کہہ رہے ہیں۔ انہیں ابھی کسی احسان فراموش خاندان کا دادا بننے والا ہوں۔"

نہیں آتی۔ جب دیکھو مجھے درد کی قسم کی طرح نکالنے رہے ہیں۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "میں تو تمہیں دل سے نہیں کھاتی اور ذہنی کٹانوں کی۔ کسی اب کی کو پریشان نہ کرنا۔ کیا میرے پاس آ رہے ہو؟"

"تمہارا اندر آؤں گا تو دشمنوں کو بھی آنے کا موقع ملے گا۔ اس لیے میں تم سے بھرپور فون پر رابطہ کروں گا۔ نگہ ناخست۔"

دوسری طرف کرنا اور ٹوٹی دھتے سے سوچنے کے اندر جا رہے تھے اور یہ معلوم کر رہے تھے کہ اس کے اندر تم کو کچھ ہوا ہے اور بے باک کی آواز جاتا رہا ہے۔

گردن نے کہا۔ "کیا مشکل ہے۔ وہ دعوت کر بھی لیا ہے کہ اندر نہیں جا رہا ہے۔ یہ سمجھ رہا ہے کہ اس کے اندر کچھ کاتو ہمیں کسی رابطہ عمل ہا ہے۔"

"وہ سب ہی تمہارا ہو گئے ہیں۔ ذرا میرے کام لینا چاہیے۔ ذرا دقت ہو گیا ہے۔ ہم آرام سے کہا میں گھر ایک کھینچے کے بومرنگ کی خبر میں گے۔"

وہ بات کر رہے تھے۔ ایسے ہی وقت آؤ ڈی میں خوشی سے اچھل پڑا۔ اس نے فون کے ذریعے مسٹر کو طلب کرنے سے پہلے کہا۔ "ذرا میرے اندر آ جا۔"

وہ اس کے اندر پہنچا۔ تو وہ اپنی غیر معمولی قوت سماعت کے ذریعے کرنا اور ٹوٹی کی بے باک میں سن رہا تھا۔ مسٹر آؤ ڈی میں نے اندر کتنے سے صاف طور پر ان دونوں کی بات سنانی اور سہی میں۔"

اس نے یہ چھما۔ "کیا تمہیں ہے کہ وہ دونوں میں سے کتنے کا قتلے پر ہوں گے؟"

"ہیک انڈا لے سے تمہا سکا ہوں کہ دو ذہنی کو میٹر کے ساتھ بیٹے کے ساتھ بیٹے کے ساتھ۔"

کیا تمہارا دست اندازہ لگائے ہو؟"

اس نے کہا۔ "میں اس کی طرف سے ہوں۔"

اس نے کہا۔ "میں اس کی طرف سے ہوں۔"

اس نے کہا۔ "میں اس کی طرف سے ہوں۔"

اس نے کہا۔ "میں اس کی طرف سے ہوں۔"

اس نے کہا۔ "میں اس کی طرف سے ہوں۔"

اس نے کہا۔ "میں اس کی طرف سے ہوں۔"

اس نے کہا۔ "میں اس کی طرف سے ہوں۔"

اس نے کہا۔ "میں اس کی طرف سے ہوں۔"

اس نے کہا۔ "میں اس کی طرف سے ہوں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

تھی اور وہ چڑیل کر دنا میرے لیے چیلنج بن گئی تھی۔ اب میں اس کے کس بندڑھیلے کر سکوں گا۔“

اس نے آؤڈی مین سے کہا۔ ”تم یہاں کیوں رُک گئے ہو؟ جب آواز اسی ہوئی سے آ رہی ہے تو تمہیں اندر جانا چاہیے؟“

”میں کھلی فضا میں رہ کر آوازیں سن رہا ہوں۔ یہ یقین کرنا چاہتا ہوں کہ وہ آوازیں کھلی فضا سے نہیں ہوئی کے اندر سے آ رہی ہیں۔“

”یہ تم ہوئی کے اندر پہنچ کر بھی معلوم کر سکتے ہو۔ فوراً یہاں سے آگے بڑھو۔ میں نہیں چاہتا کہ تم دشمنوں کے قریب پہنچتے پہنچتے کسی بھی وجہ سے دوہر جاؤ۔“

اس نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ کار کو اشارت کر کے آگے بڑھایا اور تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا ہوئی کے احاطے میں پہنچ گیا۔ پارکنگ ایریا میں آ کر ایک طرف کار روک دی۔ اس نے اپنے ذہن اور قوتِ سماعت کو کر دنا اور ٹوٹی بے پرمر کوڑ رکھا تھا۔

ابھی خاموشی تھی۔ ان دونوں میں سے کسی کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ ماسٹر کی بے چینی بڑھ رہی تھی۔ اس نے کہا۔ ”یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ چلو باہر نکلو، وزیٹر لابی میں جاؤ۔“

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ وزیٹر لابی میں آیا تو کر دنا کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ میں کھانے کے ساتھ سیون اپ لینا چاہتی ہوں، تم کیا لو گے؟

ٹوٹی نے کہا۔ ”میں بھی سیون اپ ہی پیوں گا۔“

پھر اس نے ویر سے کہا۔ ”سیون اپ کی ایک لیٹر کی بوتل لے آؤ۔“

پھر خاموشی چھا گئی۔ ان کی آوازیں سنتے ہی آؤڈی مین سر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھ رہا تھا پھر تیزی سے چلتا ہوا زینے سے چڑھتا ہوا اوپر جانے لگا۔ ماسٹر نے پوچھا۔ ”لفٹ استعمال کیوں نہیں کی؟“

”ہو سکتا ہے میں لفٹ کے ذریعے بہت اوپر والے فلور پر پہنچ جاؤں۔ ایک ایک فلور اوپر چڑھوں گا تو درست اندازہ ہو سکے گا کہ وہ کس فلور پر ہیں؟“

وہ تامل ہو کر بولا۔ ”رائٹ پو آؤ... آرام سے اوپر چڑھتے رہو۔ ابھی ان کی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے۔ وہ کم بجت پھر سے خاموش ہو گئے ہیں۔“

وہ آہستہ آہستہ چڑھتا ہوا تیسرے فلور پر پہنچا۔ ایسے وقت ٹوٹی کی آواز سنائی دی۔ ”فیٹس کزی لوگی یا فرائیٹس پنڈ

کرنے لگیں گے۔“

”ان کی باتوں سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ انہوں نے کسی ہوئی میں قیام کیا ہوا ہے۔“

”جی ہاں، وہ کسی ہوئی میں ہی ہیں۔ میں نے کار کی رفتار سست کر لی ہے۔ مجھے کئی راستوں پر کبھی دائیں کبھی بائیں مڑنا ہوتا ہے۔ اسی طرح سمت بھی بدل رہی ہے۔ آہندہ ان کی آواز سنائی دے گی تو صحیح سمت کا اندازہ کر کے تیزی سے آگے بڑھوں گا۔“

ماسٹر اس کے اندر موجود رہا۔ بے چینی اتنے انتظار کرنے لگا، ایسے وقت انتظار کی ہر گھڑی بھاری لگتی ہے۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد کر دنا کی آواز سنائی دی۔ ”میں تو فریش ہو گئی ہوں۔ کیا تم وائش روم جاؤ گے؟“

ٹوٹی کی آواز سنائی دی۔ ”ہاں، میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ ابھی منہ ہاتھ دھو کر دس منٹ میں آتا ہوں۔“

آؤڈی مین ان کی آوازیں سنتے ہی ان کی سمت کار کو دوڑانے لگا۔ پہلے بھی وہ صحیح راستے پر تھا۔ اس طرح اس نے ڈیڑھ کلومیٹر کا فاصلہ طے کر لیا تھا۔ اب صرف ایک کلومیٹر کے فاصلے سے ان کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ اس کے بعد خاموشی چھا گئی تھی۔

ماسٹر کی بے چینی بڑھ گئی۔ اس نے کہا۔ ”کار کو یہیں روک لو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی دوسری سمت نکل جاؤ۔ ابھی پھر آوازیں سنائی دیں گی۔ اس کے بعد ہی آگے بڑھنا۔“

اس کی بات تم ہوتے ہی کر دنا کی گنگناہٹ سنائی دی۔ اس کے پاس چار ٹیبلٹ تھیں جانے والوں کی قوت تھی اور اب وہ ماسٹر کو پریشانیوں میں مبتلا کر رہی تھی۔ اس نے اپنی بیوی کے دماغ میں بھی ایک پہرے دار کو بٹھا دیا تھا۔ اس سے ظاہر تھا کہ ماسٹر کا سیون برباد ہو رہا تھا۔ وہ بہت خوش تھی۔ مستی میں گنگنا رہی تھی۔

یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کی مستی بھری گنگناہٹ اس کے بہت بڑے دشمن کو اس کے قریب پہنچا رہی ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد گنگناہٹ بند ہو گئی۔ آؤڈی مین نے کار روک کر جرانی سے کہا۔ ”ہاس! میں اس ہوئی کے سامنے ہوں۔ جہاں میرا قیام ہے اور یہیں سے ابھی اس کی آواز سنائی دے رہی تھی۔“

”بھینکس گاڈ! تقدیر میرا ساتھ دے رہی ہے۔ تھوڑی دیر پہلے میں کس قدر ذہنی اُجھن میں مبتلا تھا۔ تمام دشمنوں سے خود کو اور اپنی فیملی کو محفوظ رکھنے کے بعد صرف موزیکا کی فکر

آؤڈی میں نے فوراً ہی سراٹھا کر اوپر کی طرف دیکھا
بھرتی سے ڈرنے کے ذریعے جو تھوڑی طرف جانے
لا کر نہ ہر گھبرائی کسی کے گھٹے قفس بہت ہی پختہ ہے۔ میں
کڑی جھلکیوں کی اور فریانی کی۔
اس نے کہا۔ ”تمہاری غلطی مجب ہے۔ تم سارے
یہ جسے لکھی ہو اور سارے ہی دشمنوں کو زہر کر دینا چاہتی
ہو۔“

”یہ تو ہم اب دیکھو گے کہ میں کس طرح ایک کے بعد
ایک کو اتارنے پر آمرا لائی ہووں گی۔ سب ہی تم سخت ماسٹر
کے کانٹے کی طرح قفل میں ایک کیا ہے۔ اس کے نلوں۔
مجھ کو ہمارا کچھ نہیں بھاری دھاک بیٹھ جانے کی۔“
آؤڈی میں نے پھر بھی قلم کی ایک کسر کے سامنے
آ کر ڈک کیا بگر بولا۔ ”ہاں وہ دونوں اسی کسرے میں
ہیں۔“

”تمہارا حق نہ بہت بڑا کام کیا ہے۔ ہاں اپنا
ریورٹ لکھ لو تو دل بٹل جا بن جائیگا۔“
اس نے آٹھیں چماڑ کر کال بٹل جا بن دیا پھر ماسٹر
کہے۔ ”یہ تو حکمرانوں دونوں کو ایک ذرا کھینکے کا موع نہ دینا۔
دیکھیں تمہارے ہوں اندر ہی ہوں بالکل راسٹ رہا۔“
اندر سے مٹی سے نے پوچھا۔ ”وہ دوسرے؟“
آؤڈی میں نے کہا۔ ”دوم سروں۔ آپ سے بیوں
اب کا آؤڈی ہوا تھا۔“

اس نے روزانہ کھولا تو آؤڈی میں نے اسی لمحے سے
ایک دور کی ایک تاری۔ دروازہ لونی کے منہ پر لگا ہوا کھلا
چلا گیا۔ دوا لٹکا کر بیٹھے کیا۔ آؤڈی میں نے اس کی ٹانگ
پر کولی ماری، اس کے قفل سے ایک چنگھل دھکی لٹکا کر ہوا
فرش پر گرا۔ اندر گردنا آٹھیل کر کھڑی ہوئی۔ چھانک چلا کر
اپنے پلنگے ایک طرف دیں وہاں یورٹور لگنا چاہتی تھی اس
سے پلنگے سے ایک کولی اس کے بازو اس آ کر گئی۔ اس نے چیخ
رات سے دنگی بازو کھڑا تھا۔

آؤڈی میں نے ایک لٹھی مٹی چٹائی نہیں کی۔ فوراپلٹ کر
کسرے سے قفل کر دوڑنا ہوا اور مٹی ایکٹ کے دو دروازے
تک پہنچا۔ وہ زینہ چٹائی حالت میں استعمال کے لیے تھے۔
دو پارٹیاں تک کی آؤڈی درون تک مٹی والی۔ ہماگ دوڑ مروا
ہو گئی تھی۔ سیکیورٹی گارڈز عام زینے اور لفٹ کے ذریعے
اوپر آ رہے تھے۔ اس وقت تک وہ بیچے اپنی کار میں بیٹھ کر
وہاں سے قفل کیا تھا۔

گردنا اور لونی فرش پر لڑتی پڑے ہوئے تھے۔ کولیاں
ایک کی ہنگ اور دوسرے کے بازو گڑھی کر کے گڑھی
تھیں۔ تکلیف تو ہوسر ہی تھیں ان دو بہت سے واقعے کو
بھلا دیا تھا ماسٹر یاسو ناگے کی لٹھی جتنی جتنی کھانے کے
اندروں چلے ہیں۔ اب ان کا فرد اور خرابی کا خواب خاک
میں ڈالنے والے ہیں۔ چھوٹے ہوئے قلم سے یہ کئی تہ کی
ہوا کھتی ہے اور اس کے مجھے زیادہ ہی جھلایا جاتا تو وہ
بہت جاتا ہے۔ وہ دونوں ایک ہی پھرتے ہوئے تھے۔

ماسٹر نے انہیں مخاطب نہیں کیا تھا۔ خاموشی سے ان
دونوں کے خیالات پر غور ہوا تھا۔ ان کے موجودہ حالات کے
مطابق جب تک جہت معلوم کر رہا تھا۔ سب سے اہم معلومات تو یہ
تھی کہ ان دوامریکی لٹھی جتنی جتنی جاتے والوں کو کہاں چپا کر
رکھا گیا ہے۔

ماسٹر کو اب سے پہلے اپنی پروی کا بھی کامی نہیں ہونے
تھی۔ ایک ہی جگہ میں چار لٹھی تھیں جاتے والے اس کے
زیر آئے والے تھے۔ وہ سب کو ہی اپنا جانا دے والے اس کے
والا تھا۔ اس وقت سیکیورٹی گارڈز اور پورے کورس میں
گئی تھی۔ ان دونوں سے پوچھو کہ ہوسر ہی کی کہ وہ کون
ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ ان پر حوکر لے دو والا کون تھا؟
وہ اپنے موجود پناہوں اور خوشی کارڈز کے مطابق
جواب دے رہے تھے۔ یہ بات بھی منہ سے نکال کر
کھے کہ قفل کھلی جاتے ہیں اور لٹھی جتنی جاتے والوں
ہی ان سے ڈھکی کی ہے۔ ان دونوں نے یہ بیان دیا کہ ان
سے ایک چھوٹے سے ایک میں چھاس چار ڈاکٹر کی چھری
رکھی ہوئی تھی۔ دو کولی ڈاکر تھا، چالی دن تک تھا۔ انہیں ڈاکٹر
کر کے وہاں پہنچائی گیا ہے۔

ان کے ذہن کھر سے نہیں تھے فوراً ہی امداد پہنچائی گئی۔
سرم بہی ہو چکی تھی۔ قاتلوں کے محافظ اور ہنگ والے اس
فریض اور اکر کے وہاں سے چلے گئے تھے۔ گردنا پورے قفل ہوئی
تھی اور وہ ایک کورس سے پانچے ہوا تھا۔ دونوں ہی سے ہوں
تھے۔ جانتے تھے کہ جس نے بھی انہیں ٹھپ کیا ہے وہ ان
کے اندر آ کر ضرور پو لگا۔

گھر وہ لٹھی لٹھی رہا تھا۔ اس کی خاموشی زیادہ ہوا
چین کر رہی تھی۔ اس کے اندر کھینچی پیر اور کھینچی کے آخرو
کون سے اس نے کیوں ٹھپ کیا ہے؟ اور اکر کیا ہے؟
کیوں نہیں؟
دونوں کو دیکھ کر گردنے کے انداز میں بولی۔ ”میں
ایسا کیا ہے؟ وہ وہاں کیوں نہیں ہے؟ اس نے ہمیں انتظار کی

سوئی پر کیوں چڑھا رکھا ہے؟“
قونی نے کہا۔ ”جتنی تو مجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ایسا
کر نے والا کون تھا؟ اگر چہ ڈاکو ہوتا تو ہم سے رقم بچھن کر
لے لے جاتا جن ان نے دنگی اپنا بگر بھو کہے بغیر یہاں سے
ہماگ کیا۔“
”میں نے سونا سے ڈھیری کی تھی۔ اب یہ ایک
بات تم میں آ رہی ہے کہ اسی نے ہم پر حملہ کر لیا ہے۔ تمہارا
کیا خیال ہے۔“

اس نے بے بسی سے کہا۔ ”میں کیا کہوں؟ کس نے ایسا
کیا ہے؟ اور جس نے بھی کیا ہو، ہمارے لیے کیا فرق پڑتا
ہے؟ وہ ہمیں گڑھی تو نہیں بٹھاے گا۔ اپنے قدموں میں
غلام کو تیرنے کا کام لگائے گا۔“
بھر پور سید اور تھا۔ گردنا نے سر ہما کر فون کو دیکھا
یوں کہ تیل خالی دی۔ گردنا نے پوچھا۔ ”ہیلو۔۔۔“
دوسری طرف سے ایک پتلی فون کی آواز مٹی دی۔
”ہیلو کرنا۔۔۔ کہاں ہو تم؟ آؤ کس کب سے انتظار کر رہی
ہو۔ کیا میرے اندر نہیں آئی؟“

گردنا کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹے چھوٹے ہو گیا۔
قونی نے پوچھا۔ ”کون ہے؟“
غرات اور لٹھت خوردگی کی وجہ سے آگھوں میں آ نرو
بھرتے۔ ”ہو پوئی۔“ مٹی پکا تھنے اندر بار بار ہے۔
! دروج بھی نہیں کسی کی کوئی مشرا کھٹ ہوئی۔
ایک فون کی کال نے مجھ کو ایس ماسٹر کو بل پر وادی رکھائی
جاری تھی۔ اسی کے قدموں میں اسے دھول میں گرنا ہوا ہے۔
☆ ☆ ☆

عالی اور ایمان بل جونی لہ افرا کے شہر میں پہنچ گئے۔
اس نے آٹھی کے دوران میں خود کو اسی شہر میں دیکھا تھا۔
ایک کھتال میں مختلف قسم کے سیکڑیں موجود تھے۔ انہی میں
سے ایک سیکڑی کے سروں پر اس تجویہ کی تصویر نظر آ رہی
تھی۔
”یہ کہا جا ہے کہ آٹھی نے ابتدائی طور پر صرف اتالی
بتایا تھا کہ جونی لہ افرا جا کر اس تجویہ کے بارے میں معلوم
کرد۔“

آٹھی کو اس کی کہانی تک کھنے کے لیے پوری ذہانت
سے سارے گھر پر گردنا پڑتا ہے۔ ایمان نے کسی تجویہ کی بات
نہیں کی اور سارے معلومات کا ذریعہ ہوئی ہیں لہذا آٹھی نے
کہہ رہی تھی کہ وہاں کتنے کس تجویہ کے بارے میں معلوم
کیا گیا ہو گا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اس تجویہ سے وہیں سامنا
کرے۔“

اس تصویر کے ساتھ ہوا تاکہ یہ خیالی مخلوق نہیں ہے۔ ایک حقیقت ہے۔ مؤثر و مجرب پیر ملاحظ فرمائیں۔ وہ ۱۰۰۰ سالہ ترقیب ہی ایک کاروان ہے جسے درخت کے سامنے میں بیٹھے۔ مٹی پر نہیں بیٹھی اس پر کسی ایسا جوہر کی تصویر کی گین، وہ ڈو ٹو فرافٹ میں گئی۔ اسے درخت کے پائوں سے جانی تھی۔ اس مضمون کے صنف نے لکھا تھا کہ میں بندوں کا دکھاری ہوں۔ انہیں دکھا کر تباہ ہوں۔ میرے مکان کے اٹارنے میں بڑے بڑے کنبہ رہتے ہیں وہ جین میں دکھار کے ہوتے بندوں کو دکھا جاتا ہے۔ مختلف شہروں کے ڈاکٹر سے میرا کاروبار رابطہ ہے۔ وہ ڈاکٹر لڑائی کر رہے گا ہوں میں بندوں کو کچھ بھارت کرشمی جرات سے کڑا کرتے رہتے ہیں۔

میں دکھا کر کے ہوتے بندوں کو اچھی قیمت پر فروخت کرتا ہوں۔ بندوں کے مختلف قسم ہی جانتے ہیں کہ یہ کتنے تیز اور چالاک ہوتے ہیں۔ انہیں بڑا کھیلے میں ڈالتا ہوں کہ آسان نہیں ہوتا۔ مجھے کسی نکتہ کرنی پڑتی ہے۔

عالی نے بڑے ہونے کہا۔ ”یہ بندوں کا ڈاکٹر کیوں کر رہا ہے؟“ اس کے بارے میں مجھ کو پتا نہیں ہے۔

ایمان نے کہا۔ ”ڈرا میرے پر مضمون اس ایسا جوہر ہے اس بندوں کا کوئی عقل تو ضرور ہوگا۔“

ان بندوں کے سیکل کے جنوب میں بوجھا کر ٹاؤن آگے لکھا تھا کہ سیکل کے جنوب میں بوجھا کر ٹاؤن ہے۔ اس کے نتیجہ میں دور تک ایک ٹکڑا جھلک ہے۔ اس جگہ میں بند کورٹ سے پائے جاتے ہیں۔

عالی نے کہا۔ ”پندرہ گرافٹ میں ہمڑی چھوڑ کر کھڑی کا بیڑے کے شور سے کے مطلقا تھے اس جگہ میں رات کو رکتا پڑا۔ میں نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ ایک ریست ہاؤس میں قیام کیا۔

آگے لکھا تھا کہ سیکل اور موم کا ایک کتا ہوا تھا۔ عالی چلا گیا۔ رات کو بھری ایک پیر گرافٹ کی پٹی دوہاں لکھا تھا کہ کم آگے رات کے بعد دکھار کے لیے نکلے۔ ایسے وقت پندرہ گوی زمین میں ہوتے ہیں۔ انہیں آسانی سے دکھا کر لیا جا سکتا ہے۔

عالی نے بھر سے جھانک لائی۔ تقریباً تین یا چار پیر گرافٹ کے بعد پر حنا شروع کیا۔ وہاں لکھا تھا کہ میں تار کی میں اپنے ہاتھوں سے چھڑکتا تھا۔ ایک کتہہ کچھ ہی ڈک ایک جگہ سے میں دو چلتی ہوں۔ انہیں نظر آتی تھی۔ وہ آگے نہیں لگاؤں زمین میں ہوتی تھی۔ میں ایک شخص کو آڑ میں چھپ گیا۔ ایسی کن کنوں ہاتھوں میں

تمام پر اکتھا کرنے کا اگر وہ میری طرف آتا تو میں اس پر فائر شروع کرتا۔

مجھے درختوں کے سامنے میں اس نظر کرنا ہی تھا کہ صرف چلتی ہوئی انہیں دکھائی دے رہی تھی۔ جب وہ درختوں کے سامنے سے نکلے دور میری طرف جا گیا تو میں شدید بھرتی سے اسے اور دیکھا رہ گیا۔ وہ کوئی جانور نہیں تھا۔ ہاری طرح کا دو بیروں پر چلنے والا انسان تھا۔ اس کے دو ہاتھ تھے۔ پیرہن بھی تقریباً انسان نما تھا۔ ایک ہنگامہ دو آنکھیں تھیں۔ اس کی توجہ میری طرف آ کر گئی ہوئی تھی۔

درختوں میں اسے دو گھنٹے میں اسے دکھا دیا۔ اسے ایک کے مشہور مضمون کے سامنے جیسا بیان کیا تھا۔ ویسے ہی اس نے تصویر بنائی ہے۔ یہ تصویر مصوری مہارت کا ثبوت ہے۔ وہ مجھ سے ہوا ہے یا نہیں تھا۔ تمنا نہیں بلکہ ہے۔ اس وقت اس کے پاس ایک ہوا سا تھا تھا۔ اس میں کچھ سامان بھرا ہوا تھا۔ وہ ایک ٹیلے کو گھاس پر بٹھایا ہوا ہے رہا تھا۔ میں نے جرائی سے لکھا۔ ”ہاٹ! کون ہو تم؟“

میری آواز سے ہی اس کے قدم ڈک سے بھر دو ایک طرف سے دوسری طرف ایسے گھاس کر میں شہر بھرتی سے دیکھا رہ گیا کیونکہ وہ بیروں کے ذریعے نہیں جانتا تھا۔ چاہے کھرا ہوا تھا اور تیری طرح ایک سمت سے دوسری سمت جاتے ہوئے اسے درختوں کی تاریکی میں نہیں ہو سکتا تھا۔

میں نے ایک ہوائی فائر کیا۔ فائرنگ کی آواز سے ہی باقت میں دور سے دوڑتے ہوئے چلے آئے۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں نے جہاں ایک عجیب و غریب انسان کو دیکھا ہے۔ دو بیروں ایک بیگ ہوا ہے۔ میرے دکھارے ہی وہ اس ایک کو چھوڑ کر گھاسا ہونے ہی میں کم ہو گیا ہے۔

میں ہمب اس ایک کے ترقیب سے اسے سنبھال کر لیا تھا تو اس میں ہاری ساری جڑی بوٹیوں تھیں۔ یہ بات مجھ میں نہیں آئی کہ وہ جوہر ہر بات کی تاریکی میں یہ جڑی بوٹیوں کہاں لے کر رہا تھا؟

جوتھیلا میں ملا تھا۔ میں نے اسے جڑی بوٹیوں سے ایک فارم اس کے آس پاس میں کچھ گراوا اور اپنا تھکی گھاسوں کے میں نے کس طرح ایک عجیب و غریب انسان کو دیکھا ہے۔

رات گزرنے کے بعد ہم نے دن میں جھلک کے اسی جیسے کاروائی کی۔ جہاں مجھے درخت کورٹ سے تھے۔ وہاں ہم دور تک دیکھنے لگے۔ وہاں تو کوئی چارو دیاری تھی۔ میں نے

مجھے درخت پر چڑھنے کے لیے کوئی جانور نہ دور تک کوئی ہزار فٹا دور نہیں بیٹھے کے لیے کوئی جانور تھا۔ ہم سبوں دور پر گھر اس کا سراغ نہیں لگا۔

میں نے جو بیان دیا اس پر فارم اسٹرک اور اس کے مایوں کو یقین نہیں آ رہا ہے پھر کسی وہ سے سبوں دور تک تلاش کر کے ہیں اور یقین کر کے ہیں کہ یہ وہی اختر اس کے ایک جیسے میں نے اس میں میرے ہاتھوں سے بھی کئی آنکھوں سے اچھی طرح دیکھا ہے۔

بڑوں سے کی خلائی مخلوق کا چرچا ہوتا رہا ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے عجیب و غریب مخلوق کو دکھا ہے۔ اس سے راتوں سے ہی تانیہ کی کہ سرخ پر چاند ہا مخلوق آباد ہے۔ ہوسکا ہے کہ وہاں سے کوئی جانور دنیا میں آیا ہو؟ ہاری دنیا میں ایسی مخلوق کا یقین کا نام دیا گیا ہے۔ میں نے نہیں کہا کہ رات کی تاریکی میں جسے میں نے دیکھا ہے وہ خلائی مخلوق ہے۔ میں اسے الٹین نہیں ہوں گا۔ وہ سر سے بالوں کا انسان ہے۔ اس چہرہ میں لپٹا ہے کہ ترکش جیسا لگتا ہے۔ اس میں دو عجیب کی تھیں اور کئی ایک تو یہ اس کی آنکھیں تاریکی میں چمکتی تھیں۔ اس کا مطلب تو یہی ہو سکتا ہے کہ وہ اندھیرے میں صاف طور سے دیکھ لیتا ہے۔ دوسری عجیب کی بات اس کی تیز رفتاری تھی۔ میری لگا کر کہنے ہی وہ پھوٹا پھوٹا اس کی ہر حرکت میں اس کے بیروں کو ایک ڈرا بھی حرکت نہیں دیتی تھی جیسے جھل کندہ ہی ہوائی ایک سمت سے دوسری سمت چلی جاتی ہے۔ اس طرح وہ بھی تیز رفتاری سے دوسرے ڈرا بھی اور دور سے درختوں کی کبری تاریکی میں نہیں جا کر کم ہو گیا۔

کوئی یقین کرنے یا نہ کرے۔ میں نے اور میرے ہاتھوں سے ایک طرح دیکھا ہے اور مجھے یقین ہے کہ چلنے یا پیر ساری دنیا سے ضرور دیکھی۔ وہ ہاری ایسی بات ہے کہ میں نے اس لیے زیادہ سے زیادہ پوچھنا نہیں کر سکا۔ مضمون ختم ہو گیا۔ عالی علی نے رسالے کو بند کیا پھر مردوں پر چمکتی صورت کو گور سے دیکھنے لگا اور سنبھالنے والی نے کہا۔ ”یہ پڑھنے والوں کے دیکھنے کو ایک جیسے کہا ہے کہ میں بات ہوئی لیکن ہمارے لیے یہ حقیقت ہے کہ کوک اس سے پہلے ہی تھیں۔“ عالی علی نے مضمون دکھار کے بیان اور اس تصویر سے پہلے تم آگے کی اس طرح پر اسے دیکھ کر کہے ہو۔“

”میں سوچ رہا ہوں کہ میں بھی وہاں جانا چاہیے۔ جہاں یہ بندوں کا دکھاری کیا تھا۔“

”پہلے اس دکھاری سے ملنا چاہیے۔ ہوسکا ہے کہ اس سے مزے سے تصویر بنائیں۔“

وہ ایک تھکی بیگڑی تھا۔ اس کی اشاعت ایسی شہر سے ہوئی تھی۔ اس میں پیشکش کا نام پڑا اور فون نمبر لکھا ہوا تھا۔ ایمان نے اپنے موبائل پر اس کے نمبر پر کال کی اس سے رابطہ ہوا پڑا۔ ”میں اسے لگنے کا مضمون پڑھا ہے۔ میں مضمون کا خلاصہ پڑھا ہے۔ ملنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ اس بار کھانا پکا اور فون نمبر بتا سکتے ہیں؟“

دوسری طرف سے کہا گیا۔ ”مسٹر! آپ ہمارے آفس میں آ کر انکوائری آفس سے مضمون کریں۔ وہاں آپ کانسٹر پکڑو کہ پکا اور فون نمبر مل جائے گا۔“

ایمان علی نے کہا۔ ”جنت آمنت! ابھی فون بند نہ کریں۔“

اس نے اپنا فون عالی کو دیتے ہوئے کہا۔ ”اس کی آواز سنو اور خیالات مضمون۔“

عالی نے فون لیا پھر کان سے لگا کر بولی۔ ”بیوٹ مسٹر! کیا پکا رہا ہے؟“

”وہ نا کواری سے بولا۔“ مجھے جوتھا ہوا کہ چکا ہوں۔ بیٹیر، یہ اس وقت سے یاد کرتا رہا۔“

اس نے فون بند کر دیا۔ عالی نے فون بند کر کے پچھا۔ ”تم کیوں جاتے ہو؟ میں نے اس کے خیالات پڑھوں؟“

”وہ کہہ رہا تھا کہ میں آفس جا کر انکوائری آفس سے مضمون کر لوں گا۔“ عالی کو دیکھنے سے بھڑکے کہ تم نہیں بیٹھے بیٹھے مضمون کرنا۔“

دوسرے ہونے خیال خرابی کے ذریعے اسے پیشکش کے اندر گئی تو پھر رہا نہیں آ کر بولی۔ ”اس بندے کے دکھاری کا فون نمبر پتا معلوم ہو چکا ہے۔ تم اسے فون کے ذریعے بات کرو۔ میں تمہارے اندر وہ کسب کچھ مضمون کی بھر اس کے اندر کچھ کسوز یہ مصلحت حاصل کرو گی۔“

ایمان نے کہہ تاتے ہوئے شہر پر کچھ پڑھوں کو کان سے لگا تو فون دیو سے پکارا وہی آواز سنائی دی۔ ”بیوٹ۔ آپ کو کون ہیں؟“

”میں ایک ایڑی ہوں۔ دی بیگڑی میں آپ کا مضمون پڑھ کر یہاں پہنچا ہوں۔ مجھے اس جوہر سے دلچسپی ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ اسے کسب کچھ آپ سے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا۔ میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔“

”آپ کسے دیکھیں گے؟ جبکہ ہم نے دوبارہ آج تک اسے نہیں دیکھا ہے۔“

”میں ایک ایڑی ہوں۔ دی بیگڑی میں آپ کا مضمون پڑھ کر یہاں پہنچا ہوں۔ مجھے اس جوہر سے دلچسپی ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ اسے کسب کچھ آپ سے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا۔ میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔“

”آپ کسے دیکھیں گے؟ جبکہ ہم نے دوبارہ آج تک اسے نہیں دیکھا ہے۔“

”آپ کا نمبر میرے فون میں محفوظ ہو گیا ہے۔
جیسے ہی میری طبیعت ٹھیک ہوگی، میں آپ سے رابطہ کروں
گا۔“

اس کا رابطہ ختم ہو گیا۔ عالی نے کہا۔ ”میں اس کے
خیالات پڑھ رہی ہوں پھر تم سے بات کروں گی۔“

”دو دنوں باغ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایمان نے کہا۔
”کار میں چل کر بیٹھو، میں ڈرائیو کرتا رہوں گا۔ تم اس شہر کو
دیکھتی بھی رہنا اور خیال خواتی بھی کرتی رہنا۔“

”دو دنوں کار میں آکر بیٹھ گئے۔ ایمان نے کار اسٹارٹ
کی پھر وہ وہاں کے علاقوں سے گزرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے
بعد عالی نے کہا۔ ”یہاں سے دائیں موز لو پھر سیدھے چلتے
رہو۔“

اس نے کار کو دائیں طرف کے راستے پر موڑتے ہوئے
پوچھا۔ ”کسی خاص جگہ جانا چاہ رہی ہو؟“

”ہاں، اسی کمپیوٹر ٹیکنالوجی والے ادارے میں جانا
ہے۔ میں پکارڈ کے ذریعے اس پیجر کی آواز سن کر اس کے
اندر پہنچی تھی۔ پتا چلا کہ اس نے ایک ماہ کی مسلسل محنت کے
بعد اس بجوے کا ایک سوئفٹ ویئر تیار کیا ہے۔ اگرچہ سوئفٹ
ویئر ایک خیالی کہانی کی بنیاد پر ہے۔ پھر بھی ہمیں دیکھنا چاہیے
کہ کمپیوٹر گراٹک کے ذریعے ایک تخلیق کار نے اس عجوبے
کے متعلق کیا رائے قائم کی ہے؟“

”وہ اس ادارے میں پہنچ گئے۔ اس پیجر سے ملنے کے
بعد کہا۔ ”ہم انڈیا سے آئے ہیں اور اس عجوبے کے بارے
میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ مسٹر پکارڈ نے بتایا ہے کہ آپ نے
اس سلسلے میں ایک سوئفٹ ویئر تیار کیا ہے۔ ہم اسے ہر قیمت
پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ ہمیں وہ دکھانے کے لیے جو بھی
زحمت اٹھائیں گے، ہم اس کا بھرپور معاوضہ ادا کریں گے۔“

”میں اس سافٹ ویئر سے لاکھوں ڈالر کمانے والا
ہوں۔ ابھی مارکیٹنگ ہو رہی ہے۔ جب سودا ہو جائے گا تو
آپ اسے ٹی وی کے کسی بھی چینل سے دکھ سکیں گے۔ میں
وقت سے پہلے کسی کو بھی یہ سوئفٹ ویئر نہیں دکھاؤں گا۔“

عالی نے دوسرے ہی لمحے میں اس کے دماغ پر قبضہ
جالیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق بولا۔ ”آپ ہزاروں سیل
دور انڈیا سے آئے ہیں۔ میں آپ لوگوں کو مایوس نہیں کروں
گا۔ میرے کہیں میں تشریف لائیں۔“

”وہ تینوں ایک کہیں میں آگئے۔ پیجر نے کمپیوٹر کے
سامنے بیٹھ کر اسے آپریٹ کرنا شروع کیا۔ اس سوئفٹ ویئر کی
ڈسک دکھاتے ہوئے کہا۔ ”میں نے اس پر دن رات محنت

”آپ نے اپنے مضمون کے آخر میں لکھا ہے کہ وہ
اگر چہ گم ہو گیا ہے لیکن جلد با دیر ضرور نظر آئے گا۔ وہ ہماری
اسی دنیا کی زمین پر ہے۔ زیادہ عرصے تک روپوش نہیں رہ
سکے گا۔“

”بے شک، میں نے ایسا لکھا ہے۔“

”تو ہمیں حوصلہ نہیں ہارنا چاہیے۔ اسے پھر سے تلاش
کرنا چاہیے۔ کیا آپ مجھے وہاں لے جاسکتے ہیں جہاں آپ
نے اسے دیکھا تھا؟ آپ کا بہتی وقت ضائع نہیں ہوگا۔ جو
آپ کی روزانہ کی آمدنی ہے میں اس سے کچھ زیادہ ہی ادا
کرتا رہوں گا۔“

”مجھے خود اس سے دلچسپی ہے۔ میں بھی پھر سے اس کی
تلاش میں نکلتا چاہتا ہوں لیکن بہت بیمار ہوں۔ ڈاکٹر نے
مجھے مسلسل آرام کا مشورہ دیا ہے۔ شاید میں دو یا تین دن کے
بعد آپ کے ساتھ جاسکوں۔“

”کوئی بات نہیں۔ آپ اچھی طرح سے صحت یاب
ہو جائیں۔ ہم دو چار دن انتظار کر لیں گے۔ ہائی داؤسے
آپ اس سلسلے میں کچھ اور معلومات دے سکتے ہیں؟“

”یہاں کمپیوٹر ٹیکنالوجی کا ایک بہت بڑا ادارہ ہے۔ میں
نے وہاں کے ایک پیجر سے ملاقات کی تھی۔ وہ بھی اس
عجوبے کے سلسلے میں مجھ سے باتیں کرتا رہا اور کمپیوٹر پر اس کی
تصویر بناتا رہا۔“

”اب سے پہلے جس مصور نے اس کا خاکہ بنایا تھا وہ
صرف چہرے تک محدود تھا لیکن ادارے کے پیجر نے مجھ سے
ایک ایک تفصیل معلوم کر کے سر سے پاؤں تک اس کی تصویر
بنادی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ سر سے پاؤں تک بالکل
ایسا ہی جیسا میں نے اس رات دیکھا تھا۔“

”وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ ”میں اسے متحرک بھی کر سکتا
ہوں۔ یہ اسکرین پر ابھی چلتا پھرتا دکھائی دے گا۔“

”میں کمپیوٹر کے سلسلے میں گراٹک اور انجینئرین وغیرہ
کے بارے میں کچھ نہیں جانتا، بس حیرانی سے دیکھتا رہا۔ وہ
اس عجوبے کو حرکت دے رہا تھا اور وہ میرے سامنے اسکرین
پر چلتا پھرتا دکھائی دیا۔ کبھی اٹھ رہا تھا کبھی بیٹھ رہا تھا۔
اسکرین کی تاریکی میں اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ اس
نے کہا کہ میں جلد ہی اس کا ایک سوئفٹ ویئر تیار کروں گا۔
بچوں کے لیے یہ ایک دلچسپ گیم ہوگا۔“

ایمان نے کہا۔ ”مجھے بچوں کے گیم سے دلچسپی نہیں
ہے۔ ہمیں حقائق کو سمجھنا ہے اور کسی بھی طرح اسے تلاش کرنا
ہے۔“

کی ہے۔ آپ سے دیکھیں کہ عمران وہ جا میں گے۔
عالی نے کہا۔ ”تم نے سنا ہے کہ آپ ابھی فنکار
ہیں۔ اس کے سطلے میں بڑی مہارت رکھتے ہیں؟“
اس نے کہا۔ ”آج تک اسٹین کا بہت چرچا ہوا ہے۔
اس غلامی قتل کے بارے میں شرح مخرج کی کوئی گزارش
ہیں۔ میری کہانی اس سے اب تک ہے۔ جب یہ ان کی تیر
جائے گا۔ ساری دنیا سے دیکھ کر عمران وہ جا کے گئے۔“
کیڈو اسکرین آن ہو چکا تھا۔ ٹھوڑی دیر کے بعد ہی
ایک خیر البری لکھا تھا۔ ”دی لاسٹ ججمنٹ (THE
JUDGMENT)۔“

آفریک دیکھیں۔“
دوسرے ہی لمحے میں عالی نے اس کے دماغ پر قبضہ
جرا یا اس نے پھر اسے ان کیا۔ اسکرین پر ٹی وی دکھائی دے
رہا تھا۔ اس کے ہونٹ بندھے تھے لیکن آواز ابھری تھی۔ وہ کہہ
رہا تھا۔ ”اس دنیا میں جو لوگ سپر ہارڈ پلے ہیں اور جو
خلف نامہ کی طرح نام کی حالت ہو گئے ہیں۔ وہ ہمیں رفتہ
رفتہ میری گرفت میں آنے والے ہیں۔ اس میں اب کی
ذبحی کا آخری فیصلہ کر لوں۔“
IAM THE AND
OF LAST JUDGMENT (آخری فیصلہ

دینا رہیں گی۔“
ایمان نے عالی سے کہا۔ ”میں نے بالکل ایسی ہی بیخود
اور کبری آکھیں دیکھی تھیں۔ دیکھو! ان آکھوں سے کئی
ذہانت تکھ رہا ہے۔“
”میں اس سے بھی دیکھ رہی ہوں اور پھر کی
سچی طرح بھاری ہوں۔ یہ جرنالی ہے کہ اس نے جو کہانی بتائی
کی، جو واقعات پیش کیے۔ وہ سب سٹ کے ساتھ ساتھ اس دوران
کی تکہ کی عجیب و غریب نئے مناظر سامنے آ رہے ہیں۔“
”ہم اس پر بہت ہی بحث کریں گے۔ لیکن اہل اہل اتنا تو
کچھ میں آ گیا ہے کہ جو بے کے بارے میں جو حقیقت ہے وہ
اس سوئٹ ڈیکورے کے ذریعے ہمارے سامنے آ رہی ہے۔“
وہ جو بڑے ہارڈ لوگ جینز پر ایک طرف سے دوسری طرف
مکوم کر بولا۔ ”میری آنکھیں ریموٹ کنٹرول پر ہیں۔ دور
سے اپنے ٹارگٹ کنٹرول کر رہی ہیں۔ یہ دیکھو۔“
اس نے ایک مشین کی طرف دیکھا تو اس مشین پر ایک
سرخ دائرہ دکھائی دیا۔ گے اس کی آواز ابھری تھی۔ وہ
کہہ رہا تھا۔ ”ایک اینکریس مشین ہے جس میں اس کی
بہرہ دہی کے تصور پر داخل کی جائے تو اسکرین پر پیچھے جو چھاپا
اس کی ہر ذرات لنگے۔“

نہیں ہوتا۔ اس کی تصویر ہی اس مشین کو اپنی اصلیت بتا دیتی
ہے۔ صرف لباس کے پیچھے ہی نہیں۔ جسم کے اندر کی جو بھی
خوابی ہوتی ہے وہی بھاری ہوتی ہے۔ اسے بھی ظاہر کر دیتی ہے۔“
عالی اپنے پاپی کی تصویروں کو بڑے جذبوں سے دیکھ
رہی تھی اور پھر سچ کو پریشان ہو رہی تھی کہ پتا نہیں وہ اس
کے پاپی کے بارے میں اور کیا کچھ جانتا ہے؟ کیا اسے یہ بھی
معلوم ہوگا کہ پاپی نے اپنی انشائیگی کیس ختم کرنا ہے؟
وہ رولنگ فیکٹری پر ایک طرف گھومے ہوئے بولا۔
”یہ آڈیو مشین ہے۔ کسی کے ریکارڈ کیے ہوئے کیسٹ یا سی
ڈی کو اس مشین میں داخل کیا جائے تو اس کی آواز اور ب
لگے کے پیچھے جو چھاپا اس کی سبب دلہن سالی دیکھ لگے۔“
اس نے ایک بار پھر جینس جھپکی تھیں تو وہ مشین میں آن
گئی۔ ایک آواز سنانی دینے لگی۔ ہائیڈرو خیر البری اُبھرنے لگی۔
”یہ میری ماسٹر کے بیٹے ہارنر جی کا سوجردہ آواز اور ب
لہجہ ہے۔“

اس نے پھر جینس جھپکی تھیں تو آواز اور ب دلہن بدل
گیا۔ اسکرین پر خیر البری اُبھرنے لگی۔ ”یہ ماسٹر کے بیٹے ہارنر
جی کی اصلی آواز اور ب دلہن ہے۔ اس نے بیٹے کے
چہرے پر پلاٹکنس چڑھی کر لئی ہے۔ اس کا چہرہ اور شخصیت
بدلی ہے۔ اس کا کوئی ذہن بھی اس کے بیٹے کی عقل نہیں
کھٹے گا۔ صرف اور صرف اس کی عقل ہی اس کا ہونگے۔“
THE LAST JUDGMENT.
”جب اس کے بیٹے کے آخری فیصلہ کا وقت آئے گا تو
دوسری عدالت میں پیش کیا جائے گا۔“

ایمان نے اس کے ہونٹ بندھے تھے لیکن آواز ابھری تھی۔ وہ کہہ
رہا تھا۔ ”اس دنیا میں جو لوگ سپر ہارڈ پلے ہیں اور جو
خلف نامہ کی طرح نام کی حالت ہو گئے ہیں۔ وہ ہمیں رفتہ
رفتہ میری گرفت میں آنے والے ہیں۔ اس میں اب کی
ذبحی کا آخری فیصلہ کر لوں۔“
IAM THE AND
OF LAST JUDGMENT (آخری فیصلہ

ایمان نے اس کے ہونٹ بندھے تھے لیکن آواز ابھری تھی۔ وہ کہہ
رہا تھا۔ ”اس دنیا میں جو لوگ سپر ہارڈ پلے ہیں اور جو
خلف نامہ کی طرح نام کی حالت ہو گئے ہیں۔ وہ ہمیں رفتہ
رفتہ میری گرفت میں آنے والے ہیں۔ اس میں اب کی
ذبحی کا آخری فیصلہ کر لوں۔“
IAM THE AND
OF LAST JUDGMENT (آخری فیصلہ

ایمان نے اس کے ہونٹ بندھے تھے لیکن آواز ابھری تھی۔ وہ کہہ
رہا تھا۔ ”اس دنیا میں جو لوگ سپر ہارڈ پلے ہیں اور جو
خلف نامہ کی طرح نام کی حالت ہو گئے ہیں۔ وہ ہمیں رفتہ
رفتہ میری گرفت میں آنے والے ہیں۔ اس میں اب کی
ذبحی کا آخری فیصلہ کر لوں۔“
IAM THE AND
OF LAST JUDGMENT (آخری فیصلہ

ایمان نے اس کے ہونٹ بندھے تھے لیکن آواز ابھری تھی۔ وہ کہہ
رہا تھا۔ ”اس دنیا میں جو لوگ سپر ہارڈ پلے ہیں اور جو
خلف نامہ کی طرح نام کی حالت ہو گئے ہیں۔ وہ ہمیں رفتہ
رفتہ میری گرفت میں آنے والے ہیں۔ اس میں اب کی
ذبحی کا آخری فیصلہ کر لوں۔“
IAM THE AND
OF LAST JUDGMENT (آخری فیصلہ

ایمان نے اس کے ہونٹ بندھے تھے لیکن آواز ابھری تھی۔ وہ کہہ
رہا تھا۔ ”اس دنیا میں جو لوگ سپر ہارڈ پلے ہیں اور جو
خلف نامہ کی طرح نام کی حالت ہو گئے ہیں۔ وہ ہمیں رفتہ
رفتہ میری گرفت میں آنے والے ہیں۔ اس میں اب کی
ذبحی کا آخری فیصلہ کر لوں۔“
IAM THE AND
OF LAST JUDGMENT (آخری فیصلہ

ایمان نے اس کے ہونٹ بندھے تھے لیکن آواز ابھری تھی۔ وہ کہہ
رہا تھا۔ ”اس دنیا میں جو لوگ سپر ہارڈ پلے ہیں اور جو
خلف نامہ کی طرح نام کی حالت ہو گئے ہیں۔ وہ ہمیں رفتہ
رفتہ میری گرفت میں آنے والے ہیں۔ اس میں اب کی
ذبحی کا آخری فیصلہ کر لوں۔“
IAM THE AND
OF LAST JUDGMENT (آخری فیصلہ

ایمان نے اس کے ہونٹ بندھے تھے لیکن آواز ابھری تھی۔ وہ کہہ
رہا تھا۔ ”اس دنیا میں جو لوگ سپر ہارڈ پلے ہیں اور جو
خلف نامہ کی طرح نام کی حالت ہو گئے ہیں۔ وہ ہمیں رفتہ
رفتہ میری گرفت میں آنے والے ہیں۔ اس میں اب کی
ذبحی کا آخری فیصلہ کر لوں۔“
IAM THE AND
OF LAST JUDGMENT (آخری فیصلہ

وقت لکھا تھا۔ اس وقت کے گزرنے کے بعد کوئی دوسرا مرگھا تھا۔ اس کے بعد اس مشین کی خرابی دور ہو گئی تھی۔“

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا سراخ لگانے والی مشین کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا پھر بولا۔ ”فرہاد میرے لیے چیلنج بن گیا ہے۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا کہ میں نے جس کی بھی موت کا

وقت مقرر کیا ہو اور وہ اس مقررہ وقت پر اس دنیا سے رخصت نہ ہوا ہو۔ صرف اور صرف یہ فرہاد مجھے جل دے گیا ہے۔“

اس نے سراخ لگانے والی مشین کی طرف دیکھ کر پلکیں جھپکائیں تو مانیٹر آن ہو گیا۔ فرہاد کی تصویر دکھائی دینے لگی۔

عجوبہ کہہ رہا تھا۔ ”دنیا کا کوئی انسان مجھ سے کہیں بھی چھپ نہیں سکتا۔ میں اس مشین کے ذریعے اس کی شررگ تک پہنچ جاتا ہوں۔ اس تصویر کے ساتھ دنیا کے تمام ممالک کے تمام

علاقوں کے تمام چھوٹے بڑے جزیروں کے بھی نام آئے ہیں۔ ان ممالک کے پرچم بھی دکھائی دے رہے ہیں لیکن اس

مشین کی تحریر کے مطابق جلتی جھتی سرخ روشنی نمودار نہیں ہوتی ہے۔ یہ نہیں بتاتی ہے کہ وہ کس ملک، کس علاقے، کس

جزیرے پر ہے؟ میں نے سمجھنے سے قاصر ہوں کہ یہ مشین فرہاد کے سلسلے میں ناکارہ کیوں ہو رہی ہے؟“

وہ دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا پھر بولا۔ ”میری یہ سی ڈی دنیا کے تمام ممالک کے اکابرین تک... تمام پراسرار

خطرناک مجرموں تک... فرہاد کی فیکٹی اور برین ماسٹر تک... سب کے ہی پاس پہنچے گی۔ انہیں معلوم ہوگا کہ فرہاد اعلیٰ تیمور مرزا

نہیں زندہ ہے۔“ اور جو پراسرار شہور و خطرناک مجرم اپنی موت سے پہلے مرنا نہیں چاہتا میری تائید حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ پہلی

فرصت میں کسی بھی طرح فرہاد کا پتا ٹھکانا معلوم کرے۔ میں انعام کے طور پر اسے ایک ایسی عمر دوں گا اور اس کی تین

خواہشیں ضرور پوری کر دوں گا۔“

”جیسے بھی فرہاد کا سچ پتا معلوم ہو وہ اپنے پاس ہی رکھے۔ اس سی ڈی کو توڑ ڈالے۔ سی ڈی کے ٹوٹنے ہی مجھے پتا چل جائے گا پھر ثانی بیٹھی کے ذریعے اس سے میرا رابطہ ہو جائے گا۔“

منظر گم ہو گیا۔ اسکرین تاریک ہو گئی۔ عالی اور ایمان علی ایک دوسرے کو سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگے۔ بیٹی

کا دل دھڑک دھڑک کر کہہ رہا تھا کہ یا خدا! یہ بلا تو میرے باپا کے پیچھے پڑ گئی ہے۔

پر نظر آتا ہے۔ اس تصویر کے ساتھ دنیا کے ایک ایک ملک کا نام اور پرچم باری باری دکھائی دیتا ہے۔ وہ مطلوبہ شخص جس کسی بھی ملک میں ہوتا ہے وہاں اس کی تصویر کے ساتھ سرخ روشنی کا ایک نکتہ چلنے پھرنے لگتا ہے۔ اس طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص کس ملک میں ہے؟“

اس کے بعد اس ملک کے مختلف شہروں اور علاقوں کے نام باری باری اسکرین پر دکھائی دیتے ہیں۔ وہ جس شہر، جس علاقے میں ہوتا ہے وہاں وہ روشن نکتہ چلنے بجھنے لگتا ہے۔ وہ

سرخ روشنی اسی طرح متحرک رہتی ہے۔ اس شہر کی کسی اسٹریٹ میں کسی مکان میں یا دکان میں جا کر رک جاتی ہے اور یہ یقین کے ساتھ بتاتی ہے کہ وہ مطلوبہ شخص، اسی جگہ موجود

ہے۔“ اب وہ قریب سے دکھائی دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

”میں ہوں آخری فیصلے کا آخری منصف...“

وہ کرسی سے اٹھ کر ہلکے ہلکے چلتا ہوا ان تمام مشینوں کے پاس سے گزرنے لگا۔ اس کی آواز ابھر رہی تھی۔ ”میری

ان تمام مشینوں سے کبھی کوئی غلطی نہیں ہوئی اور نہ ہی ہوئی چاہیے۔ لیکن...“

وہ ایکسرے مشین کے سامنے پہنچ کر رک گیا پھر بولا۔

”اس مشین سے ایک غلطی ہوئی۔“

اس نے ایک بار پلکیں جھپکائیں تو مانیٹر آن ہو گیا۔ وہاں سونیا اور فرہاد دکھائی دینے لگے۔ فرہاد بستر مرگ پر تھا،

اس کا دم نکل چکا تھا۔ سونیا اس کی نبض ٹول رہی تھی اور یہ یقین کر رہی تھی کہ وہ مر چکا ہے لیکن ذرا دیر کے بعد ہی وہ

خوش ہو کر تہقہ لگانے لگی اور یقین سے کہنے لگی کہ فرہاد زندہ ہے۔ بابا فرید واسطی کی پیش گوئی بھی غلط نہیں ہو سکتی اور ان

کی پیش گوئی بھی تھی کہ فرہاد کی موت کے وقت میں اس کے قریب ہوں گی جبکہ دم نکلنے وقت میں اس کے قریب نہیں

تھی۔ میں نہیں مانتی کہ فرہاد مر چکا ہے۔

وہ عجوبہ اٹھائے مانیٹر میں سونیا کو خوش ہوتے دیکھ رہا تھا اور اس کے قریب ہی فرہاد کی لاش تھی۔ سونیا کے متزلزل نہ

ہونے والے یقین نے عجوبے کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے فرہاد کی لاش کو دیکھ کر پلکیں جھپکائیں تو اسکرین پر چہرہ بدل گیا۔ وہ کوئی دوسرا چہرہ تھا جسے مرنے والا فرہاد نہیں تھا۔

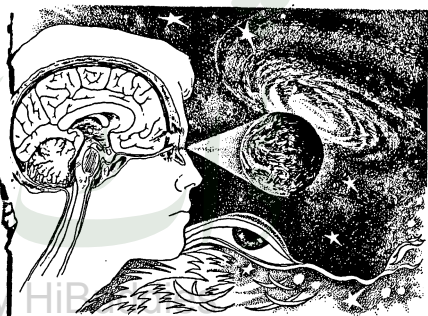
منظر بدل گیا۔ وہ عجوبہ مانیٹر پر دکھائی دے رہا تھا اور ایکسرے مشین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

”میں نے زندگی میں پہلی بار دھوکا کھایا ہے اور پہلی بار اس مشین میں کوئی خرابی ہو گئی۔ حیرانی اس بات پر ہے کہ اس کے بعد پھر کوئی خرابی نہیں ہوئی۔ میں نے فرہاد کی موت کا جو

نیلی پینھی کے فسوس کار فرہاد علی تیمور کی اس مقبول عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیے

۱۵۸۴ء
 رنگینتور
 اور تھوڑے کے اس
 جے شاہ جی بادشاہ کے
 سحر دانگیز کہا فی جس نے
 اپنا جہوپور زنگ میں کہی
 شکست کا دائمہ نہیں چکھا وہ جب
 اور جس کے ذہن میں جاہلہ جمانک لیتا
 اور بیس آس کا ٹہنک ترین ہتھیار تھا۔ دوسروں
 پر محیط وہ طلسم ہوش زیاہ سے قاریں کی
 دوسری ذل بھی بہت شوق سے پڑھی تھی۔ اپنے
 اور ملک و قوم کے دشمنوں کو خیال خوار کرنے و نازک
 ہتھیار سے خاک و خون میں نہلا دینے والے فرہاد علی
 شہسور کی لازوال اور بے مثال داستان عبرت جس میں وہ پو
 کے سارے رشتوں کے ساتھ جنونی سے ہیرس پر پیکار ہے۔

اردو زبان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا ناول ترین سلسلہ



یگر بنا ہے تو خانے میں تھا۔ اس لڑیکے شین کو بار بار چیک کر رہا تھا جڑ پاؤں کا سراغ لگانے میں کام ہو رہی تھی۔ وہ جہاں تھا کہ اس شین میں کوئی خرابی نظر نہیں آ رہی تھی۔ یہ جہاں کرنے والی بات تھی کہ وہ فریاد کے سلسلے میں ناکارہ کیوں ہو جاتی ہے۔

وہ اپنی راز پر فخر کا پتہ نہیں دیتا۔ اس نے ایک ٹی وی اسکرین کو دیکھ کر گلیں جھپکا دیں۔ دوسرے ہی لمحے اسکرین آن ہو گیا۔ دوسری پار گلیں جھپکا دیں، ہر دوہاں اسکرین پر ایک سوال ابھرے لگے "بینش پلیز بینش۔۔۔ لڑیکے شین باگل پر فلک سے بھر ماحشر طور پر مل گیا یوں ہو جاتی ہے۔"

جواب اسکرین پر الفاظ ابھرے گئے۔ "سر چنگ آفسر۔۔۔ دیکھ اے وہاں (جواب تلاش کیا جا رہا ہے، موزا افتخار دار)"

ہو گئے یہ ایک ویڈیو اسکرین کو دیکھ کر گلیں جھپکا دیں اس شین کا سائز آن ہو گیا بھروسہ ڈالنے والے سے گلیں جھپکا دیں لگا وہاں اسکرین اور یورپ کے اکابر میں سے ایک ایک فرد باری باری دکھائی دے رہا تھا۔ یہ افراد تھے جن سے موزا یاد ہے ہاگ مونس انعام لے رہے تھے۔

وہاں دو تمام اکابر نے فریاد بھی اٹھایا اور برین ماسٹر کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ فریاد کی آواز نے کہا تھا کہ وہ اکابر نے فریاد کیا اور یورپ کے اکابر میں سے ایک ایک فرد ان سے انعام نہیں لے گا، وہ دن رات کوشش کر رہے تھے

دوسری طرف برین ماسٹر نے ان تمام اکابر میں کو دھمکی دینی تھی کہ کسی نے بھی اس کی بیوی، بیٹے اور بیٹی کے خلاف کوئی شر اپنا تو وہ تمام اکابر میں کی بیوی اور بیٹوں کو ہلاک کر ڈالے گا۔ جو برین تمام حالات سے واقف تھا۔ اس نے اپنے گھر کو دھمکی دینے کو تمام اکابر میں تک پہنچا دیا۔

"آ کر کہا۔۔۔" سر چنگ نے کہا اور اس نے جوڑے کے نام سے ایک فائل ارسال کی تھی ہے۔ اس فائل کو اوپن کر لو اور اسے دیکھو۔ یہ فائل کے بہت بڑے اکر ہے۔"

وہ سب جہاں تھے کہ کوئی آواز اور آپریشن سنے گی اس کے اندر کوئی بول رہا ہے؟ اس نے کہا۔ "پہلے اس فائل کو اوپن کر لو پھر سب سوال کا جواب مل جائے گا۔"

انہوں نے اپنے اپنے کیمپے لڑاؤ گمان کر کے دیکھا تو شدید جراثیمی سے ان کے سر مٹھ گئے، وہ بے جھلم گئے۔ ان کے سامنے ایک ایسا نابینا بلی تھی جانے والا انسان تھا جو انسانوں سے مختلف تھا۔ اس کے پاس چھ پٹھیں تھیں وہ مائیس ایجادات کا حیرت انگیز نمونہ تھیں۔ وہ اپنے سوٹ وغیرہ کے ذریعے ان شینوں کی کارکردگی دکھا رہا تھا اور انہیں جہان کر رہا تھا۔

"پہنچ کر رہا تھا کہ اس دنیا میں جو بھی سپر ہیرو اور نااہل نکل گیا، لگانا چاہے گا، وہ اسے موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ اس کی باتیں اور اس کی شینیں کبھی نہیں کدہ پھینا گیا کر سکتا ہے۔"

اگر وہ خود ہوجت خاری کر رہا تھا لیکن یہ سب سے حیرت انگیز اور نااہل ترین خیر شاہ رہا تھا کہ فریاد دہنہ ہے۔ یہ ایک جڑی بھسکے کسا بہرین نورانی لینین نہیں آ رہا تھا وہ اسکا اور یورپ میں اپنی اپنی ایک ایک ایٹاس میں حاضر ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ وہ تجو بہرین فریاد سے نجات دلانے کا بہتر اور کارہ ہے۔ وہ کوئی کر پا ہے کہ وہ زندہ ہے جبکہ کسی کی آتما ہو رہے پراسرار طریقے سے ہماری دشمن بنی ہوئی ہے اور ہمارے کسی سامیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

ایک اعلیٰ عہدہ پر اہلے کہا۔ "سب سے پہلے ہمیں اس سوال کا جواب تلاش کرنا ہے کہ ہم اس سے کچھ دیکھ رہے ہیں، یعنی تھی جانے والے جو بھگے پر کسی حد تک بھروسہ کر سکتے ہیں؟ کیسے یقین کریں کہ وہ فریاد کے حقیقی محرک شاہ ہے وہ درست ہے؟"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ "وہ بہت پر اسرار ہے۔ وہ ہم سب کے نام اور ہمارے بچے لگانے چاہتا ہے۔ تھی کہ ہم سب کے ناموں میں بھی لگانا چاہتا ہے۔ ہمارے سٹوں میں سب کا فریاد کا پھر ان رات رہتا ہے۔ کوئی ہماری اجازت کے بغیر اندر نہیں آسکتا۔ اس کے باوجود یہ اپنے اپنے سوٹ وغیرہ میں کیمیزوں کا پہننا چاہتا ہے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "ہمیں اس جگہ سے بھروسہ کر کے اسے اڑانا چاہیے۔ لیکن فریاد برین ماسٹر کے درمیان سٹیڈ چل رہے ہوتے ہیں۔ ہم پر دونوں طرف سے دو آپریشن ہوتے ہیں۔ اس لیے تھی کہ ہمیں فریاد سے اس کے سامنے آنے سے روکنا ہے۔ اس کے باوجود یہ کہہ رہا ہے کہ ہمیں فریاد پر برین ماسٹر دونوں سے نجات دلائی۔"

شین کے ذریعے تمام مظاہر اور ایک باغی تھا ہے تو ہم روزہ خراب تک کیوں نہیں بھیج پارا ہے؟"

"اپنے وقت ان کے درمیان بیٹھے ہوئے ایک افسر نے کہا۔ "میں آپ معزرت کے سامنے بول رہا ہوں لیکن اس وقت میں، میں نہیں ہوں۔ میری زبان سے وہ جگہ بول رہا ہے۔"

وہ تمام اکابر میں اس افسر کو دیکھنے لگے۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "میری لڑیکے شین میں کل نہیں ہوئی لیکن فریاد کو تلاش کرنے کے سلسلے میں ناکامی کا منہ دیکھا ہوں۔ دوسرے نظروں میں فریاد ہے بہت کر رہا ہے کہ وہ نا قابل گھنٹ سے بھرے لے بہت بڑا ہتھیار ہے اور میں اس ہتھیار کا پتہ توڑ جواب ضرور دوں گا۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بلا۔ "تو ہم اب تک دکھا کر رہے تھے کہ وہ مرچکا ہے اور وہ بھی آتما میں کرتیوں کوں کا سکون برقرار کر رہا تھا، جب یہ معلوم ہو چکا ہے کہ وہ زندہ ہے۔ اسکی باتیں ہم تو میرے تلاش ہی پاسکتا ہے۔"

وہ ایک کہا۔ "اسے ناکا، سے ضرورت تلاش کریں گے تم نے وعدہ کیا ہے کہ ہم اسے دھمک دلائیں گے تو تم اس کے ابوسم سے کچھ نہیں کہی کرو گے؟ اور ہماری تین خواہشات بھی پوری کرو گے۔"

"میں زبان کا وقتی علاقہ۔ جو وعدہ کیا ہے اسے ضرور پورا کروں گا، فریاد کے سوا۔ وہ بھروسہ کرتا ہے دوسرے دشمن برین ماسٹر سے بھی نجات چاہتے ہو۔ کیا نہیں چاہتے؟"

سب اہل افسر میں سر ملانے لگے، ایک نے کہا۔ "وہ بھی پر اسرار ہے۔ آج تک کوئی نہیں جھی جانے والا نہیں اس کا پتہ لگانا معلوم نہیں کر سکا۔ کیا تمہاری لڑیکے شین اس کی نشان دہی کر رہی ہے؟"

"میں کل تک برین ماسٹر کے کتاب کروں گا۔ ابھی جا رہا ہوں۔ ایک افسر تھوکانے کے رازد کر رہا ہے۔"

دو مافی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ اس نے فریاد کیسے کر دیکھے، جہاں اس نے سوال کیا تھا فریاد کی شین باگل پر فلک سے بھر ماحشر طور پر مل گیا کہ فریاد ہو جاتی ہے؟ اب اس کی فریاد کیسے بڑے جواب ابھر رہا تھا۔ "مسٹر جو جو کرنا ہے، جہاں اس نے فریاد کی تھی وہاں میں ہیں۔ دنیا والے اسے روحانیت کہتے ہیں۔ ایسے ہی کسی روحانی عمل کے باعث لڑیکے شین ماحشر طور پر ناکارہ ہو کر بھروسہ"

ہو جاتی ہے۔"

اس جگہ سے کام جو کرنا ہے، اس نے جواب پڑھنے سے بھر بھر نہیں جھپکا میں، اس کی طرف سے ایک سوال اسکرین پر ابھرے لگے۔ "کیا اس روحانیت کا حقیقی فریاد ہے؟"

اسکرین پر جواب ابھرے لگے۔ "میں نہیں ہے۔ فریاد کا حقیقی بیانیہ فریاد وہی ہے کہ روحانی ادارے سے ہے۔ وہ اس دنیا میں موجود ہے۔ وہ تلاش کرنے سے ضرور ملے گا۔"

روحانیت کے خلاف کوئی بحث کی اختیار کر دو۔ سوال جواب کا سلسلہ فتح ہو گیا۔ اس نے گلیں جھپکا میں تو اسکرین پر فریاد دکھائی دینے لگا۔ جو جو کرنا ہے کہ پاس حیرت انگیز شینیں تھیں۔ اس نے ان سامیوں ایجادات سے استفادہ کرتے ہوئے غیر معمولی تو قیس اور کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ لیکن بار و دفع اسے ناکامی کا منہ دکھا رہا تھا۔ اس وقت اسکرین پر دکھائی دے رہا تھا۔

☆☆☆☆

برین ماسٹر کو اسکی ذرا سوخت کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ کہ وہ اور لوٹی ہے سب کے قتلے میں آگے تھے۔ اس کے ایک ماہر تاجت آڈیٹی میں نے اپنی غیر معمولی قوت سماعت کے ذریعے ان لوڈوں کو ایک جگہ میں فریب کیا تھا۔ اس نے فریاد کی تھانہ اور گردن کے بازو پر لگیوں اٹھائی تھیں۔ دفتر کے پتھن سے پتھن سے ایک ڈاڈرنے اس کے سامنے مریم بنی کی تھی۔ اب یہ پتھن اسے طرز طرح کے سوالات کر رہے تھے۔

وہ جواب دے نہیں کہہ سکتے تھے کہ ٹیلی جیٹی کے مخطرباک مکمل نہیں دیکھی ہو چکے ہیں۔ وہ مطلقاً دنگو جاہنے ہیں لیکن اس کے خلاف جان نہیں دے سکتے۔ وہ چاہتے تھے اسکی وقت وہ ان کے دماغوں میں موجود ہوگا اور اپنے خلاف چکھ بولنے کی اجازت نہیں دے گا۔

پہلی جگہ قانون کے محافظ کی ٹیلی جیٹی جانے والے کو کبھی گرفتار کرنا نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے پتھن دلائن کو یہ جاننے سے کراہ لیا کہ کوئی ڈاکو تھا۔ جہاں ان کے کرے میں کسی پتہ کا اور اور بھی دیکھنے کے بعد پچاس ہزار ڈالر جمن کرنے لگا تھا۔

ان ایک مریم بنی کے پاس جا چکا تھا۔ وہ پتھن دے لے گی ان کے بیان کے لئے تھے۔ وہ دونوں ایک بیڑے پر بڑے ہوتے تھے۔ ان کے ساتھ ہی کر دے پتھن ہو کر کہا۔ "میں یہی دیر سے خیال خوانی کی کوشش کر رہی ہوں کہ نام"

ٹوٹی ہے نہ کہا۔" اس ہم حالت میں تو خیال خوانی کر سکتے ہیں اور نہ اپنے اندر نے دانے کو پوچھا کہ مہارت سے روک سکتے ہیں۔

کہتا ہے ظلم میں کتنے ہوئے آواز دی۔" مرین باسز! کیا تم ہمارے اندر موجود ہو؟"

جواب ناموشی رہی۔ وہ حمودی در تک انتظار کرتی رہی مجر بڑی ہے۔ غم تو ہے۔ "میں اس انتظار کو کرتی رہی تو جی عمل نہ کر۔" ہمیں تابعدار نہ بناؤ۔ ہم دوست ہیں کہ وہیں کے اور سرداری زندگی لینی جتنی کے ذریعے تمہارے کام آتے رہیں گے۔"

جب باسز نے آواز دی تھی۔ "تم میرے کیا کام آؤ؟" فریاد کیا تو نے تمہیں بتائی تھا قاتل بھلا ہر اس کی جینی بن کر رہیں۔ لیکن اس کے میرے ہی تم نے اس کی کھلی کھوکھا دیا۔ میں تمہارے خیالات پر کہ مرحلہ مرحلہ کر چکا ہوں۔ تمہارے فرما کر یہ عالم ہے کہ تم نے سونیا کو لڑائی کیا۔ سونیا تو میری اپنی جگہ ہے۔ یہ دیکھو کہ تم کہاں پہنچ چکی ہو؟"

وہ دوسری خوشخبری کے گئے۔ "وہ ہلا۔" نکولس بند کر۔ میں تمہارے فریب میں آئے والے انہیں ہوں۔ حمودی در بیدار تم پر عزمی عمل کر دوں گا۔"

دو ٹوٹی ہے کہ داغ میں آ گیا۔ اس نے کہتا ہے خیالات پر چکر مرحلہ مرحلہ کیا تھا اس نے اس طرح ٹوٹی ہے کہ محبت کے چال میں پھاس کر اس نے شادی کی کی بھارتے اصحابی کر دوزی میں جتا کر اس کے پر عزمی عمل کیا تھا۔ اس کے بعد اسے اپنا تاریخ دار بنانا تھا۔

بارٹوٹی ہے کہ اندر وہ ناموشی سے اسے وہ ماری ہا میں بادلا لے گا۔ ٹوٹی ہے نے چوک کر رہ گئے ہوتے کر دوزی کو دیکھ کر کہا۔ "بہت ہی ذلیل اور کمینے ہے۔ ٹوٹی ہے محبت کا فریب دیا مجھ سے شادی کی اور مجھ اپنا نظام بنا لیا۔ اب میں میرے حمودی عمل کے اثر میں نہیں ہوں۔ اس لیے مجھے یہ تمام باتیں یاد آ رہی ہیں۔"

وہ یہ بیان ہو کر ہو رہی۔ "یہ فضرہ دکھانے کا وقت نہیں ہے۔ ہم دونوں پر مصیبت آئی ہوئی ہے۔ ابھی ہم دونوں باسز کے جوار رہنے والے ہیں۔ مجھ تیر کر۔ اس طرح پیادائی کوئی صورت نکالو۔"

وہ بڑے ڈکھے سے بولا۔ "آہ...! میرے فضرہ باسباج یاد آ رہے ہیں۔ وہ ایک باپ کی طرح مجھ سے محبت کرتے رہے۔ میں نے بھی بیٹا بن کر اس کا احترام کیا۔ ابھی ان کے

ظلم خیال خوانی نہیں کی۔ لیکن تو کسی ذلیل صورت ہے کہ ان کے مرتے ہی تو نے میرے سونیا کو دھکا دیا۔ ان کے دو اسر کی جینی جتنی چاہنے والوں کو ان سے چھین لیا۔ اس عظیم خاتون کے لیے جو ہے۔" اس نے کہا خاتون نے اسے پہنچ کیا۔ میں سمجھ رہی

لغت بیچتا ہوں۔" اور مجھ سے فزرت کر باڈھی۔ مجھ پر کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ یہ میں باسز کے اپنے معمول اور تاریخ رہا ہے۔ میری آزادی اور خودکاری ختم ہونے والی ہے۔"

باسز چاہ اپ ان کی ہا میں سن رہا تھا۔ سوچ رہا تھا۔ اس کے اپنے بیٹے سے اس کو اس کے گاس کی فزرت معلوم کرے گا فھر داکس اس کو ان دونوں پر عمل کرے گا۔ اسے اطمینان تھا کہ ان دونوں کی دائمی اتواتالی چوسیں کھنٹوں سے پہلے بحال ہوں گی ان دونوں کی۔

وہ دو ٹوٹی طور پر حاضر ہو گیا۔ بیٹھ جھل پر رکے ہوئے موٹا ٹوٹی ان الفا کر اپنے بیٹے خارج رہ جانے کے خوشخبری کے لگے۔ باسز پھر پھر گئے ہی وہ ایک دم سے چوک گیا کہ کوئی اسے قاتل کر رہا تھا۔ "اے یہ میں باسز!"

اس نے چوک کر آواز کی سمت دیکھا۔ سامنے کچھ فاصلے پر اس کا کپیڈر آن ہو گیا قاتل اور باسز اسکرین پر ایک عجیب فریب غمیں دکھائی دے رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "میری ڈرینگ مشین تازہ ہے کہ تم اس وقت اس کے مکر کی چار ہویاری میں ہے۔ میں نے یقین ہے کہ اس وقت تم کپیڈر کے سامنے ہوا دھچکے دیکھو یہ ہولو میری ہا میں نہ رہے۔"

یہ باسز جرنالی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ آہستہ آہستہ کپیڈر کے قریب آئے۔ اسے بڑی توجہ سے دیکھ رہا تھا اور یہ کھنے کی کھنٹا کر ہاتا کر پوچھ کر کہ ہے میرا نام اس طرح ہے؟ صرف ہا میں نہیں میرا نام لکھا گیا تھا ہے۔ میرے مکر کے کپیڈر میں چلا آیا ہے۔

جو کر کہتا ہے کہہ رہا تھا۔ "میں نے ان ایک سافٹ ویئر تمہارے کپیڈر میں پہنچایا ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ اپنے کپیڈر کو ان کر جو کہ تم نے اسے فائل بنے ہے اور اپنا کر۔ تمہارے سامنے معلومات کا ایک پیاداب منگلے والا ہے۔

یہ کہتے ہی وہ فخر سے لوٹا ہوا گیا۔ باسز بھوکا کپیڈر بند ہو گیا۔ وہ بڑی در تک اس کپیڈر... سامنے گم گم کر آ رہا ہے۔ بات سے ان درات خوشی میں جتا کر اسے دائمی کوئی کاپی کپیڈر فریب پر انسان جتنی سے میرا سر اس جینی تھا۔ وہ اس کے مکر کے اندر کپیڈر کے ذریعے چلے

وہ دونوں ہاتوں سے اپنا سر قہا کر سوچ رہا تھا۔ اس مجر نے کسی ٹریک میں گا کر اس کا اور کہا تھا۔ اس نے گریں ڈریے در معلوم کر چکا ہے اس وقت میں اپنے گریں ہوں۔ کپیڈر کے ذریعے اسے دیکھ رہا ہوں اور اس کی ہا میں سن رہا ہوں۔ وہ میرے مشتق بہت کچھ جاتا ہے... میرے کبر ہے جاتا ہے۔"

وہ فریب آ کر بائزر پر ہاتھ رکھ کر سوئے لگے۔ "کیا وہ کوئی خطرناک چادر ہے؟ یہ کچھ معمولی ذہانت کا ٹاک مساکھتا ہے؟ اس نے کسی ٹریک مشین کے ذریعے میرا سراغ لگایا پھر یہ کیا ایک چادر کی طرح میرے کپیڈر میں کھنٹا گیا۔ جس طرح میں جینی جتنی جانتے والے دوسروں کے دالوں میں کھنٹا ہے۔ اس طرح میں مساکھتا یا چادر کے دوسروں کے کپیڈر میں کھنٹا جاتا ہے۔"

اس نے کپیڈر کو ان کی تمام فائلیں چیک کیں۔ ایک نئی فائل جو جو کر کہتا ہے نام سے نظر آئی۔ اس نے اس فائل کو دیکھا کیا تو وہی مجر۔ وہ دکھائی دے گا۔ وہ اپنے کسی خیر اور اس نے تمام دالوں کی طرح کی اور دیکھا تھا۔ اسے مشتق نظر نہ والے ان کی جرت انگیز مشین تھیں۔ جو پہلے بھی اس دنیا میں دیکھی نہیں گئی تھی۔

یہ باسز کپیڈر پر وہ تمام حاضر دیکھ رہا تھا۔ جو علی اور ایمان کی اور دوسرے کا یہ میں اب تک دیکھ چکے تھے۔ اسے دیکھ کر بھی یقین نہیں آیا تھا۔ مشر بہ جرنالی سے سوچ رہا تھا کہ جو کچھ دیکھ رہا ہوں، وہ قصوں اور کہانیوں والی ہا میں لگ رہی ہیں۔

پھر اس نے خودی تسلیم کیا کہ یہ کوئی قاتل کھاتی نہیں ہے۔ اس کو خودی در پہلے یہ مجر میرے کپیڈر اسکرین پر آیا تھا۔ کیا وہ جاتا ہے کہ میری رہائش گاہ کہاں ہے؟ اور اس کرے میں یہ کپیڈر رکھا ہوا ہے؟ اس نے میرا نام لے کر مجھے مخاطب کیا تھا۔ اس کا مطلب ہے میرا نام پناہ گاہ کا ہے جو جاتا ہے میری سوال پیدا ہوا کہ کیسے جاتا ہے؟ یہ میرے سوال سے جاس کے اندر سے اٹھ رہے تھے اور اس کا خون منگل کر رہے تھے۔ اسے اس بات پر باز تھا کہ فریاد سبت آج تک کوئی جینی جتنی جانتے والا اس کی خیر رہائش گاہ تک پہنچ گیا تھا۔ وہ ایک خیر پناہ گاہ میں اپنے بیٹے کے ساتھ ہے۔ اسے ایمان سے محفوظ رہتا تھا۔ ان اس مجر کے ساتھ ہے اس کے سکون اور اطمینان جتا ہے۔

مجربادہ وہ تھوٹیں جس جتا کرنے والی بات ہے جی کہ دوہ جوہ اس کی رہائش گاہ کے کپیڈر میں ہے؟ کیا؟ کیا وہ آج کھ مانی کے ساتھ در پوٹش رہے ہوں؟ اس سوالات کے جواب کو کپیڈر سے دیکھنے کے لیے اس نے خیال خوانی کے ذریعے اپنے بیٹے سے کہا۔ "توڑا ضروری سامان بیک کر۔ تمہارے یہ فخرہ پیدا ہو گیا ہے۔ جہاں ہو وہاں سے نکل آؤ۔ میں ایک جگہ کا بتاتا رہا ہوں، وہاں پہنچو۔ میں تم سے وہیں لوں گا۔"

اس نے بیٹے کو ایک نئی خیر رہائش گاہ کا بتایا پھر اپنا ضروری سامان بھی بیک کرنے لگا۔ اس دوران میں تمام اکابر بن کر اندر جا کر مجر ہے کے ہا میں معلومات حاصل کرنے کے لیے اس کا اندازہ درست لگا کر وہ مجر جیاس سے پھاس کے کھنٹوں تک پہنچا ہوا ہے۔ اس نے اس سب کو یہ بتایا ہے کہ فریاد بند ہے۔ وہ خوشخبری کی تمام کی ہا میں کر کے ان سب کو دھکا دے رہا ہے۔ ان تمام اکابر بن کر یقین تھا کہ مجر جو کچھ ہا میں ہے وہ ڈرست ہے۔

وہ اندر آ کر پھر اس کپیڈر کو دیکھنے لگا۔ وہ کہہ چا دوا کا پلانا تھا۔ اس کے بلاترے ایک بلا کر وہ کر اسے وہیں دے کر قاتل ہو گئی تھی۔ اسے یقین نہیں آیا تھا کہ وہ مجر رکھا قاتل حقیقت تھی۔ اس نے اپنے ہا میں ایک زور کی جلی جبری بحر تکلیف محسوس کرتے ہوئے یقین کیا کہ وہ خواب نہیں دیکھ رہا تھا۔

بندوں کے فکاری پکاراؤ نے کہا تھا کہ وہ پتار سے اور اس مجر کے خلاف کرنے کے لیے عالی اور ایمان علی کے ساتھ جھگ میں نہیں جاسکتے گا۔ عالی نے بہر میں اس کے خیالات پر تڑپا چلا کر دعوت ہا میں لے رہا ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ جھگ میں عالی کے ساتھ نظر آجائے تو کبھی سے اس کی تصویر میں اتارے۔ ان تصاویر کے ذریعے وہ ہزاروں ڈانڈا کرے گا۔ وہ اس معاملے میں عالی اور ایمان علی کو یا کسی کو شریک نہیں کرنا چاہتا تھا۔

وہ دونوں انک ہی اس کے مکان میں پہنچ گئے۔ اس مکان کے اطراف بہت بڑا احاطہ تھا۔ اس احاطے کے اندر اس کی بھرتے تھے۔ جن میں بندوں کو رکھا گیا تھا۔ ملک کے مختلف شہروں کے اسپتالوں سے بندوں کی سلائی کا آرڈر وصول ہوتا جتا تھا۔ وہ ان میں ان اسپتالوں میں پہنچا کر ابھی خاص میں داخل کرنا رہتا تھا۔

ناموں کی انٹری کرائی۔ فارسٹ آفسر نے کہا۔ ”یہاں صرف شکار یوں کو آتے... اور راتوں کو رہنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ یہاں آنے والے اپنی ذمے داری پر درودر جا کر شکار کھیلتے ہیں۔ کبھی کبھی خود جنگلی جانوروں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تم دونوں کو مسٹر پکارڈ کی ضمانت پر درودر اتوں تک رہنے کی اجازت دی جا رہی ہے۔“

انہوں نے وہاں کے دستور کے مطابق ایک رجسٹری خانہ پڑی کی اپنے دستخط کیے پھر ایک ریٹ ہاؤس میں پہنچ گئے۔ پکارڈ نے کہا۔ ”ہم رات آٹھ بجے تک کھانے کے بعد یہاں سے نکلیں گے پھر جنگل کے اسی حصے میں جائیں گے جہاں میں نے اسے دیکھا تھا۔“

عالی نے اپنے کمرے میں آرام سے بیٹھ کر مجھ سے رابطہ کیا۔ ”ہائے مہا! آپ کیسی ہیں؟“ میں نے خوش ہو کر کہا۔ ”آئی ایم فائن۔ بہت دنوں بعد ماں کی یاد آئی ہے۔ ہائی داوے اس وقت کہاں ہو؟ اور کیا کر رہی ہو؟“

وہ بولی۔ ”اوہ مہا...! کچھ نہ پوچھیں۔ آپ کو بتانے کے لیے بہت سی باتیں ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ خوشخبری سن رہی ہوں کہ پاپا زندہ ہیں۔ اوہ مہا! میں کیا بتاؤں یہ خوشخبری سننے ہی میں خوشی سے پاگل ہو گئی تھی۔ آپ کا کیا حال ہے؟“

سو نیا سننے لگی وہ بولی۔ ”آپ ہنس رہی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کو یقین نہیں آ رہا ہے۔ پہلے مجھے بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔ لیکن یہ خبر اتنی مستند اور پکلی ہے کہ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے پاپا اسی دنیا میں زندہ و سلامت ہیں مگر کہاں ہیں؟ ابھی ان کا سراغ نہیں مل رہا ہے۔“

میں نے کہا۔ ”میں اس لیے ہنس رہی ہوں۔ کہ یہ بات شروعاتی سے جانتی تھی۔ حقیقتاً تمہارے پاپا کو موت نہیں آئی تھی۔ ان کی جگہ کوئی دوسرا ڈمی مارا گیا ہے۔“ وہاں یہ وضاحت لازمی ہے کہ فرہاد کی جگہ مارا جانے والا وہ شخص کون تھا؟

جیسا کہ پچھلے باب میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک انتہائی خطرناک جادوگر منزل جوگی رُ اسرار علم کے ذریعے فرہاد کی تیمور کو اپنا معمول اور تابعدار بنانا چاہتا تھا۔ ان دنوں فرہاد سوئٹزر لینڈ میں نیا (نومی کرسٹل) کے ساتھ تھا۔ میں بھی بعد میں وہاں پہنچ گئی تھی۔

بہر حال منزل جوگی نے فرہاد کو ٹریپ کرنے کے لیے اپنے ایک چلیے شکر نارائن کو وہاں بھیجا تھا۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی سے کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔ وہ بہت پہلے جان

پکارڈ نے انہیں دیکھ کر پوچھا۔ ”آپ لوگ کون ہیں؟ اور یہاں کیوں آئے ہیں؟“ ہم نے خون پر خم سے بات کی تھی۔ تمہارے ساتھ جنگل میں جا کر اس عجوبے کو دیکھنا چاہتے ہیں۔“

عالی نے کہا۔ ”تم تو اچھے خاصے صحت مند ہو لیکن ہمیں یہ کہہ کر ٹال دیا کہ بیمار ہو۔“ وہ ناگواری سے بولا۔ ”جب یہ سمجھ رہی ہو کہ میں ٹال رہا ہوں تو یہاں کیوں آئی ہو؟“

”نالنے کی کوئی توجہ ہوگی؟“ اس عجوبے کو میں نے دریافت کیا ہے۔ ایک آرٹسٹ کے ذریعے اس کی خیالی تصویر بنوائی تھی۔ جس بیگزین میں وہ تصویر شائع ہوئی اور اس کے متعلق مضمون شائع ہوا۔ اس رسالے کے مالک نے مجھے ایک ہزار ڈالر دیے تھے۔ ایمان علی نے کہا۔ ”ہم بھی تم سے مفت کام نہیں کرائیں گے۔ اچھی خاصی رقم دیں گے۔“

اس نے کہا۔ ”میں تمہا جنگل میں جا کر اس کی تصویریں اتارنا چاہتا ہوں۔ وہ تصویریں کم از کم پانچ یا دس ہزار ڈالر میں فروخت ہوں گی۔ کیا تم اتنی بڑی رقم مجھے دے سکو گے؟“ ”ہاں، ابھی ہم تمہیں پانچ ہزار ڈالر دیں گے۔ تمہارے اطمینان کے لیے اپنے ساتھ کیمرا نہیں لے جائیں گے۔ تم اپنے کیمرے سے اس کی جتنی تصویریں چاہو اتار سکتے ہو۔“

وہ ایک طرف دیکھتے ہوئے سوچنے لگا۔ اسے بیٹھے بٹھائے پانچ ہزار ڈالر مل رہے تھے۔ اسے یہ امید نہیں تھی کہ دوبارہ اس عجوبے کو اس جنگل میں دیکھ سکے گا اور دیکھ سکا تو تصویریں اتار سکے گا یا نہیں؟ اور اگر تصویریں اتار لیں تو وہ پانچ یا دس ہزار ڈالر میں فروخت ہو سکیں گی یا نہیں؟

ایمان نے پانچ ہزار ڈالر من کر اسے پیش کیے تو وہ فوراً راضی ہو گیا۔ اس نے رقم لیتے ہوئے کہا۔ ”ہمیں جنگل میں رات گزارنی ہوگی۔ اگر وہ عجوبہ ایک رات کو دکھائی نہ دیا تو دوسری رات بھی وہاں قیام کرنا ہوگا۔ فارسٹ آفسر ریٹ ہاؤس کا کرایہ پچاس ڈالر لے گا۔“

ایمان علی نے کہا۔ ”لو پر اہل۔ ہم وہاں رہنے سہنے اور کھانے پینے کے سلسلے میں تمام ہتکوت کرتے رہیں گے تم فکر نہ کرو۔ بس ابھی یہاں سے روانگی کی تیاری کرو۔“

وہ دوپہر کو وہاں سے روانہ ہوئے اور شام تک فارسٹ آفس میں پہنچ گئے۔ وہاں پکارڈ نے عالی اور ایمان علی کے

مجھے کھے کو کوئی مجھ سے ہے جس نے فریاد کی موت کا دن اور تاریخ مقرر کی ہے۔ لہذا انہوں نے اسے اس مجھ کو صدمہ دینے اور فریاد کی موت کا یقین دلانے سے اسے غور کرنا اور تکلیف دہانہ بنا کر فریاد کے سبز علامت پر پہنچا دیا تھا۔ چنانچہ میری عمر کے علم کے مطابق اب یہ بدنت خضر ان کی موت کا وقت آچکا تھا۔

خضر ناراضی سے مسٹر ریڈنگ کی راپنا چھوڑ دیا اور کہا تھا اور فریاد کا ہم محل میں کیا تھا۔ اس کی یہ سیدھی خود اس کی پڑی اس کی موت کے بعد بھی اسے فریاد سمجھا جاتا رہا۔ فریاد کے تمام دشمن امریکا اور یورپ کے ادا کیے یہ یقین کرنا چاہتے تھے کہ فریاد بڑھ چکا ہے۔ اس سے پہلے بھی کئی بار فریاد نے فریاد کا دارا لیا ہے کہتا تھا ہر ایک عمر سے بعد سحر عام کر فریاد کی موت کا یقین ختم نہیں کرتے تھے۔

فریاد کی موت کی تصدیق کرنے کے لیے خضر ناراضی کی لاش کو وہاں کے اسپتال کے ایک مردہ خانے میں پہنچا گیا تھا۔ مختلف ممالک سے نئے ہی اہل برہنہ وہاں پہنچے تھے۔ انہیں اسی جگہ سے دیکھ کر یقین کرنا چاہتے تھے کہ وہ فریاد کی پہلی یا نہیں؟ لیکن ان سے وہاں پہنچنے سے پہلے اور اس لاش کے چہرے سے ایک آپڑنے سے پہلے جب تیز میری عمر کے مطابق وہاں ایک دم کا صدمہ ہوا اور اس کی لاش کے جھڑتے سے اٹھنے سے یہ عہدہ عمل سکا کہ فریاد کی جگہ کو دہرا لیا گیا تھا۔

ہا ہا صاحب کے ادارے کے ہائی با فریاد واصلی نے سونیا سے کہا تھا۔ ”جب فریاد کا آخری وقت آئے اور وہ اپنی آخری سانسیں پھرتی کرے گا اور وقت اس کے پاس سے سو اٹھنے والا نہ ہوگا۔ دو صرف اسی کی موجودگی میں اسی کی کبریت میں جالان سے گا“

اور ایسا نہیں ہوا تھا۔ جب فریاد سبز علامت پر پہنچا ہوا تھا یا یہ کہا جاسکے کہ اس وقت خضر ناراضی فریاد کے روپ میں بستر پر پہنچا ہوا تھا۔ سونیا جو باغیچہ کی درک کے لیے ٹائے سے ہاتھ کر کے اس کے سر سے ہاتھ آگئی تھی۔ جب وہ وہاں فریاد کے سر کے سر سے دیکھی اور اس وقت تک اس کا دم نکل چکا تھا جب ہی اس نے مجھ کو کہا کہ سبز علامت پر مرنے والا اس کا فریاد نہیں کی ہو چکا ہے۔ اس کا ایمان تھا کہ باغیچہ واصلی مرحوم کی بیٹی کی بھی تلاش ہو سکتی۔ فریاد کو چھٹی موت آنے کی اس کی موجودگی میں اسے ایک چنگوڑی کر کے میں موجود نہیں تھی۔ اس لیے اس کا فریاد امریکا میں زندہ ہے۔

دوسری طرف ایمان علی نے اپنی آگہی کے ذریعے مالی کو بتایا تھا کہ اس کے پاس کی موت مشکوک ہے۔ یقین ہو کہ اسے مجھ سے معاملے کے اسی کی تپ مالی کو یقین ہو کہ اس کے پاس زندہ ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے سٹی میں آکر اس کا ساٹھ فیصد خرید لیا تو فریاد کے ذریعے سامنے مشہور نہیں رہا۔ ابھی طرح تصدیق ہوئی کہ فریاد زندہ ہے۔

میں نے عالی سے کہا۔ ”تمہیں ایمان علی نے آگہی کے ذریعے بتا دیا تھا ہر بھی تم نے مجھ سے پایا کے زندہ رہنے والی بات چھپائی۔ تم نے ایسا کیوں کیا؟“ وہ بولی۔ ”ماں! آپ کو پہلے ہی دن سے یقین تھا کہ میرے پاس زندہ ہیں۔ آپ نے بھی مجھ سے یہ بات چھپائی تھی! آخر کو؟“

”میں نے معلوم کرنا چاہتی تھی کہ فریاد زندہ ہیں تو کہاں ہیں؟ اب ہم سے رابطہ کیوں نہیں کر رہے ہیں؟ پہلے میں ان کا سراغ لگانا چاہتی تھی۔ اس کے بعد ہی اپنے تمام بچوں کو خوشخبری سنانا صاحب ہوتا۔“

عالی نے کہا۔ ”میں بھی جانتی تھی کہ پہلے پایا کی زندگی کا پوری طرح یقین ہو جائے۔ اب جبکہ سٹی کی سڑک مجھے بھی طرح یقین ہو گیا ہے تو میں آپ کو یہ خوشخبری ساری ہوں۔“

”ابھی تو فریاد نے شہر میں سٹی میں ہو؟“

”ہاں ایمان کو ایک مجھ سے مسئلے میں آگہی تھی۔ اس کے ادارے میں معلومات حاصل کرنے سٹی میں تھے۔ اب سونیا کے ایک شہریراگ کے قریب ایک جنگل میں بیٹھ ہوئے ہیں۔“

میں نے سزوائی سے پوچھا۔ ”مجب... یہ مجھ سے کیا ہے؟“

وہ مجھے اس کے متعلق پوری تفصیل سے بتانے لگی۔ میں بڑی تیز رفتاری اور دلچسپی سے سنتی رہی۔ اس لیے مجھ کو قریب انسان کے متعلق نہ پہلے بھی پڑھا تھا اور پہلے ہی اس کے بارے میں سنا تھا۔ میں نے فریاد اور فریاد کی زندگی دیکھی تھی۔ عالی یہ تو بہت ہی غلطی سے کہنا۔ اپنی سبب قریب بیٹھوں کے ذریعے کسی کی موت تک پہنچا تھا ہے۔“

عالی نے کہا۔ ”آپ گنہگار ہیں متناہہ ہمارے پاس یا کسی کسی چیز میں ہونے کا۔“

”یہ جگہ وہ تھا ہمارے پاس کوڑھوڑے میں ناکام ہو رہا ہے لیکن وہ ہم سے کسی کے ساتھ اس وقت کی سبب تک

ہے کسی کو بھی نقصان پہنچا کر تھا ہمارے پاس کوڑھوڑے پاسکا ہے۔ ابھی اسرار کے پردوں سے گل آئے پر مجبور کر سکتا ہے۔“

”میں اور ایمان اسی پہلو سے سوچتے ہیں تو پریشان ہو جاتے ہیں۔ کسی بھی طرح اس کی سبب قریب بیٹھوں تک پہنچنے کا موقع ملے گا تو میں اسے سب کو تیار کروں گی۔ ہم سب سے پہلے اس کے مجھ سے تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ اسی لیے اسے تلاش کرنے میں مددگار بن گئے۔“

”یہی اہم تھا سبب قریب سے۔ اتنی ہی نظر نہ بھی ہے۔ اس سے بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔“

”آپ گنہگار کریں۔ ہم جانتا ہیں کہ آپ بھی اس مجھ سے جو جو اسے پتا ہو گا تو کوئی تھیرے سوچیں۔ آپ کی پوری ہستی کی ہے کہ آپ جب بھی اس سے متعلق آئی ہیں تو اس کے بارے میں جانتی ہیں۔ ہمیشہ کے لیے اس کی چھٹی کر دیتی ہیں۔“

”مجھ پر خدا مہربان ہے اور با فریاد واصلی کی دعائیں میرے ساتھ رہتی ہیں۔“

میں نے بچی بڑی دیر تک ہاتھ کرتی رہی پھر وہ سترہ وقت کے مطابق ریڈنگ ہاؤس سے گل کر ایمان علی اور پکاراؤ کے ساتھ جنگل کے اس حصے کی طرف چلی گئی جہاں ایک باہر اس مجھ سے کوئی خبر نہ تھی۔ اس کے بعد وہاں سے ایک دو گھر پر اسے اپنے گھر میں آ کر فریاد کی کوڑھوڑے آس پاس کی کوڑھوڑے سے قریب کھڑے گہری نظر سے اس کو دیکھا اور اس سے کہا۔ ”تمہی تو یہی حالت میں ہے اور میرا ہے کہ اس کا اور ہمیں نظر ہے۔“

”جنگل کے چار بجے۔ وہ ہاؤس ہو کر ریڈنگ ہاؤس میں داخل آئے۔ صحن سے اسی حال تھا۔ وہ اپنے اپنے گروں میں آ کر فریاد کی کوڑھوڑے سے گھر کے بعد سونے لگے۔ ابھی اس کی کوڑھوڑے کی کوڑھوڑے آس پاس کی کوڑھوڑے سے قریب کھڑے گہری نظر سے اس کو دیکھا اور اس سے کہا۔ ”تمہی تو یہی حالت میں ہے اور میرا ہے کہ اس کا اور ہمیں نظر ہے۔“

دن کے ایک بجے ایمان علی کی آنکھ کھلی اور اس نے فوراً ہی صحن کی طرف دیکھا۔ وہ سونے کے شہر کی لٹاڑا لگی۔ جب لٹاڑا کے اختتام پر وہ دروازہ پر شریف پڑنے تک اس کے پاس کی کیلیٹ طاری ہوئی۔ اس کا سبب تھا کہ ہاتھ بندھ کر وہاں اور وہ بند آسموں کے پیچھے غلو خالی اور پکاراؤ کے ساتھ اس جنگل میں دیکھ رہا تھا۔ جس طرح وہ جنگل میں بیٹھتے ہے۔ اس نے اس طرح جنگل کے اسی حصے میں بیٹھ کر تھے۔ اس وقت وہ دروازہ کی کوڑھوڑے سے گھاس میں بیٹھ کر۔ بیرون دہلی زور دہلی کی ترائیاں، جو اسے ہاتھوں میں دستانے میں آگئی رنگ کے تھے۔ سچی کانپوں نے سہ سے گردن تک نقاب بھی زور دہلی کا ہمیں رکھا تھا۔ ان کے ہر کسی پکاراؤ دعا مالک میں تھا۔

یہ بات اس کی کھم نہیں آئی کہ وہ دونوں زور دہلی کے لہان اور نقاب میں کیوں بیٹھے ہیں؟ آؤ کی رات کے بعد اس مجھ سے یہ ایک ہی سامنا ہو گیا۔ وہ بیٹھ

ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر تھے اور جہاں سے وہیں ٹھنک گئے۔ پکاراؤ نے ریل پور سے اس کا نشانہ ہوتے چلے گئے۔
”تم پکاراؤ ہو دو ہیں رک گاؤں۔ میں سے بائیں کرو گے تو تم تمہیں جان سے نہیں مارے گی۔“

جاہتا ہے کس نے اسے پھر مارا ہے؟ اور اب کچھ ہتھیاری طرف آ رہے ہے۔ اسے ہمارے قدموں کی بجلی کی آہٹ بھی نہیں ملتی ہے۔
دروڑوں بہت ہی دینے قدموں ڈرا پیچھے چلے گئے۔ وہ

کے لباس میں پیچھے ہوئے افراد سے دکھائی دیتے ہیں۔“
”اور میں... اب کچھ میں آ رہا ہے تمہاری کمانی نے بھی لے لیا۔“
سچھادو اپنے کسب کجی بوجھے سے سامنا ہوگا تو ہم زبردست کے لباس میں غور سے دیکھیں گے۔

تھے۔ اس نے مخاطب کیا۔ ”ہائے کرونا؟“
اس نے چونک کر پوچھا۔ ”تم جن سے ہو؟“
اس نے فوٹی سے کے اندر آکر کہا۔ ”کرونا ہی چوری ہے میں کوں ہوں۔ تم کسی بھی سوال کرو گے۔ اس لیے میں تمہاری زبان سے بول رہا ہوں۔ اس طرح تم دونوں ہماری باتیں سنو گے۔“

اس کی بات ختم ہوتے ہی اس گجھ نے بے جا ایک اپنے مخصوص انداز میں تیزی دکھائی۔ ایک دم سے پتھر کی طرح ایک طرف پلٹ کر اپنے کسی پکاراؤ اس کا نشانہ نہیں لے سکا۔ اسے دو فائر گولیاں اس کی تنگ دھڑکوں میں دو اہل و عیال ہو گیا تھا۔ وہ دھڑک گیا تھا۔ پکاراؤ بھی دودھڑتا ہوا گیا۔ عالی اور ایمان بھی اس کے پیچھے تھے۔
پکاراؤ دھڑکے جانے کے بعد وہ جو بڑا چمک اٹا اس کی ہمت ٹوڑا ہوا۔ انہوں نے پلٹ کر اسے دیکھا عالی اور ایمان بھی اسی کی طرف لپکے۔ وہ ان کی طرف نہیں دیکھ رہے صرف پکاراؤ پر اس کی نظر ہے پھر اس سے پہلے کہ پکاراؤ اپنی من سوجھی کرتا وہ تیر کی طرح اس کے سر پر گیا۔ وہ زبردست کا تیز تھا۔ پکاراؤ بھی دھڑکے مگر نہیں تھا جس کی اس کے حملے کا نام ہوتے رہے۔ پتھر اور دودھڑا ہو گئے سے مارا گیا تھا۔ عالی اس کے ہاتھ سے ریل پور بہت پیچھے جا چھوٹ گیا تھا۔ ایمان اس کی مدد کے لیے آگے بڑھتا چاہتا تھا۔ عالی نے خیال خرابی کے ذریعے کہا۔ ”ذرا رک جاؤ۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے اس نے ہمیں دیکھ کر کسی نرہ کیسا ہوا نام آ کرے ہے۔ ہوں۔“
ایک ایک کر کے پکاراؤ نے ہاتھ سے ہولناکی سے جب وہ ہمارے ساتھ کو تکرہ کیا ہے تو ہمیں بھی دیکھ چکا ہوگا۔“

ادھر ادھر دیکھو یہاں ہوا ان کے دور میں سے گزرتا ہوا آگے کل گیا۔ عالی نے کہا۔ ”دیکھا ایمان میں نہ سب کچھ کی کہ یہ میں دیکھیں اور پارے۔“
پتھیں اسکی کیا بات ہے کہ ہم دونوں اس کی انفرادی سے اوکل ہوئے ہیں؟“
عالی کے اس سوالیہ فقرے کے ساتھ آگے کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اس نے چونک کر انہیں کھولیں تو تھرازی حالت میں دوڑا تو دیکھا وہاں تھا اور پھر سے بے اختیار دو روڈ شریف پڑنے لگا۔

”اور میں اس رنگ کے لباس میں اس طرح چھپ کر رہنا ہوگا کہ ہمارا ایک نام نہ دکھائی دے۔“
انہوں نے پکاراؤ سے کہہ دیا کہ وہ ایک دن کے لیے شہر جا رہے ہیں۔ آج رات جگن میں نہیں جا سکیں گے۔ دوسرے دن واپس آکر دوسری رات اس نوجوے کی تلاش میں نکلا جائے۔“

پھر بولی سے اپنی زبان سے بولنے لگا۔ ”میں تم دونوں کے لیے رہتی ہوں۔ اس طور سے ایک نوجوہ کیلانا ہوں۔ تمہیں تڑپنا معلوم ہوگا کہ میں کوں ہوں اور انگریز ہراسر ترقوں کا مالک ہوں۔ فی الحال اتنا ہی سمجھو کہ امریکا اور پھر آپ کا رہنا ہے۔ میں اسے میرے ذرا پڑا ہوں۔ برین ماسٹر سے عکاسی کر رہا ہے۔ اس لیے جاپا ہوا تم دونوں ہماری طرف سے عکاسی کر رہے ہیں اس کے اس کا پاس۔“
کہتا ہے کہا۔ ”یہ سوجھ سوجھ گھاری جانوں میں اہلگی ہوئی ہے کہ وہ کسی وقت بھی آکر تم پر فتوحی حمل کرے گا اور...“



ایسے وقت دروازے پر دستک ہوئی اور عالی کی آواز سنائی دی۔ ”میرا خیال ہے تم تیز پوری کر چکے ہو۔“
”ہاں تم کمرے میں چلو، میں آتا ہوں۔“
اسے وہ آگے بھاگا پھر بھی آکر دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اسے کس بات کا پتہ چلے گا۔

جھوٹے فون کے ذریعے برین ماسٹر سے رابطہ کرنا چاہتا تھا پتلا کون بند ہے۔ اس نے انکار ہی میں سے ایک اسی حمید پر اکر مخاطب کیا اور کہا۔ ”برین ماسٹر سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ اس کا فون دوسرا فون بہرتا ہے۔“
اس نے کہا۔ ”برین ماسٹر کا ایک ہی فون بہرتا ہے۔“
انکار ہی کے پاس ہے۔ تم نے کسی کارپنشن کی کہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دو فون بند کر رکھے ہیں۔ کسی وجہ سے کسی بھی رابطہ کرنے سے تکرار ہے۔“
”کوئی بات نہیں؟ اب میں اسے ایسا سنتی سکتا ہوں گا کہ وہ آج پھر وہی سے تکرارنا بھول جائے۔“
دو فریکٹرز میں کے لیے طومات حاصل کرنے لگا۔ نورانی پتلا کہ وہ اپنی رہائش گاہ میں نہیں ہے۔ اس فریکٹیشن کے منیجر پر لندن شہر کا خوش پھیلا ہوا تھا۔ برین ماسٹر سے تعلق رکھنے والا سرخ فنگ کی سمت بڑھتا جا رہا تھا پھر وہ تھا سائڈ فنگشن اسٹریٹ میں تکرار کیا۔ وہاں سے وہ آگے بڑھتا ہوا ایک ہنگے کے آگے آکر ایک ایک ہنگے کا نمبر ہی نوٹ کرتا تھا۔ وہ فنگشن وہ جا کر فنگر ہی تھا۔ اس کے فتوحی پر کے بعد پتلا تھا۔ اس کا مطلب ہے تھا کہ اسٹریٹ میں سے لے کے اپنی رہائش گاہ میں پہنچا ہوا تھا۔

جھوٹے فون کے اس کی بات کا سنتے ہوئے کہا۔ ”اور وہ کبھی نہیں کر پائے گا۔ میں نے اپنے مخصوص طریقہ کار کے مطابق تم دونوں کے ناموں کو لاک کر دیا ہے۔ دنیا کا کوئی بھی ٹیلی فونکسی جاننے والا ہتھیار سے نہیں آ سکتا۔“
دو خوش ہو کر بولی۔ ”کیا تم جی کہہ رہے ہو؟ ہمارا دام لاک ہو چکا ہے۔ برین ماسٹر سے غور نہیں ہے۔“
اس نے محفوظ بھی ہو گے اور اسے نتیجہ بھی کر سکو گے۔ وہ پتلا پتلا نہیں گاؤ گئے۔ یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ آج تک کوئی ٹیلی فونکسی جاننے والا برین ماسٹر کا پتلا فنگشن معلوم نہ کر سکا۔ وہ بیوی کا بیانی سے پڑھا رہتا ہے۔“
”ہاں، وہ ایک مٹول بریس سے پڑھا رہتا ہوا ہے۔“
”اس کی پڑھاسرایت ختم ہو رہی ہے۔ تم دونوں ابھی اس کی خفیہ نگاہ میں جا کر اسے جرنالی اور پرنیٹالی میں جتنا کر سکتے۔“

ایسے وقت جھوٹے پکاراؤ اپنے دو اہل و عیال لاکر اس کی گردن توڑ ڈالی۔ اس کے منہ سے ایک راک بھی نہ لگی اس وقت زین پر ڈھیر ہو گیا۔ عالی نے اسی لمحے میں ایک چھوٹا سا پتھر اٹھا کر اس کی طرف پھینکا۔ پتھر اسے لگا وہ چونک کر پلٹ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ عالی نے خیال خرابی کے ذریعے ایمان سے کہا۔ ”ان تمام کچھ کچھ سے بے خبر ہو گئے۔ وہ بولا۔ ”بھگتا گیا ہے۔ تم نے مجھے اس کی مدد کرنے نہیں دیا وہ پتھر مارا گیا ہے۔“
”پہلے اپنی شہرت متاؤ۔ خدا کا شہر ہے کہ ہم اسے دکھائی نہیں دے رہے ہیں۔“
”تم کو خودی دیکھو وہ ہمیں ڈھونڈنے کے انداز میں ایک ایک دم بڑھتا ہوا ادھر سے ادھر جا رہا ہے۔ معلوم کرنا ہوں۔“

دو دونوں بڑھتا ہوا پتھر سے اپنے اپنے فوج کے شہنشاہی آئے تھے۔ وہاں انہوں نے ایک ٹیکر میں اس گجھ کے کی تصویر دیکھی کی پھر اس پتھر کے ذریعے وہ مسافت دیکر دیکھا تو اس کے بعد ہی پکاراؤ کے ساتھ سوالیہ کے جوجلی شہر ہراک پچھتے پھر آگ سے نہیں لگے۔ کچھ فاصلے پر پہنچے تھا جہاں کے رست ہاؤس میں انہوں نے قیام کیا ہوا تھا۔
ایمان ہی نے عالی کے کرے میں آکر کہا۔ ”ابھی مجھے آگئی تھی ہے۔“
”ہمیں ایک دن کے لیے یہاں سے واپس میرا گیا ہوگا۔“
عالی نے پوچھا۔ ”خبریت ہے تو؟ یہ ہے تاؤ تمہیں کسی آگئی تھی ہے؟“
اس نے آگئی کے دوران میں جو کچھ دیکھا تھا وہ اسے من و عنان بنا دیا۔ عالی نے جواب سے کہا۔ ”یہ کیا بات ہوئی کہ اس نوجوے سے پکاراؤ دیکھو اور اسے مار ڈالو اور تم دونوں آئے نظر نہیں آتے؟ اس آگئی سے تم کیا بھجورے ہو؟“
”سیدھی کسی بات کچھ میں آئے والی ہے۔ تم نے میری اس بات پر غور نہیں کیا کہ اس وقت ہم جگن میں تھے اور اس سے پاؤں تک زبردست کے لباس میں چھپے ہوئے تھے۔“
قاب کی ایک زبردست کا زبردست جا رہا ہوا تھا۔ جہاں میں دوڑا وہاں سے سب ہی زبردست کے تھے۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس نوجوے کو نہ تو زبردست دکھائی دتا ہے اور نہ ہی اس رنگ

برین ماسٹر سے رابطہ کرنے سے تکرار ہے۔“
”کوئی بات نہیں؟ اب میں اسے ایسا سنتی سکتا ہوں گا کہ وہ آج پھر وہی سے تکرارنا بھول جائے۔“
دو فریکٹرز میں کے لیے طومات حاصل کرنے لگا۔ نورانی پتلا کہ وہ اپنی رہائش گاہ میں نہیں ہے۔ اس فریکٹیشن کے منیجر پر لندن شہر کا خوش پھیلا ہوا تھا۔ برین ماسٹر سے تعلق رکھنے والا سرخ فنگ کی سمت بڑھتا جا رہا تھا پھر وہ تھا سائڈ فنگشن اسٹریٹ میں تکرار کیا۔ وہاں سے وہ آگے بڑھتا ہوا ایک ہنگے کے آگے آکر ایک ایک ہنگے کا نمبر ہی نوٹ کرتا تھا۔ وہ فنگشن وہ جا کر فنگر ہی تھا۔ اس کے فتوحی پر کے بعد پتلا تھا۔ اس کا مطلب ہے تھا کہ اسٹریٹ میں سے لے کے اپنی رہائش گاہ میں پہنچا ہوا تھا۔

جھوٹے فون کے اس کی بات کا سنتے ہوئے کہا۔ ”اور وہ کبھی نہیں کر پائے گا۔ میں نے اپنے مخصوص طریقہ کار کے مطابق تم دونوں کے ناموں کو لاک کر دیا ہے۔ دنیا کا کوئی بھی ٹیلی فونکسی جاننے والا ہتھیار سے نہیں آ سکتا۔“
دو خوش ہو کر بولی۔ ”کیا تم جی کہہ رہے ہو؟ ہمارا دام لاک ہو چکا ہے۔ برین ماسٹر سے غور نہیں ہے۔“
اس نے محفوظ بھی ہو گے اور اسے نتیجہ بھی کر سکو گے۔ وہ پتلا پتلا نہیں گاؤ گئے۔ یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ آج تک کوئی ٹیلی فونکسی جاننے والا برین ماسٹر کا پتلا فنگشن معلوم نہ کر سکا۔ وہ بیوی کا بیانی سے پڑھا رہتا ہے۔“
”ہاں، وہ ایک مٹول بریس سے پڑھا رہتا ہوا ہے۔“
”اس کی پڑھاسرایت ختم ہو رہی ہے۔ تم دونوں ابھی اس کی خفیہ نگاہ میں جا کر اسے جرنالی اور پرنیٹالی میں جتنا کر سکتے۔“

ایسے وقت جھوٹے پکاراؤ اپنے دو اہل و عیال لاکر اس کی گردن توڑ ڈالی۔ اس کے منہ سے ایک راک بھی نہ لگی اس وقت زین پر ڈھیر ہو گیا۔ عالی نے اسی لمحے میں ایک چھوٹا سا پتھر اٹھا کر اس کی طرف پھینکا۔ پتھر اسے لگا وہ چونک کر پلٹ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ عالی نے خیال خرابی کے ذریعے ایمان سے کہا۔ ”ان تمام کچھ کچھ سے بے خبر ہو گئے۔ وہ بولا۔ ”بھگتا گیا ہے۔ تم نے مجھے اس کی مدد کرنے نہیں دیا وہ پتھر مارا گیا ہے۔“
”پہلے اپنی شہرت متاؤ۔ خدا کا شہر ہے کہ ہم اسے دکھائی نہیں دے رہے ہیں۔“
”تم کو خودی دیکھو وہ ہمیں ڈھونڈنے کے انداز میں ایک ایک دم بڑھتا ہوا ادھر سے ادھر جا رہا ہے۔ معلوم کرنا ہوں۔“

دو دونوں بڑھتا ہوا پتھر سے اپنے اپنے فوج کے شہنشاہی آئے تھے۔ وہاں انہوں نے ایک ٹیکر میں اس گجھ کے کی تصویر دیکھی کی پھر اس پتھر کے ذریعے وہ مسافت دیکر دیکھا تو اس کے بعد ہی پکاراؤ کے ساتھ سوالیہ کے جوجلی شہر ہراک پچھتے پھر آگ سے نہیں لگے۔ کچھ فاصلے پر پہنچے تھا جہاں کے رست ہاؤس میں انہوں نے قیام کیا ہوا تھا۔
ایمان ہی نے عالی کے کرے میں آکر کہا۔ ”ابھی مجھے آگئی تھی ہے۔“
”ہمیں ایک دن کے لیے یہاں سے واپس میرا گیا ہوگا۔“
عالی نے پوچھا۔ ”خبریت ہے تو؟ یہ ہے تاؤ تمہیں کسی آگئی تھی ہے؟“
اس نے آگئی کے دوران میں جو کچھ دیکھا تھا وہ اسے من و عنان بنا دیا۔ عالی نے جواب سے کہا۔ ”یہ کیا بات ہوئی کہ اس نوجوے سے پکاراؤ دیکھو اور اسے مار ڈالو اور تم دونوں آئے نظر نہیں آتے؟ اس آگئی سے تم کیا بھجورے ہو؟“
”سیدھی کسی بات کچھ میں آئے والی ہے۔ تم نے میری اس بات پر غور نہیں کیا کہ اس وقت ہم جگن میں تھے اور اس سے پاؤں تک زبردست کے لباس میں چھپے ہوئے تھے۔“
قاب کی ایک زبردست کا زبردست جا رہا ہوا تھا۔ جہاں میں دوڑا وہاں سے سب ہی زبردست کے تھے۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس نوجوے کو نہ تو زبردست دکھائی دتا ہے اور نہ ہی اس رنگ

برین ماسٹر سے رابطہ کرنے سے تکرار ہے۔“
”کوئی بات نہیں؟ اب میں اسے ایسا سنتی سکتا ہوں گا کہ وہ آج پھر وہی سے تکرارنا بھول جائے۔“
دو فریکٹرز میں کے لیے طومات حاصل کرنے لگا۔ نورانی پتلا کہ وہ اپنی رہائش گاہ میں نہیں ہے۔ اس فریکٹیشن کے منیجر پر لندن شہر کا خوش پھیلا ہوا تھا۔ برین ماسٹر سے تعلق رکھنے والا سرخ فنگ کی سمت بڑھتا جا رہا تھا پھر وہ تھا سائڈ فنگشن اسٹریٹ میں تکرار کیا۔ وہاں سے وہ آگے بڑھتا ہوا ایک ہنگے کے آگے آکر ایک ایک ہنگے کا نمبر ہی نوٹ کرتا تھا۔ وہ فنگشن وہ جا کر فنگر ہی تھا۔ اس کے فتوحی پر کے بعد پتلا تھا۔ اس کا مطلب ہے تھا کہ اسٹریٹ میں سے لے کے اپنی رہائش گاہ میں پہنچا ہوا تھا۔

جھوٹے فون کے اس کی بات کا سنتے ہوئے کہا۔ ”اور وہ کبھی نہیں کر پائے گا۔ میں نے اپنے مخصوص طریقہ کار کے مطابق تم دونوں کے ناموں کو لاک کر دیا ہے۔ دنیا کا کوئی بھی ٹیلی فونکسی جاننے والا ہتھیار سے نہیں آ سکتا۔“
دو خوش ہو کر بولی۔ ”کیا تم جی کہہ رہے ہو؟ ہمارا دام لاک ہو چکا ہے۔ برین ماسٹر سے غور نہیں ہے۔“
اس نے محفوظ بھی ہو گے اور اسے نتیجہ بھی کر سکو گے۔ وہ پتلا پتلا نہیں گاؤ گئے۔ یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ آج تک کوئی ٹیلی فونکسی جاننے والا برین ماسٹر کا پتلا فنگشن معلوم نہ کر سکا۔ وہ بیوی کا بیانی سے پڑھا رہتا ہے۔“
”ہاں، وہ ایک مٹول بریس سے پڑھا رہتا ہوا ہے۔“
”اس کی پڑھاسرایت ختم ہو رہی ہے۔ تم دونوں ابھی اس کی خفیہ نگاہ میں جا کر اسے جرنالی اور پرنیٹالی میں جتنا کر سکتے۔“

دو ماہ اس نئی ناکہ گاہ میں اپنے بیٹے کے ساتھ مطمئن تھا۔ بیٹے کو تیلیاں دے رہا تھا۔ "بھری جان! تم گھر نہ کرو۔ اس بچے کو گناہ کا ہماری اس خیر رہائش گاہ کا پتلا بن گیا ہو گا۔ اسے تو اس کا باپ بھی ہم تک نہیں بھیج سکتا گا۔" میں پاپا! اپنے بیٹے کو لے کر وہاں گیا۔ وہاں مجھ کو غریب و شہین کے گھر سے ملے۔ مصلوہ فرخا اور ایک چاہتا ہے؟ "ہاں، اس کا سامان دیکر دیکھنے سے تو مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بہت ہی بڑا اور ہے۔ سن ہی مجھ کو غریب و شہین میں کتنا ہوں کہ وہ خود بخود آگے رہ رہ ڈالے۔ ان میں ستر کرنے اور خود کو برتر ثابت کرنے کے لیے ایسی چالیں چل رہی ہیں۔"

"آپ آرام مطمئن ہیں تو میں بھی مطمئن ہوں۔ لی ان اہمال کو گھر پر بھی پھینکیں۔ یہ ابھی میں ہی سے بات کر سکتا ہوں۔"

"یہ ہے، لیکن ان کے سبز زنجیر کو اور ہاتھیں کر دو۔ مجھے بھی تمہاری ہی اور تمہاری بہن کی ہمت ہے۔ وہ لوگ تباہی کے سامان اتارنے کے لیے کسی فائدہ نہیں کر سکتے ہیں۔ ان کی ہمت بخت میرے ہتھے نہیں چڑھ رہی ہے۔" "آپ میری بہن ایسا کو تو جوش کر سکتے ہیں؟"

"میں نے بھی کر کے دیکھا ہے۔ وہ لوگ تباہت کا لاک ہے۔ اس نے تو میری شکل کے ذریعے اپنا کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ میں ان دونوں میں سے کسی کے اندر نہیں جا سکتا۔ انہیں معلوم کر سکتا کہ وہ کہاں جاتے ہیں اور کسی طرف وقت گزارتے ہیں؟"

"مجھے تو سوچ کر فہم آتا ہے کہ ایک کالے نے ہتھیار بہن پر قبضہ نہ کیا ہوا ہے اور ہم اس کے خلاف ہل کر نہیں جا رہے ہیں۔" "میں تو اس کے پیچھے ہی چڑ جانے والا تھا لیکن یہ مجھ سے آجندہ دور سے متعلق ہے۔ میں ان کا کہہ کر ان کی حمایت کر کے گا تو میرے لیے مسالہ پیدا ہوئے ہیں۔" "ہیلو! جارج نے نبرز زنجیر کے پھر رابطہ ہو کر کہا۔ "ہیلو! میں آپ کا بیٹا جارج بول رہا ہوں۔" وہ خوش ہو کر بولی۔ "ہائے میری جان! یہ بھی کوئی

بولنے کی بات ہے کہ تم قبول رہے ہو؟ میں انہوں میں تمہاری آواز پہچان سکتی ہوں۔" "تسے دنوں بعد تمہیں ماں کی یاد آتی ہے؟" "میں! آتی تو جاتی ہی ہیں کہ مجھے کسی قدر دکھ رہتا رہتا ہے۔ پتا نہیں کتنے دنوں میں؟ اور کہاں کہاں میری ناک میں رہتی ہے؟ اس کا تعلق ہے کہ پاس آئیں سکتا۔ آپ کے گلے نہیں کھا سکتا کہ جو چاہیں کر سکتا۔" "نہیں! اپنے ہمیں خود بخوبی ہوں کہ میرے پاس نہ آؤ۔ جہاں ہو وہاں سلائی ہی رہو۔ میں تمہارے خفیہ اور سلائی کے لیے وہاں رہتی ہوں۔ یہ بتاؤ کیا تم کسی خفیہ گاہ میں قیدی بن کر چھپے رہے ہو؟" "وہ بتانے سے پہلے۔ لیکن ہاں نہیں ہے ہی! میرا چہرہ میری شخصیت اور میری آواز اور دل و جوش تک بدل چکا ہے۔ آپ سے میں اپنی آواز میں بدل رہا ہوں لیکن جب غیبی ناکہ گاہ کے باہر ہاتھوں تو میرا دل بھر چلا جاتا ہے۔ اپنا تو میری شخصیت اور میرا چہرہ ہی بدل گیا ہے۔" "وہ ہے، کوئی نہیں نہیں سکتا کہ میں جارج رہتی ہوں۔ آپ نے تمہیں مجھ سے دیا ہے آپ مجھے نہیں کیسے کی تو پہچان نہیں کیسے گی۔"

"مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ تم قیدی بن کر نہیں رہے ہو۔ ہاتھ بڑھانے کے لیے جا کر تھے۔" "آپ کو یہ سن کر خوشی ہوئی کہ میری ایک بہن ہی خوبصورت کر ل فریڈ سے اور میں اس سے شادی کرنے والا ہوں۔"

"وہ خوشی سے کھل گئی۔" "کیا واقعی، ایک شادی ہو گئی ہے۔" "وہاں سے میرے لیے بھلانے والے وہاں ہوا گا! میں اسے آڑ کر تمہارے پاس آ جاؤں اور اپنی ہونے والی بھوک دیکھوں؟"

"میں تو مشکل سے ہی! جب تک ہم اپنے بہن برتیں دیکھیں گے تو کونساں پائیں گے۔ اس وقت تک ماں بیٹوں میں نہیں نکلیں گے اور نہ ہی آپ اپنی بھوک دیکھیں گی اگر میری بیٹی نہیں میں آپ میں کی، بھوک دیکھنا چاہیں گی تو آپ کی گھرانی کرنے والے دن ہی پتہ لگے گی کہ کوشش کریں گے کہ آپ میری شادی ہو۔" "پھر وہ لڑکی سے کڑی ملے ہوئے ہے۔ راز معلوم کر میں گے کہ میں کیسے روک سکتا ہوں۔"

"وہ تپ کر بولی۔" "نہیں بیٹے! انہیں، میں بھی تمہاری شادی میں نہیں آؤں گی اور نہ ہی اپنی بھوک دیکھنا چاہوں گی۔"

"میں اسے دل پر جھڑکلاؤں گی..." "میں نے یہ دیکھا پھر مجھوت کر دینے لگی۔ کہنے لگی۔" "میں بھی بے فیصلہ ہوں۔ تمہیں دیکھ کر کتنی ہوں اور نہ ہی اپنی بھوک لگے گا اور... اور... اور جب پتی اور بے ہوش کے تو انہیں اپنی گود میں بھی نہیں کھلا سکتی گی۔ کیا مجھ سے یہ فیصلہ اس دن دینا سہل نہ ہو گی؟"

"میں بھی ماضی خرابی کے ڈیرے میں ہے کہ اندر تھا۔ اس کی بات سن کر ہوا تھا۔ اس نے فون کے فون کے پتے پر اپنے کان سے ہونے کہا۔" "سوچنا ہے آسنو پتہ چلو۔ میں چاہوں تو تم اپنے بیٹے سے دن رات مل سکتی ہو۔ بھوکو بھی دیکھو تو اس راز میں اپنے پتے پر تپوں کو گود میں کھلا سکتی ہو۔"

"وہ جراتی سے بولی۔" "کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ تو کہتے ہیں کہ ہمارے چاروں طرف دشمن ہی دشمن ہیں؟" "میں بیٹھوں سے سنا سنا جاتا ہوں۔ جس طرح میں نے اپنے کا چہرہ اور شخصیت تبدیل کی ہے۔ اس طرح تمہارا چہرہ اور شخصیت تبدیل کر کے بیٹے کے پاس آ سکتا دوں گا۔ چالاک ہے۔ چالاک دشمن کی ہتھکنڈ پانے کا کرم اپنے بیٹے کے پاس بھی کر سکتی ہے۔ زندگی گزار رہی ہو۔"

"جارج نے کہا۔" "اوہ میں پاپا بیٹے سے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ کسی کو کس کی کسی طرف سے میرے پاس نہیں دیتیں۔"

"وہ بلا۔" "یہ بات پہلے سے میرے ذہن میں تھی۔ لیکن میں نے اس پر عمل اس لیے نہیں کیا کہ تمہاری بہن ایسا ہے ہاک مومن کی بیوی ہو گئی ہے اور وہ لوگ مسلمان سے فریاد کی شکل سے ملحق رہتا ہے۔ ماں کو تمہارے پاس آنے کے لیے کسی کو اس کے سال پر چھوڑنا پڑے گا۔" "سوچنا ہے کہ اسے تو نہیں کسی نے؟" "اسے کون سے حال پر چھوڑا ہوا ہے۔ وہ ہمارے کہنے پر اور نہ ہی ہم اسے اپنے کلام میں کر سکتے ہیں۔ وہ میری کوئی بات نہیں جانتی ہے۔ اپنی میں اس کی کوئی رنجت نہیں جانتی۔ جو سبوجہ حالات میں نہ میری بیٹی میری ہے اور نہ ہی پتا نہیں رہا ہے۔ مجھے اس اہلیت سے نجات دلاؤ۔ میں اپنا کون سے حال پر چھوڑ کر اپنے بیٹے کے پاس جانا جاتی ہوں۔"

"دوسرے تلفظوں میں تم اسے ہاک مومن کے حوالے کر رہے ہو۔"

"سے کوئی فرق نہیں ہوتا۔ وہ ہے ہاک مومن کی بھونگی ہے۔ اب پلٹ کر ہماری ہی نہیں ہوگی۔" "وہ بلا۔" "انگلی بات ہے۔ میں چند اہم معاملات سے نسبت کر تمہاری شخصیت اور چہرہ تبدیل کروں گا پھر مجھ سے بیٹے کے پاس لے آؤں گا۔" "یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ جارج وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ اس کے چند اہم معاملات میں ایک اہم معاملہ کرونا اور لوٹنی ہے کا تھا۔ اس دن دونوں پر عوامی نقل کے لیے انہیں اپنا تاجدار بنانا تھا۔ اس نے دوسرے ہی لمحے خیال خرابی کی پرواز کی۔ کرونا کے دماغ میں بیٹھنا چاہتا اس نے سانس روک لی۔ ماسٹر کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا کر یہ کیا ہو گیا؟"

"وہ لوٹی ہے کے اندر جانا چاہتا تو اس نے بھی سانس روک لی۔ ماسٹر بننے کو تیار نہیں تھا۔ اس کی ہلدی ان دونوں کی دماغی توانائی بحال ہو گئی ہے اور وہ لوگ کی مہارت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اسے کیا نہیں ہے تو پھر ان کا دماغ کسی نے لاک کیا ہے؟"

"میں اس نے فورا آؤ ڈی میں کون کون سی طب کیا۔ اس نے کہا۔ "لیس! اس میں ضرور ہوں۔"

"وہ بلا۔" "کرونا اور لوٹی ہے پھر میرے ہاتھ سے گلے کیے ہیں۔ وہ وہی لہو میں ہی ہوں گے۔ تم فوراً میرے لہو کو چمکھانا شروع کرو۔ ان کی آواز میں سننے کی کوشش کرو۔ ان کو مارنے سے ہی مجھے سے پھر بڑھ کر۔"

"وہ اسے جانوں نہ بتا کر اپنی جگہ دینی طور پر حاضر ہو گیا۔ ایسے ہی وقت جارج روز ناز ہوا ہے کہ اسے آ پاپھر بلا۔" "وہ پاپا اور مجھ سے ہمارے کپیٹر پر نظر آ رہا ہے۔" "یہ بیٹے ہی ماضی چمک کر کھڑا ہو گیا۔ شہ جراتی سے بولی۔" "وہ ہوا؟ وہ کونساں؟ وہ کونساں ہی خفیہ ناکہ گاہ میں کیسے پہنچ سکتا ہے؟"

"وہ بیٹے کے ساتھ تیزی سے چلا اور دوسرے کمرے میں آیا۔ اس وقت بائیر جھا ہوا تھا۔ جارج نے کہا۔" "اس نے بھی کہا ہے کہ دوسرے منت کے بعد آئے گا۔ وہ پاپا ہی یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ کو پتہ تھا کہ اس کا باپ کسی اس خفیہ ناکہ گاہ تک نہیں پہنچ سکتا؟"

وہ نورانی جواب نہ دے سکا۔ اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا پھر اس نے پوچھا۔ ”تم میرے سوالوں کے جواب دے رہے ہو۔ کیا میری آواز تم تک پہنچ رہی ہے؟“

”نہیں یہ سن کر تمہیں شاک پہنچے گا کہ میں اس وقت تمہارے بیٹے جارج کے اندر ہوں۔ وہاں سے تمہاری باتیں سن رہا ہوں اور یہاں سے جواب دے رہا ہوں۔“

اس نے پریشان ہوتے ہوئے اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہا۔

”میرے بیٹے کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔ فارگاہڈ سیک ہمارے معاملات سے اسے دور رکھو۔“

”یہ تمہاری بہت بڑی کمزوری ہے۔ میں اسے نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ ابھی بھی ضرورت کے وقت اسے استعمال کروں گا۔“

”ابھی اسے استعمال کرنا ضروری نہیں ہے۔“

”میں اپنی ضرورت سمجھتا ہوں۔ یہاں سے میں اپنی آواز تمہیں سنائیں سکوں گا۔ مونیٹر پر صرف نظر آ رہا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ تم میری ان حیرت انگیز مشینوں کو اور انتہائی جدید آلات کو دیکھتے رہو۔“

اس نے بے بسی سے اسے دیکھا پھر پوچھا۔ ”تمہارا نام کیا ہے؟“

”ہاں، تمہیں میرا نام اور فون نمبر معلوم ہونا چاہیے۔ اسے لکھ لو۔ سب ہی مجھے عجوبے کہتے ہیں لیکن میرا نام جو جو کراتے ہے۔“

پھر اس نے اپنا فون نمبر بتاتے ہوئے کہا۔ ”یہ نمبر اس لیے بتا رہا ہوں کہ ابھی ضرورت کے وقت تم مجھ سے رابطہ کر سکتے ہو۔ مجھے اپنا فون نمبر بتاؤ اور یہ بھول جاؤ کہ جگہ بدل بدل کر مجھ سے چھپ سکو گے اور اپنا فون بند کر کے مجھ سے دور بھاگ سکو گے۔“

وہ سوچ میں پڑ گیا۔ جو جو کراتے نے جارج کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”اپنے باپ کو سمجھاؤ، یہ اپنا فون نمبر تو کیا اپنا ایک ناخن تک مجھ سے نہیں چھپا سکتا گا۔“

جارج نے کہا۔ ”پاپا! یہ درست کہہ رہا ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس سے دوستی کرنے کی کوشش کریں۔“

جو جو کراتے نے کہا۔ ”اپنے باپ کو سمجھتے نہ کرو۔ یہ خوب سمجھتا ہے کہ میں تمہارے دماغ سے اس کا فون نمبر معلوم کر سکتا ہوں۔“

ماسٹر تشریش میں مبتلا ہو گیا تھا۔ وہ عجوبے سے رفتہ رفتہ ہر طرف سے جکڑ رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح اس عجیب و غریب دشمن کی کوئی ایک کمزوری معلوم ہو جائے۔ اس نے

میں ہم سے بہت آگے ہے۔“

ماسٹر ادھر سے ادھر ہل رہا تھا۔ بے چینی اور پریشانی سے کبھی کبھی پاؤں بچ رہا تھا، مٹھیاں سمجھ رہا تھا۔ جھجلا کر کہہ رہا تھا۔ ”میرا تو سکون برباد ہو گیا ہے۔ میں اب روپوش نہیں رہ سکتا۔ یہ دشمن میرے دوسرے دشمنوں کو بھی مجھ تک پہنچا دیا کرے گا اگر میں ظاہر ہو جاؤں گا۔ میرا ہاتھ کاٹنا سب ہی کو معلوم ہو جائے گا تو میرا رب اور بدبہ میری توت میری پراسراریت آدمی سے بھی آدمی رہ جائے گی۔“

ایسے ہی وقت وہ عجوبہ مانیٹر پر دکھائی دیا۔ وہ ہنس رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ ”کہاں بھاگتے پھر رہے ہو؟ لو تمہاری اس پناہ گاہ میں بھی پہنچ گیا۔ کیا کبھی کوئی ملک الموت سے چھپ سکا ہے؟ اگر نہیں۔ تو یہ نقل مکانی کی صورتیں نہ اٹھایا کرو۔“

وہ پریشان ہو کر بولا۔ ”تم کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو؟ مجھ سے دشمنی کی وجہ کیا ہے؟“

”یہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔ اس دنیا میں جو بھی پیر پاؤر اور ناقابل شکست بن کر رہنا چاہے گا، میں اس کے خباہت سے ہوا نکال دیا کروں گا۔“

”تم ملک الموت کی طرح میری خفیہ پناہ گاہوں میں پہنچ جاتے ہو۔ یہ ثابت ہو رہا ہے کہ میں تمہارے مقابلے میں کمتر ہوں۔ ناقابل شکست نہیں رہا، تم سے شکست کھا رہا ہوں۔ اب تو تمہیں مجھ سے دشمنی نہیں کرنی چاہیے۔ اب تو میرا پیچھا چھوڑ دو؟“

وہ مانیٹر پر ادھر سے ادھر ہلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا پھر اس نے ایک جگہ رک کر کہا۔ ”تم اپنے مقابل کا پیچھا اس لیے نہیں چھوڑتے کہ ڈھیل دینے سے وہ پھر قوی ہو کر پلٹ کر نقصان پہنچائے گا۔“

”اگر کوئی میرے آگے گھسنے ٹیک دے تو میں اسے معاف کر دیتا ہوں۔ اس کا پیچھا چھوڑ دیتا ہوں۔“

عجوبے نے انکار میں ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔ ”جھوٹ بول رہے ہو۔ کیا تم کسی خیال خوانی کرنے والے کو ٹریپ کرنے کے بعد اسے آزاد کر دیتے ہو؟ کیا اسے اپنا معمول بنا کر ہمیشہ کے لیے اپنا غلام نہیں بناتے ہو؟“

برین ماسٹر اس حقیقت پر ڈانٹا کر بولا۔ ”خیال خوانی کرنے والوں کی بات اور ہے۔ ٹیلی پیٹھی جاننے والے دشمنوں کو دشمنی کے لیے آزاد نہیں چھوڑنا چاہیے۔“

عجوبے نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”تم نے اسے حق میں فیصلہ خود ہی سنا دیا۔ تم بھی ٹیلی پیٹھی جانتے ہو۔ تمہیں بھی آزاد نہیں چھوڑنا چاہیے۔“

کہا۔ ”تم ایک مجھ سے ہو۔ عام انسانوں سے ذرا مختلف دکھائی دیتے ہو۔ ایک نئے عالم گھومتے پھرتے ہو؟“ اس نے جواب دیا۔ ”نہیں، میں روپوش رہتا ہوں۔ مہر ظفر عام پر آ کر ٹانہ نہیں چاہتا کیونکہ وہ سوالات کے چاہنے کے میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ اور میں ایسے سوالات کے جواب دینا نہیں چاہتا۔“

”تم دونوں رات روپوش رہتے ہو۔ کسی میرے روم ہو آگے ہو۔ دو دو ساتوں آ کر بیٹھے تصان بٹھانکتے ہو؟“ وہ بڑے فخر سے بولا۔ ”میں پاتلی میں رہتا ہوں ہر زمین کی یاد پر ہے۔ راتوں کے روبرو آئے پھر ان کی گردنیں دیکھ سکتا ہوں۔“

”یہ تو میں مانتا ہوں۔ میری گردن تمہارے ہاتھوں میں آگئی ہے۔ یہ بتاؤ کہ مجھ سے کیا جانتے ہو؟“ جلدی کیا ہے اور تندرست معلوم ہوجانے گا۔“ وہ بیٹھان ہو کر بولا۔ ”پلیز مجھ سے ہارو، کوہنہ تڑو۔“

”ذرا سہرا ہو گی ایک بندری اور ایک بندہ تم سے آ رہے ہیں۔“ انہوں نے اپنی کار بگھاہری فونٹین کی سائے روک دئی ہے۔“ اس نے بیٹھان ہو کر پوچھا۔ ”کیا وہ میری اس خفیہ پناہ گاہ کا جانتے ہیں۔“

وہ ہلے ہلے ڈک ڈک پھر جھپکا کر بولا۔ ”میں کبھی گیا۔ تم نے انھیں یہاں کا بتایا ہے۔“ ”شکایتیں اسی طرح کیجئے رہو۔ میں میری کس وقت آؤں گا۔“

اس کے ساتھ دو لگا ہوں سے اوجھل ہو گیا۔ ان کے سامنے ایئر کرافٹ ہو گیا تھا۔ برین ماٹرن نے اپنے کیپوڑ کی طرف دوکر بے بسی سے کہا۔ ”نہیں، اس کے پاس نہیں عجیب و غریب نہیں ہیں۔ وہ وہاں سے بیچہ کر ہم سب کے کیپوڑ کو ڈسٹرل کر رہا ہے؟“

پہلے سے کہا۔ ”پاپا اور کبہر ہا تھا کہ یہاں ہمارے پاس کوئی نہیں تھا۔“ پھر بار ایک ہی پریشانی ایک ہی الجھن پیدا ہو رہی تھی۔ اس نے بیٹے سے کہا۔ ”نہیں نہیں چاہتا کہ تم کسی کی نظروں میں آؤ۔ ان کے آنے سے پہلے کسی دوسری جگہ چلے جاؤ۔“

وہ دونوں جھپکا کر گئے۔ اپنی جگہ سر جھمکاتے بیٹھے بھاد کی تھمیریں بھرتے بھرتے۔ حمودی بڑا بہتر کی آواز سنائی دی۔ برین ماٹرن نے گھڑ پڑھے۔ آؤ کی میں کون کی راتھا۔ اس نے ہنسی دکھائی کہ کون سے لگایا۔ اس کی آواز سنائی دی۔ ”میں کرونا اور ٹونی ہے کی آواز برین سن کر ان کا پتہ پھر ہوا۔“

ماٹر کا بیٹا اور اپنے کی لگھی۔ ابھی وہ گردنا ٹونی ہے پادرس سے ملتی تھی جانتے والے جنھوں کی طرف توجہ نہیں دے سکتا تھا۔ آؤ کی میں سے کہتا چاہتا تھا بعد میں کسی وقت اس سے بات کرے گا۔ لیکن برین سے یہ سن کر چونک گیا کہ آؤ کی میں ان دونوں کا پتہ پھر کر ہوا۔ ڈاکٹرن

ایئر بیٹ میں داخل ہوا ہے۔ چہ چھنے کی وجہ سے کہ وہ اپنے بیٹے کے سامنے ایئر بیٹ میں ہے۔ اس نے حیرانی سے پوچھا۔ ”وہ دونوں ڈاکٹرن ایئر بیٹ میں کہاں جا رہے ہیں؟“ آؤ کی میں نے کہا۔ ”سرا! ان کی گاڑی کی رفتار کسرت ہو گئی ہے۔ انہوں نے اپنی کار بگھاہری فونٹین کی سائے روک دئی ہے۔“

اس نے بیٹھان ہو کر بے بیگانہ دہا پ بیٹے اسی بگھاہری فونٹین میں تھے۔ آؤ کی میں کبہر ہا تھا۔ ”اب وہ دونوں کار سے انکر احاطے میں داخل ہو چکے تھے کہ دروازے کی طرف جا رہے ہیں۔ کیا میں انھیں پہلے کی طرف ڈھکی کروں؟“

اس نے کہا۔ ”نہیں، تم وہاں جاؤ۔ تمہارا کام ختم ہو چکا ہے۔“ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کے ماتحت آؤ کی میں کون کی رہائش گاہ کا ہے۔ اس لیے وہ اسے وہاں جانے کا حکم دے رہا تھا۔ اس نے کہا۔ ”سرا! میں اس بیٹے سے آپ کی آواز سن رہا ہوں۔ کیا یہ دونوں آپ سے ملنے آ رہے ہیں؟“

وہ جھپکا گیا۔ ایک میرے سے آؤ کی میں کی خدمت حاصل کر رہا تھا اور یہ بھولی ایک تھا کہ وہ گردنا اور ٹونی ہے کے علاوہ اس کی بھی آواز سن رہا ہوا۔ اس نے سخت لہجے میں کہا۔ ”یاد نہ ہو، جنھیں وہاں جانے کا حکم دے رہا ہوں یہاں سے دیکھ ہو جاؤ۔“

دو فونٹین کے آؤ کی میں کے درمیان میں سے بیٹھا۔ وہ بچا را حکم کا بندہ تھا۔ وہاں سے وہاں جا رہا تھا۔ ماٹرن نے اپنے بیٹے سے کہا۔ ”جو جگہ گئے کہ وہاں ایک بندہ اور ایک بندہ مجھ سے ملنے آ رہے ہیں اگر یہاں تم۔“

دہا ہلے ہلے ڈک ڈک کیا۔ کال ٹنکی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ بیٹے نے کہا۔ ”دو دوں آئے ہیں۔“ وہ دتیری سے انکر کارنی الماری کے پاس آیا پھر اسے کھول کر ایک ریور اور لگا لگے ہوئے بولا۔ ”وہ جو کہ بیٹے ہوئے بندری اور بندہ نہیں ہیں۔ وہ گردنا اور ٹونی ہے۔ میری کبھی میں نہیں آتا کہ ان کو بخنوں کو مارا جائے معلوم ہو گیا؟ تم دوسرے کرے میں جاؤ۔ میں اس سے سخت لوں گا۔“

خارج وہاں سے چلا گیا۔ اس نے باہر کا دروازہ کھولنے سے پہلے آواز بدل کر پوچھا۔ ”تم دونوں یہاں کیوں آئے ہو؟ کیا مجھے جانتے ہو؟“

”جان بھیکان کے بھیر ہم کسی کے دروازے سے نہیں آتے۔“ گردنا نے کہا۔ ”تم ہمارے ہاتھوں میں آئے اور خودی عمل کرنے میں ناہم ہو رہے تھے۔ اس لیے ہم تمہارے پاس چلے آئے۔“

”تم نہیں پھر ڈھی کر دو اور میں اپنا تمام اور کتیرا ہوں۔“ میں پوچھتا ہوں سے گرتے ہوئے بولا۔ ”میں پوچھتا ہوں جنھیں یہاں کا پتہ کیسے معلوم ہوا؟“

”مصلح کے اندر سے اکیا تو بھول گیا کہ صرف اور صرف جو جگہ کرتے ہی روپوش رہنے والوں کا پتہ لگانا ہوتا ہے۔“ گردنا نے کہا۔ ”یوں مجھ لے کھنہ سے ملنے کے لیے ہم جنھیں جو جگہ کرتے آتا ہے۔“

وہ بیٹھے خنڈا رہ گیا۔ جو جگہ کرتے اس سے کہہ چکا تھا کہ ایک بندری اور ایک بندہ ہلے آ رہے ہیں۔ یہ بات مجھ میں آگئی تو گردنا اور ٹونی کے کہہا ہمارے جانے میں ناہم کیوں ہو رہا تھا؟

اب ماٹر کے دل میں بیٹا عرش پیدا ہوا کہ جو جگہ کرتے نے ان دونوں کو یہاں اس لیے بھیجے کہ ان کے درمیان سے اسے کھڑے کر کے گاہرا پناہیں دار بنا لگا۔ وہ دوسرے کی طرف منکر کے بولا۔ ”یہاں بگھاس نہ کرو۔ وہاں چلے جاؤ۔ میرے پاس جو جگہ کرتے کہ فونٹین سے ہمیں اس سے بات کروں گا۔ تم دونوں کے لیے یہ دو لڑوہ بھی نہیں کھولوں گا۔“ اس کی بات ختم ہوتے ہی چارہ تیری سے چلا ہوا وہاں آیا پھر اپنے باپ کو دیکھتے ہوئے بولا۔ ”ہائے برین

ماٹر۔“ اس نے بیٹے کو حیرانی سے دیکھا۔ اس کا دلچسپ بول چلا تھا۔ اس کی زبان سے جو جگہ کرتے کہہ رہا تھا۔ ”تم ہی دیکھی ہی تھے کہ میں تمہارے لیے درمیان پر چند کھڑا ہے اور چاہتا تو بیٹے ہی بیٹے کے ڈر سے باپ کو ملایا ہوا بنا کر بیٹا دکھانا چاہتا تھا کہ تمہارے لیے ہوتے گردنا اور ٹونی ہے کہ میں کس طرح استعمال کر رہا ہوں۔“

اس نے بیٹے کو گھر کی لور سے کہی سے کہہ دیا۔ اس نے کہا۔ ”مجھے نہ دیکھو، میں دکھائی نہیں دوں گا صرف سنائی دوں گا۔ آگے ہی دوسرا اور تمہاروں کے لیے دروازہ کھولو۔“

وہ مجھ ہو چکا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ ان دونوں نے اندر آ کر اسے دیکھا پھر گردنا نے کہا۔ ”تم ہمارے دوہے سیاہی ہو بھتیار بھیک دو۔“

ماٹرن نے بیٹے کو دیکھا۔ وہ خاموشی کا قیام اور پلٹ کر جا رہا تھا۔ جو جگہ کرتے آواز سنائی دی۔ ”میں اب ٹونی ہے کے اندر ہو گی۔ کوہنہ تمہارے اندر جگہ خالوں؟“

وہ بھرا کر بیٹھے بیٹے ہوئے ریور سے ٹونی سے کائنات لیتے ہوئے بولا۔ ”خبردار مجھے تصان بٹھان کر میرے اندر نہ آؤ۔ اس سے پہلے ہی تمہارے ان اکہ کارنے والوں کو کوئی مار دوں گا۔“

گردنا اور ٹونی نے اپنی جگہ خاموشی کھڑے ہوئے تھے لیکن خاموشی سے جانے والا چارہ ریح میں پلٹ کر وہاں آیا تھا۔ دوڑتا ہوا آیا اور آجمل کر باپ کے قدموں میں اس طرف اندر سے منکر پڑا بیٹے کی نے اسے اندر رخ دیا

وہ فرش پر تڑپتے ہوئے بولا۔ ”نہیں پاپا!۔۔۔ نہیں۔۔۔ گردنا اور ٹونی کی تصان بیٹے کو تو میں ایک سے دوسری سامنے نہیں سے کھولوں گا۔ وہ ہماری تمہاری سب کی موت ہے، وہ کی وقت کبھی کر سکتا ہے۔“

جو جوئے کہا۔ "جیس، کسی کی قسم نہ کاؤ۔ مجھے یقین نہ
 دلہ۔ تم جتنا ہے میرے غم سے دور اور پر اسرار نہ کرے ہر دنوں
 کو ایک آگے ہی نہ چننا ہوتا ہوں۔ دیکھو تھرا ہوا ہاتھ کرینے کیا
 ہے۔ آج دہرے میں اندر نہیں جاؤں گا۔" مسز پکاروڑ نے خوب کہا۔
 اس نے بیٹے کو دکھا۔ وہ فرخ سے اٹھ کر ایک کرسی پر
 بیٹھا ایک قمارو کھڑا تھا۔ "ایم اے آل رامت باس ایک
 ماسٹر ملٹن ہو گا۔" ٹینک پیسٹر ہو جو اس ایک
 احسان اور دردمیر سے اندر آنے کے لیے کچھ نقصان نہ
 پہنچاؤ۔"

وہ بولا۔ "میں نے تمہاری بات مان لی۔ لیکن جب
 کبھی میرے صدمہ کا دینا چاہوں گے۔ میں تمہارے اندر تک جانے
 سے پہلے تمہارے بیٹے کو باہری نیکر سلادوں گا۔"
 ماسٹر نے تپ کر کہا۔ "میں اپنے بیٹے کی سلامتی کے
 لیے کبھی تمہارے اٹھاؤ کو جس تک نہیں پہنچاؤں گا۔ تمہارے ہر
 جائز اور ناجائز حکم کی تعمیل کروں گا۔"
 وہ بولا۔ "میرا پہلا حکم ہے کہ کر دو اور فونی ہے کہ کھول
 جاؤ۔ وہ فون میں صرف پانچ منہ ہر ایک میں۔"
 اس نے کان پکڑے۔ ہوئے کہا۔ "میں کھول کر بھی
 انہیں نہیں بولتی کروں گا۔ جس گٹ جس خبر میں رہیں گے میں
 ادھر کا نہیں جیوں کروں گا۔"

"میں اس کی سب سے رابطہ کرتا ہوں۔"
 "فی الحال اتنی ہی کر دو۔ میں تمہارے بیٹے ہمارے
 کے اندر وہ کہ بہت سی معلومات حاصل کی ہیں۔ میں ان
 معلومات سے اس طرح کا کام لے گا۔ انہیں آگے بھل
 کر سلوم ہو گا۔"
 یہ کہہ کر فونی سے چپ ہو گیا پھر آج سے پلٹ کر
 ہانے لگا۔ کہہ رہی اس کے پیچھے ہمارے ہی۔ اس کا مطلب
 تھا کہ فانی اللہ اللہ اللہ جو جوئے اس سے رابطہ قائم کر دیا ہے۔
 ☆ ☆ ☆

بندوں کا ڈاکٹر پکاروڑ قارٹر ریٹ ہاؤس میں
 میں کر رہا تھا۔ اس کے کمانے کے لیے کوششیں لگائیں اور اپنے
 کے لیے خرید لی رہی تھی۔ ایمان علی نے اسے خوش کرنے کے
 کے لیے ایک سے رقم دی تھی۔ اس نے مست ہو کر سوچا تھا۔
 "پچھائی ہے کہ وہ جو اب وہ بگھڑا توں تک نظر نہ آئے۔ یہ
 مسلان دوستانہ غیب ہاتھ لگے ہیں۔ مجھے میں کر رہا ہے

ہیں۔"
 وہ دوسرے دن شام سے پہلے ہی عالی اور ایمان علی داہن
 آگے۔ دو ریت ہاؤس کے ایک کمرے میں وہ ہوش پرا
 ہوا تھا۔ چونکہ وہ کہا۔ "مسز پکاروڑ نے اسے خوب کہا۔
 پیچھے رہے ہیں۔ پچھلے کئی گھنٹوں سے اس طرح ہوش پرا
 ہیں۔"
 چونکہ ایمان نے آگے شام کی جانے رکھ کر چلا گیا۔
 ایمان نے پکاروڑ کو بگھڑا ہوتے ہوئے آواز دی۔ اسے
 مسز اٹھو شام ہو چکی ہے۔ آج رات ہمیں جنگل میں جانا
 ہے۔

اس نے ایک ذرا آنکھیں کھول کر دیکھا پھر بڑبڑا ہوا
 سو گیا۔ ایمان نے کہا۔ "اس کی بخت نہ بہت زیادہ فونی
 ہے۔ جب تک شخصیں اتنے گاہ ہوش میں نہیں آتی۔
 عالی نے کہا۔ "خیر نہ کر دو، میں ابھی اس کا نشانہ تار دیتی
 ہوں۔"
 اس نے پکاروڑ کی کھوپڑی میں کچھ کر ایک ڈیڑھا سا
 زلزلہ پیدا کیا۔ وہ ڈھنگا کر بڑھنے لگا۔ عالی فری خیال فرمائی
 کے ذریعے اس کے دماغ کو کھینچے گی، آرام پہنچانے کی۔ وہ
 اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ایمان نے مسر کر عالی کو محبت سے دیکھتے
 ہوئے کہا۔ "تم بھی خوب ہو۔"

پکاروڑ دونوں ہاتھوں سے سر قلم کر کے رہا تھا۔ "مجھے کیا
 ہو گیا تھا کیا ایسا کہ مجھے آسان ہو پرا کر ہے اور زمین زلزلہ
 ہے۔"
 ایمان نے کہا۔ "اگر اس طرح ہے تو بے توجہ رہنے
 کی آس پکاروڑ مدد ہوگی جس میں مدد لگے گا تو چاہی نہیں
 گا کہ اس طرح زندگی بھر کے۔"
 وہ بولا۔ "میرا اندر دکھ رہا ہے۔ آج ہم جنگل میں نہیں
 جائیں گے۔"

عالی نے کہا۔ "فورا اتر رہم میں جاؤ۔ ڈارو نوگرم کافی
 ہے۔ طبیعت خراب ہو چکا ہے۔"
 عالی نے اس کے دماغ میں چھینا۔ وہ اٹھ کر ہاتھ روہم
 میں چلا گیا۔ ایک کھینے ہند ہاتھ روہم کافی کی کرتا روہم ہو گیا۔
 ایمان علی نے اسے ایک روز تک کا لباس دکھاتے ہوئے
 کہا۔ "میں نے ایسے نہیں لباس تیار کرائے ہیں۔ میں خراب آج
 رات ہی لباس میں رہیں گے۔"
 وہ بیٹھے ہوئے بولا۔ "یہ بھی کوئی لباس ہے؟ میں اسے
 پہن کر کاٹوں جنہا نہیں چاہوں گا۔ سو رہی۔ تم دونوں کو ہی
 ملدے ہو۔"

ایمان دوسروں کو یہ بھی نہیں بتاتا تھا کہ اسے آگے بھی
 ہے۔ قدرتی اور فریضہ سمولی ملا جیوں کو چھاپا جاتا ہے۔ عالی
 اور ایمان نے اسے بھرتیا کہا کیا کردہ ان کی بات مان کر
 صرف ایک رات کے لیے وہ اپنا کہا گیا۔ جب وہ کھڑے
 جانے لگا۔ اپنا ہتھ پورا ہوا جوے گا تو اس لباس کو تار کر
 بیٹھ گیا۔ اسے گھنٹوں وہ اپنا ہتھ کا پانچا تھا۔ اس لباس کو پہننے
 کے لیے وہ اپنی جوتیاں۔

وہ دیکھ کر پہننے کو ایمان نے عالی کو بھیجے سے
 کہا۔ "میں نے آگے کے دوران بھی مسٹر دیکھا تھا۔ ہم
 دونوں زرد لباس میں تھے اور پکاروڑ عام لباس میں تھا۔
 ہمارے چہرے سے اس طرح زرد لباس میں چھپے ہوئے تھے اور
 پکاروڑ کاٹوں سے انہی فون لگائے ہوئے مسٹر سٹا سٹا ہوا رخص کرتا
 آگے کے ہاتھ ہاتا۔"
 عالی نے ہوردی سے پکاروڑ کی طرف دیکھتے ہوئے
 کہا۔ "میں دل سے دعا کرتی ہوں وہ جو ہر ہمیں نہ دیکھے
 سکے اور پکاروڑ کے ساتھ نہ صلاحات داہن جائے۔"
 ایمان نے تائیر میں سر ہلا کر کہا۔ "انشا اللہ ہم اس کی
 حفاظت کرتے رہیں گے۔"
 عالی نے پوچھا۔ "ہم کیسے حفاظت کر سکیں گے؟ ہمیں تو
 اس بلا سے چھپ کر رہنا ہے۔"

وہ اثبات میں سر ہلائے ہوئے بولا۔ "ہاں، پہنچنا
 ہے اور اس کے لیے ہم کو کبھی سے اگر وہ جو ہے اس پر عمل
 کرے گا تو چھپ جا پے ہاتھ نہیں دیکھیں گے۔"
 وہ تیزی سے جا بڑھے ہوئے بولا۔ "میں اس کے
 ساتھ رہتا ہوں۔ اسے تنہا چھوڑنا مناسب نہیں ہے۔"
 اس نے ذرا اور دھرتی پلٹ کر کہا۔ "میں دونوں
 میرے پیچھے چلے آ رہے ہو جبکہ تیروں کو تین مختلف سطحوں میں
 ہا کر اسے تلاش کرنا ہے۔"

عالی نے کہا۔ "وہ ایک خطرناک بلا ہے۔ اس سے
 سامنا کرنا تو اسے دہشت کی آفریجی ہے جسے اس نے فریضہ
 کی تو ہمیں تنہا چھوڑ کر اس سے تباہ کرے گا۔ فہرہ ہمیں
 ایک دوسرے کے قریب رہنا ہے۔"
 اس نے بے پروائی سے کہا۔ "اس سے متاثر کرنے کی
 نوبت نہیں آئے گی۔ میرے پاس ریلو اور ہے میں ذرا
 ادھر جا رہا ہوں۔ میرے پیچھے نہ آؤ۔"
 عالی نے اسے ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا۔ ایمان نے
 پوچھا۔ "ہاں کیا جیل ہے وہ؟"
 "سمجھا کر خوش خوش۔"

وہ سڑ سے میں کہتا ہوا آگے بڑھا اور نظر سے اوچل
 ہو گیا۔ عالی اور ایمان وہ ہیں اس پاس آئے کھٹے گئے۔ وہ دور تک
 حسیاتی نظروں سے دیکھتے ہوئے کھڑے ہوئے کھڑے کی طرح کر
 رہے تھے پھر ایمان نے اپنے جھانپوں کی طرف دیکھ کر کہا۔
 "یہ پکاروڑ وہاں اپنی دیر سے کیا کر رہا ہے؟"
 عالی خیال فرمائی کی چھٹا لگا کر اس کے اندر اپنے پھر
 داہن آ کر بولی۔ "وہ کم بخت ہم سے چھپ کر شراب پی رہا
 ہے۔ تم نے اسے سختی سے کہا تھا کہ وہ ایک مسلمان لڑکی کی
 موجودگی میں نہ پیا کرے۔ اس لیے وہ ہمارے جلیجے سے چھپے
 کر گیا اس بجھا ہے۔"

دو دونوں تیزی سے پہننے ہوئے وہاں پہنچے تو وہ جلدی
 سے بولے کہ کبھی میں چھپانے ہوئے بولا۔ "وہاں...
 تھوڑی سی چھپا کر لے آیا تھا۔ ذرا کھٹل کر رہا تھا۔ ویسے
 بالکل ٹھیک ہوں۔ نئے میں نہیں ہوں۔"
 وہ اپنی ٹیک سے اٹھ کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس کی بے
 نگہی حرکتوں سے وقت گزر رہا تھا۔ آدھی رات ہو چکی تھی۔ اس
 کہنے لگا۔ "مجھے امید نہیں ہے کہ وہ کم بخت آج بھی نظر
 آئے۔"

اسی دور میں سے ایک سوانی چچ عٹائی دی۔ انہوں
 نے چوک کر آواز کی سٹ کا اندازہ کیا پھر تھوڑے دنوں سے
 پہننے ہوئے ادھر جا بیٹھے گئے۔ پکاروڑ نے کہا۔ "میں اس سے
 کی آواز پہلے ہی نہیں سنی تھی۔ کیا وہ کھوتوں کی طرح چپنا
 ہے؟"
 وہ تیزوں دوڑ رہے تھے۔ دھتے دھتے سے سوانی چچیں
 سٹائی دے رہی تھی۔ اس جو بے سے دور سے ہی دوڑتے
 ہوئے قلموں کی دھک سے ن کی۔ وہ چپٹی آواز دے لے
 خطرے کے لیے تھکا اور مست ہو گیا۔ وہ تیزوں ادھر پہنچتے
 ہی ٹھک گئے۔ ان کے سامنے بہت سے ٹاپے پر ایک بچہ
 وہاں کی خوبصورت جوان عورت کا لباس پر پڑی ہوئی تھی۔
 اس کے ہاتھ پتھن سے بھجھا کر وہ جو ہر اس عورت سے زیادتی
 کر رہا تھا۔

پکاروڑ نے اسے دیکھنے ہی تک سے گھبرا کر ٹالے
 ہوئے کہا۔ "وہی اگر فریضہ۔ ہم دوست ہیں۔ ہم ایک
 دوسرے کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ ذرا صبور اتارنے
 دو۔"
 چاندنی رات میں ٹپ لائٹ بجلی کی طرح چمک کر کبجہ
 گئی۔ اس کے میں جو بچہ اپنے خدا میں اُٹتا ہوا ہاتھ اس نے
 ایک فلنگ گنگ پکاروڑ سے بیٹھے ہر ماری۔ وہ کہتا ہوا پیچھے

ایمان اس کی مدد کے لیے آگے بڑھتا جاتا تھا۔ مالی اسے اردک کر خراب خوانی کے ذریعے کہا۔ "اس سے چاقا پائی ڈر کم۔ ہم دوسری دور سے ملکر رہیں گے۔ اسے سمجھا میں گئے۔ یہ یقین ہو چکا ہے کہ وہ ہمیں دو گھنٹوں بار بار ہے۔" یہ کہتے ہی مال نے ایک پتھر اٹھا پھر اسے پینچ کر مارا۔ وہ دونوں ہلکے ہوئے ادھر ادھر چارے تھے۔ اس لیے وہ چڑھے نہیں لگا۔ ایسے وقت پکاڑو کی گردن اٹکی رفت میں اٹکی جی۔ اٹکی ملی ایک دم سے چونک گیا۔ باہل دھن، آگئی والا مسخرہ تھا۔ وہ اس کی گردن توڑنے والے تھا۔ ایمان نے فوراً ہی چھلانگ لگاتے ہوئے اس کے سر پر ایک کھمبہ ماری وہ لوگڑا اٹھا ہوا پیچھے چلا گیا۔ پکاڑو زمین پر گر پڑا۔ ایمان کی آنکھ کمانے کے بعد بھڑبھڑاتی سے گھر کر ادھر ادھر دیکھ کر ہلکا کر اٹکی بھی اسے ہلکے پکاڑو کی آہی وقت مال نے محوم کر اس کے منہ پر لات ماری۔ وہ لوگڑا کر چکھے چلا گیا۔ اس بار وہ خوف زدہ ہو گیا۔ حملہ کرنے والے نظر نہیں آ رہے تھے۔ وہ دونوں چاچے تھے کہ وہ خوفزدہ ہو کر فرار نہ ہونے پائے۔ اسے گرفتار کر کے وہ بہت بڑی کامیابی حاصل کر سکتے تھے۔

مال نے دوسری بار اس پر حملہ کر دیا۔ تڑو جہاں عورت گھاس پر سے اٹھ کر دوڑتی ہوئی آ کر اس سے لپٹ گئی۔ اسے صلے سے باز رکھنے کی کوشش کرنے لگی۔ یہ جڑانی کی بات تھی۔ خود ہی پچھلے دو تکلف پر پھینکی اٹھنے کے بارے میں بڑی تیزی کی ادواب اس کی حالت سے مال نے سزا دی تھی اور کہہ رہی تھی۔ "اسے چھوڑ دو۔ اسے نہ مارو۔ یہ میرا آدمی ہے۔" مال نے یہاں سے لے کر گاؤں کی طرف بڑھ کر آئیں مجاز پکاڑو دیکھ کر ہلکا ہوا۔ اسے عالی اور ایمان نظر نہیں آ رہے تھے مگر اس جوان عورت کے ایک دست دیکھے اور بات کرنے سے یہ اندازہ ہو گیا کہ تارو ہلکا اور کدھر ہیں۔ اس نے ذرا ہی عالی پر چھلانگ لگائی لیکن وہاں تک پہنچنے سے پہلے اس کے منہ پر ایمان کا کھونٹا پڑا۔ وہ غصا میں اپنے منہ کے دوران اونٹنے منڈ زمین پر گھر پھر بھی اس کے پھلنے پر ہرکھی تھی۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ آگ چھل کر کھڑا ہو گیا۔ یہ سمجھا تھا کہ وہاں ایک نہیں دو نہیں اور وہ تارو پکاڑو حملہ آوروں سے خائف نہیں کر سکتے گا۔ وہ وہاں سے بھاگنے لگا۔

پکاڑو کا رویہ ایک طرف پڑا ہوا تھا۔ ایمان نے اسے اٹھا کر فرمایا اس کی طرف گولی چلائی مگر وہ دونوں

پروں سے نہیں دوڑ رہا تھا۔ اس کی دونوں ٹانگیں جڑی ہوئی تھیں اور وہ تھکی کی طرح پیچھے اڑتا ہوا سستا ہوا جا رہا تھا۔ اسے گولی نہیں لگی۔ اس کی رفتار اتنی تیز تھی کہ دوسری گولی چلانے تک وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ اس کے فرار سے ہی وہ عورت میں بھاگنے لگی۔ ایمان نے نپک کر اسے پکڑ لیا۔ "تم کہاں جاؤ گی؟ تمہاری حرکتوں سے صلوم ہو چکا ہے کہ اس گوجے سے تمہارا پر اٹا کر پھینکا جائے گا۔" پکاڑو گھاس پر پڑا ہوا تھا۔ عالی اس پر بھی گولی خال خوانی کے ذریعے کہہ رہی تھی۔ "ایمان تمہاری آہی عورت تھی۔ اس گوجے نے اس کی گردن توڑ دی ہے۔ ہی اڑو..."

ایمان نے بڑے ڈکھ سے پکاڑو کی طرف دیکھا پھر اس کی سوچ نے کہا۔ "تم اس عورت کے خیالات پر غور۔ گوجے کے بارے میں بہت کم معلوم ہو سکتا ہے۔" عالی اس کے اندر پہنچتی واقعہ تو یہی گوجے کے آواز سنائی دی۔ وہ اس عورت سے کہہ رہا تھا۔ "وہ تارو میری جان پریشان نہ ہونا۔ میرے ہمارے میں کسی سے بچو نہ کہا۔ میں دوسرے بھی تمہاری حفاظت کرتا ہوں گا۔" وہ بولی۔ "میں نہ تو کدو ہوں، نہ نادان۔ تمہارے متعلق کسی سے کوئی نہیں کہوں گی تمہارے بغیر نہیں رہ سوں گی پھر تم کسی نہیں گئے؟"

دوبولی۔ "یہ دودھی۔ ان میں سے ایک اپنی گاڑی ادھر سے آیا ہے۔ یہ اپنے سامگی کی لاش یہاں سے لے جائیگا۔ گئے۔ مجھے کسی نہیں چھوڑیں گے۔ پوچھیں کے حوالے کر دیں گے۔" فکر نہ کرو۔ ایک تمہارے بدن پر بھی خیر فرما رہی تھی۔ ڈال نکلا۔ جو تم سے بیخبری کرنا چاہے گا۔ اس کی کھوپڑی تمہارا کھوکھلا کر گا۔" اس کو سنا کر اٹھا ہونڈا ہونڈا تھا۔ دوبولی۔ "جو جرات بہت ہی خیر معمولی ملا سٹائیں اور تو تمہیں رکھے ہو پھر ان دونوں کو کیوں نہیں دوں گے؟"

اس نے پچھا۔ "یہ تارو دونوں نے کس رنگ کا لباس پہنا ہوا ہے؟" دونوں ہی سر سے پاؤں تک زرد رنگ کے لباس میں

ہیں۔ چہرے اور سر کے بال بھی کٹنڈ پگھلا تھا۔ ہمیں چھپے ہوئے ہیں۔ ان کی جڑیں اور جڑے میں ہی اس رنگ کے ہیں اور وہ ایک دوسرے سے بچو رہے ہیں میں گئے۔" تم نہیں بولنے پر بائیں کر دو۔" عالی نے ذرا ہی ایمان کے اندر آ کر کہا۔ "تم مجھ سے باتیں نہ کرنا۔ ہم بدستور گھسنے سے رہیں گے۔" فارمٹ آفس کی طرف جارہے تھے۔ وہ سب ایک گاڑی میں اندر کدو تھا۔ "میں حیران ہوں کہ یہ کیسے جانیں کہ میں کھلے کھلے زور دنگ کا اندھا ہوں؟" بات صرف میری نسل کو لگ گئی جانتے ہیں۔ اس دنیا کے ان دو بندوں کو میری یہ کمزوری بھی معلوم ہوئی؟"

وہ اس سے کہا۔ "تم ان کے اندر جا کر معلوم کرو۔" "ہی اس عورت سے باتیں کر دو۔ کسی کی آواز سن کر ہی میں اس کے اندر جا کر بہت کم معلوم کر سوں گا۔" "وہ دونوں تو گھسنے ہوئے ہیں۔ اس وجوہ سے جگن میں مجھ سے صرف ایک بات کی تھی۔ اب میری کسی بات کا جواب نہیں دے رہے۔" وہ قہر سے پریشان ہو کر بولا۔ "پتا نہیں ہے کون ہیں؟ اگر گھسنے گئے ہیں۔ انہیں صلوم سے کس میں کبھی جاننا ہو اور وہ بھی جانتے ہیں کہ میں کھلے کھلے ہوں۔ نہ تو تمہاری بات سے ذرا ہی اس رنگ میں کبھی کوئی چیز یا کوئی شخص رکھائی جاتا ہے۔ پتا نہیں ہے میرے دوستے راز مانتے ہیں؟ مجھے جلد سے جلد صلوم کر دیا کہ یہ بیخبر پاک لوگ ہیں ان کو اس طرح میری کمزوری تک سمجھ رہے ہیں؟"

دوبولی۔ "میرے جو جرات بہت پریشان اور ہے۔ مجھے بتاؤ میں تمہارے لیے کیا کر سکتی ہوں؟" "کبھی تو یہی مجھ میں آ رہا ہے۔ تم ان سے قہر دینے کی کوشش کرو۔ اس طرح میں تمہارے ذریعے ان پر نظر رکھوں گا۔" عالی نے خیال خوانی کے ذریعے ایمان سے کہا۔ "وہ تارو ہمیں آچہ نظروں میں رکھنا چاہے گی۔ جو جواس کے ذریعے میں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔" ایمان نے کہا۔ "آچہ اندازہ کیا میں بھی طریقہ کار ہونا چاہیے۔ مگر وہ تارو کی نظروں سے لپٹا ہونے کے سونے کے نظروں میں دھس گئے۔ جو جواس نے کہا ہے کہ وہ جلد ہی اسے اپنی خفیہ پناہ گاہ میں لے جائے گا۔"

"جنگ ہے، اس حوالے سے عورت ہمارے لیے بہت اہم ہے۔ ہم سے جو جنگ کھینچے گا اور یہ جان سکتے ہیں۔" فارمٹ آفس نے پکاڑو کی لاش دیکھی ہی پوچس داغوں کو تھک لیا۔ وہاں عالی اور ایمان کھینچے بن کر کھینچ رہے تھے۔ وہ مراد نہیں تھا۔ ان دونوں کو طرح طرح کے سوالات کے جواب دینے پڑے۔ ایسے وقت انہوں نے اپنے اندر پرانی سوچ کی لہروں کو گھوس لیا۔ ایمان نے کہا۔ "ہائے جو جرات ایک تیار ہے۔" عالی نے کہا۔ "آئے ہو اس سوال کا کچھ جواب ملنے کے بعد ہی آگے بات ہوگی۔"

اس نے چند سیکنڈ تک جواب کا انتظار کیا پھر سانس روک کر اسے مگایا۔ دوسرے ہی لمحے عالی نے پرانی سوچ کی لہروں کو تھک لیا۔ "میرا بھی وہی سوال ہے۔ جواب دینا یہاں سے کھل جاؤ۔" وہ تارو نے بولا۔ "تم دونوں کو اس کر رہے ہو۔ کسی تیار سے نہیں آئے ہو۔ اسی دن کے رہنے والے"

عالی نے پچھا۔ "اور تم...؟" وہ بولا۔ "جب اس دنیا میں ہوں تو پھر میںیں کا انسان ہوں۔" وہ کھڑے انداز میں بولی۔ "شاید تم آئینہ نہیں دیکھے روز مجھے کھینچے تھے کہ تم انسانوں سے مختلف ہو۔ یہ بات ان کو اس دنیا کے انسان نہیں ہو۔ اگر انسان نہیں ہو تو کیا جانو ہو اور اگر جانو نہیں ہو تو پھر میری اصلیت تارو؟"

"یہ تو بحث آپ۔ میں تم دونوں کو کھینچنے کی کوشش کر رہا ہوں۔" مجھے کھینچنے کی نہیں۔ میرے چہرہ خیالات پر ہنسنے کی کوشش کر رہے ہو۔ تمہیں چہرے کی سرخ لاش دکھائی دے رہی ہے۔ میں صلوم کا تارو بند سے لپٹا ہوا ہوں۔ اس سے میں سانس روک لی۔ عالی اور ایمان جی اس کے لیے ذریعہ تیار ہوئے تھے۔ وہ اب کھینچنے کی آسانی سے امریکا اور یورپ کے اکابرین اور برین ماٹرز کو حجب کرتا اور اپنے ریل اٹرا تار جا رہا تھا۔ ایک فریڈ تھا جو اس کی گرفت میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے فریڈ کی بیٹی اس اب کے لیے دوسرے بن گئی۔ وہ روزو تھک گیا۔ ایک پوچس اسرا سے سخت ہی لپٹے کہہ رہا تھا۔ "میں تمہاری بیٹی جاڑی عورتوں کو خوب کھتا ہوں۔ ہزاروں ایساں بڑے بڑے بادشاہوں کو چھاس

کے اندر گئی تو اس نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ پتا چلا کہ برین ماسٹر نے اپنے آلہ کار کے ذریعے اسے اور ٹوٹی جے کو زخمی کر لیا ہے۔“

میں نے کہا۔ ”اس مفروضہ کے ساتھ یہی ہونا تھا۔ وہ ٹیلی پیسٹی جاننے والوں کی فوج بنانا چاہتی تھی۔ ایک نمایاں مقام حاصل کرنے کا جنون سوار ہوا تھا۔ اب کیا حال ہے اس کا؟“

”وہ سمجھ رہی تھی کہ ماسٹر اسے اپنی معمول اور کنیز بنالے گا۔ لیکن اس سے پہلے وہ مجھ کو اس کے اور ٹوٹی جے کے دماغوں پر مسلط ہو گیا ہے۔“

”جب وہ مسلط ہو گیا ہے تو تم ان دونوں کے اندر کیے پہنچیں؟“

”مما! یہ نئی بات ہے کہ وہ مجھ کو جس کا نام جو جو کرانتے ہے۔ وہ ٹیلی پیسٹی جاننے کے باوجود کسی برتنوی عمل نہیں کرتا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ معمول بنائے بغیر کسی کو بھی اپنا غلام بنا کر اپنی مرضی کے مطابق اس سے کام لے سکتا ہے۔“

”ہاں، یہ بات سمجھ میں آتی ہے وہ اپنی غیر معمولی حیرت انگیز مشینوں کے ذریعے ایسا کر سکتا ہے۔“

”وہ برین ماسٹر کی خفیہ پناہ گاہ تک پہنچ گیا ہے۔ اس نے کرنا اور ٹوٹی جے کو بھی وہاں پہنچا دیا ہے۔ اسے وارننگ دی ہے کہ وہ آئندہ ان دونوں کو اور تمام اکابرین کو نقصان پہنچانے کا تو وہ اس کے اکلوتے بیٹے چارج کو مار ڈالے گا۔“

میں نے طنزیہ انداز میں افسوس کیا۔ ”بیچارا برین ماسٹر... اب وہ ہراساں کن نہیں رہ سکے گا۔“

الپا نے کہا۔ ”جو جو نے اسے تنویدی عمل کے ذریعے معمول اور تابع دار نہیں بنایا ہے۔ صرف یہ دھمکی دی ہے کہ وہ کبھی اسے دھوکا دینا چاہے گا تو...“

میں نے بات کاٹ کر کہا۔ ”تو وہ اس کے بیٹے کو ہلاک کر دے گا۔ اس کا بیٹا ماسٹر کی بہت بڑی کمزوری ہے۔ وہ اس کی خاطر جان بھی دے سکتا ہے۔“

”مما! وہ پاپا کو تلاش کرنے کے لیے آئندہ ہمارے پیچھے بڑھ جائے گا۔ میرے ذہن میں یہ بات آ رہی ہے کہ آپ کو پورس، کبریا، عالی اور ایمان کو یہاں ادارے میں آ کر رہنا چاہیے۔ پہلے ہم اس کی کمزوریاں معلوم کریں گے پھر اسے زیر کریں گے۔“

”ذرا سست کہتی ہو۔ میں بھی یہی سوچ رہی تھی۔ تم پورس اور کبریا سے کہو کہ وہ ادارے میں چلے جائیں۔ میں بے باک کے ساتھ آ جاؤں گی۔“

”اسی عجوبہ کے سلسلے میں پہلے تو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کروانے آپ سے بدتمیزی کی کمی۔ میں اسے مزادینے کے لیے اس کی تاک میں رہتی تھی۔ اب سے تھوڑی دیر پہلے اس

سائنس اور ٹیکنالوجی کی شراکتی اثر انداز ہوتی ہے۔“

”بے شک، یہ تو ہم ایک طویل عرصے سے دیکھتے آ رہے ہیں۔ ہم نے ادارے کے ہی مخالفین نے بابا صاحب کے ادارے میں بارہا داخل ہونے کی کوششیں کیں۔ طرح طرح کی سازشیں کیں۔ سرنگیں بنائیں، چور دروازے تلاش کیے مگر کسی بھی حکمت عملی یا مکاری سے اس ادارے کے اندر جھانک بھی نہ سکے۔ شاید اس عجوبہ کی ٹریٹنگ مشین بھی اس ادارے کی دلہیز تک پہنچ نہیں پارہی ہے۔“

”میں نہیں جانتی کہ وہ اپنی ٹریٹنگ مشین کو بابا صاحب کے ادارے کے خلاف استعمال کر رہا ہے یا نہیں؟“

”وہ یقین سے بولا۔“ بے شک، وہ استعمال کر رہا ہے۔ یہ بات موٹی عقل سے بھی سمجھ میں آتی ہے کہ فریاد صاحب اسی ادارے میں چھپے ہوئے ہیں اور وہ مشین ان کی نشاندہی نہیں کر پارہی ہے۔“

”یقین کر دیا نہ کرو۔ فریاد اس ادارے میں نہیں ہے۔ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہوں گے؟“

”اگر وہ بابا صاحب کے ادارے میں نہیں ہیں تو پھر تم لوگوں نے اس خطرناک بلا سے چھپنے کی کوئی ایسی تدبیر کی ہے جسے ہم سب سے چھپا رہی ہو؟“

”میں اس سلسلے میں بحث نہیں کروں گی۔ بہتر ہے یہ رابطہ ختم کیا جائے۔“

”یعنی آپ ہماری مدد کرنے.... اور اس سے چھپنے کا کوئی نسخہ بنانے سے انکار کر رہی ہیں؟“

”میں نہ تو کوئی ایسی تدبیر جانتی ہوں۔ نہ ہی اس سلسلے میں بحث کرنا چاہتی ہوں۔ گڈ بائی سو فار۔“

یہ کہہ کر میں نے فون بند کر دیا۔ عالی نے مجھے جو جو کرانتے کے متعلق بہت کچھ بتایا تھا تب سے میں سوچ رہی تھی کہ اس سے چھپنے کی بس ایک تدبیر ہے اور وہ یہ کہ بابا صاحب کے ادارے میں اس وقت تک رہائش اختیار کی جائے۔ جب تک جو جو کس کس بل ڈھیلے نہ ہو جائیں۔

اسی وقت الپا نے مجھے مخاطب کیا۔ ”مما! کچھ اہم معلومات فراہم کرنے آئی ہوں۔“

”اچھا ہوا کہ تم آ گئیں۔ میں اس کم بخت کے معاملے میں ذرا الجھی ہوئی ہوں۔ مجھے بتاؤ اس کے متعلق کیا جانتی ہو؟“

”اسی عجوبہ کے سلسلے میں پہلے تو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کروانے آپ سے بدتمیزی کی کمی۔ میں اسے مزادینے کے لیے اس کی تاک میں رہتی تھی۔ اب سے تھوڑی دیر پہلے اس

ٹریک مشین کی ہمیں دو ٹریکس بنائے گی؟

میں نے کہا۔ ”میری شکل کتنی ہے۔ ہم خواہ کسی رنگ کے بھی لباس میں رہیں گے ٹریک مشین ہمیں ٹریکس کر لے گی۔“

اپا نے پوچھا۔ ”عالی کیا وہ پلٹ کر تم پر حملہ کرنے آسکتا ہے؟“

”بہت دشوور پوچھ رہتا ہے۔ راتوں کو شاید کبھی نغذا میں ہوا خوری کے لیے کتا ہے۔ تم پر حملہ کرنے انسانی آبادی میں نہیں آئے گا لیکن اپنے اکثر کاروں کے ذریعہ وہ انتقام کبھی کر سکتا ہے۔ لیکن انار وہ ہمارے مختلف سطوات حاصل کرنے کی طرح ہوگا کہ ہم کون ہیں اور کہا رہتے ہیں؟“

میں نے پوچھا۔ ”کیا تم دونوں اسی رنگ کے لباس میں ہو؟“

”ہم نے سوچا ہے کہ جو پیش کیے اسی لباس میں رہ کر زندہ آؤ گے خیالات بڑھتے رہیں گے۔ ابھی اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ خیالات خرابی کتنی ہیں۔ وہ اپنی اس صورت کے اندر آ کر رہتا ہے۔ اسی طرح ہمیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کی ٹریک مشین زبردست رنگ کے لباس میں ہماری نشاندہی کر رہی ہے یا نہیں؟“

”اگر وہ نشاندہی کرے گی تو جو جوشوڑا بنے آکر کاروں کے ذریعے تم دونوں کے پیچھے پڑے گا۔ جڑ سے تم ایمان کے ساتھ باہر صابا کے ادارے میں چلی آؤ۔“

اب میں چاہتی ہوں۔ وہ چلی گئی۔ وہ ابا نے کہا۔ ”تم پورس اور کیریا سے کو کہو وہ ادارے میں چلے آئیں۔ میں ہے ہاک کے ساتھ رہتی ہوں۔“

میں نے ہاک کے ساتھ ویسٹ یورن کے اپنے ذاتی بیگ میں کسی اسی وقت وہ اپنا سے لئے کیا تھا۔ میں اس کا انتظار کرتے تھی۔

☆☆☆

برن ماسٹر نے بے لگے کیا تھا کہ مونیکی کی شخصیت تبدیل کر کے اسے اپنے بے لگے کے پاس پہنچا دے گا پھر وہ اپنی ہونے والی ہونے کو بھولنے کے کی نشاندہی میں شریک ہو سکے گی۔ وہ میرے موجود حالات کو دیکھ کر کہہ رہے تھے کہ وہ اس بیچے اپنی سوسائٹی میں اور اپنے ماحول میں کبھی مل کر نہیں مل سکتی۔ رازداری سے ہی وہ بیچے بچو اور شوہر کے ساتھ

آپا اس وقت عالی کی آواز سنائی دی۔ ”اپنے سامنے اس کی آواز سن رہی ہوں۔ بے سسر! اسکی ہو؟“

اپا نے کہا۔ ”فائن! ٹھیک ہے۔ میں ابھی ماسے کہہ رہی تھی کہ میں اس کو مجھ سے بچنے کے لیے ادارے میں آکر رہنا چاہیے۔“

وہ ہنسنے ہوئے بولی۔ ”میں اور ایمان علی میں تم کراہتے ہیں اور اس کی کوئی بات کرنا چاہتی ہے۔ کیا تم ہاں؟“

اپا نے بے لگے سے پوچھا۔ ”کیا کہہ رہی ہو؟ کیا تم نے واقعی اس خطرہ کا پلا سے متاثر کیا ہے؟ ہاں! وہ ادارے آج کل کہاں ہوں؟ اور وہ کم بخت نے کہاں کرنا تھا؟“

”سامعہ جاتی ہیں۔ میں صوابا کے شہر میراگ کے قریب ہوں۔ آپ کو اور مارکو کو یہ سن کر یقین نہیں آئے گا کہ ایمان علی نے اسے اپنا گناہ چھانپا ہے۔“

میں نے تحریرائی سے پوچھا۔ ”کیا کبھی کہہ رہی ہو؟“

”میں صابا، وہ ساری دن کو بیٹھ کر کتا ہے۔ صرف کتا اور کتا ہونے کی پیشانی ہے۔“

میں نے اپنی ایک ہاں میں کیران بوری تھی۔ بے لگے سے بولی۔ ”بے لگے کتنے ہیں؟ کیا ایمان علی نے اس کی کوئی انگریزی معلوم کی؟“

”بہاگل میں کیا بات ہے۔ ایمان کو آگہی ملی تھی کہ میں کرائسٹے کھانا کھانڈتا ہے۔ اس آگہی کے مطابق جب ہم نے زبردست کے لباس اور نقاب میں شو شوہر سے پاؤں تک پھینکا لیا تو وہ دور دور آکر نہیں نہ دیکھ سکا۔ چونکہ ہم اس کے لیے ڈیوڑھے تھے۔ اس لیے اس نے ہم سے متاثر بلکہ کرنے کی سعادت نہیں کی۔ جو اتنی وہاں سے فرار ہو گیا۔“

وہ زور زور سے بچو پڑا تو وہ متعلق پوری تحصیل سے تانے لگی۔ ابا نے کہا۔ ”ہی تو کہاں ہو گیا۔ جو جی کر دیتی ہمارے ہاتھ آئی ہے۔ جب کسی اس کا سامنا ہوگا تو زبردست کے لباس میں اس کی نظر ہوگا وہ اٹھیں گے۔“

میں نے پوچھا۔ ”کیا ہم بیٹھ زبردست کے لباس میں رہ سکتے ہیں۔ ابا ہاک اس سے سامنا ہوگا تو اپنی سب سے لباس نکال کر نہیں گے؟ کیا اتنا تو نہیں لگے؟“

آدا دگر بے وقت کیے بروا دت کر لوں کر تم ایک کا لے مسلمان کی خاطر اپنی بیوہ کرانے والی ماں سے دور ہو جائی ہو۔ اب بھی ہمارے مذہب ہماری سوسائٹی میں وہ نہیں آکر سکتی۔ تم کسی ریلوے سے میرے ساتھ رات ہی ہوا میں اپنا دکانے کا ساتھ میں چاہتی۔“

میری عمر بیس کوئی نہیں تھی۔ شوہر تو پہلے ہی ساتھ نہیں رہتا ہے۔ یہاں کی طرح کسی کی آئی ہے۔ جتنا بیچہ جی ہے۔ تم نے کہا ہوا ہو گیا ہے۔ اس سے لئے کسی آس ختم ہو گئی ہے۔ تم نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اب میں میں جوں تو کسی کے لیے؟ اور وہاں چاہتی کر کیا کرنا؟

جب میرے خون کے رشتوں نے مجھ کو نہیں دیا ہے تو مجھے اس سانس سے بھگنیں لہنا ہے اور نہ ہی ایک لمی کے لیے بھی یہاں سانس لینا ہے۔ لہذا میں اپنی جگہ چاہنے جا رہی ہوں وہاں سے میری لاش بھی نہیں لے کر آئے ہیں۔ اچھا چاہتی کرنے کے بعد تم میرا دست بچو۔ گواڈیوں پر۔ مانی چائلڈ۔ تمہاری دماغی ماں ہو گی۔“

مونیکی نے وہ دھاک کھڑکیا۔ ”تو بہت ہی دل دلا دینے والا اور دل دینے والا نطفہ ہے۔ اپنا صمد سے ٹوٹ جاتے گی۔ بہت دور کی۔“

”میں کبھی جاتا ہوں کہ اسے شہر بے صدمہ بیچے۔ اسے اپنی ظلمی آکاساں ہو۔ بس اب انھوں رستہ پر لیت جاؤ۔ وہ بیچنے پر کر لیت گی۔ ماسٹر نے خیال خرابی کے ذریعے اپنے اس عمری خندہ میں پہنچا لیکن اس وقت عمل کرنے لگا۔ اپنا اکثر شام کو کھرا آیا کرتی تھی۔ اس دوران نے ہے ہاک سے کہا۔ ”میرے ساتھ کھڑے چلو آج سے آخری بار فیصلہ ہوگا اور وہ اپنا پاداشی نہ ہونے۔ انہوں نے مجھیں تو لیا نیا تو ہم دوسرے دن کوٹ صبر کر گئے۔“

بے لگے نے کہا۔ ”یہ تو دیک لو ہونا ہی ہے۔ کوٹ صبر خوار مل کر دیا ہوں بعد۔ تمہارے ماں باپ کسی راستہ نہیں ہوں گے۔“

وہ بیچے ہی حقم لے بیٹھی بولی۔ ”آج تو مجی کو راستہ ہونا ہی ہے گا۔ چلو میرے ساتھ۔“

مگر بیڈو کی گزار سکتی۔ مونیکی چاہتی گی کہ اپنی بیٹی اپنی گواہی ساتھ لے جائے۔ ماسٹر نے کہا۔ ”اسے ساتھ لے جانے کا مطلب ہے کہ ہمارا راز مٹ جائے گا۔ ہے ہاک اس کے خیالات بڑھ کر تم میں کی خیر پڑائیں گا وہ کا پلا معلوم کر لے گا۔“

مونیکی نے کہا۔ ”ہماری بیٹی اس کی اپنی دیوانی ہے کہ اسے چھوڑ کر ہمارے ساتھ نہیں رہے گی۔“

”کیوں کہتے ہو۔“

”میں نے پوچھا۔ ”میں نے پوچھا۔“

”اس کے حوالے کر دیا نہ کر دو۔ تم تو بے کہتے ہوئے اپنی اسلٹ محسوس ہوتی ہے کہ وہ اپنا سب بچو لیا اور چھوڑ کر چلی ہے۔ لیکن اسے بھول جاؤ۔ میں دوسری دور سے اس کا خیال رکھوں گا۔ جب اسے شوگرنگ کی کوئل آئے گی پھر ہم اسے پاس لے لیں گے۔“

وہ ایک ذرا مطمئن ہو کر بولی۔ ”تم بہت اچھے باپ ہو۔ بیچے کی طرح بیٹی کو بھی دل دینا ہے چاہے ہو۔“

”گواہی تم میں ہے۔“

”میں، ہے ہاک سے لئے لگی ہے۔ اس کی پوچھی دن بدن جان چاہتی ہے۔ اس کی کج خلقی نے چلنے پھرنے شام کو لوٹ کر آتی ہے۔ جیسے ساج کی بھولی ہو شام کو کھرا آتی ہو کر دوسری دن ساج بھریاں سے جا کر ماں کو بھول جاتی ہے۔“

ماسٹر نے کہا۔ ”مونیکی اپنا اچھا موقع ہے۔ ہے ہاک اس کے ساتھ تفریح میں مصروف ہیں۔ تمہارے اندر نہیں آئے گا اور نہ ہی میرے شوگرنگ کے دوران میں مدعا لے کر سے۔ چلو بیچہ پر لیت جاؤ۔ میں ابھی تمہارا برین داسی کروں گا تمہاری شخصیت تبدیل کروں گا۔“

چاہتا ہوں کام ہو کر لولا۔۔۔ تعجب ہے انتہاری ہی کا داغ نہیں
 ل رہا ہے۔ میری سوچ کی لہریں جھک کر داہیں آ رہی
 ہیں۔۔۔
 انا نے پوچھا۔۔۔ اس کا مطلب کیا ہوا؟
 اس کی درد و جوات ہو سکتی ہیں۔ ایک توبہ کی تمہارے
 باپ توحی کی کہ اس کی شخصیت ادب و دلچسپی اور دل چاہیے
 اور انہیں بہراں سے دوسری جگہ لے گئے ہیں۔
 اہاں پاپا تمہارے دن کن میرے دن کن نہیں ہیں۔
 میری کی کو بھی سے پتا نہیں کریں گے۔
 اگر کہوں گے تو ایسا نہیں کیا ہے تو تمہاری ہی اس
 دنیا میں نہیں ہیں۔
 وہ صدمے سے بچ کر بولی۔۔۔ میں، ایسی بات مند
 سے نہ نکالو میری کی کو مجھ نہیں ہوا ہے۔
 میری سوچ کی لہریں جھک کر داہیں آ رہی ہیں۔
 ان کی درد و جوات بتا چکا ہوں۔
 وہ تیزی سے چلتی ہوئی سوچ کے کرے میں آئی۔ یہ
 دیکھا جانتی تھی کہ ان اور نہیں تھی تو اپنا کچھ ضروری
 پانچ چیز نظر آئی۔ اس نے اسے افسانہ پر پھر صدمے سے
 بچ مار کر روئے گی۔ کہنے لگی۔۔۔ میں، یہ انہوں نے کب
 لکھا ہو گا؟ اب تک وہ خود کئی کر سکی ہوں۔ بے
 باک۔۔۔ اس طرح نہیں تلاش کرو۔
 ان سے وہ خط پڑھے ہوتے کہا۔ انہوں نے لکھا ہے
 ایسی جگہ جان کر جا رہی ہیں جہاں سے ان کی لاش تھی
 نہیں ملے گی۔ میں نہیں مانتا کہ انہوں نے خود کشی کی ہوگی۔
 وہ تمہارے پاس سے ناراض نہیں تھی۔ ان سے کوئی شکایت
 نہیں تھی پھر یہ سچی تھی کہ میں نے بیٹے سے ملاقات ہوگی۔
 کیا آج تک یا کبھی اس رات تم نے انہیں پوچھا ہوتا ہے یا کسی
 طرح کا ذکر کیا ہے وہ دیکھا تھا؟
 میں نہیں پوچھی تھی۔۔۔
 یہ تعجب تھا کہ وہ بیٹے کی چال معلوم ہوتی ہے۔ وہ مجھ
 جیسے ہیں کہ میں ان سے کب تو میں نہیں آؤ گی۔ میرے ساتھ زندگی
 گزار رہی ہوگی۔
 یہ کہہ کر دو سچے لگے۔ وہ بولی۔۔۔ تمہاری یہ بات سن کر
 میرا دل بھی دل کھد ہا ہے کہ خود کشی نہیں کریں گی تم کیا سوچ
 رہے ہو؟
 اب مجھ کو دلچسپ دیا ہے۔ اس لیے میری سوچ کی لہریں

اٹھیں ڈھونڈنی پاری ہیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں وہ زندہ
 ہیں۔۔۔
 مگر یہ۔۔۔ یہ انہوں نے میرے نام خط نہیں لکھا
 ہے؟
 یہ میرا ڈرانا ہے کیا کیا ہے۔ ان کی سوچ کے مطابق
 تم مجھ سے چار کر کے اور دھتے ان پر توجہ دے کر اعلانِ بستی
 کا مظاہرہ کر رہی ہو۔ انہوں نے نہیں شرمندہ کرنے کے
 لیے یہ سب بھول لکھا ہے۔
 کیا چاہتے ہو؟ کی زندگی ہو گی؟
 وہ اس کے آسپہ چلے ہوئے ہو لولا۔۔۔ موتی بہت قیمتی
 ہیں۔ انہیں سنبھال کر رکھو اور خوش رہا کرو۔ تمہاری ہی کو کچھ
 نہیں ہوا ہے۔ میں جلد ہی انہیں ڈھونڈ کر لاؤں گا۔
 وہ قریب ہو کر اس کے سینے پر سر رکھے ہوئے بولی۔
 تم بہت اچھے ہو۔ مجھے حوصلہ دے رہے ہو۔ میری سب تک
 داہیں نہیں آئی۔ میں یہاں تھا کیسے رہوں گی؟
 جب میں ہوں تو تمہاری کسی؟ یہ فیصلہ تو چکا ہے کہ
 ہم کل ہی کوٹ میرج کریں گے۔ سڑے باک سو سن جتے
 نہیں میرے پاس پافر اپنی تھوڑا پورا خاندان لے گا تم۔
 خود کو بھی تنہا نہیں لے کر آؤ گی۔
 کل تو بہت دور ہے۔ آج کی رات تمہا کیسے گزاروں
 گی؟
 تم چھٹی آئی ہو گی کے پاس الٹا نہیں۔ اب میری سنا
 کے پاس چلو۔ میں پچھلے دنوں والی باں کیا پڑھے گا۔
 وہ دونوں میرے پاس آ گئے۔ انا کھلی باز میرے
 سامنے آئی تھی۔ میں نے اسے گلے لگا کر پیار کیا۔ بے باک
 نے سوچ لکھا اور اٹھ پڑھنے کو کہا۔ پڑھنے پڑھ کر انا
 کو دیکھا ہے۔ اس کی موت کا کوئی صدمہ نہیں تھا۔ میں نے
 بے باک سے پوچھا۔ کیا تم نے کسی کارڈ کے پاس لکھا ہے؟
 تمہا میری سوچ کی لہریں جھک کر داہیں آ رہی
 تھیں۔ دیکھو وہ زندہ ہیں۔ اس کے پاس ڈرانا ہے کہ رہے
 ہیں۔ اس کی تھی کی شخصیت ادب و دلچسپی چلے ہیں۔
 میں نے تائید میں سر ہلایا۔ پائی واڈے۔ میں نے
 جیسوں میں سے متعلق بتایا تھا۔ اس سلسلے میں کچھ نئی
 معلومات حاصل ہوئی ہیں۔
 میں نے ایک پتہ کا مالی اور ایمان ملی نے جو ہے کی
 ایک کردی معلوم کی ہے اور برین ماسٹراس جو ہے جو
 کراتے کا تاج دار ہیں چکا ہے۔ بے باک نے مجھ سے
 بات نہیں آ رہی ہے کہ ماٹرنے آجیہ جوجو کی پناہ میں

رہنے کے لیے سوچ کی شخصیت تبدیل کی ہے اور اسے اپنے
 پاس بلایا ہے۔
 تمہا میری سمجھتی ہوں۔ سوچ آجیہ شوہر اور بیٹے
 کے ساتھ رہے گی۔ نئی کوئی احوال اس لیے چھوڑ دیا ہے کہ یہ
 ہماری ہو چکی ہے۔ میں چھوڑ کر اس باپ اور بھائی کے ساتھ
 نہیں رہے گی۔
 اے نہ کہا۔۔۔ اب اس طرح بات مجھ کو آ رہی ہے۔
 اگر وہ مجھے ساتھ لے جائے تو میرے لیے پاپا اور
 چارج کی خیر پائش گاہ کا پتا ہے باک کو معلوم ہو جاوے۔ وہ
 ایسا نہیں چاہتے تھے۔ اس لیے حالت سے مجبور ہو کر مجھ
 سے باک کے پاس چھوڑ گئے ہیں۔
 میں نے کہا۔۔۔ اب اس میں اپنی زندگی کے اہم فیصلے
 خود کرنے ہوں گے۔ تمہارا باپ ہمارا دشمن ہے۔ وہ جو جوجو
 ہمارے خلاف بھڑکانے کا ہم کو بھی کو آپ سے ہمیں کر لے
 آئے ہیں پھر جو نہیں ہم سے ہمیں کر لے جائے گا۔
 فریاد کی سہی کے پیچھے بڑھا جائے گا۔
 وہ خرمندہ نہیں ہو کر بولی۔ میری وجہ سے آپ لوگوں پر
 میں نہیں نازل ہوں گی۔
 بے باک نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔ ایسا نہیں ہے تم۔
 یہاں نہ آتمیں بھی جو جوجو ہمارے پاپا کی تلاش میں جھک
 رہا ہے۔ اب تک کچھ کے لیے وہ ہمارے پیچھے پڑنے
 نہیں ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ ہم میں سے کسی کو
 نقصان پہنچائے۔ میں باپا صاحب کے ادارے میں جا کر
 رہتا ہوں گا۔
 بے باک نے اپنا کو دیکھا کچھ بڑھ گیا۔ میری بڑی
 خواہش رہی ہے کہ میں باپا صاحب کے ادارے میں جاؤں۔
 کیا میرے ساتھ آئی کو بھی وہاں رہنے کی اجازت ملے گی؟
 میں نے سوچنے کو ہرے اسے وہ اجازت سے باک سے
 کہا۔۔۔ تم تو چاہتے ہو کہ ضروری معلومات سے متعلق مجھے
 والے فیئر مسلم بھی بھی وہاں جاتے ہیں۔ اس سے پہلے
 جب تاہم لی اسے اندازہ تجزیہ روحانی عمل کے ذریعے ملے
 ہیں کہ ادارے میں آئے والے فیئر مسلم جاسوس اور
 دغا باز نہیں ہیں۔ اس کے باوجود انہوں ادارے سے صرف
 اسی شخص تک محدود رکھا جاتا ہے۔ جہاں سے ان کا تعلق ہوتا
 ہے۔
 میں نے اپنے کٹھنے پر ہاتھ کر کر کہا۔۔۔ جانیں اس
 مجھے جو جوجو کب تک غلبہ حاصل کیا ہے گا؟ ایک ٹھیک

عمر صلگ لکھا ہے۔ کیا وہاں مستقل رہائش کے لیے ہمارا دین
 اسلام قبول کر سکتی؟
 اس سے بے باک کو دیکھا بڑی محبت سے اس کے
 ہاتھ کو تھام کر کہا۔ یہ میرا دین ہے۔ دنیا ہے اور میری پوری
 کائنات ہے۔ جو اس نے قبول کیا وہ میں نے قبول کیا۔ اس کا
 خدا میرا خدا ہے اور اس کا رسول میرا رسول ہے۔
 میں نے کہا۔۔۔ خدا نہیں ملائی۔ دے۔ اب تو کوئی
 مسئلہ رہا۔ ہم تم ادارے میں کچھ کر اسلام قبول کر سکتے۔
 بے باک نے کہا۔۔۔ ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ کس کو
 مہربان کریں گے۔ مسلمان ہو جائے گی تو ادارے میں ہی
 ہمارا کھانا پڑھایا جائے گا۔
 میں نے اذیت میں سر ہلایا۔ بے باک نے کہا۔۔۔ یقیناً نکاح
 پڑھایا جا سکتا ہے۔ لیکن میاں بیوی کو وہاں ساتھ رہنے کی
 اجازت نہیں دی جاتی۔ شادی کے بعد نہیں ادارے سے
 باہر آ کر ازدواجی زندگی گزارنی ہوگی جبکہ موجودہ حالات
 میں ادارے میں رہ کر ہی اسلامی کی حفاظت کی جاسکتی ہے۔
 انہوں نے ایک دوسرے کو بھی کچھ نظر دیا۔ دیکھا۔
 میں نے کہا۔۔۔ نکاح پڑھایا جائے گا تو تم دونوں ایک
 دوسرے سے الگ نہیں رہ سکو گے۔ دانشمندی ہے کہ کچھ
 عرصے تک نکاح نہ پڑھو۔ وہاں پابندیوں میں رہا کرو۔
 جو عرصے ملنے کی کوشش کی جائے گی۔
 حالات کچھ اچھے تھے کہ ان دونوں کو راضی ہونا پڑا۔
 بے باک نے اپنے کے اندازہ کر کہا۔۔۔ اس سے زیادہ خوشی کی
 اطلاع لو کر دیا تو نہ ڈر کر۔ وہاں ایک دوسرے سے ملنے رہا
 کریں گے۔ آجیہ جب چاہیں گے پھر آ کر اس
 ادارے سے باہر چلے آئیں گے۔
 میں نے ان دنوں کے رات لندن میں گزارا پھر دوسرے
 دن ایک فلائٹ سے چرل آ گئے۔ وہاں سب تک باپ
 صاحب کے ادارے میں تعلق ہے۔ پھر وہ ادارے میں بھی وہاں
 آ گئے تھے۔ صرف عالی اور ایمان علی ادارے سے باہر تھے۔
 جناب تھریزی اس ہی بچہ جو کراتے کے سلسلے میں ماہلن
 خاموش تھے۔ نہ وہ کچھ بول رہے تھے اور نہ ہی ہم ان سے
 کچھ پوچھ رہے تھے۔ جب وہ ضروری مجھے تب ہی ہمیں
 ضروری ملاقات دیا کرتے تھے۔
 شاد زادی کو کھل کر وہاں بیوی کے دن گزار رہی تھی۔
 چار ماہ دن دن کے بعد وہ ادارے کے کسی نہ کسی معاملے کو
 نٹانے کے لیے باہر جانے والی تھی۔ آج نہ اسے اپنے

پاس بلایا۔ وہ اس کے پاس آ کر اب سے دو دنوں ہو کر چند
 آئے۔ اس نے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ”تم
 فریاد کی دہائی ہوئی ہو سو یا کہ ہم صواب سے سو یا ہے مجھیں
 لینے کے لیے ایک عرصے تک سب ہی سے دشمنی کرتی
 رہیں۔“

آندرنے اس کے چہرے سے جھٹکتے گئے۔ اسے جو جو کرانے کے
 متعلق بتانے لگی۔ جس کی دشمنی کے باعث فریاد نے اپنی
 موت کا ڈراما لے لیا تھا۔ ”ٹانے جو جی ہنسی کے بعد
 کہا۔“ آپ بڑا تاشکی ہیں کبیرا فریاد کہاں ہے؟“
 آپ نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ ”گرا چکی تو ابھی تا
 روچ۔“

جب تمیز بنی کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں
 ہے؟ اور کب سے تمہارے پاس آئی تھیں۔ اسے دور سے کہا
 ”کیا تمہیں اسے تلاش کرنے جا سکتی ہو؟“
 ”ابھی نہیں تا جا سکی ہوں، جو جو فریاد کے
 ڈرے پے پاتل میں کھینچ کر سمدر کی گہرائیوں میں جا کر اپنے
 جان کن ڈھونڈ لیا۔ اسے اس سے محفوظ رہنے کے لیے
 ہمارے خاندان کے تمام افراد اس ادارے میں آگئے ہیں۔“
 فریاد نے کہا۔ ”سو یا کے متعلق کیا جانتا ہے کہ وہ فریاد کی
 لیے آئیں ہیں۔“ مصائب کی طرحوں کو سمجھنے کے ساتھ
 ہے۔ کیا وہ بھی اس کی تلاش میں نہیں جائے گی؟ کیا وہ بھی
 نہیں رہے گی؟“

”اللہ تعالیٰ تو وہ خاندان کے تمام افراد کو لے کر یہاں
 آگے ہے۔ اس کے بارے میں کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ وہ
 اچھا کن ہی کہاں جائے گی؟ اور کیا کھینچے گی؟“
 وہ آندرنے کا ہاتھ قلم کو بولی۔ ”میں بھی اپنے فریاد کی
 خاطر بھگت کرنا چاہتی ہوں۔ آپ دو خاندانوں کے ڈرے پے مجھے
 کوئی راستہ دکھائیے۔“

”میں قدرتی مہلات میں مہلاحت کرنے کی
 اجازت نہیں ہے اور یہ قدرت کی مہلاحت ہے کہ جو جو کرانے
 میں کبھی سے تک اس دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو اپنے قبضے
 میں رکھے گا۔ شاید اسی لیے سوچا اس سے تھیلے کا خیال دل
 سے نکال چکی ہے۔ جس دن جب تمیز بنی سے اجازت
 دیں گے وہ یہاں سے نکل کر جو چہرگی کی طرح کرے
 گی۔“

پھر وہ ایک گہری سانس لے کر بولی۔ ”سو یا! آندرنے
 میں قدرتی مہلاحت کے خلاف تمہارے لیے جو نہیں کر سکتی گی
 اور نہ ہی اس طرح تمہاری رہنمائی کر سکتی گی۔“
 ”تجارت سے بھاگنا۔ اب سو یا سے متاثرہ کرنے کا خیال
 بھولے سے ہے۔ اس کے ذہن میں نہیں آتا تھا۔ وہ اس کے
 خلاف قسطنطنیہ امتداد میں کبھی سوچتی تھی۔ اس وقت صرف دل
 ہی دل میں فریاد کے کھینچنے کے لیے تڑپ رہی تھی۔ اس سے
 بھلے کے سلسلے میں آندرنے نے کھینچ لیا تھا۔ باہر جا
 کے اور اسے باہر جانے کے سلسلے میں کوئی پابندی نہیں

تھی۔ بس ایک عجیب جھگڑا کاٹنا ہوا تھا۔ وہ اپنی غیر معمولی
 ذہانت کو کام میں لانے سے ہوتے ہوئے کسی کی طرح جو جو
 بات دیکھ سکتی ہے یا فریاد کی طرح اسے اپنے آگے بھی ہے
 اس اور جب تو جا سکتی ہے؟“

☆☆☆☆

عالی اور ایمان علی نے ایک چوچر پہلی بار حملہ کیا تھا
 وہ ٹھوڑی دیر کے لیے بھول گیا لیکن بار بار ہٹانے کے واسطے
 دنیا میں روحانی قوتوں کو کھینچنے والے ملکر کرنے والے
 نظریں اٹھ آئے تو اس نے ہلکا سا کوسا۔ ”کیا یہ کوئی روحانی
 قوت ہے؟ کیا وہ حیات جاوید کی طرح ہوتی ہے کہ نظر نہیں
 آتی اور کب کب کھینچا پھینچا ہے؟“

پھر ڈروڈ نے اسے بتایا کہ وہ کب سے ملکر کرنے والے زور
 رنگ کے لباس میں ہے ہوتے ہوئے جب اس نے نرمانی سے
 سوچا۔ ”ان حملہ آوروں کو میری یہ کڑوئی کیسے معلوم ہو
 گئی؟ انہوں نے پہلے سے بہادری کی پانگہ کی۔ میرا سامنا
 کرنے سے پہلے زور رنگ میں چھپ کر آئے تھے۔ کیا یہ
 روحانی قوتوں کے حمل ہیں؟“

وہ زور رنگ کے اندر آ کر پلٹا رہتا تھا۔ اس کی وجہ سے
 بتایا۔ ”ان حملہ کرنے والوں میں سے ایک لڑکی شایہ افکارہ
 برکتی ہے اور ایک جوان میں بائیس برس کا ہے۔ یہ دونوں
 کو گتے جینے ہیں۔“

جب ہر دست اس میں انہوں نے جان دیا تو جو نے
 ان کی آواز میں کر ان کے دماغوں میں پیچھے کی ناکام
 کوشش کی پھر تین ہو گیا کہ دونوں لوگ میں مہارت رکھتے
 ہیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا کہ مانی نکل چکی جاتی ہے۔
 وہ اس دنیا میں اپنی نرکروئی نہ تو کسی پر ظاہر کرنا پاتا
 تھا اور نہ کسی کے مجبور ہونے میں ہونا پاتا تھا۔ وہ اپنے
 بائیں اور ایک اور سوپ کے تمام اکبر میں کو اپنے زیر اثر لاکر
 زبردستی کامیابی حاصل کر چکا تھا۔ پہلی بار دو کم عمر جوانوں
 نے اسے مجبور اور بے بس بنا دیا تھا۔ وہ دونوں کی شرک
 کو پہنچانے کے لیے جیننے والی تھی۔

وہ ایک خلیہ بنا گیا تھا۔ اس آ کر جو لوگ جیتے رہیں۔
 اس نے عالی اور ایمان علی کی آوازوں اور بے کھینچے کو
 تھا۔ اس کی آواز میں تاشکی کی کوششوں کی اصل آوازوں
 تھیں۔ لیکن وہ نہیں آواہر نہیں ہیں تو اس شخص میں
 اپنے فریاد کی آواز میں پہلے سے محفوظ ہیں۔ کیا ان سے کسی
 کی آواز ہے؟
 اس نے آواز میں کی طرف دیکھ کر گھٹکی بھینکی ہیں وہ
 آوازوں اور ایمان علی نے ایک چوچر پہلی بار حملہ کیا تھا
 وہ ٹھوڑی دیر کے لیے بھول گیا لیکن بار بار ہٹانے کے واسطے
 دنیا میں روحانی قوتوں کو کھینچنے والے ملکر کرنے والے
 نظریں اٹھ آئے تو اس نے ہلکا سا کوسا۔ ”کیا یہ کوئی روحانی
 قوت ہے؟ کیا وہ حیات جاوید کی طرح ہوتی ہے کہ نظر نہیں
 آتی اور کب کب کھینچا پھینچا ہے؟“

ساتھ ماتھر پر ہونے لگا دیکھنا کہ انٹرویو میں حاضر رکھائی دینے لگے۔

کاؤنٹر کے پیچھے دیوار پر ایک بڑا سا کی بورڈ تھا۔ وہاں ہونے کے چکر سے کی جا رہی لکھی جاتی تھی۔ دوسرے شخص کھڑا نمبر پاور سٹیج پر آ کر کھڑے ہو گئے۔

سراخ لیا، یہی مال اس ہونے کے کہ انہیں پاور سٹیج میں بھی۔ موت کی بھی تھی اس کے پاس بیٹھ کر بھی گئی تھی۔

دن کا وقت تھا اگر رات ہوتی جا بھی جو جو انسانی آبادی میں نہیں جا سکتا تھا۔ دوسروں کو انکار کر دیا یہی مال کو فریب کر سکتا تھا۔ اب سے پہلے اسے ان علاقوں میں کسی آلہ کار کی ضرورت نہیں تھی اس کے لئے۔ وہ فوری طور پر اس کے خلاف ہتھیار کھینچ سکتا تھا۔ یہی مال کو اس کے پاس سے پیچھے نہیں جاتا خاصا وقت لگاؤ والا تھا۔ یہی مال کے سامنے بوجھان کو لٹھیں لٹھیں ضروری تھا۔ یہ سمجھ میں آنے والی بات تھی کہ وہ بوجھان کی ایک ہوگی جسے ہوگا بھرا اس نے مال کا پتہ

سے ایک ایسی جہاز تیار کی کہ انفریجنگ کر کہا۔ ”میں جائزہ ستاروں کی دنیا کا ہے اور لا آقا جو جو کرتے رہا ہوں۔“

وہ جہاز ہر طرف راہی سپر ہاؤس پر بیٹھ گیا۔ بڑی خاصا ساری سے ہوا۔ ”میں اس تمام سادہ کر رہی۔“

وہ طور پر انداز میں ہوا۔ ”کیا سوچنا ہے کلو سے چاٹ کر آگے؟“

”مستخرج جوڑا زنجیر میں توڑنا اور نہ جھینکے ہوئے ہوا۔“

”میں اس کے پتے پر نہ کر کے کہہ دوں گا۔“

”میں حاضر ہوں تم کرو۔“

”میں اس کے ساتھ ایک جوان بھی ہوگا۔ ان شہر میں فریڈائی کی ہے۔ وہ ہونے لگا دیکھنا کہ گراہر چار سو سوسے میں ہے۔ اس کے ساتھ ایک جوان بھی ہوگا۔ ان دونوں کو گھیر کر ڈھکی کر اور اپنا بیٹا بنا ہے پھر میں جہاں ہوں وہاں انہیں پہنچانے۔“

”میں اس کو وہاں ہی پس اپنی لایا جانے گی۔“

”اس کی گرفت میں آتا ہے۔ اس کے جوہر وہ حالت میں اور جی امان نے اس کے فیئر معمولی شیٹی ذرائع کو اور اس کے فروگرد ہتھیار رکھ کر تھا۔“

”ابھی انہیں رکھو۔ میں نے سوچا ہے مدد مانتی تھی۔ اس نے دکھار دیا تھا۔ میں اس کی بیٹی عالی کو اس ہونے سے بچا کر جانے نہیں داتا۔“

”جوڑے سے کل ہو کر کہا۔“

”میں ابھی انکشاف کر تا ہوں۔“

”تم کی بات نہیں کرے گا۔“

”تم کی بات نہیں کرے گا۔“

”تم کی بات نہیں کرے گا۔“

”تم کی بات نہیں کرے گا۔“

”تم کی بات نہیں کرے گا۔“

”تم کی بات نہیں کرے گا۔“

”تم کی بات نہیں کرے گا۔“

”تم کی بات نہیں کرے گا۔“

”تم کی بات نہیں کرے گا۔“

”تم کی بات نہیں کرے گا۔“

”وہ اور زیادہ جتا ہو گیا تھا۔ پہلے اس نے سوچا تھا کہ وہ خود کو کسی بھی طرح رازداری سے اپنی خفیہ دنیا گاہ میں لے آئے گا۔“

”میں بیٹے کو بلانے ہوں۔ میری مشین اندر کی نہیں ہے۔ اس نے فریڈائی کی بیٹی کا نام بتایا مگر اس کا بونو جان سکتی ہے۔ وہ بڑا باور ہے۔ میں باسٹری طرح کوئی نمایاں نام یا مقام نہیں رکھتا ہے۔ اس لیے میری آڈیو، ویڈیو اور پورٹریٹنگ مشین میں اس بونو جان کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔“

”وہ بڑی ہے۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

”میں اس کو بلانے ہوں۔“

اگر وہ دائمی طور پر اپنی جگہ مضبوط کر آؤں تو میں کوں
دیکھا ہر گھنٹے چمکا میں۔ اس کے مخصوص طریقہ کار کے
مطابق بائزر پر خیر بھری۔ ”سوچا گیا آواز اور بائزر ڈیجیٹل
”جائے۔“

ٹھوڑی دیر بعد سوچا گیا آواز سنائی دی۔ وہ کبھی کسی سے
پاش کر رہی ہوئی۔ اس وقت کی آواز ریکارڈ ہوئی تھی۔
جو جرنے اس کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے
اندر پہنچانا ہوا تو سچے لہریں داخل آئیں۔ اس کی سمجھ
آئی کہ سوچنے والا آواز اور بائزر ڈیجیٹل لیا ہے۔

آواز میں سن کر ان کے اندر جانا چاہا۔ ہر بار دکان کی ہونے
لگی۔ اس کی سوچ لہریں ان میں سے کسی کے اندر پہنچ گئی
پارہی صوبہ کے ڈریٹنگ مشین کے ذریعے مطوم کیا جاتا تھا
چکا کہ وہ سب کے سب باہر صاب کے اندر سے میں ہیں۔
ڈریٹنگ مشین کا سرخ نقطہ باہر صاب کے ادارے میں

تھوڑے کرکٹ کیا تھا۔ اس کے بعد بائزر پر اس ادارے کا
اندرونی حصہ دکھائی دیتا تو وہ نقطہ اندر تھوڑے کرکٹ
نشانہ برقی کرتا لیکن اس ادارے کا کوئی اندرونی حصہ بائزر پر
دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ سرخ نقطہ تھا۔ وہیں ایک
گیا تھا۔

جب وہ فرما کر نکلا تو اس وقت جب تک میں بھی ہوتا تھا نہ وہ
نقطہ آگے بڑھتا تو سب کو سب مضر اثرات تھا۔ جو جرنے
لیا تھا۔ اسے وہاں وقت رہتا تو رک رہی ہے۔ فرما کر
طرح اس کی پہلی کے تمام افراد کو ہونگے ہیں۔
ان حالات میں ایک سوال پیدا ہوا۔ ”کیا فرما رہا ہے
ادارے میں تھوڑے کرکٹ ہوا ہے؟“

اس نے ایک مشین کے بائزر کو دیکھ کر گلیں چمکا میں۔
وہاں ایک تھوڑے کرکٹ لگی۔ ”ڈریٹنگ مشین بھر کا کارہو بری
ہے۔ سرخ نقطہ بائزر دہلی کے ادارے کے سامنے تک
گیا ہے۔ کھینچے گا بڑا کیا جائے۔“

ٹھوڑی دیر بعد جوائی خیر بھری۔ ”اس میں زہریں
صرف دو روایتی تو میں ہی درک کر رہی ہیں۔ ڈریٹنگ مشین کا کارہو
نہیں ہوں۔ اسے ایسا نکال آؤں۔ دو روایتی تو میں کوں
سمجھو بھران کے خلاف کوئی حکمت عملی اختیار کرو۔“

”فرما کر دو روایتی کے ذریعے دو پوش ہے۔ سوچنے لگا۔
پورا خانہ میں میرے لیے ناوہ ہو گیا ہے۔ یہ ہوا اس کا
تو میں بھی ہیں اور ان کی حکمت عملی تھی۔ لیکن فرما کر
سہنس ڈیجٹل

پہلی اپنی حکمت عملی سے میرے سامنے آکر دو پوش ہو جاتی
ہے۔ اس کے ہاتھوں کو دو روایتی وقت نہیں ہے۔“
وہ اندر کھینچنے لگا۔ سوچنے لگا کہ اس خانہ کوں کے لوگ
کیا غیر معمولی ذہانت رکھتے ہیں؟ میرے سامنے کبھی مجیب
طرح کی ریکارڈ ہے۔ اگر ہے ہیں۔ سوچا کہ کام میں کرنی
ہے۔ آجیچہ تھوڑے ہو چکے ہو چکے کہ قدم رکھنا ہوگا۔

دو پوش رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہ ذہن اتنی خوبصورت
ہے کہ دوسرے سیاروں کے اکابرین میں یہاں قدم کرنا اس
دینا کو اپنے نام کر لینا چاہتے ہیں۔ ہمیں یہاں کا نا بچ کر اس
اور میرے ٹھکانے کے بہ مطوم ہوا کہ آواز ہونا ہے۔ ہم
چند گھنٹوں کو کوٹھار کے ستارے میں لے گئے تھے۔ ان کے
ذریعے مزید خوبصورت گوش اور خوبصورت شکل پیدا کرنا
چاہتے تھے لیکن ذہن سے لے جاتی جانے والی گوشیں
دواں کی آپٹیک ہوا اور وہاں زیادہ دلوں کو نہ تھی۔ ایک ایک
کر کے سرکے۔

دو سوچ رہا تھا۔ ”میں نے یہاں آکر چھ چمکا کر
ژنہ زد کو حاصل کیا ہے۔ اب بھی میں نے انھوں سے کتنی
دکھائی دے رہی ہے۔ میں اس کے نئے نئے نقصاں میں جاؤں گا
تو خالی اپنے سامنے اس کے ساتھ بھر رہا ہوں تھی ہے۔ میں کوئی
خطرہ مول لیا نہیں جاہوں گا۔“

دو روایتی اس کی تیز روایتی تھی۔ اس کے بغیر وہ نہیں رہ
سکتا تھا۔ یہ اس کی بھجوری دیکھ کر اسے انسانی آبادی میں نہیں
جاسکتا تھا۔ اسے مجھے ہی دیکھ کر سوچنے میں ہی اس کی پیچھے
پڑ جاتے۔ اس نے اپنے ہتھے ذہن اب تک پیدا کیے تھے۔ یہ
سب اسی تاک میں تھے کہ وہ نظر آجائے تو اس طرح
اسے موقع لیا جائے کہ وہ ذہن کے اوپر وہ کتنے اندر جا
سکے اور وہ اپنے سامنے اس کے ہاتھوں کی... ڈو کی پہلی کی
اپنے سامنے سے اکابرین کو کھینچیں کہ وہاں کرنا چاہتا تھا۔

اس کے اکابرین کو فیصلہ کر کے تھے کہ ذہن پر حکومت
کر رہے۔ یہاں کی گوشوں کے ساتھ لادوایتی زندگی
گزارتے ہوئے آجیچہ خوبصورت شکل پیدا کرانے تھیں
گئے۔ ستارے کے سامنے دواوں نے اپنے آپ کو دکھایا کہ تاپا
تھا کہ ایسی جینا لادوایتی کے لیے ذہن سے دافر متاثر میں
یورینیم حاصل کی جاسکتی ہے۔ ذہن چونکہ سورج سے قریب
ہے لہذا کسی شہاوں کے ذریعے سامنے کے شے میں منت
نئے تجربات میں جاتے ہیں۔
اس کے اکابرین نے کہا تھا کہ ذہن پر قبضہ بنانے اور
وہاں حکومت کرانے کے لیے جبکہ ٹرانہ اور ایسی ہتھیار

استعمال کرنا ضروری نہیں ہے۔ جو جو کرنا ہماری اور اپنی
حکمت عملی سے ذہن پر رہنے والی تمام ہڈی قانون کو اپنے
زیر اثر لائے سکتا ہے۔

اور یہ کہا گیا تھا کہ ذہن پر سب سے بڑی طاقت
دو حاجت کی ہے۔ اسے زہریلے تو کسی بھی خون خرابے
کے بغیر پوری دنیا میں ان کی حکومت قائم ہو جائے گی۔
گورنوں کو باج اور ایسی ٹوٹا نہیں کے رسالے پر قبضہ بنانے
کے لیے جو کرنا ہے تو کامیاب ہستی ملا دما مان کے ساتھ
ذہن پر جتا اور کیا تھا۔ اس کے لیے بائزر۔ فرما کر دیا گیا تھا
کہ وہ پہلے اس دنیا میں نہیں پائے۔ فرما کر دیا گیا تھا
کہلانے والوں کو زہر کر کے گا۔ اس کے انہماک اور غلام بنانے
اس سے دور ان کوئی دو روایتی طاقت آئے گی تو خیر
گوا سے منتھنا جائے گا۔

پھر یہی ہوا تھا۔ جو جو غیر معمولی مشینوں کے ذریعے
نا قابل تھوڑے کھلانے والوں کو کھینچ کر لے گا۔ امریکا اور یورپ
کے اکابرین فرما دے ہیں بائزر، خرابک جادو اور تھی ہے
بڑا بہتر ذہن بھروسے کے وہ بہرہ دالے چرے ان کے
نام اور تمام خفیہ ادارے اس کی ڈریٹنگ مشین میں محفوظ کر لے
گئے۔

اس نے اتنا قاسم سے پہلے فرما دیا کہ وہ ٹرک بنانے
کے لیے اس کے متعلق معلومات حاصل ہیں۔ یہ کھانا کھینچنے
تھا نہیں جو میں اس وقت کی سیر پھاؤں۔ اور کسی بھی
خبر کا کھینچنے کے لیے کتنے کھینچا ہے۔ اس کے علاوہ سورے
مات کھاتا ہے تو پلٹ کر دشمن کو کھیت دنا تو دیکھتا ہے۔
فرما کر پوری ہستی مطوم کرنے کے بعد جو جرنے
فیصلہ کیا گیا ہے خرابک کو کھینچنے کے بغیر خاموشی سے
ہلاک کر دیا جائے۔ اس کی ڈریٹنگ مشین نے تاپا تھا کہ ان
دو دنوں کو بائزر لینڈ کے ایک کالج میں تھا۔ اس نے اسی
کالج میں اس کی موت کا وقت مقرر دیا تھا۔

زندگی میں پہلی بار فرما دیا ہے اس ایسی دشمن سے اور
اپنی مقرر کردہ موت سے بچ رہا ہے۔ اسے یہ مطوم نہ ہو سکا
کہ تاج میں اسے اللہ تعالیٰ نے کسی طرح اسے غائب
دارغ بنا کر دکھایا ہے۔ دوسری جگہ پہنچا دیا تھا۔ دوسرے لنگھوں
میں اس کا یہی دریاں ہو چکا تھا۔ اپنی حضرت چاہتے تھے کہ
فرما دیکھو۔ سب کھانا اپنی شخصیت بھول جائے۔
دو روایتی پہلی تھی کے ذریعے جو عمل اس پر کیا گیا تھا۔
اس کے ذہن میں اس کی ڈریٹنگ مشین کوئی کامیابی آکر ہلاک
نہیں ہو سکتا تھا۔ جو جو ہو سکا تھا۔ کبھی تک سمجھ نہیں

پہلے اس کا صلہ کا کام رہا ہے اور اس نے کھینچ کر ان کو فرما دیا
سمجھ کر اس کے دماغ میں جا کر اسے ہلاک کیا ہے۔
اسے بعد میں پتہ چلا کہ فرما دے پہلے سے ڈریٹنگ مشین
ماریش طور سے کارہو ہو جاتی ہے۔ اس کے اکابرین نے
اسے تاپا کر اس پہلے میں دو روایتی ٹوٹ آئے اور ہی ہے۔ وہ
پانچ فریڈ دہلی کے ادارے سے براہ راست تھی۔ بائزر
ٹھکانے والا ہے اور اس کی ابتدا فرما دے کے گمراہ سے ہو سکتی
ہے۔

دو سوچ رہا تھا۔ آجیچہ اپنے مشینوں میں اپنے طریقہ
کار میں تہہ لٹیاں کر کے عالی اور ایمان علی سے منتھنا چاہتا تھا۔
اسے یقین تھا کہ وہ ان دلوں کے ذریعے فرما دیکھتا ہے
گا۔

عالی اور ایمان کے لیے اب ڈریٹنگ مشین پہننا ضروری
نہیں تھا۔ اس لیے اس میں ڈریٹنگ مشین ان کی نشا تہی کر رہی
تھی۔ ابھی یہ بات ان کے حق میں کی کہ جو جرنائی آبادی
میں نہیں لکھتا تھا۔
عالی نے خیال خوانی کے ذریعے ایمان سے ”تم
کہاں ہو؟“

”میں ہوش کے باہر کچھ ناطے پر تھرا اور انتظار کر رہا
ہوں۔“
”میں ایک جینگے کا اپنے میں تھری ہوں۔ وہاں ژنہ زد
رہتی ہے۔ فرما دے کہ اسے کدے۔ اسے پوائنٹ پر مہو۔“
عالی نے اسے وہاں کا پتہ دے دیا۔ ”تم ڈریٹنگ مشین
کے کدہ اپنی خوب کی مسلاتی کے لیے ہمارے سامنے ٹھوڑ
پڑنے گا کیا نہیں؟“

وہ ایک مشین میں بیٹھ کر ادھر جاتے ہوئے بولا۔ ”کیا نام
اب تک ابھی ہوں؟“
”جی، ہوں۔ بہت دور ہوں مرد مہ بخت ڈریٹنگ
مشین کے سامنے بیٹھا مطوم کر رہا ہوں کہ میں جینے کے لیے
کہاں کہاں جا رہی ہوں؟ ژنہ زد کو دکھایا میں کر کے اسے
ڈریٹنگ مشین کے سامنے سے چاہا جائے گا۔“
ایمان نے نہت ہو کر وہ ہوش کی ایک کا ڈریٹنگ کرل
کے پاس پہنچ گئی۔ وہاں آئی کا ایک انسٹرکٹور کو دیکھتے
ہوئے کا ڈریٹنگ کے پوچھ رہا تھا۔ ”میں دوں تم کو پارا سارو
تھیں کی چپانی لگی ہوئی ہے کیا؟ وہ اپنے کمرے میں نہیں
ہے؟“
”ہی نہیں، دوں وہاں ہوش چھوڑ گئی ہے۔“
جو جو آئی کے دو روایتی انٹرن کے اندر پہنچا جاتا تھا۔
جون 2007

عالی نے کہا۔ ”تم میرا چھوڑنا چھوڑ کر میرے اور ہاں اس
ذکرہ میں دشمنوں کا احسان نہیں اٹھاتی۔ اس تمہاری صورت کو
اپنے ساتھ چھوڑنے کے چاہتا ہوں۔ وہاں اپنا صاحب
دردنا ہے پھر بھی کراسے تمہارے لیے آزاد کر دیں گے اگر
اس دردان میں میں تمہیں نقصان پہنچانا چاہوں تو ہم اسے تڑپا
تڑپا کر مارداں گی۔“
وہ جھٹلایا کہہ لایا۔ ”اے تڑپانے اور مارنے کی بات نہ
کر دو۔ مجھے خبر پڑنا چاہتا ہے۔ میں اپنی صورت کی خاطر اس دنیا
کی ایک لڑکی سے بھجھتا کر رہا ہوں۔ لٹیگ ہے۔ اے ہاں
صاحب کے دردنا سے تک لے گا۔ میں اس کے اندر رہ کر
اس کی حفاظت کرتا رہوں گا۔“
ایمان نے کہا۔ ”اس دردان نہ تم اس کے داغ کو لاک
کرنے کی کوشش کرو گے اور نہ تم کر میں گے۔ کوئی بھی کسی کو
دھوکا نہیں دے گا۔“
جو چھوڑ کر اپنے اے ان کی بات مان لی۔ اس نے چند
لکھوں میں فیصلہ کر لیا تھا کہ ان سے بھجھتا کرنے میں اس کا وہ
فائدہ ہے۔ لیکن اس کی سلامتی اس امر سے ہے کہ وہ
سوگئے والا جوان وہاں سے جہازوں میں دور بھرنے جانے
کا توہرا رونا کر پاتا ہے۔ کھل کر مٹی نغما شاک آرزوی
سے تعلق رکھتا ہے اور جلد ہی کسی دوسرے ملک میں اپنی نغما
پناہ دہا سکتا ہے۔
میرا (سونا پیکار ڈا اس کی لڑکی ٹریگ شٹین میں تھا۔
دہیں اس نے ہماری ہسٹری لکھی تھی۔ جب ایمان نے اس
سے بھجھت کہا کہ وہ کھٹنے کی غیر معمولی حس رکھتا ہے تب
اسے یاد آیا تھا کہ یہ غیر معمولی سونا میں ہے لہذا
اس عورت کی ہونی۔ فرہادی بلی سے نقل کرنے والے
اس عورت کی مہجھ و غریب ملاہیتوں کے ڈاک ہیں۔ چونکہ
دینے والے اعزاز میں اپنے خائن کی بڑوں تک پہنچ جاتے
ہیں۔ جیسو کہ وہاں دووں ایک ہی جنگل میں اس کے مقابلے
پر آگے لے گا اور اس کے کئے پھر بلائو ہونے کی کمزوری سے
پہانا کہ وہاں امانہ نہ تھے۔
ان تمام حقائق کے پیش نظر جو جڑنے ہی دنیا کی پہلی
لڑکی سے بھجھتا کرنے میں ہی اپنی پہری تھی تھی۔ اس کے
ملاہتی ذہن میں منسو ہے پک رہے تھے کہ ایسا نہ کیا کرنا
ہے؟



برین ہاسٹرنے اپنے وقت میں ایک داغ کو لاک کیا
تھا۔ اس کا ہر دہن اپنا تھا جب کسی مخالف ٹیلی ویژن

اس نے اپنی گم پد کی زبان سے کہا۔ ”زما صل سے
سو چہ رسے ساٹھے اور کب کوئی اہمیت نہیں ہے۔ تم
اسے اور اپنی ذہن سے دوسری حالت میں جاؤ گی۔“
عالی نے کہا۔ ”میں تو نہ تڑپا کے اور خورخزاہ ہے
تمہارے بارے میں بہت کچھ معلوم کر سکی ہوں۔ تم نے
اسے بتایا ہے کہ تمہارے چارے سے اکابرین نے عورتوں
سے دور رہنے کی بات کی ہے اگر تم ایک کے بعد دوسری اور
دوسری کے بعد تیسری سے تعلق کر کے تو میں نہ کبھی مٹا
کاٹھس۔ اپنے خائن کی نظروں میں آ جاؤ گے۔“
ایمان علی نے کہا۔ ”تم ہمارے بارے میں نہیں
جاننے۔ عالی کے پاس ملٹی میڈیا کا علم ہے اور اس قدر ترقی طور
پر سوچنے کی غیر معمولی حس رکھتا ہوں۔ پہلی با جب اس
جنگل میں تمہارے قریب آنے کا موقع ملا تھا تو میں نے
تمہاری ہو سکتی تھی۔ آج یہ تم جب ملٹی میڈیا میں آؤ گے تو
مجھے تمہاری لو کے درد میں ملے ہوگا جے گا کہ تم کس قسم میں
کتنے فائلے ہو؟“
اس کے پاس ایسی کوئی غیر معمولی صلاحیت نہیں تھی لیکن
دشمن کو ابھانے اور قریب دینے کے لیے ہاتھ بناتی پڑتی
ہیں۔ اس بات نے جو چھوڑ کر پٹی میں جٹا کر دھا تھا۔ عالی
نے کہا۔ ”اگر تم میرے سامنے کسی کو کھٹنے کی جس کو ازمانا
جاتے تو وہ اپنی خیر چاہداری سے ہوا آؤ۔ یہ آدھے کھٹنے
کے اندر پہنچ کر شامت میں دہن اس کے پانچ پاگلے میں گئے۔
وہ اپنا پہنچ کر لو لکے کی حفاظت نہیں کرنا چاہتا تھا۔
اس نے کہا۔ ”یہاں میرا ہوا کہ ٹریگ ٹیکے سے خطرے سے
اکا کی ہلی تھی ہے۔ میں یہ ٹیکے چھوڑ کر دوسرے ملک میں
اپنی نانا گناہ کا ڈاکو گا۔ جہازوں میں روانے کے بعد اس
جوان کو ہمیری ہوٹیں لگے۔“
زونا تو بڑے صدمے سے ہئی۔ ”جو جہاز کا کہ
ہوے؟ کیا مجھے اس کے ہاتھوں مرنے کے لیے چھوڑ جاؤ
گے؟“
”نہیں، اس دنیا میں آنے کے بعد مجھے خوش کرنے
والی، مجھے دیوانہ بنانے والی پہلی عورت تم ہو۔ تم مجھے
خدا میں کی طرف اپنی طرف پہنچتے ہو۔ لیکن چھوڑ کر میں
دوسری عورتوں کے چکر میں کوئی خطرہ مول نہیں لیتا۔ یہاں
گا تم چھوڑ کر رہو۔ بھٹاں سے ہٹا کر دے گا۔“
پھر اسی نے عالی سے کہا۔ ”اگر میں تمہارا بیٹھا
چھوڑ دوں۔ میں آزادی سے نہیں ہی جانے دوں تو کیا تم
دلوں اس کا چھپا چھوڑو گے؟“

ایمان کے پاس پہنچ کر پوچھا۔ ”کیا تمہارے ہاتھ میں ہے؟“
”ہاں زونا تو میرے سامنے ہاں ہاں ہے۔“
عالی نے اپنے ایک اکرار کا سہارا سے انداز لگی۔ جو اسے
کاؤنٹر کر کے ذریعے کہہ رہا تھا۔ ”عالی! خورخزاہ ہے
گناہوں کا خون ہماری ہوت۔ تم اس شخص سے ہر شخص کو ہانکو
کی۔ مجھے سمجھتا کرو گی تو ہمیں بڑی زندگی ملے گی۔“
ہئی۔ ”زندگی دینے والا اور دینے والا صرف خدا
ہے۔ کیا تمہاری زونا تو دیکھ سکتا ہے؟ چاہو گے۔“
وہ ایک دم سے چٹک گیا۔ ”نور ای خیال خورخزاہ کی
جھانگ لگا کر اپنی گم پد کے ہاں بھجھا۔ وہ دیکھی ہوئی تھی۔ اس
نے کہا۔ ”میری جان! تمہارا دکھیں۔ میں آ گیا ہوں۔ تمہیں
پکڑ کر لیں گا۔“
وہ رونے کے انداز میں ہئی۔ ”اس نور کے
رہ اور کوئی سامنے سے ہتاؤ۔ کوئی نکل جائے گی۔ میں
میرا چاہوں گی۔“
”تمہیں کچھ نہیں ہوگا تم اس سے ہتاؤ۔ اس کا نام
اور پتا لکھنا معلوم کرو۔ میں اپنی لڑکی ٹریگ شٹین کے ذریعے
چند مشنوں میں اس کی ہماری ہسٹری لکھوں گا مگر یہ بھی
ہمیری لڑکی شٹین کی ناکوں میں آ جائے گا۔ عالی کی طرح
یہ بھی مجھ سے ہتا کتا پھرے گا۔“
عالی نے ایمان کے پاس آ کر کہا۔ ”جب تمہارا نام
اور پتا معلوم نہیں ہوگا۔ وہ کسی تمہارے سامنے بھی کھی
نہیں پہنچ سکتی گا۔“
اسی وقت زونا تو نے ایمان سے کہا۔ ”تم خورخزاہ مجھ
سے کیوں ہٹاتی کر رہے ہو؟ تمہارا نام کیا ہے؟“
ایمان نے ظہور انداز میں سکرانے کو کہا۔ ”تم
نام کے بعد ہمیری رہا میں گا، وہ کی چھوڑ کر اور جو جی مشکل
آسان کر دی۔ اس لکھ سے کہو، تمہارے داغ کے اندر
ہونے والی کوششیں جھٹکتی ہیں ہتی ہے۔“
وہ جھٹلایا کہہ جو جو سے ہے۔ ”میں پہلے ہی کوشش میں کر
داغ کو لاک کر رہا تھا۔ میں فرمت میں نہیں لگتی تھی کہ ہمیں
کے اندر جو جڑے ہیں۔ اور جو جڑے جگہ نکالی گئی۔
جب تازنگ ہم تم کو ہمیری خاموشی چھاتی۔ جو لوگ جان بنا
کر دور ہاتھ پلے گئے تھے۔ ان سب یہ جیسو سکتے ہاوی۔ اس
کیا تھا۔“
وہاں ایسا کوئی نہیں رہا تھا۔ جس کے ذریعے جو جو
لے آکر ہانا۔ تو وہ زونا کاؤنٹر کر کے اندر آ کر اسے
دوڑتا ہوا دہا لپے آ۔ وہ اس کے ذریعے عالی سے بات
کرنا اور اسے پہنچ کر پتا چاہتا تھا۔ اس وقت عالی نے نور امی

کے اور دوسرے؟“
”ہاں مگر مجھ سے کچھ کہنا ہے جو تو زونا تو کی زبان
سے نکلے گا میرا سامنے ہی تمہاری ہاتھیں لگے۔“

عالی بھی اس کاؤنٹر کر کے ذریعے اس کی ہاتھیں سر کر ان
کے دہاوں میں پہنچ گئی۔ اس وقت جو جاکہ افسر سے کہہ رہا
تھا۔ اس دہاوں کے بیٹھے کچھ فائلے پر پینچل بیٹیم ہے۔ عالی
وہاں موجود ہے۔ نور امی چاہتا جاؤ۔“
عالی نے اس افسر کو دوسرے سے بات کرنے پر ہانک
کیا۔ اس نے چند خطوں میں ہمیں افسروں اور کی سپاہیوں کی
آواز میں میں اور ان کے دہاوں میں جگہ عالی۔ وہ سب
ہم سے باہر آ کر اپنی گاڑیوں میں بیٹھا چاہتے ہے۔ ایسے
وقت دوسرا بیٹھنے کا زون ہے جو ہمیں لڑکی تازنگ کی۔
ان کے پیچھے دھا کرتے ہوئے بے کار ہو گئے۔ ایک افسر
سے بھٹے سے پوچھا۔ ”کیا یہ حفاظت ہے؟“
دوسرے افسر نے کہا۔ ”اگر یہ ایسی حفاظت دے تو
میں کرتا دوسرا طرح۔“
یہ کہتے ہی اس نے رہ اور لو لکھال کر اس افسر کی ہانک پر
گولی مار کر دوسرے سپاہی سے پہنچ کر کہا۔ ”ہاں پہلی چھوڑ کر
یہ بیٹیم دہتی ہے کوئی اس کے پیچھے نہ آئے۔ وہ افسر جو
ہاگ سے اندر آ کر پوٹا ہے۔ وہ ہم سب کو موت کے منہ میں
دکھلانا چاہتا ہے۔“
جو خیال خورخزاہ کے ذریعے وہاں موجود تھا۔ اس سپاہی
کی ہاتھیں سر چھوڑ گیا۔ یہ معلوم ہو گیا کہ عالی نہیں
ہاتی ہے۔ اس نے فہم سے اس سپاہی کے داغ میں زلزلہ
پیدا کیا۔ وہ پھپھا کر پٹیاں بٹیاں ہوا از میں پر کر تکلیف کش شد
سے تڑپے لگا۔
جو جڑے ایک افسر کی زبان سے کہا۔ ”جو اس لڑکی کے
بیٹھے چاہتے اور اسے گولی مارنے سے انکار کر رہے ہیں۔“
”طرح تڑپے کر رہے گا۔“
عالی اس وقت ایک ایک سپاہی کے اندر جا کر تازنگ
کرنے لگی۔ وہ بڑی پھرتی سے ایک کے بعد دوسرے
تیسرے اور پھر چوتھے کے اندر جا رہی تھی۔ وہ سب اپنے
افسروں پر اور گاڑیوں پر تازنگ کر رہے تھے۔ اس طرح وہ
افسروں مارے جن کے اندر جو جڑے جگہ نکالی گئی۔
جب تازنگ ہم تم کو ہمیری خاموشی چھاتی۔ جو لوگ جان بنا
کر دور ہاتھ پلے گئے تھے۔ ان سب یہ جیسو سکتے ہاوی۔ اس
کیا تھا۔“
وہاں ایسا کوئی نہیں رہا تھا۔ جس کے ذریعے جو جو

لے آکر ہانا۔ تو وہ زونا کاؤنٹر کر کے اندر آ کر اسے
دوڑتا ہوا دہا لپے آ۔ وہ اس کے ذریعے عالی سے بات
کرنا اور اسے پہنچ کر پتا چاہتا تھا۔ اس وقت عالی نے نور امی

جاننے والے کی مداخلت کا اندیشہ نہیں رہا تھا۔ اس کا سب سے زبردست مخالف بے باک مسک تھا۔ دو مہینے وقت میں ہر قسم کے منصوبے سے بے خبر تھا اور جاننے کے ساتھ میرا تفریح میں مبتلا کر اور ہاتھ۔

بہر حال وہ اپنی بیوی کی آواز میں دلہو اور نصیحت بدل تھا کہ ہمارا وہ خود ایک بڑس میں رہائش کی حیثیت سے ایک نئی سہمی زندگی گزارنے لگا تھا۔ جو بونے تھا کہ اس کی نئی نصیحت سے دور رہے کوئی شہین کرے گا اور وہ اسے حفظ دیتا رہے۔

ہے۔ اسے پچھائیں مہارت حاصل ہے۔ کیا میں اس کے اندر جا سکتا ہوں؟

دو ہوا۔ "میری ایک نوجوب کا نام ڈونڈو ہے۔ میں اپنی آڑ میں بیٹھ کر ڈونڈو کی آواز سن رہا ہوں۔ اس کے اندر سچے خاصوشی سے اس کے خیالات پر صوفے کو نہیں ڈونڈو عالی اور میری موجودہ زندگی میں مطمئن ہوجائے گی۔"

دو ہوا۔ "تھیک ہے، جیسا تم چاہتے ہو میں اسے کروں گا۔"

نہنے کے بعد تھری کو فریڈ کی طرف سے محمد اوس کا۔

ٹوٹی سے چپ چاپ سر جھکا کر اس کی ہم نوا رہا تھا۔ جو بونے کہا۔ "تم قابل اندک نہیں ہو۔ میرا کام بگاڑ دو گے۔ لی افحال میرے اور عالی کے معاملے سے دور رہو۔ میں اس سے نہنے کے بعد تھری سے نہنے لگاؤں گا۔"

عالی نانا نہیں کسی کا آسانی سے اس کے قابو میں آجاتی تھی۔ ڈونڈو اور ایمان نے ڈونڈو کو فریڈ نکال دیا تھا۔ وہ اس کے سامنے راز کی باتیں نہیں کر سکتے تھے۔ عالی نے خیال خوانی کے ذریعے کہا۔ "ایمان! انداکا شہ سے جو کئی ٹریٹنگ میں تمہاری رپورٹ قابل نہیں ہے۔ ابھی تک مجھ سے اور ڈونڈو سے دور رہو۔ جیسا کہ تم چاہتے ہو جو کہ تمہیں تلاش نہیں کر سکتا گا۔"

دو ہوا اس کے خیالات پر بے نہنے گئے۔ اس وقت عالی خیال خوانی کے ذریعے پاپورٹ آفس کے اعلیٰ الرے کے پاس پہنچے ہوئی کسی ایمان کی اس آفس سے بچنے کے ساتھ ساتھ عالی کی تصویریں اور ضروری کا کاغذ لے لیے بیٹھا تھا۔ ایسا اور کبھی اس وقت عالی کے خیالات بھی پڑھ رہے تھے اور ان کے بے باک پاپورٹ کے سہنے میں اس کی مدد بھی کر رہے تھے۔ انہوں نے وہاں کے حلقہ افرادوں کے ناموں میں سے کسی کو ایک کھٹے کے اندر دو بے باک پاپورٹ حاصل کر لیے۔

دو ہوا بے چارہ اور موسیقی کی خاطر جو کہ پراڈر آ گیا تھا۔ اس کی بیوی سونیکا اس مسز مارفا رینکس کلائی تھی۔ چارن موجودہ زندگی میں وہ بے باک رہا تھا۔ اس کے سونیکا کی یادداشت سے اپنا کولڈنا دیا تھا۔ وہ بیٹی کو بھول کر بیٹے کے ساتھ رہنے لگی تھی۔

"تمہیں ہمارے بیٹے کے دروغ سے ہار ہوں۔ تم ایک منٹ کے اندر ڈونڈو کے ذریعے ڈونڈو کی آواز سنو گے۔ جو بونے کو وہی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر ڈونڈو کے ذریعے برین ماسٹر سے رابطہ کیا پھر آڈیو میں میں رکھا ڈی ہوئی ڈونڈو کی آواز اسے سانی۔ اس نے آواز سن کر کہا۔

ایمان نے کہا۔ "میں سمجھ رہا ہوں وہ اس عورت کے اندر رہ کر میری کمرانی کرے گا۔ مجھے نفردوں سے اونکل ہونے نہیں دے گا۔"

اسی لیے کہتی ہوں۔ "جس میں نور اس کی نفردوں سے اور مجھ کو ہانا چاہتا ہے۔"

میں سمجھ رہا ہوں وہ اس عورت کی کمرانی کر رہا ہے۔

ایمان نے کہا۔ "تم ڈونڈو اس کمال کر رہے ہو۔ وہ مجھ پر جو اس دنیا میں نمودار ہونے ہی تمام بیٹی کا طاقتور ہادی ہونا چاہتا تھا۔ بہت ہی پراسرار اور ناقابل تخریب تھا جا رہا تھا۔ تم ڈونڈو نے اپنے پیچھے ہمکا ڈونڈو اور کنا شروع کر دیا ہے۔"

برین ماسٹر اور جینی کے بغیر اور بیوی بیٹے کے ساتھ بہت ہی خوشحال کھلی لائف گزار رہا تھا۔ خاص طور پر بیٹے کی قربت سے بہت ہی مطمئن اور آسودہ رہتا تھا تم چاہتا ہو جو کہ تابع داری اس کے خلاف کی۔ وہ اپنے تمام تر ذہانت کو استعمال کر کے اس سے نصیحت حاصل کرنا چاہتا تھا کہ کھلی کی طرف لانے والی کئی راہ تھائی تھیں۔ وہ بیٹی کی۔ اسے یہ خوف تھا کہ وہ جو کہ خلاف ایک ذریعہ میں اٹھائے گا تو اس کا ٹھکانا پتلا اور بیوی دونوں اس موت کے کھاتے اور بے جا میں گے۔

"تمہیں ہمارے بیٹے کے دروغ سے ہار ہوں۔ تم ایک منٹ کے اندر ڈونڈو کے ذریعے ڈونڈو کی آواز سنو گے۔ جو بونے کو وہی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر ڈونڈو کے ذریعے برین ماسٹر سے رابطہ کیا پھر آڈیو میں میں رکھا ڈی ہوئی ڈونڈو کی آواز اسے سانی۔ اس نے آواز سن کر کہا۔

ایمان نے کہا۔ "میں سمجھ رہا ہوں وہ اس عورت کے اندر رہ کر میری کمرانی کرے گا۔ مجھے نفردوں سے اونکل ہونے نہیں دے گا۔"

اسی لیے کہتی ہوں۔ "جس میں نور اس کی نفردوں سے اور مجھ کو ہانا چاہتا ہے۔"

میں سمجھ رہا ہوں وہ اس عورت کی کمرانی کر رہا ہے۔

عالی نے کہا۔ "یہ سب ایمان کی آگے کا کمال ہے جو اب تک جس زمانے اور پریوشان سے اس کے لیے لیکر بناؤ ہوئے والی بات نہیں ہے۔" "جیسا کہ تم نے ڈونڈو کے خیالات پڑھ کر مطمئن کیا ہے وہ کئی سٹار سے آیا ہے۔ کیا اس نے سٹار سے کام لیا ہے؟"

لیکن ایک بات کا ایمان تھا کہ جو بونے تو میں مل کے ذریعے ہے اسے معمول اور تابع دار نہیں بنانا چاہتا۔ وہ اس کے دروغ میں جبر آئیں آتا تھا۔ اس کے چور خیالات نہیں پڑتا تھا کہ وہ کسی پریوشان کی کہنے کا ہادی نہیں تھا۔ اس نے تمام کاربن پر، کردہ اور ٹوٹی ہے کو بھی آزاد چھوڑ دیا تھا۔ اسے خود پر اہم تھا کہ جب باپ کے بیٹے جیسی کے اختیار کے بغیر کسی کو بھی اپنے پڑا لے گا۔ وہ اپنے طریقے کار کے مطابق کسی بیوی کے طاقتور کو بھی ضروری پر مجبور کر رہا تھا۔

ایمان نے کہا۔ "یہ سب ایمان کی آگے کا کمال ہے جو اب تک جس زمانے اور پریوشان سے اس کے لیے لیکر بناؤ ہوئے والی بات نہیں ہے۔" "جیسا کہ تم نے ڈونڈو کے خیالات پڑھ کر مطمئن کیا ہے وہ کئی سٹار سے آیا ہے۔ کیا اس نے سٹار سے کام لیا ہے؟"

ایمان نے کہا۔ "یہ سب ایمان کی آگے کا کمال ہے جو اب تک جس زمانے اور پریوشان سے اس کے لیے لیکر بناؤ ہوئے والی بات نہیں ہے۔" "جیسا کہ تم نے ڈونڈو کے خیالات پڑھ کر مطمئن کیا ہے وہ کئی سٹار سے آیا ہے۔ کیا اس نے سٹار سے کام لیا ہے؟"

ایمان نے کہا۔ "یہ سب ایمان کی آگے کا کمال ہے جو اب تک جس زمانے اور پریوشان سے اس کے لیے لیکر بناؤ ہوئے والی بات نہیں ہے۔" "جیسا کہ تم نے ڈونڈو کے خیالات پڑھ کر مطمئن کیا ہے وہ کئی سٹار سے آیا ہے۔ کیا اس نے سٹار سے کام لیا ہے؟"

لیکن ایک بات کا ایمان تھا کہ جو بونے تو میں مل کے ذریعے ہے اسے معمول اور تابع دار نہیں بنانا چاہتا۔ وہ اس کے دروغ میں جبر آئیں آتا تھا۔ اس کے چور خیالات نہیں پڑتا تھا کہ وہ کسی پریوشان کی کہنے کا ہادی نہیں تھا۔ اس نے تمام کاربن پر، کردہ اور ٹوٹی ہے کو بھی آزاد چھوڑ دیا تھا۔ اسے خود پر اہم تھا کہ جب باپ کے بیٹے جیسی کے اختیار کے بغیر کسی کو بھی اپنے پڑا لے گا۔ وہ اپنے طریقے کار کے مطابق کسی بیوی کے طاقتور کو بھی ضروری پر مجبور کر رہا تھا۔

ایمان نے کہا۔ "یہ سب ایمان کی آگے کا کمال ہے جو اب تک جس زمانے اور پریوشان سے اس کے لیے لیکر بناؤ ہوئے والی بات نہیں ہے۔" "جیسا کہ تم نے ڈونڈو کے خیالات پڑھ کر مطمئن کیا ہے وہ کئی سٹار سے آیا ہے۔ کیا اس نے سٹار سے کام لیا ہے؟"

ایمان نے کہا۔ "یہ سب ایمان کی آگے کا کمال ہے جو اب تک جس زمانے اور پریوشان سے اس کے لیے لیکر بناؤ ہوئے والی بات نہیں ہے۔" "جیسا کہ تم نے ڈونڈو کے خیالات پڑھ کر مطمئن کیا ہے وہ کئی سٹار سے آیا ہے۔ کیا اس نے سٹار سے کام لیا ہے؟"

ایمان نے کہا۔ "یہ سب ایمان کی آگے کا کمال ہے جو اب تک جس زمانے اور پریوشان سے اس کے لیے لیکر بناؤ ہوئے والی بات نہیں ہے۔" "جیسا کہ تم نے ڈونڈو کے خیالات پڑھ کر مطمئن کیا ہے وہ کئی سٹار سے آیا ہے۔ کیا اس نے سٹار سے کام لیا ہے؟"

لیکن ایک بات کا ایمان تھا کہ جو بونے تو میں مل کے ذریعے ہے اسے معمول اور تابع دار نہیں بنانا چاہتا۔ وہ اس کے دروغ میں جبر آئیں آتا تھا۔ اس کے چور خیالات نہیں پڑتا تھا کہ وہ کسی پریوشان کی کہنے کا ہادی نہیں تھا۔ اس نے تمام کاربن پر، کردہ اور ٹوٹی ہے کو بھی آزاد چھوڑ دیا تھا۔ اسے خود پر اہم تھا کہ جب باپ کے بیٹے جیسی کے اختیار کے بغیر کسی کو بھی اپنے پڑا لے گا۔ وہ اپنے طریقے کار کے مطابق کسی بیوی کے طاقتور کو بھی ضروری پر مجبور کر رہا تھا۔

ایمان نے کہا۔ "یہ سب ایمان کی آگے کا کمال ہے جو اب تک جس زمانے اور پریوشان سے اس کے لیے لیکر بناؤ ہوئے والی بات نہیں ہے۔" "جیسا کہ تم نے ڈونڈو کے خیالات پڑھ کر مطمئن کیا ہے وہ کئی سٹار سے آیا ہے۔ کیا اس نے سٹار سے کام لیا ہے؟"

ایمان نے کہا۔ "یہ سب ایمان کی آگے کا کمال ہے جو اب تک جس زمانے اور پریوشان سے اس کے لیے لیکر بناؤ ہوئے والی بات نہیں ہے۔" "جیسا کہ تم نے ڈونڈو کے خیالات پڑھ کر مطمئن کیا ہے وہ کئی سٹار سے آیا ہے۔ کیا اس نے سٹار سے کام لیا ہے؟"

ایمان نے کہا۔ "یہ سب ایمان کی آگے کا کمال ہے جو اب تک جس زمانے اور پریوشان سے اس کے لیے لیکر بناؤ ہوئے والی بات نہیں ہے۔" "جیسا کہ تم نے ڈونڈو کے خیالات پڑھ کر مطمئن کیا ہے وہ کئی سٹار سے آیا ہے۔ کیا اس نے سٹار سے کام لیا ہے؟"

اپنے نہ کہا۔ "موجودہ حالات بہت ناگوار ہیں۔ جس طرح عالی نے آپ کو ملے لیے بنایا ہے۔ اسی طرح جو رہا ہے تا بعد از اپنی جتنی جانے والوں سے کام لے رہا ہوگا۔" کمریا نے کہا۔ "اس کے خیال خرابی کرنے والے تم دونوں کے اندر نہیں آسکتے ہیں۔ لیکن سب کے سب زونہ زود کے اندر چھپ کر باہر نکلنے کے رہیں گے۔"

عالی نے کہا۔ "میں ایسی چالوں کو سمجھتی ہوں۔ بابا صاحب کے ادارے میں سخت سخت وہ کسی بھی جگہ کسی وقت نہیں جا کر ہونے لگتے تھے۔"

"سوالیہ سے جس اور پھر بابا صاحب کے ادارے تک کا پہلا تھکان ہے۔ میں ان کے ساتھ ایک ہی طرح بچھا ہوا تھا۔ یہی نقشہ جو جو برین ماسٹر کر رہا ہے آگے تھا۔ یہاں سے وہ ایک سفر کرنے کے دوران میں دشمنوں کو کھل کر ہاتھ مارا اور ایمان دیا کہ اپنا بچاؤ کرتے رہتا تھا۔"

انہوں نے وہاں سے روانہ کر کے سطلے میں چل دی تھیں کی۔ جو سرے کو بردہ کر چوسنے لگے۔ وہ ایک فٹنٹ ٹانٹ میں ان تینوں کی پیشانی اڑا کے ہو چکی تھیں۔ عالی جتنی سے زونہ زود کی کھانجی کر رہی تھی۔ اس نے عالی سے پوچھا۔ "تمہارا وہ ساتھی کہاں ہے؟ پچھلے دو مہینوں سے دکھائی نہیں دے رہا ہے۔"

"وہ مر چکا ہے۔ مہینوں تک دکھائی نہیں دے گا۔ کیونکہ وہ سو رہا ہے۔"

آٹھ گھنٹے گزرے تو جو کوشش ہوئی۔ اس نے اپنی محبوبہ کے ذریعے پوچھا۔ "عالی! آج تمہارا ساتھی کہاں ہے؟"

وہ بولی۔ "ہاں، اب تو جی بولنا ہی پڑے گا۔ وہ آٹھ گھنٹے پہلے اس شہر سے اور اس ملک سے چا چکا ہے۔ جاؤ۔ اپنی فریڈنگ سٹیشن کے ذریعے اسے ڈھونڈو۔"

وہ دھم سے بولا۔ "تم لوگ زیادہ ہی چالاک بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ تمہارا زونہ زود کو برہنہ بنا کر اپنے ادارے کے لئے چاہو گی؟"

"اسے وہاں تک لے جانے میں مشکل کیا ہے؟ سہنہ فریڈنگ کے دوران میں اسے کسی آڑ کر کے ذریعے نقصان پہنچانا چاہو گے تو دیکھو گے کہ کس طرح خود کو بچائے تو جیسے خریدتے سے اپنی تک پہنچوں گی لیکن دشمنی کے نتیجے میں تم اپنی محبوبہ سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔"

"زونہ زود میری جان ہے۔ اسی کی خاطر میں جیسے ڈھیل دے رہا ہوں۔"

مالی اس کے اندر خاموش رہی۔ رات کو زونہ زود اس کے لئے ایک بیڈروم بنا گیا۔ وہ اسے اسی کمرے میں لاک کر کے بولی۔ "آرام سے سوئی رہو۔ دوپہانے صبح لگا۔ اس سے پہلے دوپہانے دیکھ کر ہوگی جب تک یہ نہیں لگے گا۔"

زونہ زود خاموش بیٹھیں۔ اس پر عالی۔ وہ گہری نیند سو گئی۔ برین ماسٹر نے بیڈروم ڈوڑی میں کھوم چکا تھا کہ وہ امرین کے خیر بلاؤنگ جا میں۔ عالی اور زونہ زود سوالیہ کے شہر ہرگ سے آ رہی ہیں۔ ان کا ہزار ایک گھنٹے کے لئے براہ منظر لگے۔ وہاں عالی کوڑیہ کیا جانے گا۔ آکر وہ باہر سے آنے لگی تو باہر اسی طیارے میں اس کے ساتھ برین تک چائے گا۔ اور اس کی بھی خبر اسے دشمنی کر کے دکھانی طور پر کر رہا ہے۔"

سوالیہ افریقا کے شہر تیکسارے ہے۔ یہ گورنل لندن سے روانہ اپنی اور دینس پٹیج کی فہمائش سے امرین ماسٹر کے شہر بلاؤنگ کر اسی طیارے میں اپنے لئے ایک سیٹ اور کے کرائی تھی، جہاں ان اور زونہ زود کو لے کر وہاں آنے والا تھا۔

گردنا برین ماسٹر اور بہت باہر معروف ہو گئے تھے۔ مسلسل خیال خرابی کے ذریعے زونہ زود کے اندر آتے جاتے رہتے تھے۔ انہوں نے رات کو جو سرے کہا۔ "تم کو میرے ہونے والے تمہاری کچھ خبریں تک کے لئے ایک کمرے میں بند کر دیا ہے۔ نہ وہاں پہنچنے کی نذر ہی کسی سے کوئی بات کر سکتے کی۔ ہم بھی دوپہانے نیند پوری کر لیں تو کیا خرچ ہے؟"

دوخت لگے میں بولا۔ "ہرگز نہیں، اس نے زونہ زود کو جگ تک لے گیا ہے۔ اس کے پاس کی کوئی چال ہو سکتی ہے۔"

شاہدہ بھی چاہتی ہے کہ میں اور میرے ایک چالوں کو برہنہ تک اس کے اندر آؤں۔ میں اور وہ موٹیج پراس کے دماغ کو لاک کر کے بہرہ میں سے لٹی اس کے اندر نہ چاہے اس کی گرائی نہ کر سکے۔ نہیں نہیں میں سے کوئی نہیں سوئے گا۔ اسے اچھا لگا کر ڈیٹی طور پر تازہ دم رہنے کے لئے نیند لادی ہے۔ برین ماسٹر نے کہا۔ "میں چاہتی ہوں نیند لوں گا جب تک میرا آڈر کار باہر زونہ زود کو خریدہ دماغ میں رہے گا۔"

گردنا نے کہا۔ "جو اب بھی دو چار گھنٹے کے لیے سو جاؤ۔ اس کے بعد مجھے کسی سوئے کا موقع نہ دوں۔"

جو جو نے انہیں نیند پوری کرنے کی اجازت دے دی۔ اس طرح وہ سب باہر اپنی ہادی سوئے بھی رہے اور زونہ زود کے اندر موجود بھی رہے۔ انہوں نے دیکھا کہ عالی نے تک

زونہ زود کی نیند میں کوئی مداخلت نہیں کی تھی۔ یہاں تک ہمیں آ رہی تھی کہ اس نے خود آرام سے سوئے کے لیے اسے کمرے میں لاک کیا تھا۔ ایک کڑا ایسی ہوتی ہے۔ حقیقت ہوتی ہے۔ عالی نے یہ کفر باہر اور اس کی بنیاد پر بیٹے اس طرح قیامت کی چال چاہتے ہیں؟

دوپہانے برین ماسٹر باہر اور گردنا اسی کوشش میں تھے کہ وہاں سے عالی کی روانگی سے پہلے ہی اسے تڑپ کر لیا جائے۔ لیکن وہ بہت جلدی پھر جوڑے کے سطلے میں لوٹے سے کہا تھا۔ "اسے یہاں نقصان پہنچانے کے سطلے میں ناکامی ہو سکتی ہے۔ اگر سرز کے دوران طیارے کو ہائی جیک کیا جائے۔ تو اسے فرار کرنا ہی نہیں ملے گا۔"

یہی کامیاب تھا۔ اسی میں ان کی کامیابی تھی۔ جب عالی زونہ زود کے ساتھ طیارے میں سوار ہوئی تو سب ہی خاموش ٹھہرا گئے۔ وہ دیکھتے ہوئے خود بلاؤنگ کے وہاں طیارے کے مسافروں میں گردنا اور باہر کا اضافہ ہو گیا۔ عالی اور زونہ زود کے پیچھے ان کی پیشیں تھیں۔ جب طیارے نے وہاں سے پرواز کی تو باہر سے آگے پیشی ہوئی عالی کو دیکھا پھر اپنے ساتھ کے ساتھی کو کچھ کر کہا۔ "ہائے عالی! تم کسی حیدر کو اپنے ساتھ لے جا رہی ہو؟"

عالی نے سر جھکا کر پیچھے دیکھا پھر کہا۔ "تمہاری ماں کو لے جا رہی ہوں۔"

باہر کے ساتھ پیشی ہوئی گردنا نے بڑے غور سے عالی کو دیکھ کر کہا۔ "میں دن رات عالی کے ساتھ رہ چکی ہوں۔ اسے اچھی طرح پہچانتی ہوں۔ یہ عالی نہیں ہے۔ اسے عالی کی ہم شکل بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔"

جو گردنا ماسٹر زونہ زود کے اندر تھے۔ گردنا کی بات سن کر جو کچھ سمجھے۔ برین ماسٹر نے باہر سے پوچھا۔ "تم اسے توجہ سے دیکھا اور تمہاری عالی کہاں ہے؟"

باہر نے کہا۔ "میں نے پہلے ہی عالی کو زونہ زود میں دیکھا ہے۔ اس کی خصوصیت دیکھی ہے۔ اس کے مطابق یہ عالی ہی دکھائی دے رہی ہے۔"

جو نے کہا۔ "میں ابھی اس کی آواز سن کر جو کچھ کیا تھا۔ اس کا بوجھ دیکھ کر حقیقت ہے۔"

یہ کہتے ہی زونہ زود کے پاس پیشی ہوئی عالی کے اندر چھپ گیا۔ عالی نے سانس نہیں دی۔ کیونکہ وہ چھاری نہ تو تھا۔ میں ہمارے جسم کی ندرتی ٹپٹپٹ جاتی تھی۔ اس کے منظر سے خیالات نے تپا کیا کہ وہ ہر گاہ شرم کی ایک کمان کر لے۔ اپنے ایک آڈر کار کو کھڑکوں کے کانٹوں سے

مجھے پھر ہی تھی۔ عالی نے اسے اپنے نیک اپ میں چھپایا تھا پھر اسے زونہ زود کے پاس پہنچا کر اس کے دماغ میں موجود رہتی تھی۔ یہ شہ کرنے کا موقع نہیں دیتی تھی کہ وہ عالی نہیں ہے۔

اب جو جڑی کھیں اسے آیا کہ پچھلے رات عالی نے زونہ زود کو اس کے کمرے میں کیوں لاک کیا تھا؟ وہ اسی وقت نہیں پہلی گئی اور دور کی رات اپنی جگہ اس ڈی کو کھینچ لیا تھا۔

جو جو اپنی ہانہ واگہ کے ایک دور افتادہ حصے میں بیٹھا ہوا تھا۔ فریڈنگ وہاں سے اٹھ کر کمرے کی طرف جانے لگا۔ جہاں تمام پیشیں ہوئی تھیں۔ برین ماسٹر نے پکڑا ہوا تھا۔ مسٹر جو اس لڑکی نے سب کچھ کر دیکھا ہے۔

اس طیارے میں نہ وہ ہے نہ اس کا ساتھی ہے۔ صرف ایک لوگ ہیں۔ تمہاری دو بچہ۔ اور تمہاری آڈر کار زونہ زود میرا لاکر رہا ہے۔ تو میں پھر وہوں تو مجھے پھر وہوں کے ہیں۔ کیا تمہاں سے جو اس وقت وہاں کہاں ہوگی؟"

"میں نہیں دیکھتی فریڈنگ سٹیشن کے پاس جا رہا ہوں۔ ابھی معلوم کرتا ہوں کہ وہ تم بنت میں دھوکا دے کر کہاں چھپی ہوئی ہے؟"

جو جو نے اپنا فون بند کیا۔ اس کے ساتھ ہی پھر بڑے سٹائی دینے لگا۔ اس نے اسے کان سے لگا کر پچھلائے ہوئے پوچھا۔ "پلیز، کیا بات ہے؟"

گردنا کی آواز سٹائی دی۔ "تمہاری زونہ زود بہت پریشان ہے۔ کہہ رہی ہے کہ اس کی اسے اپنے اندر ایک ایسی کی آواز دہرائی ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ فریڈنگ سٹیشن پر ہے۔ جو جو کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا کر فریڈنگ سٹیشن پر لے آ گیا ہے۔ اس نے گردنا سے کہا۔ "کیا تم زونہ زود کے اندر جا کر اس کی آواز سن چکی ہو؟"

گردنا نے جواب دیا کہ اس کے اندر جا رہی ہوں۔ پلیز برہم جی ملے آؤ۔"

جو جو نے فون بند کر لیا پھر اس کے اندر چھپ کر بولا۔ "کیا تم نے فریڈنگ سٹیشن پر آواز سنی ہے؟"

وہ بولی۔ "میں نہیں چاہتی کہ فریڈنگ سٹیشن پر کوئی ہے؟ لیکن اب یہی میرے اندر ایک کہہ رہا ہے جو اس کا نام فریڈنگ ہے۔"

گردنا اور باہر بھی اس کے اندر آ گئے تھے۔ اس سے کہہ رہے تھے کہ وہ نے لافراہد ہو گیا تو باہر ضرور ملے گا۔ اس جہاز کی ایئر بریسوں کا ایک ساتھی اسٹیشن زونہ زود ہل کر کھڑا ہو گیا کہ اسے اس سے رہا ہوا نہ لائے ہو۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

پلکیں جھپکائیں تو مانیٹر آن ہو گیا۔ دوسری بار پلکیں جھپکائیں تو وہاں تحریر ابھرنے لگی۔ ”اعلیٰ بی بی عرف عالی بنت فرہادی تیور کو تلاش کیا جائے۔“

تھوڑی دیر بعد ہی مانیٹر پر افریقا کا نقشہ اُبھر آیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک سرخ نقطہ چلنے بجھنے لگا لیکن وہ نقطہ آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔ کہیں جا کر یہ نہیں بتا رہا تھا کہ عالی صومالیہ سے نکل کر کس ملک کے کس شہر میں پہنچی ہوئی ہے؟ جو جو نے تھوڑی دیر انتظار کیا پھر مانیٹر سے سوال کیا۔ ”کیا بات ہے، ٹرینگ مشین بالکل درست ہے پھر یہ میری ایک مطلوبہ لڑکی کی نشاندہی کیوں نہیں کر رہی ہے؟“

تھوڑی دیر بعد ہی جواب اُبھرا۔ ”نشاندہی کے راستے میں وہ نادیدہ رکاوٹ ہے جو فرہادی تیور کے سلسلے میں ہوا کرتی ہے۔ تم روحانیت سے گھرا رہے ہو۔۔۔ جتنا طار ہو۔“ وہ پریشان ہو کر مانیٹر کو نکلنے لگا۔ ”فرہاد کے سلسلے میں اب تو کوئی رکاوٹ نہیں رہی ہے۔ ابھی میں نے اس کی آواز سنی ہے۔ مجھے پھر اس سے بات کرنی چاہیے۔ مگر کیسے؟ اس طیارے میں میرے تمام آلہ کار مرچکے ہیں۔ میں اس سے بات کرنے کے لیے اب کے آلہ کار بناؤں؟“

دور... بہت دور ایک پہاڑی آبشار کے پاس ایک وسیع چٹان پر انوشے دوزانو بیٹھی خلا میں تک رہی تھی۔ آبشار کچھ فاصلے پر تھا۔ پانی کے چھینٹے اس پر پڑ رہے تھے۔ وہ پلکیں جھپکائے بغیر ایک سمت دیکھ رہی تھی۔ جہاں اسے ٹرینگ مشین دکھائی دے رہی تھی اور اس کے مانیٹر کا وہ سرخ نقطہ اپنی جگہ ٹنہر گیا تھا۔

جناب اسد اللہ تمیزی نے کچھ سوچ سمجھ کر ہی میری پوتی انوشے کو میرے پاس بھیجا تھا۔ میں اس روحانی صلاحیتیں رکھنے والی بچی کو بڑے پیار سے دیکھ رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوں۔ اس مہبود نے مجھے بڑی غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والے بچوں سے نوازا ہے۔

انوشے ان سب میں نمایاں ہے۔ اس کے آگے جو جو کیا بیچتا ہے اور کیا پلکیں جھپکاتا ہے؟ انوشے نے پلکیں جھپکائی تھیں تو وہ مشین اس کے دماغ کے سامنے آگئی تھی پھر اس نے پلکیں جھپکائیں تو وہ سرخ نقطہ جھج گیا۔ آخری بار پلکیں جھپکائیں تو وہ سرخ نقطہ اس مشین کے ساتھ گم ہو گیا۔

...جی ہاں، وہ میری پوتی انوشے ہے اور میں اس کا دادا فرہادی تیور ہوں۔ اپنی داستان میں واپس آچکا ہوں۔

تیلی پیٹھی کے فسوں کار فرہاد علی تیور کی اس مقبول عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیے

”خونخواہ اس کے اندر تلاش کر رہے ہو۔ میں تو یہاں ہوں۔“ جو جو نے چونک کر کہا۔ ”ہاں، ہاں، وہی آڈیو مشین والی آواز اور لب و لہجہ ہے۔ تم۔۔۔ تم فرہادی تیور ہو؟“ وہ اپنی بھاری بھرم آواز میں بولا۔ ”میں موت ہوں۔ یہ طیارہ تین افراد کا مقبرہ بننے والا ہے۔“

اس نے ریوالور سے باہر کا نشانہ لیتے ہوئے کہا۔ ”تم نے بہت عرصے تک ڈی فرہاد بن کر بڑے گل کھلائے ہیں بڑے فسادات برپا کیے ہیں، بہت پریشان کیا ہے۔ کب تک برین ماسٹر کی غلامی کرتے رہو گے؟ جاؤ۔ تمہارا وقت پورا ہو چکا ہے۔“

یہ کہہ کر اس نے باہر کو گولی ماری۔ باہر نے ایک طویل عرصے تک فرہاد کی حیثیت سے بڑی دھاک جمانی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ اس کا کھویا ہوا داتا رور دہ بد پھر حاصل ہو جائے گا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یوں اچانک موت آجائے گی۔ وہ اپنے تمام زعب و دبدبے اور تمام مکاریوں کے ساتھ جہاز کی اُس سیٹ پر ہمیشہ کی نیند سو گیا۔

اسٹیوارڈ نے ریوالور کا رخ کر دنا کی طرف کیا۔ وہ خوف سے کانپتے ہوئے بولی۔ ”نہیں پاپا! آپ کے مجھے بیٹی بنایا ہے۔ آپ مجھے نہیں ماریں گے۔“

وہ سخت لہجے میں بولا۔ ”تم نے بیٹی بن کر رہنے کا حق کھودا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم اپنی زبان سے دوسری بار مجھے پاپا کہو۔ لہذا ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جاؤ۔“

دوسری گولی چلی پھر کر دنا بھی اسی سیٹ پر تڑپ کر ٹھٹھری ہو گئی۔ اس نے ریوالور کا رخ زونا زرد کی طرف کیا۔ جو جو نے ایک دم سے تڑپ کر کہا۔ ”لو مسٹر فرہاد! ترک جاؤ۔ اسے گولی مارنا بہت مہنگا پڑے گا۔“

اسے جواب ملا۔ ”جو جو کرتے! تمہیں اس دنیا میں رہ کر معلوم ہو گا کہ میں ہمیشہ مہنگا سودا کرتا ہوں اور سستی موت مارتا ہوں۔ اس کے دماغ سے جاؤ۔ اپنی ٹرینگ مشین کے ذریعے اعلیٰ بی بی عرف عالی کو تلاش کرو۔“

یہ کہتے ہی اس سائنلر لگے ہوئے ریوالور سے تیسری گولی چلی۔ دوسرے ہی لمحے میں اس کا دماغ مردہ ہو گیا۔ جو جو کی سوچ کی لہریں وہاں سے نکل آئیں۔ وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ غصے سے کانپنے لگا۔ اس دنیا میں آنے کے بعد فرہاد اس کا پہلا دشمن تھا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہی اس کا آخری دشمن ہو گا۔ اس نے ہمیشہ کے لیے اس کی مجبو بہ کو چھین لیا تھا۔

وہ تمیزی سے چلتا ہوا ٹرینگ مشین کے سامنے آیا۔